محمد رسول الله

توفيق الحكيم

عطية خليل عرب

محمد

عليه السلام

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

توفیق الحکیم

ترجمہ و تشکیلِ جدید

عطیہ خلیل عرب

پیشکش

مکتبۂ جدید ○ لاہور

بار سوم ۱۹۷۵ء

طابع : رشید احمد چودھری
مکتبہ جدید پریس
لاہور

سول ایجنٹس برائے کل پاکستان :

شاہکار بُک کلب
پوسٹ بکس ۱۷۵۴ - لاہور
فون ۳۵۴۱۰۳

اِنتساب

ابّا حضور علّامہ خلیل عرب

اور

امّی جان سلمٰی بنت سیّد امیر علیؒ

کے نام

جن کے فیضِ تعلیم و تربیّت نے

مجھے علمی اور دینی

خدمت کی

توفیق بخشی!

عطیّہ

عربی مآخذ

تفسیر ابن کثیر ـــــ امام ابن کثیرؒ
" ابن جریر ـــــ ابوجعفر محمدؒ بن جریر الطبریؒ
" امام بغوی
الصحیح للمسلم
الصحیح للبخاری
مشکوٰۃ المصابیح
سیرۃ ابن ہشام
تاریخ الامم والملوک ـــــ ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ

اُردو مآخذ

رحمۃٌ للعالمین ـــــ مولانا سلیمان منصور پوریؒ
سیرۃ النبیؐ ـــــ علامہ شبلیؒ و علامہ سید سلیمان ندویؒ
عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ ـــــ ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی

پیش لفظ

ادھر تقریباً ۳۰۔۲۵ سال سے مصر و شام کے ترقی پسند و نامور ادباء میں سیرتِ نبویؐ اور تاریخ اسلام کو افسانوی وادبی رنگ میں اور دلچسپ مکالمات و دلآویز اسلوب تحریر میں پیش کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ اس کے محرکات و اسباب محض معاشی و تجارتی تھے۔ یا رجحانِ طبع کی تبدیلی اور قلبی تقاضا؟ ہمیں اس سلسلہ میں بدگمانی سے کام لینے کا حق نہیں، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اس رجحان نے شرقِ اوسط کے ادبی ذخیرہ اور کتب خانے کو بعض بڑی مؤثر و دل آویز و کامیاب تصنیفات عطا کیں اور انہوں نے ممالک عربیہ کے نوجوانوں کے ذہن و ذوق پر بڑا اچھا اثر ڈالا اور کچھ عجب نہیں کہ بہت سے دلوں میں ایمان کی بھی تخم ریزی کی ہو وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ادیب و اہلِ قلم (رجحان صحیح ہو جانے کے بعد) دین کے موثر ترین داعی و مبلّغ بن سکتے ہیں۔ کعبۂ ایمان کو ادبی صنم خانے سے برابر پاسبان ملتے رہے ہیں۔

ان تصنیفات میں جو رجحان کی اس تبدیلی کے بعد وجود میں آئیں، ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی علی ھامش السیرۃ اور الوعد الحق، عباس محمود العقاد کا سلسلۂ عبقریات (عبقریۃ محمدؐ عبقریۃ الصدیقؓ وغیرہ وغیرہ) توفیق الحکیم کی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاص طور پر مقبول ہوئیں

اسلامیات اور صالح ادب کا ذخیرہ کسی ایک ملک اور قوم کی ملک نہیں، پورے عالمِ اسلامی بلکہ دنیائے انسانیت کی ملک ہے، اس لئے یہ بات بالکل صحیح اور حق بجانب ہے کہ عربی تصنیفات کا ترجمہ اردو میں، اور اردو تصنیفات کا ترجمہ عربی، فارسی اور ترکی میں ہو، البتہ انتخاب صحیح ہونا چاہئے کہ سارا معاملہ انتخاب کا ہے۔

محترمہ عطیہ خلیل اس نامور عرب علمی گھرانے کی رکن ہیں جو کم سے کم پچھتّر سال سے مختلف حیثیتوں سے ہندوستان کی علمی و دینی خدمت کر رہا ہے۔ ان کے جد امجد شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی فنِ حدیث کے امامِ عصر اور ہندوستان کے اکثر اکابر و مشاہیر کے استاد تھے، ان کے والدِ محترم مولانا خلیل عرب پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں صحیح طریقہ پر عربی کی تعلیم دی اور عربی کا صحیح ذوق پیدا کیا۔ یہ خاندان "نطقِ اعرابی" و ذہنِ ہندی کا جامع ہے اور اسمیں ابھی تک اہلِ یمن کے ایمان کی چنگاری محفوظ

ہے۔ مکتبہ البیان نے توفیق الحکیم کی کتاب کے ترجمہ کے لئے (جس کے لئے ایمان و علم اور عربی و اردو پر یکساں عبور، دونوں کی ضرورت تھی) عطیہ خلیل کا انتخاب کرکے اپنے صحتِ انتخاب و حسنِ ذوق کا ثبوت دیا ہے۔

عطیہ خلیل عرب[1] صاحبہ نے اس کتاب کا صرف شستہ و شگفتہ اردو میں ترجمہ ہی نہیں کیا ہے بلکہ اپنے مطالعہ اور تحقیق سے اس کو چار چاند لگا دیتے ہیں، انہوں نے اس کتاب کی تکمیل اور اس کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کتنی محنت کی ہے اور اصل مآخذوں کو دیکھنے پھر اُن کی تطبیق و تحقیق کی کوشش میں اپنا کتنا وقت صرف کیا ہے اور وہ اس میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہیں، اس کا اندازہ اصل و ترجمہ کا مقابلہ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ بعض مناظر انہوں نے مستقل اضافہ کئے ہیں، جن کے بغیر کتاب میں خلا اور نقص رہ جاتا، اکثر مناظر میں انہوں نے جزوی اضافہ کیا ہے، بہت جگہ انہوں نے محققانہ حواشی اور نوٹس لکھے ہیں، غرض انہوں نے اپنی لیاقت و محنت، اور براہِ راست مطالعہ سے کتاب کی علمی قیمت اور وزن میں بہت اضافہ کر دیا ہے، ترجمہ اتنا رواں، بے تکلف اور زبان اتنی شگفتہ و با محاورہ ہے کہ اس کو ترجمہ کہنا مشکل ہے، خدا کرے، اس ترجمہ اور مختصر کتاب سے ہمارے نوجوانوں کو سیرتِ نبوی کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو جائے، اور ان کا دل اس محبت اور یقین کی لذت پائے جس کے بغیر دل کو دل کہنا لفظ کا غلط استعمال ہے۔

ابوالحسن علی ندوی

لاہور ۴ رجب ۱۳۷۷ھ

---

[1] عطیہ خلیل عرب اب عطیہ محمد ازہر بن چکی ہیں۔

اشارات

نبوّت انسانی عقل و بصیرت کے ارتقاء کی معراج ہے ۔ اُس کے بغیر کائنات کی پنہاں حقیقتوں کا شعور ممکن نہیں ۔ انبیاء کی شخصیت میں وجدان کی تیز روشنی کے ساتھ ساتھ وہ بلند اخلاقی اور انسانی خصوصیات بھی ہوتی ہیں جن کے ذریعے وہ سماج کے ہر شعبے میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کرتے ہیں ۔ وہ اپنے عظیم مقاصد کے حصول میں کبھی اخلاقی حدود سے متجاوز نہیں ہوتے ۔ وہ اپنی تحریکی جدّوجہد میں ایک اعلیٰ کردار پیش کرتے ہیں اور اپنے مذہبی واردات کو زندہ اور ہمہ گیر تاریخی قوّت بنا دیتے ہیں ۔

انبیاء نے ہر دَور اور ہر ملک میں نوعِ انسانی کی ہدایت کا فریضہ انجام دیا ۔ جب بھی انسان نے حق سے روگردانی کی اور اوہام کے اندھیروں میں کھو گیا ، انہوں نے اُسے صداقت کی روشنی دکھائی ، اُسے ایک صالح نظامِ حیات عطا کیا اور بتایا کہ دین و دُنیا میں ایک ربطِ لطیف ہے جس کا صحیح ادراک و شعور ہی خدا پرستی کی بنیاد ہے ۔

خدا کی طرف سے یہ سلسلۂ رشد و ہدایت ازل سے جاری رہا اور اس کی آخری کڑی محمدؐ صلعم کی ذاتِ گرامی ہے ۔ آپؐ سے پہلے ہر نبیؑ کا پیغام کسی خاص قوم اور کسی خاص خطّے تک محدود ہوتا تھا لیکن آپؐ کی بعثت کا مقصد بلا تفریقِ ملک و ملّت عالمِ انسانی کو راہِ راست پر لانا تھا ، یہی وجہ ہے کہ اَدیان و ملل کی تاریخ میں اسلام ہی وہ دینِ کامل اور جنابِ رسالت مآبؐ کی مثالی شخصیت ہی وہ اسوۂ حسنہ ہے جس کی روشنی میں انسان کو صحیح رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے ۔ آپؐ نے زندگی کے ہر شعبے کی اصلاح و تعمیر کے لئے صرف ہدایات ہی نہیں پیش کیں بلکہ انہیں عملی شکل بھی دی ، تہذیب و تمدّن ، سیاست و معیشت ، علم و حکمت اور عبادت و معاشرت ، غرضیکہ ہر شعبہ حیات میں آپؐ نے اپنے بُلند اصولوں کو ٹھوس تاریخی حقیقت بنا دیا ۔ آپؐ کی سیرت اور آپؐ کے پیغام کا کوئی نقش بھی دُھندلا نہیں ۔ جس طرح قرآنِ کریم کے سوا کوئی آسمانی صحیفہ اپنی اصل صورت میں موجود نہیں اُسی طرح رسولِ اکرمؐ کے سوا کسی نبی یا رسول کی زندگی کے حالات و واقعات مکمل طور پر محفوظ نہیں اور

جو ملتے بھی ہیں، اہلِ کتاب کی تحریف کی وجہ سے ان کی واقعیت افسانوی رنگ آمیزیوں میں گم ہو گئی۔ ان وجوہ کی بنا پر یہ ایک حقیقت ہے کہ دورِ جدید میں اگر انبیاء و رُسل میں سے کسی کی شخصیت بھی جامعیت کے اعتبار سے اُسوۂ حسنہ بن سکتی ہے تو وہ محمدؐ کی ذات ہے۔

ملّتِ اسلامیہ کی یہ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس کے ہادیٔ برحق کی زندگی کا کوئی حصّہ بھی گوشۂ گمنامی میں نہیں بلکہ تاریخ و سیرت کی مستند کتابوں میں آپؐ کے اشارات تک پائے جاتے ہیں۔ بعثتِ نبویؐ سے لے کر آج تک سیرتِ اقدس پر جس قدر لکھا گیا اور لکھا جارہا ہے، تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خصوصیت کے ساتھ عربی، فارسی اور اُردو کے اربابِ فکر و فن نے مختلف انداز میں آپؐ کی پیمبرانہ شخصیت کے جلال و جمال کی عکاسی کی ہے۔ شاعری خاص طور پر آپؐ کے تصورِ حیات اور آپؐ کی سیرتِ پاک سے متاثر ہوئی۔ "قصصی" انداز میں بھی آپؐ کا ذکر ملتا ہے لیکن تخلیقی ادب کی نہایت اہم صنف ڈرامہ (تمثیل) میں آپؐ کے عظیم کردار کو اب تک پیش نہیں کیا گیا تھا۔ الاستاذ توفیق الحکیم کی کتاب "محمدؐ" اس اعتبار سے فنِ سیرت نگاری میں لائقِ ذکر کارنامہ ہے کہ اس میں آپؐ کی شخصیت کے شکوہ و جلال کو نمایاں کرنے کے لئے تمثیلی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اُردو میں اس عظیم کتاب کے ترجمہ سے ہمارا مقصد جہاں یہ ہے کہ اردو ڈرامہ نگاری میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو، وہاں یہ بھی ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو دین سے غافل اور اپنی تاریخ سے بیگانہ ہے۔ اسے موثر ڈرامائی انداز میں سیرتِ نبویؐ کے ہر پہلو سے روشناس کرایا جائے۔

توفیق نے اگرچہ اپنی تالیف کے لئے مواد مستند تاریخی کتابوں ہی سے فراہم کیا ہے لیکن تحقیقی مطالعہ کے بعد یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ شوقِ داستان طرازی میں تخیل کو حقیقت سے پورے طور پر مربوط نہ رکھ سکے۔ سیرتِ پاک کو ان سے ہم آہنگ کرنے کے لئے رسولؐ سے عقیدت کے ساتھ ساتھ اسلام پر حکیمانہ نظر، واقعات و روایات کی صحت اور مورّخانہ دیانت نہایت ضروری ہے۔ شاعر، افسانہ نگار اور ڈرامہ نویس، ان میں سے ہر ایک کو سیرتِ اقدس پر لکھنے کے لئے اپنے جذبہ و تخیل کو مذکورہ شرائط کے تحت حقیقت و واقعیت سے ہم کنار رکھنا ہوگا۔

سیرت نگاری کے انہیں آداب کے پیشِ نظر میں نے ترجمہ میں واقعات کو تاریخی انداز میں ترتیب دے کر اور ضروری حذف و اضافہ کرکے توفیق کی کتاب کو

حتی الامکان مستند بنانے کی کوشش کی ہے۔

اصل عربی کتاب تمہید کے بعد تین ابواب پر مشتمل ہے، اِن میں کُل ترانوے مناظر ہیں۔ مَیں نے بھی تقسیم یہی رکھی ہے لیکن ہر باب میں متعدد مناظر بڑھا کر سیرت کے بعض اہم گوشوں کو نمایاں کیا ہے۔ مثلاً باب دوم میں منظر ۲۵ سے آخر کتاب تک جو مناظر ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جنہیں میں نے مستند کتابوں کی مدد سے خود مرتّب کیا ہے۔ شروع سے آخر تک کتاب میں شاید ہی کوئی منظر ایسا ہو جس میں کوئی حذف و اضافہ نہ کیا گیا ہو۔

بنو قریظہ کے قتل کو بعض سطحی نظر رکھنے والے اسلامی تاریخ کا خونیں باب قرار دیتے ہیں۔ مَیں نے اس واقعے کے سیاسی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے "اِجلاءِ بنی نُضیر" کا اضافہ کیا جو یہود کی تخریبی سازشوں کی ناکامی اور اسلام کی اَمن پسندانہ پالیسی کی کامیابی کا بہترین مرقع ہے۔ غزوۂ حنین، فتح مکّہ اور اس کے اثرات سے متعلق مناظر میں نے خود بڑھاتے ہیں۔

مَیں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی، جناب نیاز فتح پوری، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور جناب محمّد احمد سبزواری کی ممنون ہوں کہ انھوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور کتاب کی تشکیلِ جدید کے سلسلے میں اپنے مفید مشوروں سے میری رہنمائی کی۔

عطیّہ

لاہور۔ ۲۸ر جنوری ۱۹۶۲ء

پہلا منظر

یہودی ۔ یہودیو ——— ! یہودیو ——— !

(اس آواز پر تمام یہودی چاروں طرف سے آکر اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں)

مجمع ۔ تجھ پر خدا کی مار — کیا ہوا تجھے ——— ؟

یہودی ۔ (آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ دیکھو —— وہ دیکھو ۔ !

مجمع ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) وہاں کیا رکھا ہے —— ؟

یہودی ۔ دیکھو تو —— آج کی رات ستارۂ احمدی طلوع ہوگیا !

(سیرت ابن ہشام جلد دوم ، صفحہ ۵۴)

دوسرا منظر

(کعبے کے پاس — عبدالمطلب بیٹھے ہیں۔ ایک عورت دوڑتی ہوئی ان کے پاس آتی ہے)۔

عورت ۔ (قریب آکر) مبارک ہو عبدالمطلب! تمہیں مبارک ہو!

عبدالمطلب ۔ کیا ہوا —؟

عورت ۔ پوتا ہوا ہے تمہارا —!

عبدالمطلب ۔ عبداللہ کا بچّہ —؟

عورت ۔ ہاں — اسی کے ساتھ ساتھ ایک شعاعِ نور بھی نمودار ہوئی۔ جس کی روشنی میں آمنہ بنت وہب نے بُصریٰ (شام) کے محل دیکھے!

عبدالمطلب ۔ بہت خوب —!

عورت ۔ اٹھو، جلد چلو، اسے دیکھ تو لو۔

عبدالمطلب ۔ (بہت خوش ہیں) ہاں، ہاں چلو — میں اس بچے کا نام محمدؐ رکھوں گا اور جلد ہی اس کے لئے ایک انّا بھی تلاش کرنی ہوگی۔

عورت ۔ محمدؐ! خاندانی نام چھوڑ کر یہ نیا نام.....!!

عبدالمطلب ۔ ہاں — میں چاہتا ہوں کہ میرا بچّہ ساری دنیا کی ستائش کے شایاں ہو۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صہ۵۵ ابوالفدا۔ صہ۱ ۔ یسعیاہ ۶/۹)

تیسرا منظر

"عرب کی قدیم روایات اور دستور کے مطابق اناؤں کا قافلہ مکّہ کی طرف جارہا ہے۔ اسی میں حلیمہؓ سعدیہ بھی ہیں۔"

قافلے والیاں۔ حلیمہؓ! تمہاری گدھی بہت دھیرے چلتی ہے!

حلیمہ۔ ہاں، نہایت کمزور اور لاغر ہے۔ آج کل ہمارے حالات بہت خراب ہیں، ہمارا شیرخوار بچّہ ساری ساری رات بھوکا رہتا ہے۔ ادھر بکریوں نے بھی دُودھ دینا چھوڑ دیا ہے تو دوسرے بچّے اور خود ہم دونوں بھی بڑی تنگی اور پریشانی میں گزر کر رہے ہیں۔

ایک قافلے والی۔ خیر۔ گھبراؤ نہیں، یہاں تمہیں کسی دولت مند کا بچّہ مل جائے تو سمجھو، دن پھر گئے تمہارے۔

حلیمہ۔ ہاں، میں بھی یہی سوچ کر چلی ہوں۔

مکّہ میں —— بنی سعد بن بکر کی تمام عورتیں مختلف امیروں کے بچّے لے کر قیام گاہ پر واپس آرہی ہیں۔ لیکن حلیمہؓ سعدیہ پریشان ہیں۔

ایک قافلے والی۔ ارے حلیمہ! تمہاری گود خالی ہے؟

حلیمہ۔ کیا بتاؤں، کسی دولت مند کا بچّہ نہیں ملا —— ایک ہے بھی تو وہ یتیم ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے ہماری تمام اُمیدیں بچّے کے باپ سے وابستہ ہوتی ہیں —— اور اس کے دادا یا ماں سے کوئی توقع نہیں۔ اسی لئے میں چھوڑ آئی، کیا کرتی لا کر؟

ایک قافلے والی۔ لیکن اب کروگی کیا؟

(ابوشیما آتے ہیں)

ابوشیما۔ حلیمہ! صبح قافلہ روانہ ہونے والا ہے اور تمہیں ابھی تک کوئی بچّہ نہیں مل سکا؟

حلیمہ۔ (کچھ سوچ کر) میں خود بھی خالی ہاتھ واپس نہیں جانا چاہتی، اسی یتیم بچّے کو لے آتی ہوں۔

ابوشیما۔ ہاں —— ہاں، جاؤ، لے آؤ۔ ممکن ہے وہ ہمارے لئے مبارک ثابت ہو۔

(حلیمہ سعدیہ نومولود محمدؐ (صلعم) کو لے کر آتی ہیں۔ صبح قافلہ روانہ ہو جاتا ہے۔ جونہی آپؐ کو گود میں لے کر سوار ہوتی ہیں، وہی آہستہ رو گدھی خوب تیز چلنے لگتی ہے)

قافلے والیاں۔ ارے حلیمہؓ! حیرت ہے، یہ تمہاری وہی گدھی تو ہے جو آتے وقت سب سے پیچھے تھی۔

حلیمہ۔ ہاں میں بھی یہی دیکھ رہی ہوں۔

قافلے والیاں۔ واقعی یہ اس بچےؐ کی برکت ہے۔

حلیمہ۔ پہلے تو میرے اتنا کم دُودھ ہوتا تھا کہ میرا ہی بچہؐ بھوکا رہتا تھا لیکن رات اس بچے کو گود لیتے ہی اتنا دُودھ ہوا کہ یہ اور میرا بچہؐ دونوں سیر ہو گئے یہ خدا کی رحمت اور اس بچےؐ کا فیض ہے۔

(قافلہ منزل کی طرف جا رہا ہے)

(گاؤں پہنچ کر)

ابو شیمار۔ اُمّ شیمار! کون کہتا ہے کہ میری بکریاں دُودھ نہیں دیتیں۔؟ ذرا دیکھو تو، واقعی یہ اسی بچےؐ کی برکت ہے۔

اُمّ شیمار۔ ہاں، میں بھی برابر یہی دیکھ رہی ہوں — اپنی زمین ہی کو لے لو۔ سارے گاؤں میں ہماری ہی زمین بنجر اور قحط زدہ تھی۔ اب خدا کے فضل اور اس بچےؐ کی برکت سے رنگ ہی بدل گیا۔

ابو شیمار۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ابو شیمار کی بکریاں جہاں چرتی ہیں وہیں اپنی بکریاں چرایا کرو، بہت دُودھ دیں گی۔

چوتھا منظر

(اسی گاؤں میں — خدا نے اس گھرانے کے دن پھیر دیئے
رحمتِ خداوندی کی بارش ہوتی ہے — سارا کنبہ اس بچے پر
جان چھڑکتا ہے)

چار برس بعد.....

صبح کا وقت — اُمّت کا ہونے والا رہنما اور خدا کا برگزیدہ بندہؐ
اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ پہاڑ پر بکریاں چرانے میں مصروف ہے۔
(تھوڑی دیر بعد ابنِ شیمار دوڑتا ہوا گھر آتا ہے)

ابنِ شیمار۔ (سراسیمہ اور خوف زدہ ہے) ابّا جان! ابّا جان..... یہ جو قریشی بھائی ہیں نا۔ ابھی ہمارے ساتھ پہاڑ پر بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک سفید لباس میں دو آدمی آئے اور انہیں پکڑ کر لٹا دیا، پھر ان کا سینہ چاک کرکے دل نکال لیا۔ آپ جا کر دیکھئے تو.....

ابوشیمار۔ (حیران ہو کر) حلیمہ! سنو، یہ کیا کہہ رہا ہے؟ چلو، دیکھ آئیں۔

اُمّ شیمار۔ (گھبرا کر) ہاں، چلو، دیکھوں تو کیا ہوگیا میرے بچّے کو.....!

(دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ حضورؐ اقدس صحیح سلامت کھڑے ہیں۔ فرطِ محبت میں دوڑ کر دونوں آپؐ کو گلے لگا لیتے ہیں)

ابوشیمار۔ بیٹا! کیا ابھی یہاں کوئی آیا تھا؟

محمدؐ۔ (رک رک کر) جی۔ جی ہاں — ابھی یہاں دو سفید پوش آدمی آئے تھے۔ انہوں نے مجھے یہاں لٹا کر میرا سینہ چاک کر دیا..... پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔

ابوشیمار۔ اُمِّ شیمار! اسے ابھی تو گھر لے چلو، پھر اس کی ماں کے حوالے کر آنا۔ نہ معلوم یہ کیا ہوا تھا اور آئندہ کیا ہوگا؟

حلیمہ۔ لیکن یہ تو ہمارے گھر کی رونق ہے اور ہمیں بے حد عزیز بھی۔

ابوشیمار۔ جانتا ہوں مگر مجبوری ہے، کیا کیا جائے۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم صفحہ ۵۶)

پانچواں منظر

(حلیمہ سعدیہ بادلِ ناخواستہ آپؐ کو آپؐ کی والدۂ محترمہ کے
پاس واپس لے جاتی ہیں)

اُمّ رسول اللہ۔ (تعجب سے) کیوں بہن! کیونکر آئیں؟

حلیمہ۔ (گلوگیر آواز میں) آپ کی امانت واپس کرنے۔

اُمِ رسول اللہ۔ یہ کیوں؟ تم تو اس سے بہت خوش تھیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں؟

حلیمہ۔ جی ہاں — لیکن اب میرا فرض پُورا ہو گیا — ادھر کچھ حادثہ بھی ایسا پیش آ گیا کہ میں اس پر مجبور ہو گئی۔ خدا نخواستہ میرے بچے کو اور کچھ نہ ہو جائے۔

اُمّ رسول اللہ۔ بتاؤ بھی تو، آخر بات کیا ہے؟

حلیمہ۔ کیا بتاؤں، بڑی عجیب سی بات ہے۔ ہوا یوں کہ یہ حسب معمول اپنے بھائیوں کے ہمراہ پہاڑ پہ بکریاں چرانے گیا ہوا تھا کہ اچانک دو سفید پوش آدمی آئے اور اس کا سینہ چاک کر کے دل نکال لیا۔ میرے بچے نے آکر بتایا تو میں اور ابو شیماء گھبرا کر وہاں پہنچے تو اس نے بھی مجھے یہی بتایا۔ چنانچہ ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا، اور دل پر جبر کر کے اسے واپس لانا ہی پڑا۔

اُمّ رسول اللہ۔ اچھا تو تمہیں اس کے لئے شیطان یا کسی اور بلا کا خطرہ ہو گیا ہے؟

حلیمہ۔ کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اُمِ رسول اللہ۔ نہیں بہن! ہرگز نہیں، میرا لختِ جگر تو بڑی شان والا ہے۔ اس کو بہت بڑا رتبہ ملے گا — تمہیں نہیں معلوم — اس کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ایک شعاعِ نور بھی نمودار ہوئی تھی جس کی روشنی میں میں نے سرزمینِ شام کے محل دیکھے تھے۔

حلیمہ۔ مبارک ہو۔ مگر میں کیا کروں، میرا دل ڈرتا ہے۔

اُمّ رسول اللہ۔ نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ..... یہ بچہ تمہارا ہی ہے جب چاہنا آکر دیکھ لینا۔

(شفقت و محبت سے سر مبارک پر ہاتھ پھیر کر بادلِ ناخواستہ چلی جاتی ہیں)

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم صفحہ ۵۶)

چھٹا منظر

(بُصریٰ سرزمینِ شام — مشہور راہب — بحیرا کا کلیسا۔
نسطاس (غلام) اس کے ساتھ ہے)

راہب۔ (اپنے کلیسا کی کھڑکیوں سے باہر دیکھتے ہوئے) یہ.... یہ قافلہ.... یقیناً تاجرانِ قریش کا ہے۔

نسطاس۔ جی ہاں، وہی معلوم ہوتا ہے..... ان کا رُخ ادھر ہی ہے!

راہب۔ دیکھو تو تمہیں بھی کچھ اور نظر آرہا ہے؟

نسطاس۔ کہاں؟

راہب۔ اس قافلے پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے۔ تمہیں نہیں معلوم، یہ سایہ صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔

نسطاس۔ نبی....! تو کیا ان میں کوئی نبی بھی ہے۔ وہی جن کا آپ اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں؟

راہب۔ ہاں، ہماری مقدس آسمانی کتابوں میں ان کے ظہور کی جو پیش گوئیاں اور علامتیں ہیں، وہ سب سامنے آتی جا رہی ہیں۔

نسطاس۔ تو ان میں ہے وہ مقدس ہستی؟ (پُر اشتیاق نگاہوں سے قافلے کو دیکھ رہا ہے)۔

راہب۔ نسطاس! جاؤ تم ان قافلہ والوں کے لئے کھانا تیار کرلو... (پلٹ کر) ٹھہرو! ایک نشانی اور دیکھتے جاؤ — وہ دیکھو، یہ لوگ جس درخت کے سائے میں ٹھہرے ہیں اس کی شاخیں پتوں سمیت جُھک گئی ہیں اور اس بچے کو آفتاب کی تمازت سے بچاتے ہوتے ہیں۔

نسطاس۔ تو گویا اب انقلاب قریب ہے؟

راہب۔ (کھڑکی سے جھانک کر بُلند آواز سے پُکارتا ہے) قبیلۂ قریش! اے قافلے والو! —— آج تم سب کی دعوت ہے۔ میرے ساتھ کھانا کھانا۔ کسی کو چھوڑ کر نہ آنا۔ چھوٹے، بڑے، غلام، آقا سب مدعو ہیں۔

ابوطالب۔ (قافلے میں سے) بحیرا! واللہ آج تو تم نرالی بات کر رہے ہو۔ ہم

اکثر یہاں سے گزرے ہیں لیکن آج سے قبل تم نے کبھی نہیں پوچھا — آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

راہب۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ آج میں تمہاری میزبانی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آجاؤ، کھانا تیار ہے۔

(سب قافلے والے آکر بحیرا راہب کے کلیسا میں جمع ہو جاتے ہیں لیکن وہی بچہ پیچھے رہ جاتا ہے)

راہب۔ (چاروں طرف نظر دوڑا کر) میں نے تو کہا تھا ہر فرد کو دسترخوان پر موجود ہونا چاہیئے؟

ابوطالب۔ تم کسے تلاش کر رہے ہو؟

راہب۔ (زیرِ لب) وہ...... بچہ[1]......!

قریشی۔ ایک کم سن لڑکا ضرور قیام گاہ پر رہ گیا ہے..... باقی تو سب آگئے... (اُٹھتے ہوئے) لات و عزیٰ کی قسم اگر محمدؐ بن عبداللہ کھانے میں شریک نہ ہو تو کوئی لطف نہیں آئے گا۔

راہب۔ ہاں.... وہی.... اسے ضرور آنا چاہیئے.... وہ....

(ایک قریشی نوجوان جاتا ہے اور آپ کو اٹھا کر لے آتا ہے)

راہب۔ (حضورؐ کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے) میرے پاس آؤ... یہاں بیٹھ جاؤ۔

(کھانے کے بعد آپؐ کو اپنے ساتھ تنہائی میں لے جاتا ہے)

راہب۔ دیکھو! میں تم سے جو کچھ پوچھوں، تمہیں لات و عزیٰ کی قسم، سچ سچ بتا دینا

محمدؐ۔ لات و عزیٰ کی قسم دے کر نہ پوچھو، واللہ، مجھے ان سے بڑی نفرت ہے۔

راہب۔ (سنبھل کر) اچھا، تو خدا کی قسم کھاؤ اور میری باتوں کا جواب دو۔

محمدؐ۔ ہاں، اب جو چاہو پوچھ سکتے ہو۔

راہب۔ تم تنہائی پسند کرتے ہو؟

محمدؐ۔ ہاں۔

راہب۔ تم زمین و آسمان اور چاند ستاروں یعنی کائناتِ عالم پر غور کرتے رہتے ہو؟

محمدؐ۔ ہاں۔

---

[1] طبری کا بیان ہے کہ آپؐ کی عمر اس وقت صرف نو سال تھی۔ جلد دوم صفحہ ۲۳ (عطیہ)

راہب ۔ کیا تم اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں دلچسپی لیتے ہو؟
محمدؐ ۔ کبھی نہیں ۔

راہب ۔ کیا تم ایسے خواب دیکھتے ہو جو صبح ہوتے ہی پورے ہو جاتے ہوں؟
محمدؐ ۔ ہاں ۔
راہب ۔ (دونوں شانوں کے بیچ میں ختمِ (مہر) نبوت دیکھتا اور اسے بوسہ دیتا ہے)
بس اٹھو، اب چلیں..... ابوطالبؑ! ـــــ اے ابوطالب! کہاں ہو تم ـ؟
ابوطالب ۔ کیوں ـــ کیا ہے؟
راہب ۔ بتاؤ یہ بچّہ تمہارا کون ہے؟
ابوطالب ۔ یہ میرا بچّہ ہے ۔
راہب ۔ نہیں، یہ تمہارا بچّہ نہیں ۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ اس کا باپ زندہ ہو ۔
ابوطالب ۔ ہاں، یہ میرا بھتیجا ہے ۔
راہب ۔ اس کے باپ کو کیا ہوا تھا؟
ابوطالب ۔ وہ اس کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل ہی انتقال کر گیا ۔
راہب ۔ ٹھیک ہے ۔ اب ذرا قریب آؤ ..... (رازدارانہ لہجے میں) دیکھو! اسے یہاں سے لے جاؤ ـــ یہود سے اس کے لئے بہت خطرہ ہے ۔ واللہ! اگر علمائے یہود اسے دیکھ پائیں اور میری طرح پہچان لیں تو نہایت بُرا سلوک کریں گے ۔ تم نہیں جانتے، تمہارا بھتیجا بہت بڑا رتبہ پائے گا اور یہ بڑی شان و عظمت کا مالک ہوگا ۔
ابوطالب ۔ میں سمجھا نہیں، تمہارا مطلب کیا ہے؟
راہب ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ لڑکا خدا کا رسول ہوگا ۔ اس کا چہرہ مہرہ اس کی آنکھیں اور اس کی باتیں سب نبیوں کی سی ہیں ۔
ابوطالب ۔ اچھا ـــ؟ تو میں خیال رکھوں گا ۔
(قافلہ مکّہ واپس آ جاتا ہے)

(سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۶۱، ۶۲)
تاریخ طبری، صفحہ ۶۱، ۶۲

ساتواں منظر

(کعبے کے پاس تمام قبائلِ قریش جمع ہیں۔ قریب ہی ایک دیہاتی اور چرواہا کھڑے باتیں کر رہے ہیں)

دیہاتی۔ (مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیوں جمع ہیں؟

چرواہا۔ قریش کے قبائل ہیں، ان میں جھگڑا ہو رہا ہے۔

دیہاتی۔ لڑائی ہو رہی ہے — ؟ معاملہ کیا ہے؟

چرواہا۔ کعبے کی نئی تعمیر ہوئی ہے اور حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے پر جھگڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ چاہتا ہے کہ یہ شرف اسی کو حاصل ہو۔

دیہاتی۔ لات کی قسم، مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ یہ جھگڑا بڑھتے بڑھتے کشت و خون کی حد تک پہنچ جائے گا۔

چرواہا۔ ہاں ابھی کچھ دیر ہوئی میں ان کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ایک لگن ان کے بیچ میں رکھا ہے اور بنی عبدالدار اور بنی عدی نے اس میں ہاتھ ڈال کر جان جوکھوں میں ڈالنے کا عہد کیا۔

دیہاتی۔ اب کیا ہوگا؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے خون میں ہاتھ رنگیں گے!

چرواہا۔ (آگے بڑھ کر) اور کیا۔ چلو، جلد چلو، دیکھیں ہوتا کیا ہے۔

ابو اُمیہ ابن مغیرہ۔ (کھڑا ہوتا ہے) فرزندانِ قریش! اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ قوم کے سپوتو! اپنے خون سے ہولی نہ کھیلو اور یہ سفّاکانہ فیصلہ بدل دو۔

قریش۔ آخر پھر کریں کیا؟ آج تین دن گزر گئے، یہ چوتھی رات آگئی، لیکن اب تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ تمہیں کچھ بتاؤ — !

ابو اُمیہ۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اب جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا۔ وہی ہمارا حَکَم قرار پائے گا۔

"ہاں، ہاں، یہ ہمیں منظور ہے۔"

(سب قبائل بے چینی اور اضطراب میں کسی آنیوالے کا انتظار کر رہے ہیں)

محمدؐ ۔ (حُسنِ اتفاق سے تشریف لا رہے ہیں)

ابوسفیان ۔ (دُور تک نظر دوڑاتے ہوتے) دیکھنا ــــ وہ کون ہے ؟ مجھے تو کوئی نوجوان معلوم ہوتا ہے ۔

قریش ۔ (ادھر غور سے دیکھتے ہوئے) یہ ــــ ؟ محمدؐ ہے ! ہاں ، یہ امین ہے ۔

ابوامیّہ ۔ کیا تم اُسے اپنا حَکَم بنالو گے ؟

قریش ۔ (چیخ کر) ہاں ، ہاں ، ہم اُسے اپنا حَکَم مان لیں گے ۔

محمدؐ ۔ (قریب آکر) معاملہ کیا ہے ؟ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ؟

ابوامیّہ ۔ نہیں ، ادھر آؤ میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں ــــ دراصل کعبے کی تعمیر نَو میں چار دیواری (حد بندی) کے لئے تمام قبائل نے مِل کر پتھر جمع کئے اور گارا مٹی ملا کر یہ بنا لیا ، جو تمہارے سامنے ہے لیکن جب حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کا وقت آیا تو یہ سب آپس میں لڑ پڑے اور مارنے مرنے پر تیار ہوگئے ۔ ظاہر ہے کہ ہر قبیلہ یہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ میں نے معاملے کی نزاکت بھانپ لی تھی ۔ اس لئے انہیں سمجھایا اور یہ رائے دی کہ اب جو شخص بھی پہلے خانۂ کعبہ میں داخل ہوگا ہم اسی کو اپنا حَکَم بنالیں گے ۔ حُسنِ اتفاق سے تمہیں آگئے ۔ اب ہم سب متفق ہیں کہ تمہیں ہمارا فیصلہ کرو ۔

محمدؐ ۔ (سارا واقعہ غور سے سماعت فرما کر) اچھا ــ ایک چادر لاؤ ــــ

قریش ۔ چادر ؟

محمدؐ ۔ ہاں ، ہاں ، چادر !

قریش ۔ یہ لو ۔

محمدؐ ۔ (چادر زمین پر بچھا کر اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو اٹھا کر چادر پر رکھتے ہیں) ۔ اب تم میں سے ہر قبیلے کے سردار اس چادر کو چاروں طرف سے اٹھا کر مقامِ حجرِ اسود تک لے جائیں ۔

(تمام قبائل کے سردار تعمیلِ ارشاد کرتے ہیں)

محمدؐ ۔ (پتھر کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کے مقام پر نصب فرما دیتے ہیں)

ابوامیّہ ۔ واہ ! واہ ! بڑی عقل مندی کا کام کیا ۔

قریش ۔ خوب ، بہت خوب ۔

(سیرت ابن ہشام ۔ تاریخ طبری ۔ صفحہ ۱۴۱ ، ۴۲۰)

آٹھواں منظر

(محمدؐ رسول اللہ صلعم اپنے عمِ محترم سے ہم کلام ہیں)

ابوطالب۔ جانِ عم! تم جانتے ہو کہ آج کل میری مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اور معاشی اعتبار سے ہم سخت عُسرت میں گزر کر رہے ہیں۔ حسبِ معمول شام کی طرف تجارتی قافلوں کی روانگی کا زمانہ آگیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ خدیجہ ہر سال ہمارے قبیلے کے کسی آدمی کو تجارتی مال دے کر بھیجتی ہیں میرا خیال ہے کہ اس سال تم کوشش کرو تو وہ تمہیں ضرور منتخب کریں گی۔

محمدؐ۔ بہت خوب۔

ابوطالب۔ دیکھنا۔ معلوم ہوتا ہے یہ میسرہ ہے، خدیجہؓ کا غلام ادھر ہی آرہا ہے۔

محمدؐ۔ جی ہاں، وہی معلوم ہوتا ہے۔

(خدیجہؓ یہاں سب سے بڑی دولتمند عورت ہیں)

میسرہ۔ (قریب آکر) میں آسکتا ہوں؟

ابوطالب۔ آؤ، آؤ، کیونکر آئے ــــ؟

میسرہ۔ (آپؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) میری مالکہ نے مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ہے۔

محمدؐ۔ میرے پاس! کیوں، کیا کام ہے؟

میسرہ۔ حسبِ معمول امسال بھی وہ مالِ تجارت شام بھیج رہی ہیں اور اُن کی خواہش ہے کہ اس دفعہ آپ خود تشریف لے جائیں۔

محمدؐ۔ لیکن انہیں یہ خیال کیونکر آیا کہ مجھے بھیجیں؟

میسرہ۔ دراصل وہ آپ کی امانت داری، صداقت اور نیک نیتی کا شہرہ سُنتی رہتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ آپ کو دُگنا معاوضہ دیں گی۔

محمدؐ۔ روانگی کب تک ہو گی؟ کیا تم بھی ساتھ چلو گے؟

میسرہ۔ جی ہاں، روانگی آج ہی ہوگی۔

محمدؐ۔ (سوالیہ نظروں سے عمِ محترم کو دیکھتے ہوئے) چچا جان! کیا خیال ہے آپ کا؟

ابوطالب۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے غیب سے تمہارے لئے خود ہی سامان کر دیا

تم ضرور جاؤ۔
محمدؐ۔ (قدرے توقف کے بعد) اچھا ــــ جاؤ میسرہ! ان سے کہہ دو کہ مجھے منظور ہے
میسرہ۔ بہت خوب۔ (غلام چلا جاتا ہے)

(تجارتی قافلہ شام پہنچتا ہے۔ سرورِ کائناتؐ ایک درخت کے سائے میں ٹھہر جاتے ہیں۔ قریب ہی ایک راہب کا کلیسا ہے۔ وہ میسرہ کو آواز دیتا ہے)

راہب۔ ادھر آؤ میسرہ! اس درخت کے سائے میں تمہارے ساتھ یہ کون فردکش ہے؟
میسرہ۔ جی! یہ قبیلۂ قریش کے نیک طینت فرزند ہیں۔
راہب۔ (حضورؐ پر نظر ڈال کر زیرِ لب) اس درخت کے سائے میں صرف انبیاؑ ہی پناہ لیا کرتے تھے۔ بس جاؤ، مجھے تم سے یہی معلوم کرنا تھا۔ یہ بھی نبی معلوم ہوتے ہیں۔
میسرہ۔ (حیرت زدہ ہو کر راہب کی صورت دیکھتا ہے۔ پھر خاموشی سے واپس آجاتا ہے)۔

(سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۶۴
تاریخ طبری، جلد دوم صفحہ ۳۵

نواں منظر

(محمدؐ (صلعم) اپنے ساتھ لایا ہوا مال فروخت فرما کر یہاں سے دوسرا مال خریدتے ہوئے مکہّ واپس تشریف لاتے ہیں۔ راستے میں گرمی اور آفتاب کی تمازت سے بچانے کے لئے دو فرشتے آپؐ پر سایہ فگن ہیں)

(مکہّ پہنچ کر)

میسرہ۔ خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آتا ہے، ان کی کنیز نفیسہ بھی موجود ہے۔

خدیجہؓ۔ کہو، قافلہ واپس آگیا؟

میسرہ۔ جی ہاں، سرکار! اس دفعہ تو آپ کی تجارت میں حیرت انگیز نفع ہوا ہے۔

خدیجہؓ۔ ہاں محمدؐ امانت دار و وفادار ہیں۔ اسی لئے لوگ انہیں "امین" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

میسرہ۔ (رُکتے ہوئے) اجازت ہو تو ایک بات عرض کروں؟

خدیجہؓ۔ کہو، کیا بات ہے؟

میسرہ۔ ہم جب یہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں محمدؐ (صلعم) ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے۔ اس درخت کے قریب ہی ایک کلیسا ہے۔ کسی راہب کا، راہب نے آپؐ کو دیکھا اور مجھے بُلا کر پوچھا کہ یہ کون ہیں میں نے بتا دیا کہ یہ قبیلۂ قریش کے نیک طینت فرزند ہیں۔ پھر وہ آپؐ کی طرف دیکھ کر عجیب انداز میں بولا۔ "اس درخت کے سائے میں صرف انبیاء قیام کرتے ہیں"

خدیجہؓ۔ (غور سے سُن کر) انبیاء.....؟

میسرہ۔ جی ہاں، واپسی پر بھی اسی قسم کا ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔

خدیجہؓ۔ (اشتیاق سے) کیا؟

میسرہ۔ مکہّ کے قرب و جوار میں ریگستان ہی نظر آتا ہے۔ کوئی سایہ دار جگہ نہیں راستے میں جب آفتاب کی تمازت بڑھ گئی تو صرف آپؐ ہی پر دو فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کرلیا۔

خدیجہؓ ۔ خوب ــــ تو گویا یہ نبی ہیں .... نفیسہ!

نفیسہ ۔ جی سرکار!

خدیجہؓ ۔ (سوچ کر) جاؤ .... محمدؐ (صلعم) کو میرا پیغام دے آؤ۔

نفیسہ ۔ کیا عرض کروں؟

خدیجہؓ ۔ یہی کہ میں آپؐ کی امانت داری، صداقت، خوش اخلاقی اور نیک طینتی سے بہت متاثر ہوں ۔ خاندانی حیثیت سے بھی آپؐ کا مرتبہ بلند ہے ۔ آپؐ ایک باعزّت قبیلے کے معزّز فرد ہیں ۔ میں آپؐ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔

نفیسہ ۔ شادی؟ آپ ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں؟

خدیجہ ۔ ہاں!

نفیسہ ۔ تعجّب ہے .... حسب و نسب اور عزّ و وقار میں آپ بھی کسی سے کم نہیں ۔ قریش کے تقریباً ہر سردار نے آپ سے شادی کی درخواست کی، لیکن آپ نے ہر ایک مایوس کر دیا، اور اب .....

خدیجہؓ ۔ تمہیں اس سے کیا بحث؟ جاؤ، اپنا کام کرو۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۴، ۳۵

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل صفحہ ۶۳، ۶۴

دسواں منظر

(خدیجہؓ کی پیغامبر نفیسہ حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے)

نفیسہ۔ مبارک ہو، تجارت میں حیرت انگیز فائدہ ہوا۔

محمدؐ۔ ہاں، اللہ کا شکر ہے، تم کیونکر آئیں؟

نفیسہ۔ یہ دریافت کرنے کہ آخر آپؐ شادی کیوں نہیں کرتے؟

محمدؐ۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟

نفیسہ۔ اس لئے کہ اگر آپؐ چاہیں تو ایک خوبصورت، شریف اور باعزت خاندان کی عصمت مآب خاتون آپؐ سے رشتے کی آرزومند ہیں۔

محمدؐ۔ کون ہیں وہ؟

نفیسہ۔ خدیجہؓ ——!

محمدؐ۔ خدیجہؓ بنت خویلد——؟ لیکن میرے پاس کیا رکھا ہے جو میں....

نفیسہ۔ یہ میرا ذمہ..... آپ فکر نہ کریں۔

محمدؐ۔ (غور فرماتے ہوتے) دیکھو—میں اپنے بزرگوں سے مشورہ کروں گا۔

(نفیسہ واپس جاتی ہے اور عمِ رسولؐ اللہ حضرت حمزہ تشریف لاتے ہیں)

محمدؐ۔ چچا جان! ابھی نفیسہ آئی تھی میرے پاس۔

حمزہؓ۔ خدیجہؓ کی کنیز؟ کیوں—؟

محمدؐ۔ خدیجہؓ نے شادی کا پیغام دیا ہے۔

حمزہؓ۔ تم سے؟

محمدؐ۔ جی ہاں۔

حمزہؓ۔ تمہیں منظور ہے؟

محمدؐ۔ اگر آپ لوگ بھی پسند کریں۔

حمزہؓ۔ ہاں، ہاں، کیوں نہیں۔ وہ بڑی عقل مند اور شریف النفس عورت ہے تم کہو تو ابھی ہم اس کے باپ (خویلد) کے پاس چلیں۔

محمدؐ۔ جی ہاں، چلئے۔

(دونوں جاتے ہیں)

(خویلد بن اسد کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اس رشتے کو بڑی خوشی سے منظور کر لیتے ہیں اور شادی ہو جاتی ہے)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۵، ۳۰۶
سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۲۳

مع اضافہ جدید (عطیہ)

پہلا باب

پہلا منظر

(غارِ حرا کے پاس دو چرواہے بکریاں چرا رہے ہیں)

پہلا چرواہا۔ (اپنے ساتھی سے) تم جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے ؟

دوسرا " ۔ ہاں، غارِ حرا ہے یہ، کیوں ؟

پہلا ۔ یہاں میں اکثر ایک شخص کو آتا ہوا دیکھتا ہوں جو اس غار کے اندر جا کر پہروں تنہا بیٹھا رہتا ہے ۔

دوسرا۔ اکیلا ——— ؟

پہلا۔ ہاں، بالکل تنہا ۔

دوسرا۔ اس وقت بھی اندر ہوگا ؟

پہلا ۔ نہیں ۔

دوسرا۔ کب آتا ہے ؟

پہلا۔ شاید ابھی آ جائے ۔

دوسرا۔ (ریت کے ٹیلے کے پیچھے نظر دوڑاتے ہوئے) دیکھنا ! یہ وہی تو نہیں...

پہلا۔ (دیکھتے ہوئے) ہاں، ہاں، یہی ہے ۔ آج تو اپنے ساتھ کچھ توشہ بھی لایا ہے ۔

دوسرا۔ الگ ہٹ جاؤ ——— راستہ چھوڑ دو ۔

(دونوں چھپ جاتے ہیں)

(رسول اللہ صلعم خاموشی سے ادھر ہی آتے ہیں اور زادِ راہ قریب رکھتے ہوئے غارِ حرا میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔)

(چرواہے پھر اپنی جگہ آ جاتے ہیں ۔ یہاں سے وہ آپؐ کو چھپ کر دیکھ سکتے ہیں)

محمدؐ ۔ (چاروں طرف متجسسانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بارگاہِ رب الارباب میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اسی حالت میں بے قرار ہو کر) ——— الہ العالمین !

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ میں تیرے پُر جلال و باعظمت رُخِ انور کو دیکھ سکوں، جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اے سارے جہان کے خالق.....!

پہلا چرواہا۔ دوست! دیکھا تم نے ——؟

دوسرا۔ (آہستہ سے) ہاں دیکھ رہا ہوں —— کیا یہ شخص ساری رات یہی کرتا ہے؟

پہلا۔ کیا معلوم، کون جانے، یہ کون ہے اور یہاں تنہائی میں دُنیا سے دُور کیوں آتا ہے؟

(چلو رات ہو رہی ہے۔ (دونوں چلے جاتے ہیں)

محمدؐ۔ (سرِ نیاز اٹھا کر آسمان کی طرف بیقراری سے دیکھتے ہوئے) اَے خالق السمٰوٰت والارض، اَے چاند، سورج اور روشن ستاروں کے پیدا کرنے والے! میرے معبود! —— میں تیری تلاش میں ہوں، تیرے دیدار کے لئے بیتاب ہوں —— (اسی عالم میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔)

(بے قراری سے سر اٹھاتے ہیں تو آسمان و زمین کے درمیان ایک سفید پوش نورانی پیکر نظر آتا ہے —— ٹھنڈی —— ٹھنڈی روشنی چاروں طرف پھیلتی نظر آتی ہے۔ فرازِ نظر تک ایک عجیب سماں بندھ جاتا ہے —— وہ نُورانی پیکر قریب آتا ہے)

جبریلؑ۔ محمدؐ —— !تم اللہ کے رسولؐ ہو اور میں جبریلؑ.... فرشتۂ وحی۔

محمدؐ۔ (خوف زدہ اور سراسیمہ ہو کر بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جدھر رُخ پھیرتے ہیں، ادھر وہی پیکر نظر آتا ہے)

جبریلؑ۔ (اپنے بازوؤں میں لے کر) پڑھو ——!

محمدؐ۔ (سہم کر) میں پڑھنا نہیں جانتا۔

جبریلؑ۔ (گرفت سخت کرتے ہوئے) پڑھو!

محمدؐ۔ (گھبرا کر) میں اَن پڑھ ہوں۔

جبریلؑ۔ (اور سختی سے دبا کر) اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ —— اپنے رب کے نام سے پڑھو۔ جس نے سب کو پیدا کیا —— انسان کو جمے ہوئے خُون سے تخلیق فرمایا۔

محمدؐ۔ (خوف و شدت سے عرق عرق ہیں) اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ...

خَلَقَ الانسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔

(وہ پیکرِ نورانی (جبرئیلؑ امین) غائب ہو جاتا ہے پھر اندھیرا سا چھا جاتا ہے)

محمدؐ۔ (ہوش و حواس بجا کر کے چاروں طرف دیکھتے ہیں)، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ —— یہ کون تھا —— یہ کیا ہوا تھا؟؟ —— ہاں —— خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ —— یہ سب کیا ہے؟ —— اُف —— میرے معبود ——!

(اسی حالت میں اُٹھ کر گھر تشریف لے جاتے ہیں۔)

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۸۰، ۸۱

دوسرا منظر

(کاشانہ نبوی میں ـــ محرمِ رازِ حیات (خدیجہؓ) بے چینی سے منتظر ہیں ـــ آپؐ تشریف لاتے ہیں ۔)

اُمّ المومنینؓ ۔ کہاں تھے آپؐ ؟

محمدؐ ۔ (خوف زدہ لہجے میں) مجھے جلدی سے چادر اُڑھا دو، اُڑھا دو ۔

اُمّ المومنینؓ ۔ (گھبرا کر) خیر تو ہے کیا ہوا آپؐ کو ؟

محمدؐ ۔ تم مجھے چادر اُڑھا دو ! خدیجہؓ ! چادر ـــــ

اُمّ المومنینؓ ۔ (خوف و ہراس سے چادر اُڑھاتے ہوتے) کچھ بتایئے تو آپؐ کہاں تھے؟ میں نے آپؐ کی تلاش میں غلاموں کو بھیجا تھا ۔ وہ مکہ تک ہو آئے لیکن آپؐ نہیں ملے ۔

محمدؐ ۔ (خود سے مخاطب ہیں) آسمان ...... فرشتہ .....

خدیجہؓ ۔ خدا رحم کرے ـــ آپؐ کیا فرما رہے ہیں ؟

محمدؐ ۔ خدیجہ ـــــ !

خدیجہؓ ۔ جی ـــــ فرمایئے ۔

محمدؐ ۔ تمہیں معلوم ہے میں روز کہیں جاتا ہوں ؟ ـــــ کبھی زیادہ دن بھی ٹھہر جاتا ہوں اور گھر واپس نہیں آتا !

اُمّ المومنینؓ ۔ جی ہاں، آپ اکثر کئی کئی راتیں گھر تشریف نہیں لاتے ۔

محمدؐ ۔ ٹھیک ہے ـــ میں تنہائی بہت پسند کرتا ہوں ۔ اس لئے غارِ حرا چلا جاتا ہوں اپنے ربّ کی تلاش میں ـــــ خالقِ کائنات کی جستجو مجھے دنیا سے دُور لے جاتی ہے ـــ آج ـــ اور آج بھی ـــــ

اُمّ المومنینؓ ۔ کیا ہوا آج .... ؟

محمدؐ ۔ اُف .... اللہ .... !

اُمّ المومنینؓ ۔ خدا را بتایئے تو آج کیا ہوا ؟

محمدؐ ۔ اچھا ـــ سنو !

حسبِ معمول آج بھی میں عبادت میں مصروف تھا ـــ مجھے اپنے اَن دیکھے

خدا کی تلاش تھی —— میں نے اپنی بے تاب و متجسس نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں تو —— خدیجہؓ! مجھے زمین و آسمان کے درمیان ایک نُورانی پیکر اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا — حدِ نظر تک نُور ہی نُور پھیلا ہوا تھا —— میں نے اس پیکر سے بچنے کی بہت کوشش کی لیکن میں جدھر بھی رُخ کرتا تھا۔ اُدھر مجھے وہی نظر آتا تھا —— ہر لمحہ وہ مجھ سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور —— پھر — اچانک اس نے میرا نام لے کر مجھے آواز دی اس نے کہا —— محمدؐ! —— تم خدا کے رسول ہو اور میں جبرئیلؑ —— فرشتۂ وحی ——

اُمّ المومنینؓ۔ فرشتہ —— فرشتۂ وحی!

محمدؐ۔ ہاں خدیجہؓ فرشتہ — مجھے اپنی جان کا ڈر ہے —— میری رفیقۂ حیات! تم نہیں جانتیں مجھے کاہنوں اور جنوں سے سخت نفرت ہے — میں پتھر کے بتوں کو دیکھ نہیں سکتا —— ایسا نہ ہو کہ میں کاہن ہو جاؤں۔

اُمّ المومنینؓ۔ (تسلّی آمیز لہجے میں) نہیں، آپؐ اس درجہ ہراساں نہ ہوں۔ خدا آپؐ کو کبھی رُسوا نہ کرے گا — اور نہ آپؐ کاہن ہیں، پورا واقعہ بتائیے پھر کیا ہوا؟

محمدؐ۔ ہاں میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ اب تک تو نُورانی شعاعوں میں ایک گھنٹی سی بجتی سنائی دیتی تھی اور رات یہ ہوا کہ اس نے مجھے اپنی گرفت میں لے کر کہا پڑھو —— اسی طرح اس نے دو تین بار اپنی گرفت کو سخت سے سخت تر کرتے ہوئے کہا، پڑھو — میں نے وہی جواب دیا تو کہا — پڑھو —— اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ — خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ——

میرا سارا جسم لرز رہا تھا۔ میں نے دھڑکتے دل سے یہ سُنا اور چند بار پڑھا تو مجھے یاد ہو گیا، پھر میں گھبراتا ہوا تمہارے پاس آ گیا۔

اُمّ المومنینؓ۔ نہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں —— آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں — اور نیکی و صلہ رحمی میں آپؐ کی مثال نہیں — آپؐ کی راست گوئی، امانت داری سارے قبیلے میں مشہور ہے —— آپؐ شاعر یا مجنون بھی نہیں — یقیناً خدا آپؐ کے لئے کوئی بھتری کرنے والا ہے۔ گھر گھر آپؐ کے حسنِ اخلاق کا چرچا ہے۔ آپؐ غریبوں اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ ——— (خاموش اور متفکر ہیں)

(تھوڑی دیر بعد)

اُمّ المومنینؓ۔ اُٹھئے میں آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہوں۔ وہ میرے چچا زاد بھائی ہیں اور بہت بڑے عالم بھی —— انہیں تمام آسمانی کتب و صحائف کا علم ہے، وہ یقیناً آپ کو مطمئن کر دیں گے۔

محمدؐ۔ اس وقت تمہیں ہو آؤ —— میں پھر مل لوں گا۔

(خدیجہؓ جاتی ہیں)

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۸۲

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۵۰

تیسرا منظر

(بوڑھے اور نابینا ورقہ بن نوفل کے گھر میں)

اُمّ المومنینؓ۔ (سارا واقعہ شروع سے آخر تک دُہراتی ہیں اور ورقہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہیں[1])

ورقہ۔ قدوس۔قدوس، اس کی قسم جس کے قبضے میں ورقہ کی جان ہے، اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ کے پاس آتا تھا۔ اور یہ (محمدؐ) بھی اپنی امّت کے نبی ہیں، خدیجہؓ! ان سے کہنا —— گھبرائیں نہیں۔ (جاتی ہیں)

محمدؐ۔ کیوں خدیجہؓ! کیا بات ہوئی؟

اُمّ المومنینؓ۔ ورقہ نے کہا ہے کہ آپؐ گھبرائیں نہیں، یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ کے پاس آتا تھا —— اور آپؐ بھی اپنی اُمّت کے نبی ہیں۔

محمدؐ۔ (کپڑے دُرست فرماتے ہوئے) نبی ——!

اُمّ المومنینؓ۔ جی ہاں —مگر آپؐ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

محمدؐ۔ ذرا طواف کر آؤں۔

(آپؐ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں —— ورقہ سے ملاقات ہوتی ہے)

ورقہ۔ میرے بچےّ! بتاؤ تو ہوا کیا تھا؟

محمدؐ۔ خدیجہؓ نے آپ کو بتا دیا ہوگا۔

ورقہ۔ ہاں، ہاں مقدس خدا کی قسم، تم اس اُمّت کے نبی ہو۔ تمہارے پاس وہی ناموس (جبریلؑ) آئے تھے جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتے تھے۔ تمہیں لوگ ایذائیں پہنچائیں گے، جھٹلائیں گے اور تم سے لڑیں گے، حتیٰ کہ تمہیں نکال دیں گے!

محمدؐ۔ (حیرت سے) یہ کیوں۔ کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟

ورقہ۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔

محمدؐ۔ (حیرت سے) کیا واقعی میری قوم مجھے نکال دے گی؟

---

[1]۔ صحاح میں حضرت خدیجہؓ کی ملاقات حضورؐ کی معیت میں ملتی ہے لیکن ابن ہشام اور طبری جیسے مستند مورخین اور سیرت نگاروں نے اسی ترتیب سے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن ہشام، جلد اول، صفحہ ۸۱-۸۲ طبری۔ جلد دوم صفحہ ۴۹، ۵۰۔ (عطیہ)

ورقہ۔ ہاں —— یہ اس لئے کہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ جو بھی تمہاری طرح پیغام الٰہی لایا، قوم اس کی دشمن ہو گئی۔ اگر قضا نے مجھے مہلت دی اور میں موجود ہوا تو تمہاری پوری پوری حمایت کروں گا —— کاش، میں اس وقت تک زندہ رہوں۔ خیر تم گھبراؤ نہیں، خدا تمہارا حامی و ناصر ہو گا —— کوئی فکر نہ کرو، اگر میں بچ گیا تو تمہاری پوری پوری مدد کروں گا۔

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل صفحہ ۸۳، ۸۴ طبری، جلد دوم، صفحہ ۵۰

"صحیحین میں عائشہؓ سے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲) مروی ہے کہ ورقہ اس واقعے کے چند دن بعد ہی فوت ہو گئے۔ وہ نابینا اور ضعیف تھے۔ ورقہ نے ولادتِ مسعود اور ہجرت کا ذکر یسعیاہ میں پڑھا ہو گا۔ (عطیہ)

چوتھا منظر

مکّہ کی گھاٹیوں میں

(رسول اللہ (صلعم) نماز پڑھ رہے ہیں - آج ان کے ساتھ ایک کم سن بچّہ بھی نظر آ رہا ہے)

راہ گیر۔ (اپنے ساتھی سے) دیکھو دوست! اب تک تو یہ تنہا آتے تھے اور آج ایک بچہ بھی ان کے ساتھ ہے۔

دوسرا۔ یہ بچہ ان کا چچیرا بھائی (علیؓ ابن ابی طالب) ہے۔

پہلا۔ لیکن یہ تو ابھی ناسمجھ ہے۔ معلوم ہوتا ہے اپنے گھر والوں سے چھپ کر آتے ہیں یہ لوگ!

دوسرا۔ ادھر دیکھنا، وہ کون آ رہا ہے۔

پہلا۔ کہاں —— ؟ یہ ابوطالب ہیں، اس بچے کے باپ اور ان کے چچا۔

دوسرا۔ معلوم ہوتا ہے اُنہیں انھیں دونوں کی تلاش ہے۔

پہلا۔ ہاں۔

ابوطالب۔ (قریب آکر خاموشی سے دیکھتے ہیں - جب یہ دونوں فارغ ہو جاتے ہیں تو ان سے مخاطب ہوتے ہیں) محمدؐ! بیٹا — تم نے کونسا دین اختیار کر لیا ہے؟ معلوم ہوتا ہے تم عبادت میں مصروف تھے۔

محمدؐ۔ بجا فرمایا چچا جان! یہ اللہ کا دین ہے، اس کے فرشتوں اور تمام مقدّس رسولوں کا دین ہے اور یہی ہمارے دادا ابراہیمؑ کا دین تھا۔ اسی کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اب اللہ تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ چچا جان! آپ پر میرا زیادہ حق ہے اور میں اس کی ابتدا آپ ہی سے کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ ہی سب سے پہلے میری اس دعوت پر لبیک کہہ کر میری مدد فرمائیں گے۔

(پُر اُمید اور جواب طلب نظروں سے دیکھتے ہیں)

ابوطالب۔ میں —— ؟

محمدؐ۔ جی ہاں، چچا جان! آپ۔

ابوطالب ۔ لختِ جگر! مجھے تو کوئی انکار نہیں ۔ لیکن میں اپنے باپ دادا کا دین بھی تو نہیں چھوڑ سکتا ۔ البتہ تم یہ یقین رکھو کہ میری زندگی میں کوئی تمہیں اس راہ میں تکلیف نہیں پہنچا سکتا ۔ جب تک میں زندہ ہوں تمہاری حمایت کرتا رہوں گا ۔

محمدؐ ۔ (خاموش ہیں)

ابوطالب ۔ علیؓ ! تم بھی ——؟

علیؓ ۔ جی ہاں ، ابا جان ! میں نے بھی یہی دین اختیار کر لیا ہے —— میں خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا کر راہِ حق میں ان کا ساتھی بن گیا ہوں ۔

ابوطالب ۔ اچھا خیر ، ٹھیک ہے ۔ محمدؐ تمہیں سیدھے راستے ہی پر لے جائیں گے ۔ تم ضرور ان کا ساتھ دو ۔

سیرت ابن ہشام ، جلد اوّل ، صفحہ ۸۵
تاریخ طبری ، جلد دوم ، صفحہ ۵۸

پانچواں منظر

(حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھر ــــ عثمانؓ بن عفان ان کے پاس بیٹھے ہیں)

ابوبکرؓ۔ عثمانؓ! تمہیں معلوم ہے ــــ؟ میں نے تو واللہ بلا پس و پیش محمدؐ (صلعم) کی دعوت پر لبیک کہی۔

عثمانؓ۔ اس میں شک نہیں بھائی ابوبکرؓ! کہ تم بڑے مخلص اور نیک دل ہو۔ تمہاری صداقت اور خوش اخلاقی سے ساری قوم واقف ہے۔ میرے نزدیک اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ راہِ حق میں تمہارا ساتھی بن جاؤں۔

ابوبکرؓ۔ (خوش ہو کر) مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہی دین سچّا ہے۔

عثمانؓ۔ امین کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔

ابوبکرؓ۔ ہاں، واقعی محمدؐ نے کبھی دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ پھر بھلا جو شخص بندوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کس طرح جھوٹ باندھ سکتا ہے؟ اس کی تعلیم میں کسی قسم کا خسارہ نہیں، کوئی نقصان نہیں بلکہ سراسر بھلائی اور فائدہ ہے۔

عثمانؓ۔ تمہاری ان باتوں سے، بیقین جانو، میرا دل روشن ہو گیا۔

ابوبکرؓ۔ یہ نورِ ہدایت سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میرے گھر والوں کے دلوں میں بھی جاگزیں ہو گیا، حتیٰ کہ میرا غلام (بلالؓ) بھی انہیں میں شامل ہے۔

عثمانؓ۔ خدایا! تو گواہ رہنا کہ میں نے دینِ اسلام قبول کر لیا۔

ابوبکرؓ۔ (عثمانؓ کی بغل میں بانہیں ڈال کر خوش ہوتے ہوئے) اُٹھو میرے ساتھ سرچشمۂ حق ذاتِ مقدس محمدؐ کے پاس چلو۔

(دونوں جاتے ہیں)

سیرت ابن ہشام، صفحہ ۸۶ تاریخ طبری

چھٹا منظر

(محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کوہ صفا پر)

وحی الٰہی۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ــــ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ــ (الشعراء) فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ــــ (سورۃ الحجر)

"آپؐ اپنے قریب ترین عزیزوں کو ڈرائیے اور ان لوگوں سے بڑی شفقت و فروتنی کا معاملہ کیجئے جو مسلمان ہو کر آپؐ کی پیروی کر رہے ہیں۔ (شعراء) ــــ آپؐ کو جس کام کا حکم دیا گیا ہے۔ اب علی الاعلان اس کی اشاعت و تبلیغ فرمائیے اور مشرکین کی کوئی پروا نہ کیجئے۔" (الحجر)

اس وقت پرستارانِ حق کفّار کے خوف سے مکّہ کی گھاٹیوں میں چھُپ چھُپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اب خدا کا یہ حکم ہوا کہ علی الاعلان تبلیغ و اشاعتِ دین کی جائے اور مشرکین کا خوف سدِّ راہ نہ بنایا جائے۔

دشمنانِ اسلام کی اس اسلام دشمنی کے سلسلے میں اس وقت پہلی بار ایک مشرک کو سعدؓ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔ (عطیہ)

محمدؐ۔ (کوہِ صفا پر) ــــ واصباحاہ!

(اس آواز پر قبیلۂ قریش کے تمام فرزند آکر جمع ہو جاتے ہیں)

قریش۔ کیا بات ہے محمدؐ!

محمدؐ۔ فرزندانِ قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن کا لشکر آ رہا ہے تو کیا تم لوگ یقین کر لوگے؟

قریش۔ (بہ یک آواز) بے شک، بے شک اس لئے کہ تم نے کبھی دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔

محمدؐ۔ تو پھر سُنو! میں تم سب کو خدا کے غضب و سخت گیر عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اے بنی عبدالمطلب! اے بنی عبد مناف! اے بنی زہرہ! اے بنی تیم! اے بنی اسد! اے بنی مخزوم! کان کھول کر اچھی طرح سُن لو کہ مجھے خدا نے سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم دیا ہے۔

جب تک تم لا الٰہ الا اللہ نہ کہو اور خدا پر ایمان نہ لے آؤ، میں تمہارے لئے کسی اچھائی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

ابولہب۔ (غصّے میں جھنجھلا کر) کیا تم نے ہمیں یہاں اسی لئے بلایا تھا؟ تم سے خدا سمجھے۔

مجمع۔ چلو — چلو لوگو! اپنا کام کرو۔

ابولہب۔ ہاں ہاں، یہ تو گمراہ ہو گیا ہے۔

محمدؐ۔ بنی عبدالمطلب! میں نے تمہارے قبیلے میں کوئی ایسا نوجوان نہیں دیکھا جو مجھ سے زیادہ تمہارا دونوں جہان میں خیر خواہ ہوتا۔ یقین کرو تمہارا فائدہ اسی میں ہے۔ یہ دینِ حق کی دعوت ہے اور خدا نے اس خدمت کا شرف مجھے عطا فرمایا ہے۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دے سکتا ہے اور کون ہے جو میرا بھائی ثابت ہو کر میرا خلیفہ اور نائب بنے گا؟

مجمع۔ (ہنستے اور مذاق اڑاتے ہوئے) کوئی نہیں، کوئی نہیں۔

علیؓ۔ (آگے بڑھ کر معصومانہ انداز میں) یا رسول اللہ! میں آپؐ کا ساتھ دونگا۔

محمدؐ۔ (علیؓ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر) یہ میرا بھائی اور مددگار رفیق ہے۔ لوگو! تم اسی کی سُن لو۔ اسی کی بات مانو—!

قریش۔ (ہنس کر) لو اور سُنو! ابوطالب! اب تم اپنے بیٹے کی فرماں برداری کرو۔ دیکھ لیا تم نے؟

ابولہب۔ (علیؓ سے) علیؓ تم اور تمہارے ساتھی سب کے لئے تباہی کے سوا اور کچھ نہیں لاتے۔

قریش۔ چھوڑو بھی، بچّہ ہے۔ کیا جانے کیا کر رہا ہے۔

مجمع۔ یہ سب گمراہ ہیں، برباد ہو کر رہیں گے۔

(تمام قبائل ہنستے اور مذاق اڑاتے ہوئے منتشر ہو جاتے ہیں)

(محمدؐ اُداس اور غمگین کسی گہری فکر میں غرق ہو جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ بھی آپؐ کے قریب ہی باچشمِ نم بیٹھے ہیں)

(وحی الٰہی نازل ہوتی ہے)

(غصّے میں مٹھیاں بھینچ کر سر اُٹھاتے ہیں) تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۔ مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۔ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ الخ (القرآن)

ساتواں منظر

(خانہ کعبہ میں قریش کے سربرآوردہ اشخاص ابوجہل، ابوسفیان امیّہ، مغیرہ وغیرہ پر مشتمل مشاورتی مجلس منعقد ہے)

ابوجہل ۔ حاضرین! نہیں معلوم ہے یہ قریشی نوجوان کیا کچھ چاہتا ہے؟

اُمیّہ ۔ (بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہاں، ہم جانتے ہیں۔ اسے ہمارے ان معبودوں سے سخت نفرت ہے اور وہ انہیں باطل قرار دیتا ہے۔

ابوسفیان ۔ یہ مجھ سے سُن لو کہ بعض سرپھروں کے ساتھ ساتھ ابوبکرؓ، عثمانؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، جیسے دانشوروں نے بھی اس دعوت پر لبیک کہی اور اس کا دین قبول کر لیا ہے اور اب یہ لوگ مکہ کی گھاٹیوں میں چھُپ چھُپ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔

ابوجہل ۔ مجھے معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ کل ہی رات مکہ کی گھاٹی میں ایک افسوس ناک واقعہ پیش آیا ہے۔

ابوسفیان ۔ ہاں ہاں، میں نے بھی سُنا تھا کہ مکہ کی کسی گھاٹی میں محمدؐ اپنے رفقاء کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ہمارے چند ساتھی بھی ادھر جا پہنچے اور انہیں عبادت میں مصروف دیکھ کر برہم ہو گئے۔ اوّل تو بحث تکرار ہوتی رہی۔ ہمارے ساتھیوں نے انہیں بہت بُرا بھلا کہا اور اس عبادت گزاری پر ملامت کی، پھر نوبت لڑائی تک پہنچی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سعدؓ نے ان کے پیہم حملوں کا جواب دیا تو ہمارا ایک آدمی شدید زخمی ہو گیا۔

ابوجہل ۔ ہاں، یہی ہوا تھا۔ گویا یہ پہلی مڈبھیڑ تھی۔

ابوسفیان ۔ محمدؐ ایک فتنہ کھڑا کر رہا ہے۔

اُمیّہ ۔ بلکہ بنی عبد مناف عرب میں ایک بدعت کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔

مغیرہ ۔ ہاں، ابھی کیا ہے۔

ابوسفیان ۔ ممکن ہے وہ اس طرح برسرِاقتدار آنا چاہتے ہوں اور سارے عرب قبائل پر فوقیت و برتری کے خواہاں ہوں۔

ابوجہل ۔ (چلّا کر) نہیں، لات کی قسم، یہ ہرگز نہ ہوگا، کبھی نہیں ہو سکتا ——— ایک

مرتبہ بنو عبد مناف سے ہمارا جھگڑا ہوگیا تو انہوں نے ہمیں آزمانے کے لئے کہا، ہمارے لئے کھانا تیار کراؤ۔ ہم نے ایک سے ایک بڑھ کر کھانا تیار کیا اور انہیں دعوتِ طعام دی۔

اس کے بعد بولے، ہماری باربرداری کرو۔ ہم نے یہ بھی کر دکھایا۔ آخر میں بولے ــ ہمارے قبیلے میں تو ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے، پھر تم ہمارا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہو؟

واقعہ بھی یہی ہے کہ ہم اس معاملے (نبوت) میں ان کی برابری کیونکر کر سکتے تھے۔ لات و عزیٰ کی قسم، ہم اِن کی یہ فوقیت کبھی تسلیم نہیں کر سکتے قریش۔ خیر چھوڑو۔ چلو، ابوطالب کے پاس جانا مناسب اور نتیجہ خیز ہوگا۔

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۸

زاد المعاد تاریخ طبری

آٹھواں منظر

(قریش کے یہی سربرآوردہ اشخاص، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عاص بن وائل، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، ابوالبختری بن ہشام وغیرہ ایک وفد کی صورت میں ابوطالب کے پاس جاتے ہیں)

(ابوطالب کے گھر میں)

ابوجہل۔ ابوطالب! آپ ہمارے بزرگ ہیں اور یوں بھی عزت و شرف اور مرتبے کے لحاظ سے ساری قوم میں آپ ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم آپ کی انہیں بزرگانہ خصوصیات کا پاس کرتے ہیں۔

ابوطالب۔ مطلب بتاؤ، کہنا کیا چاہتے ہو؟

ابوسفیان۔ آپ بے خبر نہ ہوں گے کہ آپ کا بھتیجا —— ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا اور ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہمارے اسلاف اور موجودہ خردمندوں اور دانش وروں کو بھی بیوقوف بناتا ہے۔

اس کا خیال ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد گمراہ تھے۔ ہمارا دین باطل ہے اور وہ خود جو دین ایجاد کر بیٹھا ہے وہی "حق" ہے۔

ابوطالب۔ تو پھر میں کیا کروں؟

ابوجہل۔ آپ اسے منع کر دیجئے کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائے ورنہ ہمارے راستے سے آپ ہٹ جائیں تو ہم خود ہی اسے سمجھ لیں گے۔

ابوالبختری۔ بے شک، مذہبی حیثیت سے خود آپ بھی ہماری ہی طرح اس کے مخالف ہیں۔

عتبہ۔ اس لئے آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ ہم اپنے دین کی مدافعت کے لئے کافی ہیں۔

ابوطالب۔ (موقع کی نزاکت ملحوظ رکھتے ہوئے) اچھا۔ اچھا، تم لوگ جاؤ میں اسے سمجھا دوں گا۔

(وہ لوگ چلے جاتے ہیں اور ابوطالب اس فکر میں غرق ہیں) کیا کروں؟ کیا نہ کروں، ایک طرف ساری قوم کی دشمنی اور جدائی ہے اور دوسری

جانب ـــــ لختِ جگر ـــــ نہ انہیں چھوڑ سکتا ہوں، نہ اس کے دین کو حق ثابت کر سکتا ہوں ـــــــ (اسی عالم اضطراب میں ٹہل رہے ہیں کہ کسی کی آہٹ محسوس ہوتی ہے) کون ہے ؟ کون ـــــــ ؟ (دروازے کی جانب دیکھ رہے ہیں)

۔ (سامنے آتے ہوئے) محمدؐ

ابوطالب۔ آؤ، آؤ، لختِ جگر ـــــ !

محمدؐ۔ (ان کی اضطرابی کیفیت بھانپ کر) کیا بات ہے چچا جان ! آپ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہیں ؟

ابوطالب۔ جانِ عم ! قوم کے معزز افراد ابھی میرے پاس آئے تھے ۔

محمدؐ۔ کیوں، خیر تو ہے ؟

ابوطالب۔ خیر کیا ہوتی۔ یہی تمہارے دین کا معاملہ ہے میرے بچے ! وہ تمہارے اس نئے دین پر بر افروختہ ہیں اور تمہارے دشمن ہو گئے ہیں جو بالفاظِ دیگر یقیناً مجھ سے دشمنی ہے ۔ خدارا تم مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کرو۔ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے لئے ناقابلِ برداشت ہو۔ انہیں صرف میرا پاس ہے ورنہ وہ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں .... ان کے حوالے کر دوں .... بیٹا ! مجھ پر رحم کرو۔

محمدؐ۔ یعنی آپ میری حمایت سے معذور ہیں اور یہی ایک چارۂ کار رہ گیا ہے، مجھے اُن کے حوالے کر دیں ۔ اس لئے کہ آپ میری مدد یا پشت پناہی نہیں کر سکتے۔

ابوطالب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟

محمدؐ۔ (فیصلہ کن انداز میں) چچا جان ! خدائے ذوالجلال کی قسم ! اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں پر ماہتاب رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں تبلیغِ دین و اشاعتِ اسلام سے باز آجاؤں تو بھی میں منظور نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ خدا خود اس دین کو غالب کر دے، یا میں اس کی راہ میں .... قربان ہو جاؤں، (بے اختیار آبدیدہ ہو جاتے ہیں)

ابوطالب ۔ لختِ جگر ..... ! تمہاری آنکھوں میں آنسو .... ؟

محمدؐ۔ (بغیر جواب دیئے اُٹھ کر جانے لگتے ہیں)

ابوطالب۔ کہاں جا رہے ہو ـــــ یہاں آؤ، بیٹا! بات تو سنو۔

محمدؐ۔ (قریب آکر) آپ بھی مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے؟

ابوطالب۔ (قوت و عزم کے ساتھ فرطِ محبت سے چیخ کر) نہیں... نہیں، ہرگز نہیں، جاؤ، جو چاہو کرو ـــــ واللہ میں تمہیں کسی قیمت پر کبھی ان کے حوالے نہیں کروں گا۔

محمدؐ۔ (خوش ہو کر) اللّٰھم لکَ الحمد حمداً کثیراً۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۶۶

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۸۹

نواں منظر

(محمد رسول اللہ (صلعم) کی تعلیمی سرگرمیاں روز افزوں ہیں اور رفتہ رفتہ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے جا رہے ہیں)

مشرکین کی آتشِ غیظ و غضب بھڑک اٹھتی ہے اور وہ ایک بار پھر ابو طالب کے پاس جانے کا منصوبہ باندھتے ہیں۔

ابولہب۔ دیکھ لیا تم نے؟ ابو طالب نے نہ تو اسے منع کیا اور نہ ہی ہمارے حوالے کرنے کے روادار ہیں۔

ابوسفیان۔ اس کی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔

عتبہ۔ کیوں نہ ایک بار اور ابو طالب کو آگاہ کر دیا جائے؟

ابن ہشام۔ وہ کیا مانیں گے؟

ابوسفیان۔ ایک تجویز ابھی ابھی میرے ذہن میں آئی ہے بشرطیکہ تم بھی اس سے اتفاق کرو۔

ابولہب۔ بتاؤ، کیا ہے؟

ابوسفیان۔ ہم محمدؐ (صلعم) کے عوض میں اپنا ایک نوجوان دیدیں کہ وہ اسے اپنا بیٹا بنالیں اور انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔

ابوجہل۔ ابو طالب مان لیں، جب ہے۔

ابن ہشام۔ چلو تو، یہ بھی کر دیکھیں۔

(سب لوگ اکٹھے ہو کر جاتے اور ابو طالب کے پاس بیٹھ جاتے ہیں)

ابو طالب۔ کیوں بھائی! اب کیا ہے؟

ابولہب۔ (غصے میں) تم ابھی تک نہیں سمجھے....؟

ابوسفیان۔ تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کیوں نہیں کر دیتے؟

عتبہ۔ یا پھر اس کی خیر چاہتے ہو تو اسے روک لو۔

ابو طالب۔ میرے فرزندو! تمہاری دشمنی اور جدائی خاصی اہمیت رکھتی ہے لیکن میں اپنا بچہ کیونکر تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔ انصاف تو کرو میں اس کی جدائی بھی تو برداشت نہ کر سکوں گا۔

ابوسفیان۔ تو پھر ایک تجویز مان لو۔
ابوطالب۔ شوق سے کہو ___ کیا تجویز ہے ؟
ابوسفیان۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تم اپنے لختِ جگر کی جدائی تا دمِ مرگ گوارا نہ کروگے اب ایک یہی صورت ہے کہ عمارۃ بن ولید کو تم جانتے ہو کہ وہ شاعری، بہادری، حسن وجمال میں یکتائے عرب نوجوان ہے۔ تم اسے اپنا بیٹا بنالو اور محمدؐ کو ہمارے سپرد کردو۔
شیبہ۔ ہاں، ہاں تمام اختیاراتِ پدری حاصل کرلو۔
عاص بن وائل۔ ہاں، یہ (عمارۃ) تمہارا ہو کر تمہارا ہی رہے گا۔ اس کے عوض میں تم اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کردو جو تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے دین کو جھٹلاتا ہے۔ جس نے تمہاری متحد و متفق قوم میں تفرقہ اندازی شروع کردی ہے اور تمہارے عقل مندوں کو بھی بے وقوف سمجھتا ہے
بن ہشام۔ یہ تو تمہیں ماننا پڑے گا۔
قریش۔ (بہ یک آواز) بہت خوب ___ بہت اچھی تجویز ہے۔
عتبہ۔ ہم ایک بار پہلے بھی تمہیں آگاہ کرچکے ہیں لیکن تم نے اسے نہیں روکا اور اب تم اسے ہمارے سپرد کردو تو بہتر ہے۔
عقبہ بن معیط۔ واقعی بہترین تجویز ہے، نوجوان کے بدلے نوجوان۔!
قریش۔ ٹھیک ہے، یہی ہونا چاہئے۔
ابوطالب۔ (گھبرا کر) ارے ظالمو! تم انتہائی دل آزار تجویز پیش کر رہے ہو۔ واللہ! یہ بڑا ہی بُرا فیصلہ ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ میں تمہارے نوجوان کو اپنا کر دل سے لگاؤں، اسے خوب کھلاؤں پلاؤں اور اپنا لختِ جگر ___ اپنا نورِ نظر ___ تمہیں دے کر اسے تمہاری بے رحمی، سفاکی اور آتشِ انتقام کی نذر کردوں ......؟؟؟ نہیں... نہیں... یہ تو عمر بھر نہیں ہو سکتا۔ قیامت تک نہیں ہوگا.... کبھی نہیں.....!!!
مطعم بن عدی۔ ابوطالب! تمہاری قوم تو منصفانہ فیصلہ کر رہی ہے اور تمہیں بھی مصیبت سے نجات دلانا چاہتی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ تم خود بھی اس کی ان نئی نئی باتوں کو پسند نہیں کرتے لیکن محض خونی تعلق کی بنا پر سب کچھ برداشت کر رہے ہو۔ ہم لوگ تمہارے اور اپنے مشترکہ آبائی دین کی مدافعت کے

لئے تیار ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کچھ نہیں مانو گے۔

ابوطالب ۔ واللہ یہ انصاف نہیں، ظلم ہے، زیادتی ہے۔ تم لوگ مجھے بے سہارا کرنا چاہتے ہو۔ ساری قوم کو تم نے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ لیکن مجھے کسی کا ڈر نہیں، جو تمہارا جی چاہے کر لو —— میں تمہاری یہ تجویز تو ہرگز نہیں مان سکتا۔

ابولہب ۔ اچھا تو پھر ہم بھی دیکھ لیں گے۔

ابوسفیان ۔ (اُٹھتے ہوئے) چلو، اٹھو، اب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

(انتہائی غضب ناک ہو کر سب واپس جاتے ہیں اور اسی عالم میں ایک جگہ جمع ہو کر سازش کرتے ہیں)

ابوسفیان ۔ دیکھا، ہم نہ کہتے تھے کہ ابوطالب کوئی بات نہ مانیں گے؟

عقبہ بن معیط ۔ خیر —— تو کیا ہے —— ہم بھی دیکھتے ہیں کہ ان کے لختِ جگر کا دین کیونکر چلتا ہے۔

ابوسفیان ۔ اب ایسا کرو کہ مزید کوئی شخص اس کا ساتھ نہ دے سکے —— میرے خیال میں یہ ہونا چاہئے کہ ہر سردار اپنے قبیلے کے ایسے افراد کو، جو اس پر ایمان لے آتے، سخت ایذائیں پہنچاتے۔

ابولہب ۔ ہاں، ہاں، انہیں گوناگوں طریقوں سے ستانا چاہئے جبھی یہ باز آئیں گے اور دوسرے لوگ عبرت حاصل کر کے اس کا ساتھ دینے کی ہمت بھی نہ کریں گے۔

عتبہ ۔ بس یہی ایک صورت ہے اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔

شیبہ ۔ چلو، بس، فیصلہ ہو گیا۔

ولید ۔ تم لوگ ابھی نادان ہو، اسی لئے فیصلہ بھی کر بیٹھے —— !

ابوسفیان ۔ پھر تمہیں رہبری کرو، تم عمر و تجربہ میں سب سے بڑھ کر ہو۔

ولید ۔ دیکھو! اس طرح مختلف طور پر متفرق سازشوں سے کچھ نہ ہوگا۔ تم نے اس کے ساتھیوں کی ایذارسانی کی بھی تو کیا ہوگا؟ بقول شخصے ؏

"یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے"

ان پر تو حق و صداقت کا ایسا جادو چلا ہے کہ یہ عقل و ہوش کھو بیٹھے ہیں۔

عتبہ ۔ تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

ولید۔ (سنبھل کر) فرزندانِ قریش! یہ حج کا زمانہ ہے۔اس موسم میں اطراف و اکناف سے تمام قبائل آکر مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔تم لوگ سوچ سمجھ کر کسی ایک بات پر جمع ہو جاؤ۔اگر کوئی فیصلہ بالاتفاق نہ کیا گیا تو آپس کی بحث و تکرار میں وقت نکل جائے گا۔ایسا نہ ہو کہ ایک کی بات دوسرا ردّ کر دے اور دوسرا تیسرے کو جھٹلائے ——— اور اس طرح محمدؐ ضرور اس موقع سے فائدہ اٹھائے گا اور تمہاری باہمی ناچاقی سے تمہاری بات کا وزن نہ رہے گا۔

ابوسفیان۔ ولید —! تمہاری بات سب مان لیں گے۔بتاؤ، کیا فیصلہ ہے تمہارا؟

ولید۔ نہیں، پہلے تم لوگ بتاؤ کہ چاروں طرف سے مکہ میں آنے والے قبائل کو محمدؐ کی دعوت سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا صورت اختیار کرو گے؟

عتبہ۔ ہم ان قبائل سے کہیں گے کہ اس کی بات نہ مانو، یہ کاہن ہے۔

ولید۔ بات ایسی کرنی چاہئے جو سمجھ میں بھی آجائے۔بھلا کہاں کاہنوں کی تُک بندیاں اور کہاں محمدؐ کا دل نشیں کلام —؟

مُطعم۔ اچھا تو ہم اسے مجنون مشہور کریں گے، دیوانہ بتائیں گے۔

ولید۔ بھلا محمدؐ کو دیوانگی سے کیا نسبت —؟ ہم نے دیوانے بھی دیکھے ہیں۔کہاں ان کی حماقت آمیز باتیں، مضحکہ خیز حرکتیں اور کہاں محمدؐ کی فرزانگی و بالغ نظری ——— اور باوقار و پُر تمکنت طرزِ بیان؟

ابُولہب۔ تو پھر شاعر کیوں نہ کہیں؟

ولید۔ تمہاری اس قسم کی خرافات سے آنے والے قبائل یہ سمجھیں گے کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں اور بہتان طراز بھی ہیں — شعر و شاعری کی آخر وہ کونسی قسم ہے جس سے ہم واقف نہ ہوں، بلکہ یہ تو ہماری گھٹی میں پڑی ہے۔ہمیں تمام اصنافِ سخن میں بھی مہارت و کمال حاصل ہے۔ہم جانتے ہیں۔رجز، ہزج، قریض، مقبوض اور مبسوط کیا ہے۔غور تو کرو محمدؐ کے سحرطراز کلام کو شاعری سے کیا تعلق —؟ شاعروں کی خیال آرائی اور اس کے حقیقت آمیز کلام میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

ابوسفیان۔ تو پھر جادوگر کہہ دیں؟

ولید۔ لات کی قسم، یہ بھی غلط ہوگا۔جادوگری بھی ہمارے لئے کوئی نئی چیز

نہیں —— جس طہارت و نفاست سے محمدؐ زندگی گزارتا ہے وہ جادوگروں میں کہاں نظر آتی ہے، پھر اس کے ساتھ یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ جھاڑ پھونک کرتا ہے نہ تعویذ گنڈوں سے اپنی فوقیت جتانا چاہتا ہے بلکہ جادوگروں کی منحوس شکلیں اور نجس عادتیں الگ ہی ہوا کرتی ہیں۔

ابولہب۔ (اُکتا کر) تو پھر تمہیں بتاؤ عبدالشمس!

ولید۔ لات کی قسم، اس کے کلام میں عجب مسحور کن اندازِ بیان ہے۔ اس کی گفتگو دلنشیں اور پرُحلاوت ہے —— تمہارے لئے یہی کہنا آسان تھا کہ وہ ساحر ہے۔ اس لئے کہ اس کی زبان میں واقعی جادو کا اثر ہے۔ کہنے کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سحر بھائی کو بھائی سے، شوہر کو بیوی سے اور باپ کو بیٹے سے جُدا کر دیتا ہے۔

عُتبہ۔ آخر فیصلہ کیا ہوا؟

ولید۔ فیصلہ یہ کہ آنے والے قبائل جہاں قیام پذیر ہوں وہاں جا بجا ہمارے کارندے پابند رہیں تاکہ جب محمدؐ انہیں اپنے دین کی دعوت دینے آئے تو اس کی ہر بات کی تردید کریں اور اس کا مذاق اڑائیں۔ اس کے ساتھیوں کو عبرت ناک سزائیں دیں تاکہ کوئی اس کا ساتھ نہ دے سکے اور اس کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے رہیں۔

قریش۔ (بہ یک آواز) بس یہی ٹھیک ہے۔

(سب اپنے اپنے گھروں کا راستہ لیتے ہیں)

از اوّل تا آخر، سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۹۰ تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۶۷، ۶۸ قاضی عیاض، صفحہ ۱۲۹ —— اضافہ جدید عطیہ

دسواں منظر

(قریش کے معزز افرادِ خانہ کعبہ میں مصروفِ گفتگو ہیں)

ابوسفیان۔ خدا کو وحی اسی شخص پر نازل کرنی تھی اور مجھے چھوڑ دیا حالانکہ میں قریش کا بلند مرتبہ سردار ہوں۔ میرے ساتھ ساتھ مسعود بن عمرو بھی گویا اس قابل نہ تھے۔ حالانکہ یہ بھی ثقیف کے سردار اور ذی حیثیت شخص ہیں۔

ابوجہل۔ بالفاظِ دیگر گویا تم اس بات کے قائل ہو کہ اس کے پاس آسمان ہی سے وحی آتی ہے؟ حالانکہ اس میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہی کہ وہ جادوگر ہے .... اس نے ہمارے قبائلی اتحاد اور قومی یگانگت کو خاک میں ملا دیا۔ اور اب تو وہ علی الاعلان ہمارے مقدس معبودوں کی توہین و تکذیب پر اتر آیا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں، تم بھی کس غلط فہمی میں ہو۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر اس کا چچا اسے ہمارے حوالے کر دیتا تو کیا بات تھی!

عقبہ بن ابی معیط۔ اب تو مدینہ میں بھی اس کے متعلق چہ می گوئیاں ہونے لگی ہیں

ابوجہل۔ اور کل تک دیکھنا تمام عرب میں اس کا چرچا ہو جائے گا۔

اُمیّہ۔ خبر بھی ہے تمہیں ـــ؟ ہر اہم موقع پر، خواہ وہ حج کا موسم ہو یا کوئی تاریخی اجتماع، محمدؐ ان دنوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے بھرے مجمع میں تبلیغی تقریریں کرتا ہے۔

عقبہ۔ اور بھی کچھ سنا؟ وہ کہتا ہے مرنے کے بعد پھر سب کو زندہ کیا جائے گا۔ دوسری دنیا میں جنّت و دوزخ ہے جو اس پر اس کے خدا پر ایمان لے آئے وہ جنّتی ہوگا اور جو اس کا انکار کرے اور اس کے خدائے واحد کے ساتھ کسی کو شریک کرے وہ دوزخی ہوگا۔

ابوجہل۔ (جل کر) معلوم ہوتا ہے تم بھی کبھی اس کے پاس بیٹھے تھے جو اس سے یہ سب سن کر آئے ہو؟ اب میں سمجھا... خیر اگر اب سے تم اس کے پاس گئے اور اس کے منہ پر تھوک کر نہ آئے تو تم پر میری صورت دیکھنا حرام ہوگا۔

عقبہ۔ اچھا، اب یہی کروں گا۔

ابوسفیان۔ (کعبہ کے صدر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے) خاموش ...! وہ دیکھو محمدؐ..... آرہا ہے .... اور اس کے ساتھ اس کا دوست ابوبکرؓ بھی معلوم ہوتا ہے۔

اُمیّہ۔ (اُٹھتے ہوئے) ٹھہرو۔ میں اسے کسی طرح اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

ابوجہل۔ (زمین پر سے ایک سڑی گلی بوسیدہ ہڈی اٹھا کر آپؐ کی راہ میں حائل ہوتا ہے) سنو... محمدؐ! تم یہی دعویٰ کرتے ہو کہ اس بوسیدہ ہڈی میں بھی قیامت کے روز تمہارا خدا جان ڈال دے گا؟ (اس درمیان میں ہڈی کو مل کر ریزہ ریزہ کر کے حضورؐ اقدس کے چہرۂ انور پر پھونک مار کر اُڑاتا ہے)۔

قریش۔ زوردار قہقہہ لگاتے ہیں۔

محمدؐ۔ ان کے تمسخر آمیز قہقہوں میں چہرۂ اقدس صاف کرتے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ (غم و اندوہ سے چہرہ زرد ہے۔ آہستہ دبی آواز میں) الٰہی! رحم فرما!

محمدؐ۔ (امیّہ سے) ہاں، میں یہی کہتا ہوں، پھر کہتا ہوں کہ خدائے برحق قیامت کے روز اس ہڈی میں جان ڈال دے گا اور تمہاری ہڈیاں بھی قیامت تک اسی طرح گل کر بوسیدہ ہو جائیں گی، پھر میرا خدا ان میں جان ڈال کر تمہیں جہنّم میں جھونک دے گا۔

اُمیّہ۔ (خباثت سے قریب آتے ہوئے) تمہارا مطلب یہ ہے کہ خدا مجھے بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا.... یعنی میری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی....؟

محمدؐ۔ ہاں.... یقیناً.... ایسا ہی ہوگا۔

اُمیّہ۔ (اسی انداز میں قہقہہ لگا کر) دیکھا۔ لوگو! سُنا تم نے بھی؟ واہ واہ، خوب! کیا بات کہی ہے!

قریش۔ ہاں بھائی، اس کی تو ہر بات نرالی ہوتی ہے۔

محمدؐ۔ (وحی نازل ہوتی ہے، آپؐ تلاوت فرماتے ہیں) وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہ، قال من یحی العظام وھی رمیم ــــ؟ قل یحییھا الذی انشاھا اوّل مرۃ وھو بکل خلق علیم۔ (تلاوت ختم فرماتے

ہیں) "اس نے ہماری شان میں مثال پیش کی ہے .... اور اپنی اصلیت (حقیقت) بھول گیا.... ؟ کہتا ہے کہ ہڈیوں میں بوسیدگی کے بعد کون جان ڈال سکتا ہے ؟ (دوبارہ زندہ کرے گا) - (اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے کہ وہی دوبارہ زندہ بھی کرے گا جس نے پہلی بار ان "ہڈیوں" کو پیدا کیا (عدم سے وجود میں لایا تھا)

اُمیّہ - (بد نیتی سے) اچھا محمدؐ -! ایک بات سُنو - ہم آپس میں ایک فیصلہ کرلیں۔

محمدؐ - (سرِ اقدس اُٹھاتے ہوئے) کیا.... ؟

اُمیّہ - یہ کہ کچھ عرصہ تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور کچھ دن ہم تمہارے رب کی پرستش کریں — اس عرصے میں اگر یہ تجربہ تمہارے معبود کو ہمارے تمام معبودوں سے بہتر ثابت کردے تو ہم تمہاری بات مان لیں گے - اس کے برعکس اگر ہمارے معبودوں کی پرستش میں تمہیں فائدہ نظر آئے تو تم ان کی بزرگی اور خدائی تسلیم کر لینا۔

محمدؐ - (وحی الٰہی) قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۔ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۔ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (الکافرون)

(ترجمہ) کہہ دو (اے محمدؐ!) کہ نہ تو میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تمہیں میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو — نہ میں ہی تمہارے معبودوں کی عبادت کرنے والا ہوں، نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنیوالے ہو - تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

عُقبہ - (قریب آکر طنز کرتا ہے) ہاں، ہاں، ٹھیک ہے - ہمارا دین ہمارے لئے ہے اور تمہارا دین تمہیں مبارک ہو - لیکن ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔ (بالکل قریب آکر رُخِ انور پر تھوکتا ہے)

محمدؐ - فرطِ غیظ و غضب میں چہرۂ اقدس سُرخ ہو جاتا ہے لیکن کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے ہوئے خاموش رہتے ہیں۔

ابوبکرؓ - (عقبہ کی گستاخی پر خوف سے لرز جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ زیرِ لب) الٰہ العالمین! تیرا برگزیدہ بندہ..... پروردگار! تیرا نبی... معبود! تیرا رسول اور یہ بے حرمتی ؟.... خدایا.... مدد فرما.... الٰہی! رحم....!

محمدؐ - (وحی الٰہی نازل ہوتی ہے) يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ۔۔۔ اور اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ لے گا اور کہے گا اے کاش میں بھی رسولؐ کے ساتھ راہِ حق اختیار کر لیتا۔

(دونوں خاموشی سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں)

ابوجہل ۔ (بے اختیار چلّاتا ہے) فرزندانِ قریش! غضب ہو گیا۔ ارے تم اسے چھوڑ دے رہے ہو؟ یہ واپس جا رہا ہے۔ یہی تو ہمارے معبودوں کو عیب لگاتا ہے ۔۔۔۔!

عقبہ ۔ (چند افراد کے ساتھ اٹھ کر پیچھے پیچھے جاتا ہے) محمدؐ! اے محمدؐ! تمہیں اس گھمنڈ میں ہو اور تمہارا ہی یہ دعویٰ ہے کہ تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر و برتر ہے؟

محمدؐ ۔ (پلٹ کر) ہاں، میں کہتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں۔

عقبہ ۔ (ساتھیوں سے) دیکھو، یہ بچ کر نہ جائے —— اسے چھوڑنا نہیں۔ "عقبہ اور اس کے ساتھی یکبارگی آپ پر حملہ کرتے ہیں اور عقبہ جھپٹ کر گردن مبارک میں بٹی ہوئی چادر ڈال کر کھینچتا ہے ۔۔۔۔ حضورؐ کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ اور گردن پر نشان پڑ جاتے ہیں ۔۔۔"

ابوبکرؓ ۔ (گھبرا کر لرزتے ہوئے پہنچتے ہیں) ارے ظالمو! کیا چاہتے ہو؟ تمہارا مطلب کیا ہے آخر ۔۔۔ چھوڑ دو انہیں ۔۔۔۔

عقبہ ۔ (بے پروائی سے) ساتھیو! جانے نہ دینا، مار یو اسے ۔۔۔

ابوبکرؓ ۔ (بیچ میں حائل ہو کر) چھوڑ دو ۔۔۔۔ ہٹ جاؤ ۔۔۔ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ ۔ ؟ یعنی تم ایک شخص کو محض اس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے۔

"صدیق اکبرؓ جاں نثارانہ جذبات کے ساتھ بیچ میں حائل ہوتے ہیں تو دشمنانِ اسلام انہیں بھی پکڑ کر زد و کوب کرتے ہیں۔"

ابوسفیان ۔ (دُور ہی سے چلّاتا ہوا آتا ہے) ساتھیو! چھوڑ دو محمدؐ کو ۔۔۔ محمدؐ کو چھوڑ دو ۔۔۔۔ وہ دیکھو اس کا چچا (حمزہؓ بن عبدالمطلب) ادھر ہی آ رہا ہے۔

عقبہ ۔ (گھبرا کر چاروں طرف دیکھتا ہے) لات کی قسم ۔۔۔۔ اب خیر نہیں۔ حمزہ کے ہاتھ میں تیر و کمان بھی ہے ۔۔۔۔!

(وہ اور اس کے ساتھی دونوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں)

اُمیّہ ۔ حمزہؓ قریش کا سب سے زیادہ معزز شخص ہے ۔۔۔۔ یہ دیکھو، کس شانِ

بے نیازی سے گلے میں کمان ڈالے آ رہا ہے۔

مغیرہ۔ اس کا دستور ہے کہ شکار سے واپس آکر طواف کئے بغیر گھر نہیں جاتا۔

ابوجہل۔ مگر یہ اپنے بھتیجے کے دین پر نہیں۔

عقبہ۔ بھلا احمقوں کے سوا کون اسے مان سکتا ہے؟

الا انہم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون (القرآن)

عم رسول اللہ اسی شان سے کمان گلے میں ڈالے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آپہنچتے ہیں۔

ایک عورت۔ (راستہ روک کر) ابو عمارہ! سنو تو سہی....

حمزہ۔ کہو، کیا بات ہے؟

عورت۔ کاش ابھی تم ہوتے...؟

حمزہؓ۔ کیوں، خیر تو ہے۔ کیا ہوا؟

عورت۔ یہ تمہارے آنے سے میدان صاف نظر آرہا ہے اور ماحول پرسکون ہے ورنہ ابھی یہ سب کے سب عقبہ، ابوجہل..... اور ان کے ساتھیوں نے مل کر تمہارے بھتیجے کو بہت ستایا، خوب گالیاں دیں اور مذاق اڑاتے رہے۔ پھر عقبہ اور اس کے ساتھیوں نے محمدؐ کی گردن میں چادر ڈال کر اس شدت سے کھینچا کہ ان کا دم گھٹنے لگا.... اور گردن زخمی ہو گئی۔

حمزہ۔ (غصے میں چہرہ تمتما رہا ہے) پھر کیا ہوا....؟

عورت۔ ہونا کیا — محمدؐ کے ساتھ ایک بے چارے ابوبکرؓ کے سوا کون تھا جو ان کی مدد کرتا — یہ بے بس تھے، خاموش رہے — ابوبکرؓ نے بچانے کی کوشش بھی کی تو وہ لوگ انہیں پر جھپٹ پڑے۔ یہ اچانک تمہارے آنے سے سب الگ الگ ہو گئے ورنہ...

حمزہ۔ (غضب ناک اور بیتاب ہو کر) اچھا، تو یہ بات ہے.... میں ابھی ایک ایک کی خبر لیتا ہوں۔ میری زندگی میں ان کی یہ ہمت کہ میرے لختِ جگر کو مشقِ ستم بنائیں۔ (چاروں طرف دیکھتے ہیں تو ایک جانب ان سب پر نظر پڑتی ہے۔ انتقامی جذبات سے مغلوب ہو کر تیز تیز قدم بڑھاتے ہوتے جاتے ہیں)۔

اُمیہ۔ ارے ساتھیو! دیکھنا حمزہؓ ہمارے پاس آرہا ہے۔

ابوجہل۔ (سہم کر) لات کی قسم اس کی آنکھوں میں فرطِ غضب سے شعلے۔

اُمیّہ ۔ ہاں وہ بہت غضبناک ہے ، اب خیر نہیں ہماری .....

حمزہؓ ۔ (ابوجہل کی طرف بڑھتے ہوتے) سچ سچ بتاؤ ابھی تم لوگوں نے میرے لختِ جگر کو تنہا پاکر کیا بدسلوکی کی تھی ؟

ابوجہل ۔ میں نے ... میں تو .... حمزہؓ ! تم غصّے میں ہو ..... !

حمزہؓ ۔ ہاں بدبخت ! تم ... تمہیں نے اسے گالیاں دیں اور خوب جی بھر کر ستایا ۔ اگر ہمت ہو تو ذرا میرے سامنے بھی وہی الفاظ دہراؤ .....

ابوجہل ۔ لیکن حمزہؓ .... تم ....

حمزہ ۔ کیا بکتے ہو .... ؟ یاد رکھنا .... زندہ دفن کر دوں گا .. جانتے ہو میں اس کا چچا ہوں اور اس کے دین پر ہوں ... میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے ... ہے ہمت مجھے جواب دینے کی ؟

(قریب جاکر اسے زخمی کر دیتے ہیں)

ابوجہل ۔ ہائے .... ساتھیو .... !

عقبہ ۔ (چلّا کر) ساتھیو ! دیکھتے کیا ہو ... بچاؤ ابوجہل کو .... اُٹھو ... کیا سوچ رہے ہو .... اُٹھو ....

(بنی مخزوم کے چند آدمی بچانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں)

ابوجہل ۔ (زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے) چھوڑ دو ... مجھے ... حمزہؓ کو انتقام لینے کا حق ہے .... ہم نے بھی تو اس کے بھتیجے کو بہت ستایا ہے اور بڑی بُری گالیاں دی ہیں .....

حمزہؓ ۔ ابوجہل کو چھوڑ کر نبی کریمؐ کے پاس جاتے ہیں ۔ آپؐ کعبے کے پاس تشریف فرما ہیں ۔ " دیکھا تم نے ، تمہارا بدلہ لے لیا ... اب تو تم خوش ہو نا ... ؟ بولو بتاؤ لختِ جگر !

محمدؐ ۔ (سر اٹھا کر) یہ ٹھیک ہے لیکن چچا جان مجھے حقیقی مسرّت اس وقت ہو گی ، جب آپ کا دل ایمان کے نور سے روشن ہو جائے گا ۔

حمزہؓ ۔ جانِ عم ! ابھی لو .... لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محمدؐ ۔ (خوش ہو کر) اللّٰھم لک الحمد حمداً کثیراً ؎ ——

؎ سیرت ابن ہشام ، صفحہ ۱۲۶ تاریخ طبری ، جلد دوم ، صفحہ ۷۲ ، ۷۳

گیارھواں منظر

"کعبے میں محمد رسول اللہ (صلعم) تنہا تشریف فرما ہیں۔ خاصے دُور مقام پر قریش کے بہی افراد آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں۔"

ابولہب۔ اب محمدؐ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے....؟ ابو طالب وغیرہ پوری طاقت سے اس کی حمایت کر رہے ہیں۔

اُمیّہ۔ نہ صرف حمایت و حفاظت، بلکہ وہ تو اس کی اور حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں

عُتبہ۔ یہ ٹھیک ہے مگر خیال تو کرو ہم ابوطالب کا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں؟

ابوجہل۔ لات کی قسم، اس شخص کے معاملے میں کوئی ہمارے برابر صبر سے کام نہیں لے سکتا تھا۔ ہم نے بہت کچھ برداشت کر لیا۔ دیکھو تو سہی وہ کیا نہیں کرتا؟ غضب خدا کا، کھلم کھلا وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ـــ

عقبہ۔ گالیاں تو محمدؐ کی زبان سے کبھی نہیں سُنی گئیں!

ابوجہل۔ ارے بُرا بھلا کہنا، انہیں باطل قرار دینا کیا گالیوں سے کم ہے؟ ہمیں اندیشہ یہ ہے کہ اگر ہم نے اسے یونہی چھوڑ دیا اور طرح دیتے رہے تو وہ دن دُور نہیں جب ہماری قوم کے تمام معزز افراد اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ پھر اسے تمام قبائل میں شرف و امتیاز اور قوت حاصل ہو جائے گی۔

اُمیّہ۔ یقیناً یہی ہونا ہے۔

عقبہ۔ اب اس میں کسر ہی کیا رہ گئی ہے ـــ مستقبل قریب ہی میں اس کی آواز گھر گھر پہنچے گی اور تم یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے سازشیں کرتے رہوگے۔

اُمیّہ۔ ظاہر ہے کہ جب با اثر لوگ اس کی مدافعت و حمایت کریں گے تو پھر ناکامی کیا معنی....؟

ابوسفیان۔ میرا خیال تو یہ ہے ابوالحکم! کہ یہ بہت جلد اپنی مراد پالے گا! ابھی کل ہی کی بات ہے۔ شیرِ عرب حمزہؓ نے اسلام قبول کر لیا۔

عُتبہ۔ سچ تو یہ ہے کہ حمزہؓ کے اسلام لانے سے ہماری کمر ٹوٹ گئی۔

ابوجہل۔ اور اسے بڑی تقویت حاصل ہو گئی۔

ابوسفیان۔ تو پھر اب کچھ کروگے بھی یا یونہی کفِ افسوس ملتے رہوگے؟

اُمیّہ۔ مگر..... آخر ہم کریں بھی کیا.... کوئی نئی تدبیر سوچنی پڑے گی۔
عتبہ۔ (کسی فکر میں غرق تھا، سر اُٹھا کر) ساتھیو! کیوں نہ میں خود ہی محمدؐ سے براہِ راست مل کر دو دو باتیں کرلوں؟
ابوسفیان۔ مگر کہو گے کیا؟
عتبہ۔ چند تجویزیں اس کے سامنے پیش کروں گا۔ ممکن ہے وہ ان میں سے ایک دُو ہی مان لے اور اپنی سرگرمیوں سے باز آجائے۔
قریش۔ تو پھر ابھی جاؤ.....
ابوسفیان۔ ہاں تمہیں جاؤ۔ تم مکّہ کے مشہور مال دار سردار ہو، تمہاری بات کا اثر ہوگا۔
عتبہ (اُٹھتے ہوئے) جا تو رہا ہوں لیکن اس کے مقابلے میں دولت کا گھمنڈ بے سود ہے۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ وہ میرے جاہ و ثروت سے مرعوب ہو جائیگا۔
(نبی کریمؐ کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے)
عتبہ۔ میرے برخوردار! میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔
محمدؐ۔ ضرور کہو.... کیا بات ہے؟
عتبہ۔ پہلے وعدہ کرو کہ مان لوگے۔
محمدؐ۔ کوئی بات سُنے بغیر مان لینے کا وعدہ قبل از وقت ہوتا ہے اور میرے لئے محال۔
عتبہ۔ اچھا تو سنو ____ برخوردار! تم جانتے ہو کہ نسبی حیثیت سے تمہیں خاندان ہی میں نہیں تمام قبائل میں امتیاز حاصل ہے اور ساری قوم تم کو عزّت کی نظر سے دیکھتی ہے لیکن تم نے صرف ایک سوال اٹھا کر ساری قوم کو مصیبت و آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ تم نے قومی جمعیت اور اجتماعی طاقت کو پارہ پارہ کردیا۔ تم تمام دانشمندوں کو بے وقوف بنا رہے ہو ___ اپنے دین کے مقابلہ میں ہمارے دین اور ہمارے مقدس معبودوں کو باطل قرار دیتے ہو، ان میں عیب نکالتے ہو۔ آخر تم نے سوچا کیا ہے؟
محمدؐ۔ (غور سے سماعت فرما کر باوقار انداز میں سر اٹھاتے ہوئے) اور کچھ؟
عتبہ۔ اب غور سے سنو، چند تجویزیں پیش کرتا ہوں۔ ممکن ہے تمہیں ان سے اتفاق ہو اور یہ کشمکش ختم ہو جائے۔
ا۔ اگر تم دینِ الٰہی کے نام سے اس کارروائی کو مال و دولت کمانے کا

ذریعہ بنانا چاہتے ہو تو ہم سب مل کر دولت اور مال و زر کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈال سکتے ہیں۔ تم عرب بھر میں سب سے بڑے دولت مند ہو جاؤ گے۔

۲۔ اگر تم اس طرح اپنی عزت و سرداری کے خواہاں ہو تو یقین کرو ہم سب بالاتفاق تمہیں اپنا سردار مان لیں گے اور کوئی کام تمہارے حکم کے بغیر انجام نہیں دیا جائے گا۔

۳۔ اگر تمہیں بادشاہی کا شوق اور لالچ ہے تو دنیائے عرب کی بادشاہی کا تاج ہم تمہارے سر پر رکھ دیں اور سب تمہیں بخوشی اپنا فرمانروا، اپنا تاجدار تسلیم کر لیں گے۔

۴۔ رہ گیا وحی کا معاملہ تو اگر یہ کسی جن اور بھوت کی شرارت ہے اور وہ تمہیں یہ سکھاتا ہے تو پھر اپنی ساری دولت تمہارے رفع شر میں صرف کرنے پر تیار ہیں۔ کوئی دماغی خلل ہو تو بھی ہم علاج میں کوتاہی نہ کریں گے اور تمہاری شفایابی کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے لیکن پہلے تم اپنی باتوں سے باز آجاؤ.... (جواب طلب نگاہوں سے دیکھتا ہے)۔

محمدؐ۔ (نہایت تمکنت سے) بس کہہ چکے ابوالولید!

عتبہ۔ ہاں، مجھے یہی کہنا تھا۔

محمدؐ۔ اب مجھ سے سنو۔!

عتبہ۔ شوق سے کہو۔

محمدؐ۔ غور سے سننا —— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن الرحیم۔ کتٰبٌ فصلت اٰیاتہٗ قراٰناً عربیاً لقوم یعلمون۔ بشیراً ونذیراً، فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون۔ وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اٰذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عاملون۔ قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیَّ انما الٰھکم الٰہ واحد الخ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ اُتاری گئی ہے رحمان اور رحیم کی طرف سے۔ ایسی کتاب جس کی آیات زبان عربی میں جاننے والی قوم کے لئے کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ خوشخبری سُناتا اور ڈراتا ہے۔ اس پر بھی ان میں سے اکثروں نے مُنہ موڑ

لیا اور وہ سُنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جس بات کی طرف تم ہم کو بُلاتے ہو۔ ہمارے دل تو اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تم میں پردہ حائل ہے۔ تم اپنے طور پر عمل کئے جاؤ۔ ہم اپنے طور پر عمل کر رہے ہیں۔ اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں۔ مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس وہی ایک معبود ہے۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اور عربی زبان میں ہے۔ عقل مند لوگوں کے لئے تمام باتیں کھلی کھلی موجود ہیں۔

جو خدا کا حکم مانتے ہیں۔ ان کے لئے بشارت ہے اور جو اس سے انکار و سرتابی کرتے ہیں۔ ان کے حق میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والی ہے پھر بھی بہت سے لوگ اس سے منہ موڑتے ہیں۔ وہ اسے سُنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارے دل پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ دراصل ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے (کہ ہم تمہاری بات سمجھ نہیں پاتے)

"عتبہ پر محویت کا عالم طاری ہے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ پشت کی جانب ٹکائے ہوئے ان کے سہارے مبہوت و سراسیمہ سا گویا بیٹھا ہے۔"

محمدؐ۔ (آگے تلاوت فرماتے ہیں)۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لھم اجر غیر ممنون۔ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ انداداً ذالک رب العالمین۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ کہہ دو کہ کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو۔ وہی تو تمام جہانوں کا پروردگار حقیقی ہے۔

عتبہ۔ (کلامِ پاک کے اعجاز بیان و حقانیت سے متاثر و مسحور ہے)

محمدؐ۔ (رُک کر) عتبہ! سُنا تم نے۔؟

عتبہ۔ (چونک کر) کیا۔؟ ہاں.... لات کی قسم ہاں!!!

محمدؐ۔ اب تم ہو اور یہ معاملہ — ! تم نے جو تجویزیں میرے سامنے رکھیں اور جو کچھ کہا ان میں سے میں کسی ایک چیز کا بھی خواہاں نہیں۔ نہ میرے دماغ میں کوئی خلل ہے۔ اور نہ یہ کسی آسیب کا اثر...

عتبہ۔ (خاموشی سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف جاتا ہے)۔

ابوجہل۔ (عتبہ کو کھوئے ہوتے انداز میں سر جھکائے آتا دیکھ کر) ارے ساتھیو! قسم کھاتا ہوں، عتبہ کا تو رنگ بدلا ہوا ہے۔ اس کی تو کایا پلٹ ہو گئی۔

عتبہ۔ (خاموشی سے آکر بیٹھ جاتا ہے)

قریش۔ (چاروں طرف سے اسے گھیر لیتے ہیں) ارے عتبہ! تم تو گم سم ہو... بتاؤ تو آخر کیا ہوا۔ کیا خبر لائے؟

عتبہ۔ (بدستور سر جھکائے کسی فکر میں غرق ہے)

ابوجہل۔ آخر بتاؤ نا کیا خبر لائے۔ تمہاری تجویزوں کا کیا جواب ملا؟

عتبہ۔ (کھوئے ہوتے انداز میں) خبر!... کیا خبر لایا؟

قریش۔ (حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں۔ پھر عتبہ کو ہلا کر ہوش میں لاتے ہیں)۔

عتبہ۔ (چونک کر سر اٹھاتے ہوئے) معشرِ قریش!...... تم مُصر ہو تو سُنو۔ میں نے ابھی وہ کلام سُنا ہے جس کا جواب نہیں ـــــ ساری عمر بہت کچھ سُنا، لیکن اس کا پاسنگ بھی نہ تھا۔ نہ تو یہ کہانت ہے۔ نہ شاعری ہے نہ جادو ہے۔ نہ اسے کوئی خواہش اور لالچ ہے۔ ساتھیو! میرا کہا مانو تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ لات کی قسم، بس یہی بہتر ہے۔

"مجمع پر گویا اوس پڑ جاتی ہے اور سب اس خلافِ امید غیر متوقع جواب پر حیران و سراسیمہ ہیں۔"

ابوجہل۔ (چونک کر سر اٹھاتا ہے اور عتبہ کو دیکھتے ہوئے) عتبہ! لات کی قسم تم پر اس کی زبان کا جادو چل گیا... معلوم ہوتا ہے اس کی سحر طراز گفتگو اپنا کام کر گئی اور تم ہار مان کر آگئے۔

عتبہ۔ لات کی قسم، وہ ہو کر رہے گا جو میں سُن کر آیا ہوں۔

ابوسفیان۔ تو یوں کہو کہ تم واقعی مسحور ہو گئے۔

عتبہ۔ مسحور ہونا تو خیر دوسری بات ہے.... مجھے جو کچھ کہنا تھا، مَیں نے کہہ دیا۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے۔

اُمیّہ۔ (آگے بڑھ کر) آخر تم سارا واقعہ کیوں نہیں بتاتے؟

عتبہ۔ (جھنجلا کر) عجیب مشکل ہے۔ بھائی ایک بار بتا تو دیا کہ اِسے شاعر، کاہن

ساحر یا مجنون کہنا اپنا دِل بہلانا ہے۔ اسے کسی منصب یا عزّ و جاہ کی بھی تمنا نہیں ہے۔ نہ وہ حکومت کا خواہاں ہے، نہ اسے مال و دولت کی ہوس ہے۔

واقعہ یہی ہے کہ میری سب تجویزوں کے جواب میں اس نے مجھے اپنے رب کے کلام سے چند آیتیں سُنا دیں اور یہ کہا کہ مجھے کچھ نہیں چاہیئے، نہ میرے دماغ میں کوئی خلل ہے۔

اور بھی کچھ سننا چاہتے ہو تو سنو کہ یہ ایک دن ضرور غالب آ جائیگا۔

قریش۔ تو گویا اس کے بارے میں تمہاری یہی رائے ہے؟

عتبہ۔ ہاں، میری تو یہی رائے ہے۔ بھلا خیال تو کرو، محمدؐ کوئی اجنبی نہیں۔ تمہارے سامنے کا بچہ ہے۔ تمہارے درمیان ہی اس نے پرورش پائی۔ تم خود اس کی خوش اخلاقی، پاک بازی، امانت داری اور صداقت کے معترف و مداح ہو —— ہاں، اب اس نے سِن رسیدگی کی پہلی منزل میں قدم رکھا اور تمہارے سامنے اپنا دین پیش کیا تو تم سب برافروختہ ہو گئے جیسے وہ کوئی غیر ہو — ہاں، تمہیں اس سے پرخاش ضرور ہے —— لیکن کیوں نہ تم صبر سے کام لو اور حالات کا تجزیہ کرتے رہو، نتائج کے منتظر رہو — فرض کرو اگر عرب قبائل اس پر غالب آ جاتے ہیں تو تمہاری دلی مراد بر آ جاتے گی اور تمہارے بغیر ہی اس سے مقابلہ ہو جاتے گا۔ بصورتِ دیگر اگر وہ غالب آتا ہے تو تمہارا اپنا ہی ہے۔ اس کی ملکیت تمہاری ملکیت اور اس کی عزّت تمہاری عزّت ہوگی۔ پھر بھلا تم سے بڑھ کر کون خوش نصیب ہو سکتا ہے۔

نضر۔ تم بھی اس کی سی کہنے لگے ——! بھلا محمدؐ کونسی نئی دولت لے آیا ہے یا لاتے گا۔ لاتؔ کی قسم، وہ مجھ سے زیادہ اچھی باتیں نہیں کر سکتا۔ اس کی باتوں میں پرانی کہانیوں اور فرسودہ واقعات کے سوا کیا رکھا ہے یا پھر خیالی گھوڑے دوڑانا —— وہی نرالی منطق ..... مجھ سے کہو تو میں تمہیں رستم، اسفندیار، ایران و روم کے بادشاہوں اور جنوں بھوتوں کے وہ لرزہ خیز واقعات سناؤں کہ تمہارے ہوش اُڑ جائیں۔ اور تم، جو ابھی اس کی سحر طرازی اور دل نشیں اندازِ بیان کے قائل ہو، میرا دم بھرنے لگوگے۔

"کوئی اس کی بات پر کان نہیں دھرتا اور سب کسی گہری فکر میں غرق ہیں"

ابوسفیان۔ (یک لخت) فرزندانِ قریش! ابھی تک میں نے اپنی رائے محفوظ رکھی تھی۔۔۔۔ کہو تو میں اب ایک تجویز پیش کروں!

قریش۔ ضرور، ضرور، بتاؤ ابوسفیان!

ابوسفیان۔ میری رائے ہے کہ اب ہم اپنے چند معتبر آدمیوں کو علماء یہود کے پاس مدینہ بھیجیں۔۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور محمدؐ کے بارے میں بھی دوسرے انبیاء کی طرح علم رکھتے ہوں گے۔ ان کی معرفت اور علمی تبحر بہرحال مسلّم ہے۔ اس لئے ہمارے آدمی جاکر ان سے محمدؐ کی بابت معلومات حاصل کریں۔ آخر معلوم تو ہو کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔

ابوجہل۔ یہ واقعی معقول رائے ہے۔

عقبہ۔ ہاں یہی کرنا چاہیئے۔

(عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث کو مدینہ بھیجا جاتا ہے)

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۹۹

بارہواں منظر

(مدینہ میں ــــ عقبہ بن ابی معیط و نضر بن الحارث علماء یہود کے پاس ہیں)

نضر بن الحارث۔ اے مقدس علماء! ہم آپ سے اپنے ایک نوجوان کے بارے میں استفسار کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اہلِ توریت ہیں۔ یقیناً اس کے بارے میں علم رکھتے ہوں گے؟

علماء۔ کون ہے وہ نوجوان؟

عقبہ۔ ہماری ہی قوم کا ایک فرد ہے۔ وہ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ بتائیے کہ وہ کس حد تک سچا ہو سکتا ہے؟

علماء۔ تم اس سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کے صحیح جوابات دے تو واقعی وہ نبی مُرسل ہے ورنہ بنا ہوا ہوگا۔

نضر۔ وہ سوالات ....؟؟؟

علماء یہود۔۱تم اس سے پوچھو کہ رُوح کی حقیقت کیا ہے۔

۲۔ اس سے ان نوجوانوں کی تعداد پوچھو جو قدیم زمانے میں حیرت انگیز طور پر غائب ہوگئے تھے۔ یہ بڑا عجیب و غریب واقعہ ہے۔ ہر ایک اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

۳۔ تم اس سے پوچھو کہ وہ کون شخص تھا۔ جس نے مغرب و مشرق پر حکومت کی اور ہر ملک اس کے زیرِ نگیں تھا۔ یہ وہ واقعہ ہے۔ جس کا علم صرف خدا کو ہے یا وہی جسے بتا دے۔

اگر وہ ان کا صحیح جواب دے تو بلا عذر و تاخیر اس کی اطاعت قبول کرلو ــــــــ وہ واقعی نبی برحق ہوگا۔

بصورتِ دیگر؟

علماء۔ جو تمہارا جی چاہے کرنا ــــ وہ بنا ہوا ہوگا۔

(دونوں واپس آتے ہیں)

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲
مع اضافہ جدید از (عطیہ)

تیرھواں منظر

(مکہ میں ——— عقبہ بن ابی معیط و نظر بن الحارث جواب لے کر
آتے ہیں)

قریش۔ کہو، کیا ہوا؟

نضر۔ ہمیں ایک فیصلہ کُن جواب ملا ہے۔

قریش۔ کیا؟

عقبہ۔ ہم نے علماء یہود سے محمدؐ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ تم محمدؐ سے یہ تین سوال کرو۔ اگر وہ ان کا صحیح جواب دے تو نبی برحق ہے۔ اس کی پیروی اختیار کرلینا۔ اگر بنا ہوا ہوگا تو جواب نہ دے سکے گا۔ پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہنا کرنا۔

ابو سفیان۔ وہ تین سوالات کیا ہیں؟

نضر۔ ۱۔ روح کی حقیقت کیا ہے؟

۲۔ قدیم زمانے (قبل تاریخ) میں جو نوجوان پُراسرار طریقے سے غائب ہوتے تھے۔ ان کی تعداد کتنی ہے؟

(یہ واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے)

۳۔ وہ کون شخص تھا جس کی سلطنت کی حدود مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھیں اور ہر ملک اس کے زیرِ نگین تھا۔ (یہ بھی عجیب و غریب واقعہ ہے)۔

(بہ یک آواز) اچھا تو یہ بھی کر دیکھیں.... !

(سب ایک ساتھ جاتے ہیں)

تشکیلِ جدید از :- عطیہ

چودھواں منظر

(فرزندانِ قریش رسولؐ اللہ (صلعم) کی خدمت میں)

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں کعبے کے راستے پر گامزن ہیں)

ابوسفیان۔ (راستے میں حائل ہو کر) محمدؐ — ! ہم تم سے تین سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم نے ان کا معقول اور صحیح جواب دیا تو تم واقعی نبی برحق ہو۔

محمدؐ۔ ورنہ —— ؟

ابوسفیان۔ ورنہ جھوٹے ہو۔ تمہارا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ پھر جو ہمارا جی چاہے گا کریں گے۔

محمدؐ۔ (اسی انداز میں چل رہے ہیں)۔ کیا سوالات ہیں وہ ؟

ابوسفیان۔ (عتبہ اور نضر سے) اب پوچھو اِن سے ؟

محمدؐ۔ (کعبہ پہنچ کر نہایت تمکنت سے تشریف فرما ہیں)

نضر۔ (آگے بڑھ کر) محمدؐ — ! یہ بتاؤ کہ :

۱۔ روح کی حقیقت کیا ہے ؟

۲۔ ان نوجوانوں کی تعداد و واقعہ کیا ہے جو حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئے تھے ؟

۳۔ وہ کون شخص تھا جس نے مشرق و مغرب میں حکومت کی اور ہر ملک اس کے زیرِ نگیں تھا ؟

محمدؐ۔ (انشاءاللہ کہے بغیر بے پروائی سے) میں کل جواب دوں گا۔

قریش۔ کل —— ؟

محمدؐ۔ (اسی بے نیازی سے) ہاں، کل۔

(سب اپنا راستہ لیتے ہیں مگر آپ فکر میں غرق سر جھکائے کھڑے ہیں)۔

پندرھواں منظر

مکہ میں ——————— غارِ حرا

(مشرکینِ مکہ کے سوالات کو پندرہ دن گذر گئے۔ اس عرصے میں وحی الٰہی نہیں نازل ہوئی۔ حضورؐ اقدس کو جبریلؑ امین کا بےچینی سے انتظار ہے)

"رسولؐ اللہ بارگاہ ربّ العزّت میں سربسجود ہیں"۔

"حضرت ابوبکر صدیقؓ اور بلال حبشیؓ آتے ہیں اور حضورؐ کی پریشانی سے حد درجہ اُداس اور فکرمند ہیں"۔

بلالؓ۔ سرکار! پندرہ دن گزر گئے۔ قریش برافروختہ ہیں اور کہتے ہیں کہ "محمدؐ نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور ابھی تک جواب نہیں دیا۔ آخر ہم کب تک انتظار کریں"۔

ابوبکرؓ۔ (کرب ناک لہجے میں) بلالؓ! ان سے کہہ دو کہ اطمینان رکھیں، رسول اللہ (صلعم) اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔

بلالؓ۔ میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ یہ افواہ پھیلا رہے ہیں کہ وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور رسولؐ اللہ کا "رب" انہیں بھول گیا ہے؛ یا پھر وہ لاجواب ہیں۔

ابوبکرؓ۔ نہیں۔ بلالؓ! یہ صرف شرانگیزی ہے ان کی ورنہ پروردگارِ عالم اپنے برگزیدہ نبی اور محبوب بندے کو فراموش نہیں کرے گا... "نبی کریم (صلعم) اب بھی سجدہ ریز ہیں"۔ الٰہ العالمین! مشرکین کی باتیں شاق گزر رہی ہیں۔ اپنے رسولؐ کو غم سے نجات دے۔ الٰہ الحق اپنے نبی کا بوجھ ہلکا کر دے۔

بلالؓ۔ (نبی کریمؐ کو کرب و بےچینی میں سجدہ ریز دیکھتے ہوئے) الٰہ العالمین! رحم فرمایئے!

"دونوں اٹھ کر با دلِ ناخواستہ اور دل برداشتہ باہر جاتے ہیں"

محمدؐ۔ (تنہا اس آزمائش کی گھڑیوں میں خدا سے مدد کی درخواست فرماتے ہیں) الٰہ العالمین! مجھ پر رحم فرما... میں اپنی پریشانی کا شکوہ بجز تیرے کس سے

کروں ؟ میرے معبود ! میں انہیں کیا جواب دوں ۔ خداوندا ! وحی نازل فرما! وہ مجھ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں ——— الٰہی ! مجھے تو بس وہی علم ہے جو تو نے اپنی رحمت سے سکھا دیا ہے ۔ میں مضطرب ہوں... میری بے قراری پر رحم فرما میرے پروردگار ! کیا.... تو نے مجھے فراموش کر دیا...؟ نہیں تو بڑا رحیم و کریم ہے.... خدایا ! میں سخت آزمائش میں گرفتار ہوں.... خدایا.... ! میں کیا کروں ؟ پروردگار مقدس اور قابلِ ستائش ہے توُ ۔ تیری شان کریمی ہے.... اور میں عاجز و مجبور.... (فرطِ غم سے آنسو رواں ہیں)

وہی مانوس آواز سُن کر سر اٹھاتے اور بے قراری سے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہیں ۔ جبرائیلؑ امین پر نظر پڑتی ہے ... (خوش ہو کر) جبریلؑ ! میرے دوست ! جبریلؑ....

جبریلؑ ۔ محمدؐ ! ——— صلی اللہ علیک وسلّم ۔

محمدؐ ۔ (بے قرار ہو کر) اُف ! جبریلؑ تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا تھا ۔ ؟ مجھے تو بدگمانی ہو گئی تھی کہ اب....

جبریلؑ ۔ مانتنزل الا بامر ربك لہ' ما بین اید ینا وما خلفنا وما بین ذالك ——— وما كان ربك نسیا (سورۂ مریم) ولاتقولن لشایٔ انی فاعل ذالك غداً الا ان یشاء اللہ واذکر ربك اذا نسیت وقل عسیٰ ان یہد ینی ربی لاقرب من ھذا رشداً (الکہف)

ہم تیرے ربّ کے حکم کے بغیر اُتر نہیں سکتے ۔
اسی کا ہے جو ہمارے سامنے اور پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے ۔
تیرا رب بھُولنے والا نہیں (مریم)

اور کسی شے کے بارے میں تم یہ نہ کہنا کہ میں کل اسے کر ہی دوں گا ۔ مگر یہ کہ اگر اللہ نے چاہا تو.... اگر بھُول جاؤ تو خدا کو یاد کر لیا کرو ۔ یہ بھی کہہ دو کہ میرا رب اس سے بھی اچھا راستہ بتا سکتا ہے ۔ مجھے اِس کی اُمید ہے ۔

۱ ۔ ویسئلونك عن الروح ——— قل الروح من امر ربی وما اُوتیتم من العلم الا قلیلا ——— (الاسراء)

۲۔ ام حسبت انّ اصحاب الکھف والرقیم کانو امن اٰیاتنا عجبا۔ اذاوی الفتیۃ الیٰ الکھف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیّٔ لنا من امرنا رشداً ——— قل ربی اعلم بعدتھم ما یعلمھم الّا

قلیل فلا تمار فیھم الا مراءً ظاھراً ولا تستفت فیھم منھم احداً۔ ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائۃ سنین وازدادوا تسعا قل اللہ اعلم بما لبثوا لہٗ غیب السمٰوات والارض ابصر بہٖ واسمع (الکھف)

۳ ۔ ویسئلونک عن ذی القرنین[1] قل سأتلوا علیکم منہ ذکراً۔ انا مکنا لہٗ فی الارض واٰتیناہ من کل شیءٍ سببا۔ فاتبع سببا حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس ...... الخ

(القرآن ۔ سورۃ الکھف)

۱۔ وہ آپ سے روح کی حقیقت و ماہیت پوچھتے ہیں کہ روح کیا شے ہے؟ آپ کہہ دیجئے (اے محمدؐ) کہ وہ امرِ الٰہی ہے ——— اور تم...؟ تمہیں تو بہت کم علم عطا ہوا ہے۔

۲۔ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ غار اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب شے تھے۔ جب چند نوجوان اس غار میں آ بیٹھے تو کہا اے پروردگار ہم پر اپنی طرف سے رحمت نازل فرما اور ہمارے کام کے لئے کامیابی کا سامان کر دے ——— (رہ گیا ان کا شمار اور اصل واقعہ) آپ کہہ دیجئے کہ اصل تعداد تو میرا رب ہی خوب جانتا ہے اور اصل حال سے بہت کم لوگ واقف ہوں گے۔ اس لئے آپ ان کے بارے میں سرسری گفتگو کے سوا جھگڑا (بحث مباحثہ) نہ کریں اور ان میں سے کسی سے بھی

---

[1] ذوالقرنین کے بارے میں قدیم و جدید مفسرین مختلف الرائے ہیں۔ ابن الشمس اسے مصر کا باشندہ مرزبان قرار دیتے ہیں جو یافث بن نوحؑ کی نسل سے تھا۔ ابن ہشام اسکندریہ کے آباد کرنے والے کو ذوالقرنین کہتے ہیں جدید تحقیقات سے مترشح ہوتا ہے کہ اس سے مراد کیخسرو (خرس یا سائرس) ہے اور دو سینگوں سے مراد میڈیا اور فارس کی دو سلطنتیں ہیں جو اس کے زیرِ نگین تھیں۔ ایران میں پہلے سلطنت کو قرن (سینگ) بھی کہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ذوالقرنین ایران سے مغرب کی جانب روانہ ہوا اور لیڈیا (ایشیائے کوچک کی شمال مغربی مملکت) کے دارالسلطنت سارڈس کو فتح کر کے سمندر کے کناروں تک جا پہنچا جہاں شام کو سورج سمندر کی پہنائیوں میں اسے ڈوبتا ہوا نظر آیا۔ بعد میں اس نے مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے باختر کو فتح کیا۔
یہ تمام محققین کے قیاسات ہیں۔ ممکن ہے مزید تحقیق کے بعد حقیقت پورے طور پر منکشف ہو جائے۔
(عطیہ)

ان کا حال دریافت نہ کریں ۔۔۔۔ اور وہ اپنے غار میں تین صدیوں سے نو برس زیادہ رہے ہیں ۔ آپ کہئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت قیام پذیر رہے ۔ تمام آسمانوں اور زمین کا علمِ غیب اِسے ہے ۔۔۔ الخ
۳ ۔ وہ لوگ (مشرکینِ مکہ) آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں ۔ آپ کہئے کہ اب میں تمہیں اس کا واقعہ سناتا ہوں ۔ ہم نے اسے زمین کی حکمرانی عطا کی اور اس کے لئے تمام ذرائع مہیا کئے ۔ اس نے ان میں سے ایک ذریعہ کو اختیار کیا ۔ یہاں تک کہ وہ مغرب (مغربی علاقہ) میں پہنچا ۔ جہاں اس نے سورج کو کالی مٹی والے چشمے میں ڈوبتے ہوئے دیکھا ۔

سولہواں منظر

(مغرب کے بعد ــــ کعبے کے پچھلے حصّے میں قریش کے معزّز افراد جمع ہیں ــــ جوابات پر تبصرہ کیا جا رہا ہے)

ابوسفیان۔ سنا تم نے محمدؐ (صلعم) نے جواب کیا دیا ہے؟ کہتا ہے: وَیسئلونکَ عن الروح قل الروح من امر ربی ــــ وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً۔

اُمیّہ۔ ہاں، اس کا خیال ہے کہ یہ جواب جبریلؑ خدا کے پاس سے لایا ہے۔

عقبہ۔ اور بقیہ دو سوال؟ ان کا بھی ایسا ہی آسمانی جواب آیا ہوگا؟

ابوسفیان۔ ہاں اس نے ساری دنیا کا سفر کرنے اور مشرق و مغرب پر حکومت کرنے والے کے بارے میں جواب یہ دیا ہے کہ وَیسئلونکَ عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منہ ذکراً.... الخ

" ۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ ام حسبت ان اصحب الکہف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا۔ اذاوی الفتیۃ الی الکہف... الخ

ابوجہل۔ لات کی قسم، یہ تو کوئی جواب نہیں ہوا۔ دیکھتے نہیں، وہ عاجز ہوگیا ہے!

عتبہ بن ربیعہ۔ ابوالحکم! میری بھی تو سنو۔

ابوجہل۔ کہو۔

عتبہ۔ لات کی قسم، نہ وہ لاجواب ہوا ہے اور نہ اس نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ تم خود غور کرو۔ روح کا مسئلہ انسان کی عقل سے بالاتر ہے اور انسانی ارادہ و اختیار سے باہر بھی ــــ رہ گئے دوسرے دو سوال تو ان کا جواب خود علماءِ یہود بھی یقینی اور تسلّی بخش نہیں دے سکتے لیکن محمدؐ نے ان کے متعلق بھی جو جواب دیا ہے وہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ تاویلوں اور لفاظیوں سے بچ کر سیدھا سادہ جواب ہے۔ اگر وہ جھوٹا افترپرداز ہوتا تو اس کے لئے ان سوالات کا جواب دینا اس درجہ صبر آزما و مشکل نہ ہوتا۔ وہ کوئی بھی تشفی بخش و مسکت جواب اپنی طرف سے گھڑ کر تمہیں مطمئن کر دیتا۔!

ابوجہل ۔ میں تو خوب جانتا ہوں اور کہہ چکا ہوں عتبہ! کہ تم پر اس کا جادو چل گیا ہے۔

ابوسفیان ۔ دیکھو عتبہ! وہ ابھی یہاں آنے والا ہے۔ تم پر میری صورت دیکھنا حرام ہوگا، اگر تم اس کے سامنے بھی ایسی ہی باتیں کرتے رہے

عتبہ ۔ کیا کوئی بلانے گیا ہے اُسے؟

ابوسفیان ۔ ہاں! ہم نے اسے بلوایا ہے کہ یہاں تمہاری قوم کے سرکردہ اور معزز افراد جمع ہیں اور اس اجتماع میں وہ تم سے فیصلہ کن گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

اُمیہ بن خلف ۔ ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ اوّل تو اسے بلا کر نرمی سے بات کرو۔ اگر وہ ہماری بات نہ مانے تو اس سے بحث و مباحثہ کرنا حتیٰ کہ وہ لاجواب ہو جائے اور پھر کبھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

ابوجہل ۔ آج یہاں اس کی سحر طراز گفتگو سے کوئی مسحور نہیں ہوگا (عتبہ پر طعنہ کرتا ہے کہ عتبہ کو تو اس نے اپنا گرویدہ اور دیوانہ بنا رکھا ہے)۔

ابوسفیان ۔ (سامنے نظر دوڑا کر) دیکھنا — وہ کس تیزی سے ادھر آرہا ہے چہرہ دیکھو، خوشی سے کھِلا جارہا ہے۔ دمک اٹھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ اس خوش فہمی کا شکار ہے کہ ہم اس کی من مانی کریں گے۔

(حضور اقدسؐ کو ان سے اسلام لانے کی امید ہے اسی لئے نہایت مسرت و اطمینان سے آکر ان کے درمیان تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔)

ابوالبختری ۔ آ گئے تم —؟

محمدؐ ۔ ہاں۔ کیوں نہ آتا، تم لوگوں نے یاد کیا تھا؟ کیا بات ہے؟

ابوسفیان ۔ (ابوجہل سے) ابوالحکم تم بات کرو۔

ابوجہل ۔ (سنبھل کر پہلو بدلتے ہوئے) محمدؐ.....! ہم نے تمہیں فیصلہ کن گفتگو کرنے کے لئے خاص طور پر بلایا ہے —— لات کی قسم، یقین جانو تمہاری طرح کبھی کسی نے ہمارے آبائی دین میں رخنہ اندازی یا عیب جوئی کی جرأت نہیں کی —— تم نے اپنی قوم کو سخت آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ کوئی خرابی ایسی نہیں جو تمہاری وجہ سے

ہم پر نہ آ چکی ہو ——— ایک بار پھر سُن لو کہ اگر تم نے مال وزر کی ہوس میں یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے تو ہم سب مل کر تمہیں اس قدر مال دار بنا سکتے ہیں کہ عرب بھر میں کوئی تمہارا ہمسر نہ ہوگا۔

افضلیت و فوقیت کی خواہش ہو تو ہم سب سردارانِ قریش بالاتفاق تمہیں اپنا سردار منتخب کرلیں۔

اگر بادشاہی کی آرزو ہے تو دنیائے عرب کو تمہارے قدموں میں ڈال دیں اور سرزمینِ عرب کا واحد تاجدار تسلیم کریں۔

محمدؐ۔ (خاموشی سے سماعت فرما رہے ہیں)

ابوسفیان۔ (ابوجہل کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے) ہاں، بھائی! ممکن ہے تمہیں کسی خوب رُو ماہ وش حسینہ کی تمنّا ہو تو ہم عرب کی حسین ترین دوشیزہ کو تمہارے پہلو میں لا کر بٹھا دیں۔ رہ گئیں وہ باتیں جنہیں تم پیغامِ الٰہی بتاتے ہو تو وہ اگر کسی دیو یا جن کی شرارت ہے یا کسی بھوت کا اثر ہو تو ہم اس کا تدارک بھی جانتے ہیں یا اگر یہ محض دماغی خلل ہے تو کسی حکیم حاذق سے مشورہ کرکے تمہارے علاج میں ہم پانی کی طرح دولت بہا دیں ——— اور تمہاری شفایابی پر اپنا سب کچھ قربان کردیں۔

(جواب طلب نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ سارے مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہے اور سب آپ کی لب کشائی کے منتظر ہیں)

محمدؐ۔ (نہایت صبر و تحمل سے اِن کی باتیں سُن کر باوقار انداز میں سر اٹھاتے ہوئے) سردارانِ قریش.... ! واللہ! یہ سب تمہاری خیال آرائیاں ہیں اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ میں تمہاری دولت کا بھوکا نہیں۔ مجھے مال و زر کی ہوس بھی نہیں۔ نہ میں تمہاری سرداری کا خواہاں ہوں نہ مجھے بادشاہی کی تمنّا ہے۔

میری نظر میں حسن و جمال کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ نہ میں شادی کا خواہشمند ہوں۔ ساری بات یہ ہے کہ مجھے خداوند کریم نے تمہارے بلکہ ساری دنیا کے لئے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

مجھے رب العالمین نے بشیر و نذیر بنایا ہے تاکہ میں تمہیں دنیوی اور اُخروی برائیوں بھلائیوں سے آگاہ کروں۔ اس نے مجھ پر وحی نازل فرمائی۔ میں نے اس کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچا دیا اور تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا نصیحت سے، نرمی سے، راست گوئی اور صداقت سے ہر طرح اپنا کام اپنا فرض انجام دیا اور دے رہا ہوں۔ اب اگر تم میری تعلیمات کو مانتے اور تبلیغِ حق کو قبول کرتے ہو تو دنیا و آخرت میں تمہارا ہی فائدہ ہے اور نہ مانو تو میں بھی صبر سے اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں کہ اب وہ میرے اور تمہارے درمیان کیا فیصلہ کرتا ہے؟ بھلا بتاؤ تو اللہ کے بندو! کیا غلط مطالبہ ہے؟

میں تم سے اور کسی شے کا طلب گار نہیں، خاطر جمع رکھو۔

ابوسفیان۔ (ابوجہل سے) یہ ہماری کوئی بات نہیں مانے گا۔

ابوجہل۔ اچھا محمدؐ! اگر تم ہماری نہیں سنتے اور اپنی ہی منوانے پر مُصر ہو تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ دنیا میں کوئی ملک ہمارے ملک سے زیادہ قحط زدہ نہیں اور نہ کہیں اتنی عسرت اور تنگی پائی جاتی ہے۔ ساری دنیا متمدن و خوشحال نظر آتی ہے۔ کوئی بھی ہماری طرح محدود وسائل نہیں رکھتا۔ ذرا اپنے بھیجنے والے خدا سے کہو کہ وہ ان بڑے بڑے چاروں طرف پھیلے ہوئے سربفلک پہاڑوں کو ہٹا دے تاکہ ہماری زمین کشادہ ہو جاتے اور یہاں بھی جا بجا نہریں جاری ہو جائیں —— آخر شام و عراق میں بھی تو نہریں بہتی ہیں۔ تاکہ ہمارا ملک بھی سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اگر تمہارا خدا واقعی مردوں کو زندہ کر سکتا ہے تو وہ ہمارے بزرگوں کو زندہ کر دے۔ خصوصاً قصیؔ بن کلاب اور عبد مناف کو۔ یہ ہمارے اور تمہارے سرگروہ اور سردارِ قوم تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ ہم ان سے تمہارے بارے میں استفسار کریں گے۔ اگر ان بزرگوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم بھی تم پر بخوشی اور بلاحیل و حجّت ایمان لے آئیں گے اور تمہاری قدر کریں گے کہ تم واقعی خدا کے برگزیدہ نبی اور مقدس بندے ہو اور تمہیں رسول مان لیں گے۔

محمدؐ۔ تم لوگ نرالی باتیں کرتے ہو۔ میری نبوّت کا مقصد یہ تو نہیں ہے۔

اور نہ مجھے اس کے لئے مامور کیا گیا ہے ۔ میں تو بس مخلوق تک ان کے خالق کا پیغام پہنچانے کا ذمہ دار ہوں .... اگر تم مان لو تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے ورنہ میں بھی اپنے رب کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں ۔

ولید ۔ (آہستہ سے) یہ ہمارا کوئی مطالبہ پورا کرنے پر تیار نہیں ۔

ابوجہل ۔ اگر تم ہمارے لئے یہ کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی ذات ہی کے لئے اپنے خدا سے ایک فرشتہ مانگو جو تمہاری باتوں کی تصدیق کرتا رہے اور ہماری باتوں کا جواب دیا کرے ۔

ابوسفیان ۔ (تائید کرتے ہوئے) ہاں ، ہاں ، ہمیں چھوڑ دو ۔ تم اپنے ہی لئے سونے کا عالی شان محل بنوالو ۔ سرسبز و شاداب جنّت نظیر باغات لگوالو سونے چاندی کے خزانے مانگ لو تاکہ تمہاری یہ مفلسی جاتی رہے ۔

نضر ۔ تم تو بالکل ہماری ہی طرح بازاروں میں گھومتے ہو ۔ ذریعہ معاش کی فکر میں رہتے ہو ۔ پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق و امتیاز رہ جاتا ہے ۔ جو ہم تمہیں خدا کا مقدس رسول تسلیم کریں ؟

اُمیّہ ۔ ہاں ، تمہاری امتیازی خصوصیت تو اس وقت نمایاں ہوگی جب تم اپنے رب کی طرف سے سونے کے شاندار محل اور جنّت نظیر اور رشکِ ارم باغات کے مالک بن جاؤ ۔ اور عام انسانوں کی طرح کوچہ و بازار میں گشت نہ لگاؤ اور تلاشِ معاش میں ہماری طرح فکرمند و سرگرداں نہ رہو ۔

ابوجہل ۔ ہاں ، ہم تو اسی شرط پر تمہیں افضل و واجب الاطاعت سمجھیں گے ۔

محمدؐ ۔ مجھے اِن چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ میں اپنے ربّ سے اس قسم کے مطالبات کروں گا اور نہ یہ میری بعثت کا مقصد ہے ۔ بلکہ میں تو تمہاری ہی طرح اللہ کا بندہ ہوں ۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس نے مجھے اپنی پیغمبری کا شرف بخشا ہے ۔ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے فرض کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا ۔ اگر تم لوگ میری بات مان لو تو تمہارا ہی فائدہ ہے ورنہ میں فیصلۂ خداوندی کا منتظر ہوں ۔

قریش ۔ (آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے) فرض کرو ہم ان کی بات نہیں مانتے تو ذرا یہ اپنے رب کا عذاب بھی نازل کرکے بتائیں کہ کیسا ہوتا ہے ؟

ابوجہل ۔ ہاں ۔ ٹھیک ہے محمدؐ ! تم بڑا گھمنڈ کرتے ہو تو ذرا عذاب کی صورت میں آسمان کا ایک ٹکڑا ہی گرا کر بتا دو ۔

اُمیّہ۔ ہاں اور کیا۔ تمہیں بڑا ناز ہے نا اپنے رب پر اور رُعب جماتے ہو کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے تو ذرا یہ بھی کر دکھاؤ۔ ہم تمہارے رب کے عذاب کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

محمدؐ۔ ہاں، بے شک، مجھے اس کی ذات پر ناز ہے۔ یہ بھی اس کے قبضۂ قدرت سے بعید نہیں اور اگر وہ چاہے تو کوئی بڑی بات نہیں اِس کے نزدیک، لیکن یہ سب نہ ماننے کے سَو بہانے ہیں۔ تمہاری طرف سے اور کچھ نہیں، ورنہ رب العالمین کیا نہیں کر سکتا؟

ابوسفیان۔ ایک بات بتاؤ۔ کیا تمہارا خدا یہ نہیں جانتا تھا کہ ہم تم کو یوں بلائیں گے اور تم سے طرح طرح کے سوالات کریں گے۔ تمہارے رب کی نشانیاں دیکھنا چاہیں گے جو وہ قبل از وقت تمہیں آگاہ کر دیتا اور تم مسکت و معقول جواب سے ہمیں قائل کر لیتے۔

ابوجہل۔ محمدؐ! ہمیں معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ جس کلامِ کو تم پیغامِ الٰہی بتاتے ہو وہ دراصل پیغامِ الٰہی نہیں بلکہ یمامہ کا رہنے والا ایک رحمٰن[1] نامی شخص تمہیں سکھاتا ہے۔ ہمیں اس پر سو فی صد یقین ہے۔ اس لئے تم اطمینان رکھو، لات کی قسم ہم "رحمٰن" پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

ابوسفیان۔ یہ بھی سمجھ لو کہ آج ہم نے تمہیں اتمامِ حجت کے لئے بلا کر مفصل گفتگو کر لی۔ اب ہم تمہاری باتوں میں آنے والے نہیں۔

عقبہ۔ محمدؐ! ہم تو ملائکہ (فرشتوں) کی پرستش کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

محمدؐ۔ (مشرکین کی کج بحثی اور یاوہ گوئی سے دلگیر و افسردہ تھے ہی، اب اِس بہتان پر لرز کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں[2]) قالوا اتخذ اللہ ولداً۔

---

[1] خدا کے ناموں میں رحمٰن بھی ہے۔ اہلِ عرب اس پر برافروختہ ہوتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کسی گمنام شخص کا نام ہے۔ قرآن میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ خصوصاً یہ آیت کہ یکفرون بالرحمٰن قل ھو ربی لا الٰہ الا ھو۔ الخ اسی کی شانِ نزول ہے (عطیہ)

[2] ابن ہشام نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے "قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ یعنی قریشاً فی قولھم انما نعبد الملائکۃ وھی بنات اللہ" اور چونکہ آپؐ کو ان سے ایمان لانے کی اُمید تھی اس لئے ان افترا پردازیوں پر دل گرفتہ ہو گئے۔ بھذا الحدیث اسفا میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (عطیہ)

مالہم بہ من علم ولا لآبائہم کبرت کلمۃ تخرج
من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔ فلعلک باخع نفسک
علیٰ آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا (سورۂ کہف۔ القرآن)
فاستفتہم ألربک البنات ولہم البنون؟ ام خلقنا الملائکۃ اناثا
وہم شاہدون؟ الا انہم من افکہم لیقولون؟ (سورۂ الصّٰفّٰت القرآن)

ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالےٰ اولاد رکھتا ہے (حالانکہ) ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی۔ کیسی سخت اور کتنی بری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ لوگ سراسر جھوٹے ہیں۔

آپ ان سے پوچھئے کہ کیا آپ کے رب کے لئے لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے لڑکے؟ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اور وہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے؟ خبردار، بلاشبہ یہ سراسر بہتان طرازی ہے اور دروغ گوئی.....

ابوجہل۔ (کپڑے سمیٹ کر اٹھتے ہوئے) لات کی قسم محمدؐ! ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور نہ ٹھنڈے دل سے تمہیں اس دین کی تبلیغ کرنے دیں گے۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ ہم تمہیں ختم کردیں یا تم ہمیں ہلاک کردو۔

عبداللہ ابن امیہ۔ (آپؐ کے پاس جاکر) محمدؐ! تم اپنی قوم کا کوئی مطالبہ پورا کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ ہم نے تم سے اپنے لئے تمہارے خدا سے بعض نعمتیں طلب کرنے کو کہا لیکن تم نے نہیں مانگیں۔ پھر تم سے تمہاری اپنی ذات کے لئے چند چیزیں ایسی طلب کرنے کو کہا، جن سے تمہاری قدر و منزلت اور تمہارے رب کی قدرت کا ثبوت مل سکتا تھا، لیکن تم اس پر بھی آمادہ نہ ہوئے۔ آخر میں تمہارے رب کے اس عذاب کا نمونہ دیکھنے کی خواہش کی جس سے تم ہر گھڑی ڈراتے رہتے ہو.... لیکن... تم سے یہ بھی نہ ہوا۔ اب ہم یہ ٹھان چکے ہیں کہ اگر تم سیڑھی لگاکر آسمان پر چڑھ جاؤ تو بھی یقین نہیں کریں گے۔ الّا یہ کہ تم اپنے ساتھ کوئی ایسی کتاب لے کر آؤ جو ہم بھی پڑھ سکتے ہوں۔ اور ہیں تو، اگر تم اپنے ساتھ چار فرشتے

۱؎ ابن ہشام میں اس کی شان نزول عبداللہ ابن امیہ کا یہ سوال ہے۔ ملاحظہ ہو و انزل اللہ فیما قال

بھی لے آؤ جو تمہاری ہر بات کی تصدیق کرتے رہیں۔ پھر بھی تم پر ایمان نہیں لا سکتا۔

محمدؐ۔ سبحٰن ربی ھل کنت الا بشرا رسولاً.... پاک ہے میرے پروردگار کی ذات، میں تو ایک فرستادہ انسان ہوں۔

ابوجہل۔ معشرِ قریش!.... تم نے دیکھ لیا کہ محمدؐ ہمارا کسی قسم کا بھی مطالبہ پورا کرنے پر تیار نہیں۔ اسے تو بس ہمارے دین میں رخنہ اندازی کرنی آتی ہے۔ یا پھر ہمارے مقدس معبودوں کو باطل قرار دینا اور ہمارے بزرگ عقل مندوں کو بے وقوف بنانا.... لیکن ہم بھی اس سے کم نہیں۔ گواہ رہنا ساتھیو! میں لاتؔ سے عہد کرتا ہوں کہ جس قدر وزنی پتھر اٹھا سکتا ہوں اٹھاؤں گا اور کل جب یہ نماز کی حالت میں سجدہ ریز ہوگا، اس کے سر پر دے ماروں گا۔ مجھے پروا نہیں، بنو عبد مناف پھر مجھے زندہ چھوڑیں یا مار ڈالیں۔ جو ان سے بن پڑے کریں۔

قریش۔ (مشتعل و برافروختہ ہیں) ہاں، ہاں، ابوالحکم جاؤ۔ لاتؔ کی قسم ہم تمہیں نہیں روکتے۔

"دوسرے روز"

محمدؐ۔ نماز کا وقت ہے کعبہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

ابوجہل۔ حسبِ ارادہ آپؐ کے پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔

محمدؐ۔ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔

ابوجہل۔ وزنی پتھر لئے حضورؐ کی سجدہ ریزی کا منتظر ہے۔ تھوڑی دور قریش کے وہی سربرآوردہ افراد تماشا دیکھ رہے ہیں۔

محمدؐ۔ سجدے میں جاتے ہیں۔

ابوجہل۔ (پتھر اٹھا کر مارنا چاہتا ہے کہ اسی لمحہ.... کسی غیر مرئی طاقت سے مرعوب و خوف زدہ ہو کر لرزتا لڑکھڑاتا پیچھے پلٹتا ہے.... اس کے چہرے

(بقیہ صفحہ ۷۹)

عبداللہ ابن امیۃ "وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل الخ ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ (سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۱) دوسرے مفسرین بھی اس پر متفق ہیں اور سورۂ بنی اسرائیل میں ان سوالات کی تفصیلات موجود ہیں۔ (عطیہ)

پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں - ایک رنگ آتا ہے - ایک جاتا ہے اور وہ جلدی سے پتھر ایک طرف پھینک کر بھاگتا ہوا ساتھیوں کی طرف جا رہا ہے)

قریش - (ابوجہل کو حواس باختہ آتا ہوا دیکھ کر) ارے بدبخت! یہ کیسا کیا تُونے....؟

ابوجہل - (لرزتے ہوئے) بھائیو! کیا بتاؤں ـــــ میں کل تو یہ ٹھان چکا تھا، چنانچہ آج حسب وعدہ پتھر اٹھایا اور جونہی اس کی طرف بڑھا ـــــ ایک غیر مرئی طاقت کی ہیبت و جلالت نے مجھے لرزہ بر اندام کر دیا اگر میں پتھر مارتا تو وہ مجھے فنا کر دیتی -

ستر ھواں منظر

(آفتاب عالم تاب کی تمازت سے ریگ زارِ عرب آتشیں سمندر بنا ہوا ہے۔ مشرکینِ مکہ اپنی ناپاک و خوفناک سازشوں پر عمل پیرا ہیں۔ شمع توحید کے پروانوں پر سفاکانہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ انہیں طرح طرح سے دردناک عذاب دیا جا رہا ہے لیکن مئے حق کے متوالے، اسلام کے مایہ ناز فرزند دینِ حق سے روگردانی پر تیار نہیں)

"مکہ کا راستہ"

راہ گیر۔ (ساتھی سے) آخر کس جرم کی پاداش میں انہیں یہ عبرت ناک سزائیں دی جا رہی ہیں؟

ساتھی۔ تاکہ یہ اب بھی باز آجائیں اور محمدؐ کا دین چھوڑ دیں ... قریش کی متفقہ سازش معمولی نہیں۔

راہ گیر۔ خاموش .....!

ساتھی۔ کیوں ؟

راہ گیر۔ وہ دیکھو سامنے اُمیّہ بن خلف آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کئی آدمی بھی ہیں۔

(بلالؓ گزرتے ہیں)

بلالؓ۔ (تیزی میں) اگر یہ اُمیّہ بن خلف ہے تو اب میری خیر نہیں....

اُمیّہ۔ (غضبناک ہو کر آگے بڑھتا ہے) بلالؓ!.... اچھا، تم بھی تو محمدؐ ہی کا دَم بھرتے ہو۔

بلالؓ۔ (بے کسی کے عالم میں) الله الحق....!

اُمیّہ۔ (اپنے ساتھیوں سے) دیکھتے کیا ہو؟ پکڑ لو اسے بھی اور اس گرم ریت پر لٹا کر اس کا رُخ آفتاب کی طرف کر دو۔

ساتھی۔ (بے رحمی سے بلالؓ کو پکڑ کر گرم گرم تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتے ہیں اور تماشا دیکھتے ہیں)

امیّہ۔ (آگے بڑھ کر) ساتھیو! دیکھو یہ جو سامنے وزنی سِل پڑی ہے۔ اسے

اٹھا لاؤ اور اس کے سینے پر رکھ دو۔

بلالؓ۔ (بھاری سل سینے پر رکھی ہے اور اس صبر آزما تکلیف میں بھی) احد! —— احد!

اُمیہ۔ (قریب آکر) بلالؓ! اب بھی باز آجاؤ....

بلالؓ۔ احد —! —— احد! — احد!

اُمیہ۔ (جھنجھلا کر) اچھا، یہ بات ہے۔ بلالؓ! یہ سمجھ لو کہ تم اسی طرح پڑے رہو گے ورنہ دو ہی صورتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دو اور لات و عزّیٰ کی طرف لوٹ آؤ ورنہ.... جانتے ہو؟ موت..... اسی حالت میں عبرت ناک موت مرنا ہوگا۔

بلالؓ۔ اللہ —— احد —— اللہ —— احد....

ورقہ۔ (بلالؓ کی طرف سے گزرتے ہیں) ہاں، اللہ ایک ہے بلالؓ!.... ذاتِ مقدس کی قسم اللہ ایک ہی ہے.....

اُمیہ۔ ورقہ! تم کدھر سے آنکلے.... جاؤ اپنا راستہ لو اور اس سرکش غلام کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

ورقہ۔ اُمیہ! یاد رکھنا، میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تم نے اسے اس حالت میں ہلاک کر دیا تو اس کا مزار ایسا پُرشوکت بنواؤں گا جیسا صالحین و شہداء کا بنوایا جاتا ہے۔

(ورقہ غائب ہو جاتا ہے)

اُمیہ۔ بلالؓ! اب بھی خیر ہے مان جاؤ.... بولو، اسی حالت میں دَم توڑنا چاہتے ہو؟ محمدؐ کا دین چھوڑ کر ہمارے معبودوں کی پرستش کا وعدہ کرو تو آزادانہ عیش و عشرت کی زندگی ملے گی۔

بلالؓ۔ (دم گھٹ رہا ہے) نہیں.... اللہ احد.... محمدؐ....

ابوبکرؓ۔ (اتفاقاً ادھر سے گذرتے ہیں) ارے تمہیں خدا کا خوف نہیں سنگدلو! آخر کب تک....؟ اس بے چارے پر ترس کھاؤ، ظالمو!

اُمیہ۔ (جل کر) تمہیں نے تو اسے خراب کیا ہے۔ دیکھئے کیا ہو ہمت ہو تو بچا لو....

ابوبکرؓ ۔ ہاں میرے پاس اس سے زیادہ صحت مند، توانا اور تمہارے دین پر
کاربند جوان غلام ہے اُسے اس کے عوض میں لے لو ۔!

اُمیّہ ۔ (سوچ کر) ہاں .... یہ ہو سکتا ہے ۔

ابوبکرؓ ۔ (بلالؓ کو لے کر خدا کی راہ میں آزاد کر دیتے ہیں)

اُمیّہ ۔ (ساتھیوں سے) خیر، اسے جانے دو ۔ میں نے مصلحتاً چھوڑ دیا لیکن
محمدؐ کے تمام ساتھیوں سے ایسا ہی ظالمانہ برتاؤ کیا جائے گا ۔

ساتھی ۔ اُمیّہ! خبابؓ بن الاَرت بھی تو مسلمان ہو گیا!

اُمیّہ ۔ اچھا، جاؤ کسی بہانے بلا لاؤ ۔

(ساتھی خبابؓ کو لے کر آتا ہے)

اُمیّہ ۔ بچ کر کہاں جاؤ گے؟

ابوالاسود ۔ آگ کا الاؤ روشن کرو .... پھر اس کے بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے
لے جاؤ اور انگاروں پر لٹا دو ۔

خبابؓ ۔ (یہ سفاکانہ سزا سُن کر بھی) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابوالاسود ۔ ہاں، ہاں، ابھی اس کا لطف آئے گا تمہیں ۔

اُمیّہ ۔ لبینہؓ، نہدیہؓ، ام عبیسؓ، زنیرہؓ، یہ سب لونڈیاں بھی تو بے دین ہو
گئی ہیں ۔ ان کے آقاؤں کو چاہیئے کہ انہیں بھی ایسی ہی سزائیں
دیں ۔

حکم عثمانؓ ۔ میرا خیال ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ
کر لٹکا دیا جائے اور نیچے سے دھواں کر دیا جائے ۔

اُمیّہ ۔ اور بھی کوئی ہاتھ آجائے تو اسے اونٹ، بکری وغیرہ کے کچے
چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دوں گا ۔

(صحابہ کرام ان صبر آزما سزاؤں میں گرفتار ہیں کہ حضور
اقدسؐ ان مظلوموں کی طرف سے گزرتے ہیں)

محمدؐ ۔ (آبدیدہ ہیں) صبر کرو فرزندانِ توحید! صبر کرو ۔ اسلام کے مایۂ ناز
جانبازو! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو ۔

ایک مظلوم ۔ (کراہ کر) حضورؐ! یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے جنگ نہیں
کر سکتے؟

نہیں، میرے جانباز ساتھی! ابھی ہمیں جنگ کا حکم نہیں ملا۔

ایک صحابیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! یاسرؓ، عمارؓ بن یاسر، امِ یاسرؓ کی داستانِ مظلومی جاں گداز ہے۔

محمدؐ۔ اصبروا یا آلِ یاسر! فان موعد کم الجنۃ۔

ابن عمرو بن العاص۔ ساتھیو! تمہیں نہیں ہو — ان بدبختوں نے ذاتِ مقدسؐ کو بھی نہیں بخشا۔ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ حضورؐ نماز میں مصروف تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے چادر کو رسی کی طرح لپیٹ کر حضورؐ کی گردن میں ڈالا۔ پھر اس شدت سے کھینچا کہ گردن پر نشان پڑ گئے اور دم گھٹنے لگا۔

صحابیؓ۔ یہی کیا ہے۔ اب تو یہ ظالم حضورؐ کی راہوں میں واقعی کانٹے بچھاتے ہیں۔ اور طرح طرح سے گستاخی و اذیت رسانی کرتے رہتے ہیں۔

مظلوم۔ لیکن حضورؐ! ہم آخر کب تک یہ مصیبتیں اور عذاب اٹھاتے رہیں اور خود آپ کے لئے بھی بڑی آزمائش کا سامنا ہے۔

محمدؐ۔ دوستو! اگر یہی حال ہے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم میں سے جو چاہے، ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائے۔ وہاں کا بادشاہ نہایت رحمدل ہے۔ اس کی حکومت میں ظلم نہیں ہوتا بلکہ میرے خیال میں اس وقت صرف وہی زمین حق پرستوں کی آماج گاہ بن سکتی ہے۔ حالات سازگار ہو جائیں اور خدا کوئی بہتر صورت کر دے تو واپس آ جانا۔

صحابیؓ۔ اور آپ یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ مجھے خدا کے حکم کا انتظار کرنا ہوگا۔ میری ذمہ داری تم سب سے زیادہ ہے۔

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل صفحہ ۱۰۹

مع اضافہ جدید (عطیہ)

اٹھارھواں منظر

(قریش کے معزّز افراد عمر بن الخطاب، عقبہ، ولید، عتبہ، شیبہ، ابومسعود، ابن مظعون، ابوسفیان وغیرہ اور عرب کا مشہور شعلہ بیان شاعر[1] لبید بن ربیعہ سب ایک جگہ جمع ہیں۔ شعروشاعری کے ساتھ ساتھ شراب کا دَور بھی چل رہا ہے۔ اِن کا ساقی اسحٰق ہے۔)

عقبہ۔ اور بھی کچھ سنا؟ محمدؐ کے ساتھی خاصی تعداد میں یہاں سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ابوسفیان۔ ہاں، دراصل وہ ہمارے ظلم و ستم سے تنگ آکر پناہ لینے گئے ہیں۔

عمر۔ یہ ہم بھی جانتے ہیں لیکن وہ ہم سے بچ کر آخر جائیں گے کہاں؟ ہم بھی ان کے تعاقب میں اپنے آدمیوں کو بھیجیں گے کہ نجاشی ہمارے ان پناہ گزینوں کو ان کے حوالے کردے۔

عقبہ۔ اس ہجرت کا مطلب تو یہ ہے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو بچا نہیں سکے۔

ابن مظعون۔ کیا بک رہے ہو —— تم کیا جانو؟

ابن ہشام۔ (غصّے میں طنز کرتے ہوئے) تعجب ہے ابن مظعون! تم ابھی تک یہاں موجود ہو۔ کیوں نہ انہیں کے ساتھ چلے گئے؟

ولید۔ ابن مظعون میری پناہ اور میری حفاظت میں ہے۔

عقبہ۔ واقعی یہ تمہاری ہی بدولت زندہ سلامت نظر آرہا ہے ورنہ.....

عمر۔ اچھا، بس، یہ بحث ختم کرو۔ ہاں، لبیدؓ! اپنا کلام سناؤ۔

ولید۔ لبید ہمارا انقلابی شاعر ہے۔

ابوسفیان۔ بے شک یہ عرب کے لئے مایۂ ناز ہے۔

عمر۔ اسحٰق! ارے بھائی! کہاں ہو....؟ لاؤ ذرا آبِ حیات پلاؤ، پھر شاعری کا بھی لطف آئے گا۔

ابن مظعون۔ (تاریکی میں دور سے چند سائے نظر آتے ہیں) ٹھہرنا ذرا، یہ سائے

---

[1] لبید بن ربیعہ اسلام لے آئے تھے اور قرآن کے اعجازِ بیان سے متاثر ہوکر انہوں نے شاعری ترک کردی تھی۔ ان کا شمار عربی زبان کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔ (عطیہ)

کیسے نظر آ رہے ہیں ؟

عقبہ۔ (غور سے دیکھ کر) ایک عورت اور ایک مرد سواری سے کہیں جا رہے ہیں یقیناً یہ بھی انہیں مہاجرین میں سے ہیں۔

عمر۔ (اٹھ کر جاتے ہیں) .... ارے .... یہ تو عامر اور ام عبداللہ ہیں۔ (بڑھتے ہوئے سائے کی طرف جا رہے ہیں)

عامر۔ (عمر کو آتا دیکھ کر) ام عبداللہ! یہ عمر بن الخطاب ہیں۔

عمر۔ (قریب آ کر) ام عبداللہ! تم تو پابہ رکاب ہو؟

امّ عبداللہ۔ ہاں، عمر! واللہ تمہارے مظالم نے ہم پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے اور اب ہم وطن چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ اللہ کی زمین کشادہ ہے کہیں تو پناہ ملے گی۔

عمر۔ (دل گرفتہ و گلوگیر ہو کر) جاؤ، خدا حافظ !

(تھوڑی دیر سر جھکائے کھڑے رہتے ہیں۔ پھر الوداعی نظر ڈال کر واپس آ جاتے ہیں)

امّ عبداللہ۔ دیکھا تم نے ابو عبداللہ! عمر کو ہماری روانگی کا کس قدر ملال ہے؟

عامر۔ ہاں، جانتا ہوں۔ لیکن اس سے تم شاید اس خیال میں ہو کہ وہ اِسلام لے آئے گا؟

امّ عبداللہ۔ کیا عجب ہے؟

عامر۔ تم بھی کیا باتیں کرتی ہو؟ میں تو کہتا ہوں، خطاب کا گدھا ایمان لا سکتا ہے لیکن جس سے تمہیں اُمید ہے وہ ہٹ دھرم شخص ہرگز اسلام نہیں قبول کرے گا۔

امّ عبداللہ۔ یوں نہ کہو۔ خدا جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔

(دونوں جا رہے ہیں)

(عمر بن الخطاب اسی عالمِ اندوہ میں اپنے ہم نشینوں کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں)

عقبہ۔ (عمر کو دیکھ کر) کہاں چلے گئے تھے عمر! تمہارے جانے سے محفل بے رونق ہو گئی تھی۔ آؤ ذرا لبید کے اشعار سے محظوظ ہوں۔ ہاں وہ سائے کس کے تھے؟

عمر۔ (دکھوئے ہوئے انداز ہیں) امِّ عبداللہ اور عامر بھی چلے گئے۔
عقبہ۔ (بے پروائی سے) خیر، ہوگا۔ لو سنو وہ لبید گلا صاف کر رہے ہیں۔ غضب کی آواز ہے اور قیامت کا کلام......
عمر۔ (بے نیازی سے) ہاں، ہاں، سُن رہا ہوں۔
لبید بن ربیعہ۔ "الاکل شئی ما خلا اللہ باطل"
ابن مظعون۔ (لُطف اندوز ہو کر دادِ سخن دیتے ہیں) واہ۔ واہ بہت خوب۔ خدا کی قسم جواب نہیں۔ تم نے بالکل سچ کہا لبید! واقعی خدا کے سوا ہر شے کے لئے فنا مقدّر ہے اور ہر شے باطل ہے۔
حاضرین۔ (خاموش ہیں)
لبید۔ دوسرا مصرعہ پڑھتا ہے) "وکل نعیم لا محالۃ زائل"
ابن مظعون۔ غلط کہتے ہو۔ واللہ جنت کی نعمتیں لازوال ہیں۔
لبید۔ (رُک کر) فرزندانِ قریش! آج سے پہلے تو تمہارے ہم نشیں کو کبھی ذلیل نہیں کیا گیا — یہ نیا اندازِ قدر افزائی کیسا؟
ابوسفیان۔ بُرا نہ مانو لبید! یہ بھی انہیں بیوقوفوں سے تعلق رکھتا ہے جو ہمارا دین چھوڑ بیٹھے ہیں۔
ابن مظعون۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ بے وقوف کون ہے!
عقبہ۔ (غصّے میں بے تاب ہو کر) جہنّم میں جاؤ تم اور تمہارا دین۔ لات کی قسم اگر تم ولید جیسی با اثر شخصیت کی پناہ میں نہ ہوتے تو اس وقت تمہارے منہ پر وہ تھپڑ مارتا کہ دماغ درست ہو جاتا۔ حد سے گذرتے جا رہے ہو۔
ابنِ مظعون۔ (جوشِ حمیّت میں آکر) ولید — ! بولو اپنا وعدہ واپس لیتے ہو؟
ولید۔ کیسا وعدہ؟
ابنِ مظعون۔ پناہ دینے کا۔ جلد بتاؤ۔
ولید۔ کیوں؟ یہ کیا سوجھی؟
ابن مظعون۔ (اعتماد و خودداری سے) میں صرف خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔۔ اس کے سوا مجھے کسی کی حمایت نہیں چاہیئے۔
عقبہ۔ (مشتعل ہو کر) اچھا تو — یہ لو — اب بتاؤ، تمہارا خدا تمہیں

کیونکر بچا سکتا ہے؟ (ابن مظعون کے گال پر ایک زوردار طمانچہ مارتا ہے)
ابن مظعونؓ ۔ (تاب لانے کی کوشش کرتے ہوئے آنکھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں)۔۔۔
آہ ۔۔۔! اُف ۔۔۔!
ولید ۔ دیکھ لیا ۔۔۔؟ اگر تم میری پناہ میں ہوتے تو اس کی مجال نہ تھی ہاتھ اٹھانے کی ۔ اب آنکھ کا کیا کرو گے؟
ابن مظعونؓ ۔ (ہمت سے سر اٹھا کر) کیا مطلب ہے تمہارا ۔؟ میری آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں بلکہ یہ دوسری آنکھ بھی اللہ کی راہ میں اسی کی منتظر ہے ۔ ہمارے حق میں یہی عذاب راحت بن جاتا ہے اور اب تو میں اس کی پناہ میں ہوں جو تم سے بڑا نگہبان و باعظمت ہے ۔
لبید ۔ اٹھو دوستو ۔! چلو کہیں اور محفل جمائیں ۔ ان لوگوں نے تو رنگ بھنگ کر دیا ۔
(سب اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور ابن مظعون تنہا اپنی آنکھ مل رہے ہیں کہ اتفاقاً ادھر ہی سے ابوبکر صدیقؓ پا بہ رکاب گزرتے ہیں)
ابن مظعونؓ ۔ ابوبکرؓ ۔! (زور سے) ارے ابوبکرؓ! سنو تو بھائی ۔
ابوبکرؓ ۔ (پلٹ کر) کون ۔۔۔ ابن مظعون! تم؟ ابھی آیا ۔۔۔۔۔ (قریب آکر) کیوں، کیا بات ہے؟
ابن مظعونؓ ۔ تم بھی چلے ۔۔؟
ابوبکرؓ ۔ ہاں، اس کے سوا چارۂ کار ہی کیا ہے؟ مکہ کی سرزمین ان ظالموں نے ہمارے لئے تنگ کر دی ہے ۔ سب کچھ گوارا ہے لیکن ذات اقدس محمد (صلعم) کی شان میں ان کی گستاخیاں اور حد سے زیادہ مظالم میرے لئے ناقابلِ برداشت ہیں ۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ..... (فرطِ غم میں آنکھیں اشکبار اور آواز گلوگیر ہے)
ابن مظعونؓ ۔ ٹھیک کہتے ہو ۔ اور لوگ بھی تو ہجرت کر گئے .... کیا تم نے بھی اجازت لے لی ہے؟
ابوبکرؓ ۔ ہاں، حضورؐ کی اجازت کے بغیر تو میں قدم بھی نہیں اٹھا سکتا تھا ۔
ابن مظعونؓ ۔ (آنکھ پر ہاتھ رکھے ہیں) اچھا، جاؤ، خدا حافظ ۔
ابوبکرؓ ۔ (آنکھ پر نظر پڑتی ہے) یہ ... تمہاری آنکھ میں کیا ہو گیا؟
ابن مظعون ۔ کوئی نئی بات نہیں ۔ ایک ہی جرم تو ہے جس کی پاداش میں

سب آزمائے جا رہے ہیں - یہ آنکھ بھی انہیں میں شامل ہے -

ابوبکرؓ - (ہمدردانہ لہجے میں) یہ حرکت کس بدبخت کی ہے ؟

ابن مظعونؓ - وہی عقبہ بن ابی معیط اور کون .... ؟ یہاں تو اب میرا کوئی بھی حامی نہیں رہا - بس ایک خدا کی ذات ہے اور وہی کافی ہے -

ابوبکرؓ - (اُتر کر) نہیں بھیا ! تم میرے ساتھ چلو ـــــ وہاں ہمیں خدا ضرور امن دیگا

ابن مظعونؓ - (سوچ کر) اچھا ... میں ذرا اپنا سامان لے لوں -

(دونوں روانہ ہو جاتے ہیں - راستے میں ابن دغنہ (حبشیوںؓ کا سردار) ملتا ہے) -

ابن دغنہ - ارے ابوبکرؓ ـــ ! کدھر کا قصد ہے ؟

ابوبکرؓ - حبشہ جا رہا ہوں - کیا کروں میری اپنی قوم نے مجھے ترکِ وطن پر مجبور کر دیا اور ہم پرستارانِ حق پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے - طرح طرح سے ستاتے ہیں اور ایذائیں پہنچاتے ہیں -

ابن دغنہ - بُرا کرتے ہیں بدبخت - واللہ ابوبکرؓ ! تم تو نہ صرف اپنے خاندان بلکہ ساری قوم کے لئے مایۂ فخر ہو - مصیبت زدہ لوگوں سے ہمدردی اور ہر شخص سے حسنِ سلوک و رواداری تمہارا شیوہ ہے - محتاجوں کی خبرگیری اور ناداروں کی دستگیری کرتے ہو - چلو، تم ـــ میری امان میں ہو - میرے ساتھ واپس چلو - میں تمہاری پشت پناہی کا وعدہ کرتا ہوں -

ابوبکرؓ (غور کرنے کے بعد) چلتا تو ہوں - لیکن ـــ پھر تم جانو ..... !

ابن دغنہ - ہاں، ہاں، میں ذمہ دار ہوں .....

(ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر جاتا ہے اور پکارتا ہے) لوگو ! ..... اے فرزندانِ قریش ! سنو ـــــ کان کھول کر سُن لو - ابوبکرؓ کو ستانے کی جرأت نہ کرنا ـــــ بلکہ تمہیں اس سے حسنِ سلوک کرنا ہوگا ..... یہ میری پناہ میں ہے ..... جانتے ہو .... ؟ میں ابن دغنہ ... حبشیوں کا سردار ہوں

قریش - (سردار کی آواز پر دوڑ کر آتے ہیں) ارے ابنِ دغنہ ! تم یہ کیا غضب کر رہے ہو ـــــ تم نے اسے پناہ دی ہے ؟

ؓ حبشی سے مراد حبشی قوم نہیں بلکہ اصل میں یہ ان مختلف قبائل کے افراد کا سردار تھا جنہوں نے حبش نامی پہاڑ کے دامن میں قریش سے معاہدہ کیا تھا - پھر یہ بنی لیث میں شامل ہو گئے تھے : (عطیہ)

ابن دغنہ۔ ہاں، یہ میری پناہ میں ہے۔ اسے کوئی نہیں ستا سکتا۔
عقبہ۔ (آگے بڑھ کر) بُرا کر رہے ہو ابن دغنہ! تم نے اسے پناہ دے رکھی ہے

تم کیا جانو، یہ شخص ہمیں بہت پریشان کرتا ہے۔ یہ وہ ہے جو علی الاعلان نماز پڑھتا ہے اور اپنے رسولؐ کے لائے ہوئے پیغام کی اس انداز سے تلاوت کرتا، سر دُھنتا اور روتا ہے کہ ہم بتا نہیں سکتے۔ ہمیں خوف یہ ہے کہ یہ ہمارے بچوں، عورتوں اور کمزور دل والے بوڑھوں کو بہکائے گا۔ یہ لوگ اس کی آواز سن کر اس کے گھر کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ غضب کا سوز و تاثیر ہے اس کی آواز میں — ہمارے نادان بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔
ابن دغنہ۔ (تذبذب کے عالم میں غور سے سُن رہا ہے۔)
عقبہ۔ بہرحال اگر تم اپنی ضد پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شرط پر کہ یہ اپنے گھر میں خاموشی سے جو چاہے کرے مگر آواز بلند نہ کرے گا۔
ابن دغنہ۔ ابوبکرؓ! — یہ کیا کہہ رہا ہے۔؟ بتاؤ تمہیں یہ شرط منظور ہے؟
ابوبکرؓ۔ کیوں نہ تم اپنی امان واپس لے لو؟
ابن دغنہ۔ پناہ واپس لے لوں؟ ... (سوچتا ہے) .... ہاں اب میں تمہارا ذمہ دار نہیں۔
ابوبکرؓ۔ مجھے کوئی پرواہ بھی نہیں۔ خدا کی حفاظت سے بڑھ کر تمہاری پناہ نہیں ہو سکتی۔ وہ سب سے بڑا نگہبان ہے۔
ابن دغنہ۔ (اعلان کرتا ہے) فرزندانِ قریش! اب میں اس کا ذمہ دار نہیں میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اب تم جانو اور یہ —!
قریش۔ (بھوکے بھیڑیوں کی طرح ابوبکرؓ پر جھپٹ پڑتے ہیں) پکڑو... پکڑو قید کرلو..... جانے نہ دینا۔ اس کی سواری چھین لو۔ سامان لوٹ لو۔
ابوبکرؓ۔ (ولید پر نظر پڑتی ہے) تمہیں نظر نہیں آتا..... یہ ناعاقبت اندیش مجھ سے کیا سلوک کر رہے ہیں؟
ولید۔ (بے اعتنائی سے) تم نے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری ہے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ آفت تمہاری اپنی مول لی ہوئی ہے۔

ابوبکرؓ۔ (آسمان کی طرف فریادی نظروں سے دیکھ کر) الٰہ العالمین! تو کس قدر حلیم ہے ——— خداوندا! تو کس درجہ بُردبار ہے .... پروردگار! تو نہایت تحمل والا ہے۔

سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۲۸ - ۱۳۰ تاریخ طبری کذالک
کذافی تجرید البخاری، جلد دوم، صفحہ ۶۸ زاد المعاد ،،

بیسواں منظر

(سرزمین حبشہ —— نجاشی (شاہِ حبش) کا دربار خاص۔ نجاشی اپنے تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہے۔ صرف سپہ سالارِ اعظم اس کے قریب ہے۔ باقی سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہیں۔ چاروں طرف محافظ عسکری دستے برہنہ شمشیروں سے سایہ کئے ہیں)

سپہ سالارِ اعظم۔ (باادب آگے بڑھتا ہے) جہاں پناہ! مکہ سے آئے ہوئے دو قاصد شرفِ باریابی حاصل چاہتے ہیں۔

نجاشی۔ انہیں حاضر کیا جائے۔

(مشرکینِ مکہ کے قاصد عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ اندر آتے ہیں)

عبداللہ۔ (آہستہ سے) عمرو! تم نے فوجی افسروں کو تحائف دے دیئے تھے؟

عمرو۔ (اسی لہجے میں) ہاں، اسی وقت، ورنہ بغیر اس کے کام کیسے چلتا۔ اب یہ لوگ ہماری مرضی کے مطابق کارروائی کریں گے۔

سپہ سالار اعظم۔ (ان سے قبل آگے بڑھ کر) تاجدارِ عالی وقار! یہ قاصد آپ کی خدمت میں بیش قیمت تحائف لائے ہیں۔

نجاشی۔ آگے بڑھو اے مقدس سرزمین کے قاصدو! کیا چاہتے ہو؟

عمرو۔ (سامنے جاکر تعظیماً جھکتے ہوئے) تاجدار! ہم ایک خاص مقصد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

نجاشی۔ بتاؤ کیا مقصد ہے؟

عبداللہ۔ آپ کی سلطنت میں ہمارے چند سر پھرے اور بے وقوف نوجوان بھاگ کر آگئے ہیں۔ انہوں نے اپنا آبائی وطن اور دین چھوڑ دیا ہے۔ پھر یہ بھی نہیں کہ آپ کا دین اختیار کر لیا ہو۔ بلکہ ایک نیا ہی مذہب ایجاد کیا ہے۔ ان کی تحریک نرالی ہے —— ہم نے کبھی ایسی باتیں سنیں نہ دیکھیں اور نہ آپ ہی ان سے آشنا ہوں گے۔ ہمیں ان کے سرپرستوں اور بزرگوں نے بھیجا ہے کہ ہم انہیں وطن واپس لے جائیں۔ آپ انہیں ہمارے سپرد

کر دیجئے۔ ان کے سرپرست بہرحال اِن سے زیادہ دانش مند و تجربہ کار ہیں...
(آنکھ سے سپہ سالار کو اشارہ کرتا ہے)

سپہ سالارِ اعظم۔ (جھک کر) ذی شان بادشاہ! یہ سچ کہتے ہیں۔ واقعی ان پناہ گزینوں کے بزرگ اور ان کی قوم ان سے زیادہ ہوش مند اور زیرک ہوگی — اِن کی گمراہی کا سبب بھی وہی لوگ خوب جانتے ہیں کہ آخر یہ لوگ ترکِ وطن کیوں کر بیٹھے —— بہتر یہی ہے عالی جاہ! کہ آپ انہیں اِن کے حوالے کر دیں...... حضور والا! قاصدین فیصلے کے منتظر ہیں۔

نجاشی۔ (غصّے میں بپھر کر) خاموش! واللہ میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں صرف ان کے یک طرفہ بیان پر پناہ گزینوں کو ان کے حوالے کر دوں۔ وہ ہمارے پڑوسی ملک کے باشندے ہیں اور ہماری سلطنت میں مہمان کی حیثیت سے آئے ہیں۔

بفرضِ محال اگر ان کا مقصد پناہ لینا ہی ہو تو نہ معلوم کس مصلحت سے اور کیا سوچ کر انھوں نے یہ اقدام کیا اور ہمیں دوسروں پر ترجیح دی۔ (آواز بلند کرتا جاتا ہے) میں جب تک انہیں بھی بلا کر ان کا بیان نہ لے لوں، یک طرفہ فیصلہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ اگر معاملہ ان قاصدوں کے خلاف ثابت ہوا تو بخدائے قدوس میں ان کی پوری پوری حفاظت کروں گا اور انہیں اپنی پناہ میں رکھ کر ان سے بہترین سلوک کروں گا۔ ہمارے مذہبی پیشوا اور وہ پناہ گزین حاضر کئے جائیں۔

(مشرکین کے قاصدوں کا رنگ اُڑنے لگتا ہے)

حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ شمالی دروازے سے عیسائی مذہبی پیشوا اندر آتے ہیں اور نجاشی کے پاس اپنی مقدس کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں۔

صدر دروازے سے رفقائے نبیؐ کریم ابن مظعون اور جعفر بن ابی طالب آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوتے آرہے ہیں۔ مشرک قاصدوں سے نظریں چار ہوتی ہیں۔"

ابنِ مظعون۔ معلوم ہوتا ہے مکّہ میں ہمارے خلاف سازش کرکے انہیں بھیجا گیا ہے۔

جعفرؓ۔ ہاں، بادشاہ کو ضرور ہمارے خلاف اُکسایا گیا ہوگا۔

ابن مظعون ۔ (گھبرا کر) اب ہم کیا کریں گے۔

جعفرؓ ۔ گھبرانے کی کیا بات ہے۔ ہمیں ڈر کس کا ہے؟ واللہ ہم اپنے رسولؐ کے حکم کے مطابق بات کریں گے، پھر جو ہونا ہے ہو جائے۔

(دونوں نجاشی کے پاس آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

نجاشی ۔ (مہاجرین کو دیکھتے ہوئے) اے مقدس سرزمین کے باشندو! آگے بڑھو۔

جعفرؓ طیار ۔ (جرأت سے آگے بڑھ کر) اے بادشاہ!

نجاشی ۔ (آخر یہ کونسا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنے آبائی دین، عزیز وطن اور اپنی قوم کو چھوڑ دیا... پھر نہ تم نے میرا ہی دین اختیار کیا اور نہ کسی دوسری معروف ملت کو اپنایا...؟

جعفرؓ ۔ اے رحم دل بادشاہ! اس سے قبل ہم بھی جہالت میں مبتلا تھے۔ پتھر کے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بے حیائیاں کرتے تھے۔ اخلاق سوز باتیں ہمارا خاص شیوہ تھا۔ ہم خونی رشتوں کو ادنیٰ سی بات پر منقطع کر دیا کرتے تھے۔ بات بات پر لڑائی، قتل و خون ہمارے نزدیک معمولی بات تھی۔ ہم پڑوسیوں سے بدسلوکی کرتے تھے۔ طاقتور لوگ کمزوروں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتے تھے۔ ظلم و تشدّد ہمارا فخریہ کام تھا۔ غرض ہم انہیں انسانیت کُش حرکتوں میں شب و روز گزارتے تھے کہ خدا نے ہمارے پاس اپنا ایک رسولؐ بھیجا۔ وہ کوئی اجنبی شخص نہیں بلکہ ہمارے ہی خاندان کا ایک فرد ہے۔ اس کے حسب و نسب، ذاتی خوبیوں، اس کی خدا پرستی، راست گوئی، پاکبازی، دیانتداری اور حسنِ اخلاق کا چرچا عام ہے۔ اس نے ہمیں دینِ حق کی دعوت دی کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور ان سب خود ساختہ خداؤں کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا خدا کی جگہ پوجتے رہے۔

(مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہے۔ بادشاہ اور مذہبی پیشوا ہمہ تن گوش ہیں۔ جعفر اپنا بیان جاری رکھتے ہیں)

ہمارا رسولؐ ہمیں سچائی، امانت داری، راست گوئی، پڑوسیوں سے نیک برتاؤ، آپس میں حسنِ سلوک اور رواداری، ہمدردی، خلوص

اور محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہمیں فحش گوئی، فسق و فجور، کفر و شرک، دشمنی، بغض و عناد، ڈکیتی، رہزنی اور قتل و خون کے ساتھ ساتھ یتیموں کا مال کھانے اور پاک باز عصمت مآب عورتوں پر تہمت جوڑنے سے روکتا ہے۔
عالی قدر تاجدار! ہمارا رسولؐ ہمیں نماز اور نیکیوں کی تعلیم دیتا ہے۔
ہم نے اس کی تصدیق کی اور جان و دل سے اس پر ایمان لاکر فرماں برداری قبول کی۔ چنانچہ اب ہم صرف ایک خدا کو مانتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ کسی کو ہم اس کا ہمسر نہیں سمجھتے۔
بس، اسی جرم کی پاداش میں ساری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ سب نے مل کر ہمارے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرلیا اور ہم لوگوں کو برابر سفاکانہ و ظالمانہ سزائیں دیتے رہے۔ طرح طرح سے صبر آزما عذاب دیئے کہ ہم پھر کفر کی تاریکیوں میں گھر جائیں اور انہیں خود ساختہ باطل خداؤں کی بندگی قبول کرلیں۔
جب ان کا ظلم و ستم اور سفاکانہ حرکتیں حد سے تجاوز کر گئیں تو ہم میں تاب نہ رہی اور ہم اپنے رسولؐ کے حکم سے آپ کی سلطنت میں پناہ ڈھونڈتے ہوئے آگئے۔ ہمارے رسولؐ کو یقین تھا کہ آپ کی سلطنت حق پرستوں کی آخری آماج گاہ ہوگی۔ چنانچہ ہم اپنا گھر بار، وطن، عزیز و اقارب سب کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور یہاں پناہ لی۔
ہمیں قوی اُمید ہے کہ آپ کی حکومت میں ہم پر ظلم یا ہمارے معاملے میں بے انصافی نہیں ہوگی۔

اے انصاف پسند تاجدار! اتنی ہی ہماری داستان ہے۔

نجاشی۔ (غور سے سننے کے بعد) تمہارا نبیؐ جو پیغام لایا ہے اس میں سے کچھ سنا سکتے ہو۔۔؟

جعفرؓ۔ جی ہاں، وہ ہمارے خدا کا کلام ہے۔

نجاشی۔ (مشتاقانہ لہجے میں) سناؤ۔

جعفرؓ۔ (تلاوت کرتے ہیں) واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا مکاناشرقیاً۔ فاتخذت من دونھم حجاباً فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویاً الخ (از سورہ مریم) تا ـــــ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔

(نجاشی اور اس کے مذہبی پیشوا کلامِ الٰہی سن کر اشکبار ہیں)

نجاشی۔ یہ تو وہی کلام ہے جو عیسٰیؑ کا پیغام تھا بلکہ ایک ہی مشعل کی روشنی معلوم ہوتی ہے (مذہبی پیشواؤں کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھتا ہے)

مذہبی پیشوا۔ خداوندِ قدوس کی قسم، یہ آیات اسی سرچشمۂ ہدایت سے نکلی ہیں۔ جس سے یسوع مسیحؑ کے کلماتِ حق پھوٹے تھے۔

عبداللہ۔ (دہشت زدہ ہو کر سرگوشی میں) عمرو! سنا تم نے؟

نجاشی۔ (مشرکین کے قاصدوں سے) جاؤ اپنا راستہ لو — میں کسی بھی قیمت یا کسی بھی ضمانت پر ان مقدس پناہ گزینوں کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتا اب مجھ پر حقیقت روشن ہو گئی ہے۔

عبداللہ۔ (آپس میں سرگوشی سے) عمرو! میں ابھی ان کی وہ قلعی کھولتا ہوں کہ یہ بھی یاد کریں گے — نجاشی سے کہوں گا کہ ذرا اِن سے یہ تو پوچھئے کہ . . . . ان کی ساری شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔

(گھبرا کر) ارے عبداللہ. . . . ایسا نہ کرو . . . . تم کیا کہو گے آخر؟ یہ ہمارے مخالف ضرور ہیں لیکن رشتہ دار بھی ہیں۔ یہ نہ بھولو. . . . .

عبداللہ۔ (بے پروائی سے) لات کی قسم، میں ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ عیسٰیؑ کو خدا کا بندہ مانتے ہیں۔

عمرو۔ مت کہو بھائی! خاموش رہنا بہتر ہے۔

عبداللہ۔ (سنے بغیر آگے بڑھ جاتا ہے) ذی شان بادشاہ! یہ لوگ عیسٰی مسیحؑ کے بارے میں بہت برا خیال رکھتے ہیں۔

(نجاشی اپنے پیشواؤں سے اور رفقائے محمدؐ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں)

ابن مظعون۔ (چونک کر) سنا تم نے؟ اگر نجاشی ہم سے عیسٰی بن مریمؑ کے متعلق پوچھ بیٹھا تو. . . . .؟

جعفرؓ۔ تو کیا۔؟ وہی کہیں گے جو قرآنِ کریم میں ہے۔

نجاشی۔ (بلند آواز سے) مقدس پناہ گزینو! عیسٰی مسیحؑ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

جعفرؓ۔ وہی جو قرآنِ کریم میں ہے اور ہمارے رسولؐ نے ہمیں بتایا ہے۔

نجاشی۔ کیا؟
جعفرؓ۔ (جرأت سے) یہی کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کی مقدس روح کلمۃ اللہ ہیں جو خداوندِ قدوس نے عفت مآب مریمؑ بنت عمران کو عطا فرمائی تھی۔
نجاشی۔ (فرش پر زور سے ہاتھ مار کر ایک تنکا اٹھاتا ہے) واللہ جو تم نے کہا ہے عیسیٰؑ اس سے اس تنکے کے برابر بھی کم یا زیادہ نہیں۔
(مشرکین کے قاصد اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ فوجی افسر اور تمام درباری ناک بھوں چڑھاتے ہیں)
نجاشی۔ (حاضرین پر ایک گہری نظر ڈال کر تاثرات کا اندازہ کرتا ہے) ہاں ہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم لوگوں کو ناگوار گزر رہا ہے اور تم سب پیچ و تاب کھا رہے ہو.... لیکن انصاف و حق کا فیصلہ کرتے ہوئے ہمیں کسی کی پروا نہیں۔
(مہاجرین سے مخاطب ہے) رفقائے محمد (صلعم)! جاؤ تم لوگ اطمینان و آزادی سے رہو۔ واللہ تم ہماری سلطنت اور ہماری پناہ میں ہو ـــــ جو تمہیں بُرا کہے گا اِسے سزا دی جائے گی۔ جو تمہیں ملامت کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔ جو تم پر طعنہ زنی کرے گا یا گالی دے گا اسے سزا دی جائے گی اور وہ مجرم ہوگا۔
(مشرکین کے قاصدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سپہ سالارِ اعظم کو آواز دیتا ہے) دیکھو ـــ ان کے تحائف انہیں کو واپس کر دیئے جائیں۔ واللہ ہمیں ان تحفوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں سلطنت عطا کرتے وقت یا ہماری حکومت کے قیام میں خدا نے ہم سے کوئی رشوت نہیں لی..... پھر ہم اس کے معاملے میں کیوں کوئی نذرانہ قبول کریں؟
ہماری رعایا نے کوئی معاوضہ لے کر ہماری اطاعت و فرماں روائی تسلیم نہیں کی، پھر ہم مشرکین کے تحائف لے کر ان کی اطاعت کیوں کریں؟
(دربار برخواست کیا جاتا ہے)
دربار برخواست ہوتا ہے اور مشرکین کے قاصد ناکام و نامراد مکہ واپس آتے ہیں۔

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷

اکیسواں منظر

(مکّہ معظمہ ــــ رات کا وقت ہے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ اور عمر بن الخطاب ملتے ہیں)

نعیم۔ عمر! کہاں جا رہے ہو۔ کس کی تلاش ہے؟

عمرؓ۔ کہیں نہیں، ذرا اپنے ہم نشینوں کی فکر میں نکلا ہوں۔ نہ معلوم سب کہاں مر گئے؟ اسحٰق (ساقی) بھی نظر نہیں آتا..... اس کے پاس شرابِ ناب مل سکتی ہے..... ایک ہی جام میں تمام غم غلط ہو جاتے ہیں۔

نعیم۔ مے نوشی اور بادہ خواری کا زمانہ گزر گیا عمر!.... (پڑھتے ہیں) انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسٌ من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ........ "بلا شبہہ شراب، جوًا (قمار بازی) بُت اور فال کے تیر یہ سب گندے (ناپاک) شیطانی کام ہیں، اِن سے بچتے رہو۔[1]

عمرؓ۔ یہ تو ہو نہ ہو محمدؐ کا لایا ہوا پیغام ہے.... لات کی قسم وہ گمراہ ہو گیا ہے۔ اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب ایجاد کر بیٹھا۔ اس نے قریش کا اتحاد اور اور اجتماعی طاقت پارہ پارہ کرکے رکھ دی اور اب بھی اپنے باپ دادا کی بدنامی اور دین کی رُسوائی پر کمربستہ ہے۔ وہ تمام دانش مندوں کو بیوقوف بنا رہا ہے۔ اس نے قریش کا خون پانی سے بھی زیادہ ارزاں سمجھ لیا ہے۔ اب بھی اسے چین نہیں۔

نعیم۔ افسوس تو یہ ہے عمرؓ! کہ تم اس کی تعلیمات اور اس کا دین سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ نہ تم ایمان کی لذّت سے آشنا ہو.. کاش تم اِس کلامِ الٰہی کی تاثیر سے واقف ہوتے!

عمرؓ۔ اچھّا تو۔ معلوم ہوتا ہے تم بھی اسی کے ہمنوا ہو۔

نعیم۔ ہمنوا ہی نہیں جاں نثار ساتھی.... تمہیں اَب خبر ہوئی؟

---

[1] توفیق الحکیم نے منظر کی مناسبت سے یہ آیت درج کر دی ہے حالانکہ یہاں اس آیت کا حوالہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ بالاتفاق مدنی ہے اور واقعہ مکّی۔ حضرت عمرؓ حرمتِ شراب سے بہت قبل اسلام لاتے تھے۔ (عطیہ)

عمرؓ۔ (غصّے میں بے قابو ہو کر نعیمؓ کے رخسار پر طمانچہ مارتے ہوئے) پھٹکار ہو تم پر..... (تلوار اٹھا کر) لات کی قسم، محمدؐ کے خون سے اس تلوار کی تشنگی بجھے گی۔

نعیم۔ (رخسار سہلاتے ہوئے) عمر! بخدا تمہاری یہ ہیکڑی اچھی نہیں.... تمہارا نفس تمہیں دھوکا دے رہا ہے — شاید تم اس خیال میں ہو کہ محمدؐ کے جاں نثار ساتھی اور بنو عبد مناف تمہیں یعنی ان کے قاتل کو زندہ چھوڑ دیں گے اور تم اسی طرح اکڑتے نظر آؤ گے — اپنے گھر کی بھی خبر ہے؟ پہلے ان سے تو سمجھ لو؟

عمرؓ۔ کیا کہا تم نے....؟ کون میرے گھر والے؟

نعیم۔ ہاں، تمہاری بہن فاطمہؓ اور ان کے شوہر سعیدؓ بن زید یعنی تمہارے بہنوئی،... ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور یہ بھی محمدؐ کے ساتھی ہیں۔

(سر جھکا کر سوچ میں) میرے گھر والے... میری اپنی بہن.... میرا بہنوئی..... اور محمدؐ کے ساتھی.... جاں نثار رفیق...؟ نہیں ہو سکتا کبھی نہیں.... ابھی جاتا ہوں۔

(نعیم کو راستے ہی میں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بہن کے گھر کی طرف جاتے ہیں)

سیرت ابن ہشام۔ صفحہ ۱۱۹

تاریخ طبری زاد المعاد

بائیسواں منظر

(فاطمہؓ بنت خطاب کا گھر... خباب بن الارت (نومسلم صحابی) قرآن کے اوراق سامنے رکھے ہوئے (قرآن اس وقت تک جمع نہیں ہوا تھا) فاطمہؓ اور انکے شوہر خباب سے پڑھ رہے ہیں)

خبابؓ۔ (بآوازِ بلند) طٰہٰ! ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ...... تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ..... لہٗ ما فی السموات وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ (آواز میں رقت اور سوز بڑھتا جا رہا ہے) وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر و اخفی ــــــ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ۔

عمرؓ۔ (دور سے آواز پر کان لگاتے ہوئے تیز تیز آ رہے ہیں)

سعیدؓ۔ (دروازے کی طرف دیکھتے ہیں) خاموش.....! ذرا ٹھہرو! خبابؓ! مجھے عمر کی آہٹ محسوس ہو رہی ہے۔

خبابؓ۔ (لرز کر اٹھتے ہوئے) کہیں انہوں نے میری آواز تو نہیں سن لی..؟

فاطمہؓ۔ یہ اوراق مجھے دے دو اور تم جا کر کوٹھری میں چھپ جاؤ۔

عمرؓ۔ (بے دھڑک اندر آ کر) بتاؤ میں نے یہ کس کی آواز سنی تھی..؟ یہ کیا تھا....؟

فاطمہؓ۔ (سہمی ہوئی بیٹھی ہیں)

سعیدؓ۔ کہاں ــــــ کیسی آواز ــــــ کچھ بھی تو نہیں ہوا۔

عمرؓ۔ (غصے میں) نہیں بتاتے.....؟ بولو، نہیں بتاؤ گے ـــ؟ (آگے بڑھتے جا رہے ہیں) میں نے سنا ہے تم لوگ بھی مسلمان ہو گئے ہو۔ نادان بے وقوف ــــ بتاتے ہو یا نہیں....؟

(بہنوئی کو پکڑ لیتے ہیں)

فاطمہؓ۔ (شوہر کو بچانے کے لئے اٹھتی ہیں) بھیا ـــ! انہیں چھوڑ دو.. عمر! یہ کیا ستم ہے.... ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے...؟

عمرؓ۔ (بہن کی طرف جاکر) اچھا، تو یہ بات ہے۔ تم کہاں جاؤ گی۔۔۔؟" پکڑ کر مارتے ہیں اور زخمی کر دیتے ہیں۔

سعیدؓ و فاطمہؓ۔ (بہ یک آواز ہمت و جرأت سے) عمر، واللہ، تم نادان ہو۔ ہاں ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئے ہیں۔۔۔۔ کرو، اب تم کیا کرتے ہو؟

عمرؓ۔ (بہن کے سر سے خون بہتا دیکھ کر دل پر اثر ہوتا ہے، پھر نرمی سے) واقعی تم لوگ مسلمان ہو گئے؟

فاطمہؓ۔ (قرآن کے اوراق اٹھا کر جاتے ہوئے) ہاں۔

عمرؓ۔ یہ اوراق کیسے ہیں۔۔۔ یہی پڑھ رہے تھے تم لوگ؟

فاطمہؓ۔ (رُک کر) ہاں، یہی —!

عمرؓ۔ ذرا مجھے دینا، میں بھی تو دیکھوں محمدؐ کیا پیغام لایا ہے۔

فاطمہؓ۔ نہیں، ہمیں تم سے خطرہ ہے کہیں تم۔۔۔ اسے۔۔۔۔؟

عمرؓ۔ ڈرو نہیں، لات کی قسم، میں دیکھ کر تمہیں اسی طرح واپس کر دوں گا۔

فاطمہؓ۔ لیکن تم تو نجاستِ کفر میں آلودہ ہو۔ اس پاک کلام کو تو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ تمہیں دیکھنا ہی ہے تو نہا کر آجاؤ۔

عمرؓ۔ یہ بھی سہی۔ (نہانے جاتے ہیں)

سعیدؓ۔ (بیوی سے) کیا تمہیں امید ہے کہ عمر اسلام قبول کر لیں گے۔۔۔؟

فاطمہؓ۔ ہاں، کوئی تعجب نہیں کہ خدا اسے بھی ہدایت دیدے۔

خبابؓ۔ (کوٹھڑی کے دروازے سے سر نکال کر) کیا تم لوگ مجھے باہر تک پہنچا دو گے؟

سعیدؓ۔ نہیں، ابھی ٹھہر جاؤ۔۔۔ ذرا دیکھنا ہے عمر کا معاملہ کیا رنگ اختیار کرتا ہے اس وقت اگر ہم نے تمہیں نکالا تو تم جانو، ہم تمہارے ذمہ دار نہیں۔۔۔۔ کون جانے وہ تمہیں دیکھ کر بھی ہمارا سا حشر کرے۔

فاطمہؓ۔ (عمر کو واپس آتا دیکھ رہی ہیں) خاموش ہو جاؤ۔ عمر واپس آرہے ہیں۔

عمرؓ۔ (اشتیاق سے) لاؤ فاطمہ! اب دو مجھے وہ اوراق کہاں ہیں؟

فاطمہؓ۔ پاک ہو گئے؟

عمرؓ۔ ابھی نہا کر تو آرہا ہوں۔

فاطمہؓ۔ (بڑھاکر) لو پڑھ لو.....
عمرؓ۔ (ورق اُلٹتے ہی ان آیات پر نظر پڑتی ہے، پڑھتے ہیں) اللّٰہ لاالٰہ الاھو لہ الاسماء الحسنیٰ وھل اتاك حدیث موسیٰ اذ رأی ناراً فقال لاھلہ امکثوا انی اٰنست ناراً لعلی اٰتیکم منھا بقبس اواجد علی النار ھدی۔ فلما اتاھا نودی یاموسیٰ انی انا ربك...... فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی..... پرجوش لہجے میں.... خوب بہت خوب.....

(فاطمہؓ اور سعیدؓ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہیں۔ عمرؓ کی آواز میں رقت و سوز اُمید افزا معلوم ہوتا ہے)

خبابؓ۔ (کوٹھڑی میں چھپے کھڑے تھے۔ عمر کی درد بھری آواز سُن کر بے اختیار باہر نکل آتے ہیں) عمر! واللہ مجھے یقین ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کریم[۴] کی دُعا سے تمہیں اسلام کی اشاعت کے لئے منتخب کرلیا ہے.... کل ہی میں نے رسول اللہ (صلعم) کو یہ فرماتے سنا تھا کہ: اللھم اید الاسلام والمسلمین بابی الحکم بن ھشام اوبعمر بن الخطاب۔
عمرؓ۔ (حیرت سے) واقعی...؟
خبابؓ۔ ہاں، ہاں، عمر! واللہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔
عمرؓ۔ (غیر معمولی طاقت سے سَر اٹھاتے ہوئے) بتاؤ خبابؓ! محمدؐ کہاں ملیں گے۔ میں ان کی خدمت میں جاکر اسلام لاؤں گا۔
خبابؓ۔ اس وقت تو وہ.... غالباً صفا کے پاس اپنے رفقاء کے ساتھ تشریف فرما ہوں گے۔
عمرؓ۔ اسی بے نیازی سے تلوار گلے میں ڈالے ہوئے کلامِ الٰہی کی تاثیر اور رسول اللہ کے تصوّر میں غرق چلے جارہے ہیں۔

[۴] سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۹، ۲۱۲

تیئسواں منظر

(کوہ صفا کے قریب محسنِ انسانیت رسول اللہ (صلعم) اپنے اصحاب کے ساتھ مصروفِ گفتگو ہیں۔)

دروازے پر دستک ہوتی ہے

ابوبکرؓ۔ دستک کون دے رہا ہے؟

حمزہؓ۔ کوئی جاکر روزن میں سے دیکھ آئے۔

علیؓ۔ (دروازے تک جاکر دیکھتے ہیں اور سہمے ہوئے واپس آتے ہیں) —— یارسولؐ اللہ! عمر بن الخطاب ہے اور اس کے پہلو میں برہنہ تلوار بھی نظر آرہی ہے۔

ابوبکرؓ۔ (ڈرتے ہوئے) خدایا! ہمیں عمر کے شر سے محفوظ رکھنا۔

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں سوچتے ہوئے) عمر؟ ابن الخطاب ؟

حمزہؓ۔ یارسولؐ اللہ! عمر کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔ اگر وہ نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ ہم اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردیں گے۔

محمدؐ۔ اجازت ہے، کھول دو دروازہ۔!

علیؓ۔ (علیؓ بن ابی طالب دروازہ کھولتے ہیں اور عمر ان کے ساتھ ہی اندر آتے اور خاموشی سے سب کا جائزہ لیتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (خود اُٹھ کر عمر کے پاس جاتے ہیں اور ان کی چادر پکڑ کر اپنی طرف کرتے ہوئے انہیں سینے سے لگا لیتے ہیں) عمر! سچ بتانا، کس مقصد سے آئے ہو۔ میرا تو خیال تھا کہ تم پر جب تک خدا عذاب نہ نازل کرے گا تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے۔

عمرؓ۔ (پشیمان و آبدیدہ ہیں) یارسولؐ اللہ! میں اسلام لانا چاہتا ہوں۔

محمدؐ۔ (بہت خوش ہوکر) اللہ اکبر.... اللہ اکبر.....

ابوبکرؓ۔ عمر اسلام لانا چاہتا ہے؟

عمرؓ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علیؓ۔ (خوشی سے بے تاب ہو کر) بھائیو! خدا کا شکر ہے کہ عمرؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ ان کا اسلام پرچم توحید کی سربلندی و عظمت کی نشانی ہے۔

عثمانؓ۔ عمرؓ کا اسلام لانا مسلمانوں کے لئے باعثِ فخر و عزت افزائی ہے۔

ابوبکرؓ۔ اب عم رسولؐ اللہ (حمزہؓ) اور یہ عمرؓ دونوں مل کر نبی کریمؐ کی حمایت کریں گے اور اپنے رب کا پورا پورا حق ادا کریں گے۔

علیؓ۔ عمرؓ کی بہادری، عمرؓ کا دبدبہ سب جانتے ہیں۔

محمدؐ۔ (عمرؓ کے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) خدا کا شکر ہے عمرؓ! کہ تم اسلام لے آئے۔ کل ہی میں نے دعا کی تھی کہ:

"الٰہ العالمین! ابوالحکم ابن ہشام یا عمر بن الخطاب کو ہدایت دے کر اسلام کی مدد اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے آمادہ کردے"۔

میری دعا ہے کہ خدا تمہیں راہِ حق پر ثابت قدم رکھے۔

صحابہ کرام و عمرؓ۔ آمین ——— یا رب العالمین!

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱

چوبیسواں منظر

(چند مشرکینِ مکّہ ابوجہل کے مکان کے سامنے جمع ہیں۔
عمر رضؓ بن الخطاب اپنی مخصوص شان سے تلوار گلے میں ڈالے ہوئے
وہاں پہنچتے ہیں)

عمرؓ۔ فرزندانِ قریش! تم میں سب سے زیادہ پروپیگنڈا کرنے والا کون ہے؟

قریش۔(سامنے سے آنے والے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوتے) یہ شخص جو ادھر ہی آرہا ہے۔

عمرؓ۔ (ادھر دیکھ رہے ہیں) کون.... یہ جمیل بن معمر....؟

قریش۔ ہاں۔

عمرؓ۔ جمیل! ادھر آؤ میری بات سنو... تم نے کوئی نئی خبر ضرور سنی ہوگی؟

جمیل۔ (افسردہ لہجے میں) کیسی خبر؟ کیا ہوگیا—؟

عمرؓ۔ (ہمّت و اطمینان سے) یہی کہ میں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور محمد (صلعم) کا رفیق بن گیا۔!

جمیل۔ پھر مجھے کیا۔ (بے پروائی سے آگے بڑھ جاتا ہے)

قریش۔ (حیرت زدہ ہیں) عمر! کیا کہہ رہے ہو تم.... کیا تم بھی...؟

عمرؓ۔ تو کیا مذاق کر رہا ہوں....؟ فرزندانِ قریش! اگر اس محفل میں اس وقت تم میں سے کوئی میری بات کا جواب نہیں دے سکتا تو تم مجھے اپنے کسی ایسے شخص کا نام اور پتہ بتاؤ جو عرب بھر میں محمدؐ کا سب سے بڑا دشمن ہو۔ اسلام کا سخت ترین مخالف ہو۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں بھی مسلمان ہوگیا۔

قریش۔ ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل)!

عمرؓ۔ (مجمع پر حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے قریب ہی ابوجہل کے مکان پر جاتے ہیں اور دروازے پر دستک دیتے ہیں)۔ ابوالحکم ——! اے ابن ہشام!... دروازہ کھولو...!

ابوجہل۔(دروازہ کھولتے ہوئے) خوش آمدید... آؤ، آؤ، میرے بھانجے! کہو عزیز من! کیونکر آنا ہوا؟

عمرؓ۔ (اطمینان سے) تمہیں ایک خوش خبری سُنانے آیا ہوں۔
ابوجہل۔ (اشتیاق سے) کیا۔ کیا، جلد بتاؤ۔
عمرؓ۔ (جراٗت سے) یہ کہ میں اللہ اور رسولؐ پر ایمان لے آیا اور اللہ کے پیغام کی......
ابوجہل۔ (غصّے میں عمرؓ کو دہلیز ہی پر چھوڑ کر دروازہ بند کرتے ہوئے) خدا تمہیں اور تمہارے ایمان کو غارت کرے۔
عمرؓ۔ (ہنستے ہوئے واپس چلے آتے ہیں۔ اچانک کعبے کی طرف سے جمیل ابن معمر کی آواز بلند ہوتی سنائی دیتی ہے جو کعبے کی چھت پر کھڑا اعلان کر رہا ہے)
جمیل۔ فرزندانِ قریش! ..... ایک اہم خبر سنو.... سنو لوگو! عمر بن الخطاب بھی گمراہ ہوگیا۔ بھائیو! عمر اپنے دین سے پھر گیا۔
(یہ اعلان غور سے سُن کر) یعنی میں .... میں گمراہ ہوگیا..... غلط ہے۔ واللہ بالکل جھوٹ .... بکواس کرتا ہے۔ ہونہہ! وہ جانے کیا، میں نے اسلام قبول کیا ہے اور ایمان کی حلاوت.....؛ میں نے یہ یقین کیا اور اس کی شہادت دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔ بھلا یہ کونسی بُری بات ہے .... لیکن .... یہ لوگ اس کی لذّت سے ناآشنا ہیں .... بدنصیب ....!!
(آگے بڑھتے جا رہے ہیں)
قریش۔ (یکبارگی دوڑ کر) مار ڈالو عمرؓ کو، یہ گمراہ ہوگیا ہے۔
عمرؓ۔ (تلوار سُونت کر) خبردار! جو بھی آگے بڑھے گا یاد رکھو یہ تلوار اس کا سَر قلم کر دے گی۔!
عقبہ اور ابوجہل۔ قریش کے بہادرو! اس کی دھمکیوں میں مت آؤ۔ مقابلہ کرو اور ختم کر دو۔
سارا مجمع بہ یک وقت حضرت عمرؓ پر ٹوٹ پڑتا ہے اور وہ بڑی ہمت و بہادری سے تنہا مقابلہ کرتے ہیں۔ آخر تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ لو، تمہارا جو جی چاہے کرلو۔ میں اس وقت تنہا ہوں لیکن واللہ اگر تمہارے ایک ہزار آدمیوں میں ہمارے تین سو مجاہد بھی ہوتے تو اسلام و کفر کی فتح و

شکست کا نظارہ قابلِ دید ہوتا۔

عاص بن وائل۔ (اتفاقاً موقع واردات پر پہنچتے ہیں اور عمرؓ کو سب میں گھرا ہوا دیکھ کر) کیا معاملہ ہے.... آخر بتاؤ تو.... یہ قصّہ کیا ہے؟

عقبہ۔ (حیرت سے) تمہیں نہیں معلوم؟ عمر گمراہ ہوگیا۔ اس نے اپنا دین چھوڑ کر محمدؐ کا دین اختیار کر لیا ہے۔

عاص۔ تو پھر تمہیں کیا—؟ ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہوتا ہے۔ اس نے اس میں اپنی بہتری سمجھی ہوگی— تم کو کیا غرض...؟

قریش۔ (دانت پیس کر) لاتؔ کی قسم ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

عاص۔ تو پھر سمجھتے ہو، بنی عدی بن کعب آسانی سے اپنے جگر گوشے کو تمہارے انتقام کی نذر کر دیں گے—؟ چھوڑو اسے کیوں ستاتے ہو—(عمرؓ کی طرف دیکھ کر) اٹھو عمرؓ! میرے ساتھ چلو۔ (دونوں جاتے ہیں، قریش وہیں جمع ہیں)۔

قریش۔ (سامنے آنے والے اجنبی کو غور سے دیکھتے ہوئے) دیکھنا۔ یہ کون ہے؟

ابوالبختری۔ (غور سے دیکھ کر پہچان لیتا ہے) یہ... ایک پردیسی سوداگر ہے جو اپنا اونٹ لے کر مکہ آیا تھا۔ ابوجہل نے اس سے اونٹ تو لے لیا تھا۔ لیکن قیمت اب تک نہیں دی۔

سوداگر۔ (قریب آکر) فرزندانِ قریش! تم میں سے کون مجھے ابوالحکم تک پہنچا سکتا ہے۔ میں ایک پردیسی مسافر ہوں۔ ابوالحکم سے خیرات نہیں اپنا حق لینا چاہتا ہوں۔

قریش۔ (خاموشی سے دیکھتے ہوئے) خاموش رہو۔ ٹھہر جاؤ.... محمدؐ آ رہا ہے وہ دیکھو......!

اُمیہ۔ (کچھ سوچ کر) سوداگر! تمہیں کسی ایسے شخص کی تلاش ہے نا جو امانتداری سے تمہارا حق دلوا دے؟

سوداگر۔ ہاں، "اندھا کیا چاہے دو آنکھیں"

اُمیہ۔ (محمدؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) سوداگر! ادھر دیکھو تمہیں کوئی شخص ادھر آتا ہوا نظر آ رہا ہے؟

سوداگر۔ ہاں... یہ کون ہے؟

اُمیّہ۔ یہی تمہیں ابوالحکم تک لے جا سکتا ہے۔

قریش۔ (آپس میں ایک دوسرے کو داد دیتے ہوئے) سچ کہنا.... کیا بات سوچی ہے اور محمدؐ کے لئے کیسا خطرناک جال بچھایا ہے؟ (ہنستے اور مذاق کرتے ہیں)
سوداگر! بس یہی ٹھیک ہے۔ جاؤ، تم اس کے ساتھ جاؤ۔

سوداگر۔ (مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے) تم لوگ مجھ سے مذاق تو نہیں کر رہے ہو؟

اُمیّہ و عقبہ۔ (زور سے قہقہہ لگا کر) نہیں نہیں، لات کی قسم تم صرف اسی کے ذریعے سے اپنی رقم حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے سوا کوئی بھی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔

ولید۔ یقین مانو، محمدؐ کے سوا کسی میں اتنا دم نہیں نہ اتنی جرأت و مجال ہو سکتی ہے کہ ابوالحکم کے معاملے میں دخل دے یا اس سے بات بھی کرے۔

ابوالبختری۔ البتہ اس شخص کا خود ابوالحکم بڑا احترام کرتا ہے۔

ولید۔ بلکہ وہ اس کا رشتہ دار بھی ہے، چچا ہوتا ہے۔

سوداگر۔ (جاتا ہے اور راستے میں حضورؐ کو روک کر) اے اللہ کے بندے۔! بہت مدت ہوئی ابوالحکم نے میرا اُونٹ خریدا تھا لیکن ابھی تک اس کی قیمت ادا نہیں کی — میں غریب الوطن ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے تمہارا نام لیا کہ تمہیں میرا حق دلوا سکتے ہو.... بھائی....! مجھ پر رحم کرو، خدا تمہارا بھلا کرے گا۔

محمدؐ۔ (سوداگر کا بیان غور سے سماعت فرما کر) دیکھو یہ سامنے والا گھر ابوالحکم ہی کا ہے۔ چلو میں تمہیں لے چلتا ہوں۔ (دونوں جاتے ہیں)

قریش۔ (سرگوشی کرتے ہوئے ہنستے ہیں) دیکھنا دوستو! اب کیا ہوتا ہے؟

محمدؐ۔ (دروازے پر دستک دیتے ہوئے) ابوالحکم... ! اے ابوالحکم....

ابوالحکم۔ (اندر ہی سے) کون ہے....؟

محمدؐ۔ محمدؐ — باہر آؤ۔

ابوالحکم۔ (دروازہ کھولتے ہی محمد رسول اللہ (صلعم) کو دیکھ کر رنگ فق ہو جاتا ہے) (گھبرا کر) تم....!.... تم؟.....!؟

محمدؐ۔ (سوداگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حاکمانہ لہجے میں) اسے اس کا حق دے دو۔

ابوالحکم (سوداگر کی طرف دیکھ کر... لرزتے ہوئے) اچھا.... ابھی...
محمدؐ۔ جلدی کرو....
ابوالحکم۔ اندر جاکر اونٹ کی قیمت لیتا ہوا آتا ہے) یہ لو۔
سوداگر۔ لاؤ۔
محمدؐ۔ (سوداگر سے) کیوں تمہاری اتنی ہی رقم تھی....؟
سوداگر۔ (گنتے ہوئے) ہاں... ہاں خدا تمہارا بھلا کرے!
(ابوالحکم اندر جاتا ہے اور رسولؐ اللہ واپس تشریف لے جاتے ہیں)
سوداگر۔ (خوش خوش اسی جگہ واپس آتا ہے جہاں وہ قریش سے ملا تھا) خدا اس شخص کا بھلا کرے۔ اس نے مجھے میرا حق دلوادیا۔ (واپس چلا جاتا ہے)
قریش۔ (حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں گویا ان کا خون خشک ہو گیا یا ان پر اوس پڑ گئی ہے) دیکھا تم نے؟
اُمیّہ۔ یہ تو معجزہ ہوا۔ کمال ہے ابوالحکم کے دروازے سے اور محمدؐ زندہ سلامت واپس آجائے.... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس کے دستک دیتے ہی ابوالحکم باہر نکلتا اور..... محمدؐ کی روح پرواز کر جاتی۔
ابوالحکم۔ (ڈرتا۔ لرزتا۔ سہما ہوا مجمع کی طرف آتا ہے)
قریش۔ ارے تجھ پر خدا کی مار، ہمارے سامنے مت آ... تجھے کیا ہوا تھا... لات کی قسم، ہمیں تجھ سے ایسی اُمید نہ تھی.... یہ کیا غضب کیا بدبخت؟
ابوالحکم۔ (رک رک کر) ارے میری بھی تو سنو۔ تمہارا بُرا ہو، اپنی ہی کہے جاتے ہو۔ لات کی قسم ہوا یہ کہ محمدؐ نے میرے دروازے پر جونہی دستک دی اور میں نے پوچھا، کون ہے؟ جواب دیا۔ "محمدؐ" میرے تو اس کی آواز ہی سے اوسان خطا ہوگئے۔ اور جب میں نے دروازہ کھولا تو وہ سوداگر کے ساتھ میرے سامنے کھڑا تھا.... مجھ پر عجب خوف طاری تھا۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا مگر لات کی قسم، میں سچ کہہ رہا ہوں کہ کسی غیرمرئی قوت کی ہیبت نے مجھے مجبور کردیا کہ میں سوداگر کو اس کی قیمت ادا کردوں۔

سیرت ابن ہشام، جلد اول، ص ۳۵

پچیسواں منظر

"محمد رسول اللہ (صلعم) کی تبلیغی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ معزّز افراد میں عمرؓ بن الخطاب کی بااثر شخصیت ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اب یہ بھی اسلام لے آئے تو مشرکینِ مکہ کی آتشِ غیظ و غضب اور بھی بھڑک اُٹھی۔ انہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ ابوطالب صاحبِ فراش ہیں۔ مشرکین بہرحال ان کی بزرگی کا پاس کرتے تھے چنانچہ تیسری بار پھر قریش کے ذی مرتبت افراد پر مشتمل کمیٹی ابوطالب کے پاس جانے کا ارادہ کرتی ہے۔"

اُمیہّ۔ سُنا ہے ابوطالب بیمار ہیں۔

ابوسفیان۔ ہاں پلنگ سے لگ گئے ہیں۔

ابن ہشام۔ عمر کا تقاضا یہی ہے۔

ابوسفیان۔ کاش! یہ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیتے... کیا ہی اچھا ہوتا۔

ولید۔ ہمیں یہی تو خوف ہے کہ اس ضعیف العمر بزرگ کے بعد اگر ہم نے محمدؐ کا.... فیصلہ کیا تو لوگ ہمیں طعنہ دیں گے کہ سردارانِ قریش اس کے چچا کی زندگی میں تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن ان کی آنکھ بند ہوتے ہی محمدؐ کو تنہا پاکر ستا رہے ہیں۔

ابُوسفیان۔ ہاں، اس وقت کو غنیمت جان کر ابوطالب کے پاس جانا چاہیئے۔ اور یہ ہماری ان سے آخری گفتگو ہوگی۔

اُمیہّ۔ کہنا کیا ہے؟

ابن ہشام۔ یہی کہ اپنے لختِ جگر کو سمجھا دو کہ وہ ہمارے معبودوں کو باطل قرار دینا چھوڑ دے۔۔۔ اور اپنی جگہ بیٹھ کر وہ اپنے رب کی عبادت کرتا رہے۔ ہم بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ وہ ہمارے دینی معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔

اُمیہّ۔ خیر، یہ تو ہوتا رہے گا۔ پہلے مطلب کو بھیج کر ابوطالب کو مطلع کر دو۔

ابُوسفیان۔ ہاں، اٹھو۔

(سب مل کر باقاعدہ وفد کی شکل میں روانہ ہو جاتے ہیں)

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۴۵، تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۶۷، ۶۸

چھبیسواں منظر

(ابوطالب بسترِ مرگ پر)

ابوطالب (نحیف آواز میں) آہ...... ! پانی... پانی... !

عباس بن عبدالمطلب۔ (فوراً پانی پلاتے ہیں اور سامنے نظر ڈالتے ہیں)۔ کچھ لوگ اِدھر آرہے ہیں۔

ابوطالب۔ کون ہیں ؟

عباس۔ (مطلب سامنے آجاتا ہے) کیوں مطلّب ! کس طرح آئے ؟

مطلّب۔ (قریب آکر آہستہ سے) سردارانِ قریش شیخ (ابوطالب) سے ملنا چاہتے ہیں۔

ابوطالب۔ اچھا ہے... آنے دو انہیں۔

عباس۔ جاؤ، اندر بلا لاؤ۔ (بھائی سے) بھیّا ! کیا چاہتے ہیں لوگ ؟

ابوطالب۔ وہی محمدؐ کا مسئلہ ہوگا اور کیا ؟

عباس۔ لیکن آپ کو تو اتنی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

ابوطالب۔ (ہمّت سے کام لے کر) جب تک زندہ ہوں، محمدؐ کی حمایت کرتا رہوں گا... (آبدیدہ ہوکر) زندگی کی آخری رمق تک اپنے لختِ جگر کی مدد کروں گا۔

ابوجہل۔(سب کی قیادت کرتا ہوا اندر آتا ہے) کہو عباس ! کیا حال ہے ؟

عباس۔ (اشارے سے) نرمی سے بات کرنا.... حالت خراب ہے۔

ابوجہل۔ (بستر کے پاس جاکر ادب سے دوزانو ہوکر بیٹھ جاتا ہے) بھیا... ساری قوم تمہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے.... ہر چھوٹا بڑا تمہارا احترام کرتا ہے.... ہمیں جو اندیشہ تھا وہ وقت.... قریب آپہنچا... اور تم نے اپنے بھتیجے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا... تم اپنی زندگی میں اس کا فیصلہ کردو تو اچھا ہے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو اور سب اطمینان سے زندگی بسر کریں۔

ابوطالب۔اب مطلب کیا ہے تمہارا.... ؟

ابوجہل۔ ہم تم سے انصاف چاہتے ہیں.... تم محمدؐ کو سمجھا دو کہ وہ اب بھی

اپنی سرگرمیوں سے باز آجائے اور ہمارے مقدس معبودوں کی توہین کرنا چھوڑ دے۔ ہم بھی پھر اسے نہیں چھیڑیں گے.... وہ جانے اور اس کا خدا جانے۔

عباس۔ ٹھہرو، میں محمدؐ کو بلواتا ہوں۔

ابوجہل۔ ہاں، یہ مناسب ہے۔

(محمد (صلعم) باوقار انداز میں تشریف لاتے ہیں)

ابوطالب۔ (محبت اور شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے) جانِ عم!.... یہ تمہاری قوم کے معزز افراد تم سے انصاف کے خواہاں ہیں۔

محمدؐ۔ کیا مطلب ہے ان کا؟

عباس۔ یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو باطل قرار دینا اور ان کی توہین و تذلیل کرنا چھوڑ دو تو یہ بھی تم سے کچھ نہیں کہیں گے.... پھر تم جس طرح چاہنا، اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا.....

محمدؐ۔ (ابوطالب سے) چچا جان....! میں انہیں اس سے اچھی بات نہ بتا دوں؟

ابوطالب۔ کیا —؟

محمدؐ۔ یہ مجھے صرف ایک کلمہ دے دیں کلمۃ تعطونیھا تملکون بھا العرب وتدین بھا العجم —؟

ابوجہل۔ (اُچھل کر).... ارے ایک نہیں دس کلمے لے لو، تمہاری جان کی قسم!

محمدؐ۔ تقولون لا الٰہ الا اللہ وتخلعون من دونہ (صحیح مسلم)
تم ایک کلمہ مجھے دے دو (اقرار کرلو) تو اس کے بعد عرب تمہارے زیرِ فرمان اور عجم تمہارے زیرِ نگین ہو جائے گا۔ وہ یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا تمام بتوں کی بندگی اور غلامی کا طوق گردنوں سے اُتار پھینکو....

ابوجہل۔ (غصے میں) کیا خوب.... یہ تو کبھی نہیں ہوگا... ہرگز نہیں۔

ابوسفیان۔ قیامت تک نہیں۔

اُمیہ۔ یہی نہیں ہوگا، اس کے سوا تم جو کہو، ہم مان لیں گے۔

محمدؐ۔ اگر تم لوگ آفتاب اور ماہتاب لاکر بھی میرے ہاتھوں میں رکھ دو تو بھی میں اس کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ واللہ سب سے بڑی بات یہ ہے اور میرا تم سے یہی ایک سوال ہے۔

(سب غصّے اور جوش میں کھڑے ہو جاتے ہیں)

اجعل الآلھۃ الھاً واحداً ان ھٰذا لشئٌ عجاب ۔ وانطلق الملاء منھم ان امشوا واصبروا علیٰ آلھتکم ان ھٰذا لشئٌ یراد ما سمعنا بھٰذا فی الملۃ الآخرۃ ان ھٰذا الا اختلاق (سورہ ص پارہ ۲۳ - قرآن)۔ اس نے تمام خداؤں (معبودوں) کا ایک معبود بنایا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہوئی اور ان کے سردار یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو، اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بے شک اسی میں کوئی غرض ہے۔ اس سے پہلے تو (پچھلے دین میں) یہ بات ہم نے نہیں سُنی تھی ... سراسر یہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات ہے۔

بل ھم فی شک من ذکری بل لما یذوقوا العذاب ، بلکہ انہیں تو میری نصیحت میں بھی شک ہے۔ بلکہ ابھی انہوں نے میرا عذاب نہیں دیکھا (چکھا) ہے۔" (القرآن)

اُمیّہ۔ محمدؐ۔ ! تمہاری تمام باتیں نرالی ہوتی ہیں، گویا تم تمام معبودوں کا ایک (الٰہ) بنانا چاہتے ہو ؟ (اس زمانے میں کعبہ تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن تھا۔)

ابوسفیان۔ (صبر کا دامن چھوٹ جاتا ہے) ساتھیو! اٹھو.... لات کی قسم، یہ اس کے سوا کچھ نہیں کرے گا۔

عُتبہ۔ ہاں، چلو، چلو۔ اِسے تو بس یہی باتیں بنانی آتی ہیں.... ہمیں اپنے ہی معبودوں سے وابستہ رہنا چاہئے۔

(سب اُٹھ کر غصّے میں واپس جاتے ہیں۔ ابوجہل اور عبداللہ ابن مغیرہ بیٹھے ہیں۔)

ابوطالب۔ (نحیف آواز میں) لختِ جگر! تم نے..... ان سے.... کوئی بُری بات نہیں..... کہی..... آہ...... !..... آہ...... !

محمدؐ۔ (پُر اُمید ہو کر) چچا جان ! آپ اس کلمۂ توحید کا اقرار کر لیجئے تو مجھے قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا حق ہو جائے گا۔

ابوجہل ۔ ابوطالب! کیا تم اس عالم ۔ ۔ ۔ ۔ میں اپنے آبائی دین سے پھر جاؤ گے؟

عبداللہ ۔ یا اباطالب! اترغب عن ملۃ عبدالمطلب ۔ ۔ ۔ ؟

ابوطالب ۔ جانِ عم ۔ ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے اس وقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اقرارِ توحید ۔ ۔ ۔ کو قریش موت کا ڈر ۔ ۔ ۔ ۔ سمجھیں گے ۔ اور مجھے طعنہ دیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ تو میں ضرور ایمان لے آتا ۔ ۔ ۔ ۔ اب کیا محض تمہیں ۔ ۔ ۔ ۔ خوش کرنے کے لئے کہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

وحی ۔ انّک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ۔
(سورۂ قصص ۔ القرآن)

محمدؐ ۔ (مایوس و غمگین ہیں) ۔

ابوطالب ۔ (سانس اُکھڑنے لگتی ہے اور موت قریب تر) علیٰ ۔ ۔ ۔ ۔ ملّۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عبدالمطلب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عباس ۔ (ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھ کر کان لگاتے ہیں) محمدؐ ۔ ! بھائیؓ کے آخری الفاظ وہی معلوم ہوتے ہیں جو تم چاہ رہے تھے ۔ !

محمدؐ ۔ لیکن میں نے تو نہیں سُنے ۔

ابوطالب ۔ (آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور روح پرواز کر جاتی ہے ۔)

عباس ۔ ہائے! بھائیؓ چل بسے ۔ آہ ۔ بھیّا ۔ !

ابوجہل ۔ آہ! بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رخصت ہو گئے ۔

محمدؐ ۔ آہ ۔ ! چچا جان! میرے مشفق بزرگ! آپ میرے حمایتی اور

؎ اس آیت کی تفسیر میں جو ابن کثیر (مطبوعہ مصر) میں مرقوم ہے ۔ ہم اختصاراً اسے لکھتے ہیں ۔

وقد ثبت فی الصحیحین انھا نزلت فی ابی طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان یحوطہ وینصرہ ویحبہ حبًا شدیدًا لا شرعیًا بل طبعیًا فلما حضرتہ الوفاۃ وحان اجلہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای عم! قل لا الٰہ الا اللہ اشھد لک بھا یوم القیامۃ وقال ابوجھل وامیۃ اترغب عن ملۃ عبدالمطلب ۔ یا اباطالب! فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرضھا علیہ ویعودان لہ بتلک المقالۃ حتی کان اٰخرما قال علیٰ ملۃ عبدالمطلب ۔ یعنی ابیٰ ان یقول لا الٰہ الا اللہ ۔ ۔ ۔ الخ ۔ ۔ ۔ ۔ (عطیہ)

مربی و محسن تھے۔ جب تک مجھے منع نہ کیا جائے۔ میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔ واللہ لا ستغفرن لک مالم انہ عنک۔ (حدیث)

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربیٰ۔ القرآن

(سب اشک بار ہیں۔ حضور اقدسؐ بے حد غمگین و افسردہ ہیں۔ ابوطالب کی وفات کی خبر آناً فاناً بجلی کی طرح عرب بھر میں پھیل جاتی ہے)۔

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۴۵، ۴۶

تاریخ طبری

ستائیسواں منظر

"مکہ میں ——— کاشانۂ نبویؐ"

(ہجرت سے تین سال قبل)

بلالؓ۔ (بہت غمگین اندر آتے ہوئے) افسوس ۔ افسوس.... ہم تباہ ہوگئے۔

لونڈی۔ کیوں بلالؓ! خدا خیر کرے، کیا ہوا؟

بلالؓ۔ ان ظالموں سے خدا سمجھے —!

لونڈی۔ آخر کچھ بتاؤ بھی تو.... ؟

بلالؓ۔ ان بدبختوں نے کسی بے وقوف آدمی کو ورغلا کر رسولؐ اللہ کے سر مبارک پر مٹی ڈالنے کے لئے تیار کرلیا اور اس نے حضورؐ کی شان میں یہ گستاخی کر ڈالی۔

لونڈی۔ افسوس آہ! ابوطالب.... تم نہ ہوئے....

بلالؓ۔ ہائے ابوطالب! اب کون رسولؐ اللہ کی حمایت کرے گا۔؟ آہ —! تمہاری آنکھیں کیا بند ہوئیں کہ قریش کے لئے راستہ صاف ہوگیا....

لونڈی۔ خاموش رہو بلالؓ! اب یہ آہ وزاری بند کرو۔ کہیں ام المومنینؓ نہ سن لیں۔ آج ان کی طبیعت ناساز ہے۔

بلالؓ۔ بیمار ہیں..... ام المومنینؓ.....!

لونڈی۔ (فاطمہؓ بنت رسولؐ اللہ کو اندر آتے دیکھ کر) خاموش ہوجاؤ بلالؓ!

محمدؐ۔ (تشریف لاتے ہیں۔ سرِ اقدس پر اب بھی مٹی نظر آرہی ہے۔)

فاطمہؓ۔ ابا جان! یہ کس بدبخت کی حرکت ہے؟

محمدؐ۔ خاموش رہو بیٹی.... تم فکر نہ کرو۔

فاطمہؓ۔ قریش ہی کی گستاخی ہے۔

محمدؐ۔ واللہ، چچا جان کی زندگی میں ان کی اتنی مجال نہ ہوتی!

فاطمہؓ۔ ہائے ابا جان.... (روتی ہیں)

محمدؐ۔ نہیں، صبر کرو بیٹی! خدا تمہارے باپ کی مدد کرے گا۔

فاطمہؓ۔ (پانی لاکر سرِ اقدس کو دھو کر صاف کرتی ہیں۔)

ابن ہشام صفحہ ۱۴۵ ۔ ماجری بعد وفات ابی طالب

اٹھائیسواں منظر

(مکّہ کے راستے میں ـــــ ابو سفیان ملتے ہیں)

ابوجہل۔ تمہیں کچھ خبر بھی ہے ؟

ابوسفیان۔ کیا ۔۔۔ ؟

ابوجہل۔ محمدؐ کی وفادار بیوی خدیجہؓ سخت بیمار ہے۔

ابوسفیان۔ بنت خویلد ؟

ابوجہل۔ ہاں ـــ تھوڑی دیر کی مہمان معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی رخصت ہو جائے گی۔

ابوسفیان۔ اور بہت جلد اس کے دوسرے حمایتی بھی خدیجہؓ سے جا ملیں گے۔ میری ایک رائے ہے۔

ابوجہل۔ کیا، بتاؤ ؟

ابوسفیان۔ مکّہ کے بازاروں میں جب یہ خرید و فروخت کے لئے آئیں تو میں بیچ بازار میں کھڑے ہو کر اعلان کردوں کہ اے دکان دارو! محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کے لئے ہر چیز گراں کر دو ... انہیں کھیل کا دانہ بھی نہ ملنے پائے۔ تم لوگ میری وفاداری سے واقف ہو۔ میں ایک ذمہ دار و سرمایہ دار شخص ہوں۔ ضمانت دیتا ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ حتیٰ کہ ان کے بچے اور یہ خود بھوک سے بلبلا اٹھیں گے اور انہیں خوراک کی جگہ پتھّر لیں گے۔

ابوجہل۔ تجویز تو خوب رہے گی۔

(مختلف سازشیں کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں)

اُنتیسواں منظر

(ام المومنین حضرت خدیجہؓ بستر مرگ پر — رسولؐ اللہ اور اہل بیت کرام موجود ہیں۔)

محمدؐ۔ بستر ہی پر تشریف فرما ہیں — وہی مانوس آواز آتی ہے۔ سر اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو جبریلؑ امین نظر آتے ہیں۔

جبریلؑ۔

محمدؐ۔ خدیجہؓ! جبریلؑ تمہیں خداوند قدوس کا سلام پہنچانے آتے ہیں۔

خدیجہؓ۔ (آنکھیں کھولتے ہوئے نحیف آواز میں) جبریلؑ —؟ اچھا... سلام خدا ہی کے لئے ہے۔ اس پر سلام اور جبریلؑ امین پر سلام۔

محمدؐ۔ (ضبط و تحمل سے) خدیجہؓ! میری وفا شعار رفیقۂ حیات! میں تمہیں جنت میں ایک بہترین مکان کی خوشخبری دیتا ہوں — جو موتیوں کا بنا ہوا ہوگا یہاں کوئی شور و غل نہیں ہوتا۔

اُم المومنینؓ۔ کیسا مکان؟ جنّت میں بھی.... موتی ہوں گے؟

محمدؐ۔ ہاں، لیکن وہ یہاں سے مختلف ایک خاص قسم کے ہوں گے۔

اُمّ المومنین۔ آہ.... یا رسولؐ اللہ....!

محمدؐ۔ کیا ہے خدیجہؓ؟

اُم المومنینؓ۔ تکلیف .... کرب.... آہ.....!

محمدؐ۔ میری محسن! تم اس عارضی تکلیف سے ہراساں ہو؟ تم جانتی ہو کہ اللہ ہر تکلیف کا بدلہ دائمی راحت سے دیتا ہے؟

اُم المومنینؓ۔ جی ہاں.... اللہ سے..... اچھی ہی اُمید ہے۔ آپ.. یا رسولؐ اللہ اللہ.... اللہ.... لا الٰہ.... الا اللہ... (نزع کا عالم ہے)۔

محمدؐ۔ (بے تابانہ ان پر جُھک کر) خدیجہؓ! میری مونس —! خدیجہؓ!.... میری رفیقۂ حیات!..... تم بھی...

اُم المومنینؓ۔ (حضورؐ اقدس پر حسرت بھری نگاہیں ڈالتی ہیں اور روح پرواز کر جاتی ہے۔)

محمدؐ۔ آہ! میری مونس و غمگسار! تم بھی مجھے چھوڑ گئیں؟ رب لاتذرنی فردا
وانت خیر الوارثین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فاطمہؓ۔ آہ! اماں جان.....
لونڈی۔ ہائے۔ سرکار!....
فاطمہؓ۔(رو کر) یا رسولؐ اللہ.... ! اماں جان....؟
محمدؐ۔ نہیں بیٹی.... ایسا نہیں کرتے... صبر کرو.... اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اجر دیتا ہے۔
(سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہیں اور خود بھی آبدیدہ ہیں)

پہلا منظر

(طائف میں ـــــ محمدؐ (صلعم) سردارانِ ثقیف عبدیالیل، مسعود،
جبیب کے ساتھ ـــــ عتبہ اور شیبہ (ابناءِ ربیعہ) دونوں بھائی
آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔)

عتبہ۔ (حضورؐ کو دیکھ کر) یہ طائف کس مقصد سے آئے ہیں؟

شیبہ۔ سردارانِ ثقیف سے مدد لینے کے لئے۔

عتبہ۔ قریش کے مقابلے میں۔۔؟

شیبہ۔ ہاں، ابوطالب اور خدیجہؓ کے بعد اب مکہ میں ان کا کوئی مددگار نہیں رہا۔ ان دونوں کا اہلِ مکہ پر اتنا اثر تھا کہ ان کی زندگی میں تو قریش کی اتنی مجال نہ تھی لیکن اب مشرکین انہیں تنہا پاکر بہت ستا رہے ہیں۔

عتبہ۔ کیا خیال ہے؟ کیا سردارانِ ثقیف ان کی پشت پناہی پر آمادہ ہوجائیں گے؟

شیبہ۔ ممکن تو ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر انہیں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا۔

عتبہ۔ شیبہ! دیکھو ـــ وہ اب اپنا تبلیغی کام شروع کر رہے ہیں۔

شیبہ۔ تنہا ہیں۔ کوئی ان کے ساتھ نہیں آیا۔

محمدؐ۔ (خطبۂ مسنونہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں) سردارانِ ثقیف! میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اس نے مجھے تمہاری رہبری کے لئے بھیجا ہے۔

عتبہ۔ دیکھنا۔ دیکھنا! یہ مسعود بن عمران کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سنو تو کیا کہتا ہے۔

مسعود۔ محمدؐ! میں کعبے کے سامنے اپنی ڈاڑھی منڈانے پر تیار ہوں اگر تمہیں واقعی خدا نے رسول بنایا ہے۔

شیبہ۔ سنا تم نے؟

عتبہ۔ سُنے جاؤ، دیکھو عبدیالیل کیا جواب دے رہا ہے؟

عبدیالیل۔ خدا کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا پیغمبری کے لئے۔؟ تمہیں تو سفر کے لئے سواری بھی میسّر نہیں ـــــ اگر اسے بھیجنا ہی تھا تو کسی

سردار یا حاکم کو بنایا ہوتا۔

شیبہ۔ اب یہ لوگ سخت کلامی پر اُتر آئے ہیں۔

عتبہ۔ خاموشی سے سنو۔ اب حبیب آگے بڑھا۔۔ یہ تینوں سردار حقیقی بھائی ہیں۔

حبیب۔ اگر تم خدا کے رسولؐ برحق ہو تو میں تم سے بات کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا ورنہ ایک جھوٹے مدعی نبوت سے مخاطب ہونا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔

محمدؐ۔ (مایوس ہو کر) بہتر ہو گا کہ تم لوگ اپنی یہ باتیں یہیں ختم کر دو۔

عتبہ۔ اس کا کیا مطلب ۔۔ ؟

شیبہ۔ سنو تو سہی ۔۔ !

محمدؐ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ دُرشت کلامی دوسروں کی بھی گمراہی کا باعث بن جائے۔

عتبہ۔ دیکھا تم نے ۔۔ ؟ یہ نہیں چاہتے کہ اس ناکامی کی سرگذشت کا ساری قوم کو علم ہو کیونکہ وہ اور بھی شیر ہو جائیں گے۔

(محمدؐ (صلعم) خراماں خراماں اس طرف تشریف لا رہے ہیں)

عتبہ۔ سنو، سنو، یہ شور و شغب کیسا ہے ؟

شیبہ۔ دیکھ نہیں رہے ہو ؟ اِن کے پیچھے پیچھے ثقیف کے کم سن لڑکے آوازے کَستے ہوتے آ رہے ہیں اور پتھر مار رہے ہیں .... اُف گستاخی کی حد ہے ....

عتبہ۔ ان کا تحمل دیکھو .... لہولہان ہیں مگر اُف نہیں کرتے ......

شیبہ۔ معلوم ہوتا ہے ثقیف نے ان شریر لڑکوں کو بھڑکا کر بھیجا ہے۔

عتبہ۔ دیکھنا اب تو ان لوگوں نے انہیں کس بُری طرح گھیرا ہے کہ نکلنا دشوار ہو گیا۔

شیبہ۔ معلوم ہوتا ہے وہ ہماری ہی طرف آ رہے ہیں۔

عتبہ۔ اہلِ طائف نے اِن سے بہت بُرا سلوک کیا۔

شیبہ۔ اچھا، تو تمہیں ان سے ہمدردی ہے۔

عتبہ۔ (سُنی اَن سنی کرتے ہوتے) دیکھو تنہائی میں کیا کر رہے ہیں ؟

محمدؐ۔ (آسمان کی طرف ملتجیانہ فریادی نگاہوں سے دیکھتے ہوتے دستِ دُعا اُٹھاتے ہیں) الیک اشکو اضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس انت ارحم الراحمین .... انت ربُّ المستضعفین .... وانت ربی .... الیٰ من تکلنی .... ؟ الی لبید یجھمنی ... او الی عدو ملکتہٗ امری ؟ ؟ ان لم

یکن غضبک فلا اُبالی ولکن عافیتک اوسع لی.... اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمت.... وصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ من ان ینزل بی غضبک او یحل علیّ سخطک — لک العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ ولاحول ولاقوۃ الا بک الھی.....

الٰہ العالمین! اپنی کمزوری، بے بسی، لوگوں کے تحقیر و ذلّت آمیز سلوک کا شکوہ۔ صرف تجھی سے کرتا ہوں۔ تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ و ناتوانوں کا.... سہارا تُو ہی ہے.... تو ہی میرا رب ہے.... مجھے کس کے حوالے کر دیا ہے....؟ سنگدل... تندخو (قوم) کے؟ یا دشمن کے اختیار میں تُو نے میرا معاملہ دیا ہے؟

اگر تیرا غضب و عتاب مجھ پر نازل نہ ہو تو مجھے کسی کی پروا نہیں.... تیرا دامانِ عافیت بڑا وسیع ہے۔ اس کی کشادگی.... مجھے پناہ دے گی....! میں تیری باعظمت و پُرجلال ہستی کے نُور کی پناہ چاہتا ہوں..... وہ نُور جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور آخرت کے کام بنتے ہیں۔ تیری پناہ کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری خفگی... ناراضگی مجھ پر وارد ہو..... مجھے صرف تیری خوشنودی مطلوب ہے۔ انجام کار... بھی تیرے ہی اختیار میں۔ تیرے سوا کسی کی طاقت و مجال نہیں.... تیرا ہی چارۂ کار ہے میرے معبود! (اشک بار و غم ناک ہیں۔ اسی عالم اندوہ و کرب میں سرِ اقدس اُٹھاتے ہیں تو یکایک آسمان و زمین کے درمیان ایک بدلی نظر آتی ہے جو آپؐ پر سایہ فگن ہے) — (اور آپؐ عتبہ و شیبہ کی دیوار کے پاس ہیں۔)

جبریلؑ۔ (نمودار ہو کر) یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ خداوند قدوس نے آپؐ کی قوم کا دل شکن جواب اور دلآزار رویّہ دیکھا۔ اسے ان کے جواب کا علم ہے۔ اس نے آپؐ کا شکوہ اور آہ و زاری بھی سُنی... اور ملک الجبال (پہاڑوں پر مامور فرشتہ) آپؐ کے پاس بھیجا ہے۔ آپؐ اسے جو حکم دیں۔ یہ تعمیل کرے گا[۱]

ملک الجبال۔ السلام علیک یا رسول اللہ! اگر آپؐ حکم دیں تو میں اس ظالم قوم کو دو پہاڑوں کے بیچ میں پیس کر رکھ دوں[۲]

---

(۱) تجرید البخاری (جلد دوم صفحہ ۴۳) میں حضرت عائشہؓ سے یہ روایت ہے ھل اتیٰ علیک یوم کان

محمدؐ۔ (کمالِ شفقت و رحمت کے جذبات میں سرشار ہو کر) نہیں ... نہیں .....
میں ان کے لئے بد دعا بھی نہیں کرنی چاہتا.... مجھے اُمید ہے کہ یہ نہ سہی
ان کی آیندہ نسلوں میں ___ کوئی تو ایسا ہوگا جو خدا پر ایمان لے آتے اور
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔

عتبہ۔ دیکھو، یہ دعا کے بعد... کیا فرما رہے ہیں .... اس زیادتی اور گستاخی کے
بعد بھی بد دعا نہیں کرتے ان کے لئے (کہیں ایسا شخص بھی جھوٹا ہو سکتا
ہے۔

شیبہ۔ عتبہ! خدا تمہارا بھلا کرے ۔ تم اسی کے ہو رہے۔

عتبہ۔ (بے پروائی سے) عداس! ارے عداس! کہاں گئے ... ادھر آؤ۔

عداس۔ غلام حاضر ہے سرکار!

عتبہ۔ دیکھو..... طباق میں تھوڑے سے انگور رکھو اور یہ جو سامنے ایک شخص
بیٹھا ہے نا، اسے دے آؤ۔

عداس۔ (جھک کر) بہتر ہے۔

شیبہ۔ (حیرت سے بھائی کی صورت دیکھتے ہوئے) یہ تم سے کس نے کہا تھا...
آخر تمہیں ہوا کیا ہے؟

عتبہ۔ (سُنی اَن سُنی کرتے ہوئے) ادھر دیکھو... عداس انگور لے کر گیا ہے۔

عداس۔ (طباق پیش کرتے ہوئے) میرے آقا نے آپ کو یہ انگور بھیجے ہیں۔

محمدؐ۔ (طباق لیتے ہوئے) شکریہ ادا کرنا میری طرف سے ......

عداس۔ (غور سے دیکھ رہا ہے)

محمدؐ۔ (طباق سامنے رکھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

عداس۔ (حیران ہو کر) یہ ..... یہ آپ نے کیا کہا... یہ کلمات تو یہاں والے
جانتے بھی نہیں ہوں گے۔

محمدؐ۔ (تبسم فرماتے ہوتے) تمہیں تعجب ہوا اُس کر؟ کون ہو تم، کہاں کے
رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب... کیا ہے؟

عداس۔ میں نینوا کا باشندہ ہوں اور مذہباً عیسائی ؑ.....

م رسول اللہ اشد من یوم اُحد؟ اس کے جواب میں رسولؐ اللہ نے اس روز کا واقعہ بیان
فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ دن مجھ پر یوم احد سے زیادہ سخت اور شاق گذرا ہے۔
ؑ الاخشبین سے مراد دونوں پہاڑ جبل ابوقبیس و قیقعان ہیں۔ (عطیہ)

محمدؐ۔ یعنی مردِ صالح یونس بن متی کے ہم وطن اور عیسیٰ بن مریمؑ کے پیروکار؟
عداس۔ (حیرت بڑھ جاتی ہے) لیکن آپ کیا جانیں یہ لوگ کون تھے اور کیا تھے؟
محمدؐ۔ (اسی انداز میں) وہ میرے بھائی تھے اس لئے کہ میں نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔
عداس۔ (بے اختیار جھک کر بوسہ لیتے ہوئے) آپ ... آپ بھی نبی ہیں؟ - اللہ کے رسول .... ؟ (ہاتھ مبارک پکڑ کر قدم بوسی کرتا ہے۔)
محمدؐ۔ ہاں میں بھی اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔
شیبہ۔ (غصے میں بھنا کر) عتبہ! دیکھی تم نے عداس کی حرکت؟
عتبہ۔ کہنا کیا چاہتے ہو؟
شیبہ۔ تمہارا غلام اب تمہارے ہاتھ سے گیا۔ (عداس کو آتا ہوا دیکھ رہا ہے۔) (عداس واپس آتا ہے) عداس! ... ارے بدبخت! تجھے کیا پڑی تھی۔ تونے آخر اسے پیار کیوں کیا، پھر قدم بوسی بھی .... ؟
عداس۔ سرکار! کیا عرض کروں، آج اس سرزمین پر اس سے بہتر کوئی انسان نہیں۔ اس نے مجھے وہ باتیں بتائیں جو یونس بن متی کے سوا کوئی نہ بتا سکتا تھا ...
شیبہ۔ (ڈانٹ کر) خبردار! اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا ... تمہارا دین اس سے کہیں بہتر ہوگا۔
عداس۔ یقین فرمایئے۔ راہِ حق کے سوا ناممکن ہے کہ کوئی شخص اور کسی لالچ میں اتنی سختیاں جھیلے اور اس درجہ صبر آزما اذیتیں برداشت کرتا رہے۔ یہ صرف دین کی صداقت و حقانیت ہی ہے جو انہیں ثابت قدم رکھے ہوتے ہے۔

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۲۸ تاریخ طبری، جلد دوم
تجرید البخاری، جلد دوم، صفحہ ۳۴
معہ اضافۂ جدید از عطیہ

دوسرا منظر

(ایّامِ حج .... محمدؐ رسول اللہ (صلعم) بنی عامر کی قیام گاہ کے پاس)

محمدؐ۔ یا بنی عامر—! یا بنی فلاں و فلاں !۔یا عباد اللہ—! انی رسول اللہ الیکم یامرکم ان تعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئاً وان تخلعوا ما تعبدون من دونہٖ من ھٰذہ الانداد — وان تؤمنوا بی وتصدقونی و تمنعونی حتیٰ ابین عن اللہ ما بعثنی بہٖ ۔

"اے بنی عامر! اے بنی فلاں و فلاں! اے اللہ کے بندو! میں تم سب کے پاس خدا کے فرستادہ (رسول) کی حیثیت سے آیا ہوں اور خدا ہی کے حکم کے مطابق اسی کے ارشاد کی تعمیل میں تم سے کہتا ہوں کہ تم صرف ایک خدا کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ بلکہ اس کے سوا ہر ہستی، ہر طاقت اور ہر شے سے بغاوت و بیزاری کا اعلان کردو جن کی تم اب تک اس ذاتِ پاک کے سوا پرستش کرتے رہے ہو۔ تم میری رسالت پر ایمان لاؤ۔ مجھے خدا کا نبی برحق تسلیم کرلو۔ میری حمایت کرو۔ میرا ساتھ دو تاکہ میں اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دوں کہ اسی کے لئے مجھے مامور کیا گیا ہے۔

ابولہبؓ۔ (آپ کے پیچھے سے آکر مجمع کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے) بنی عامر! یہ شخص چاہتا ہے کہ تم سب لات و عزیٰ کی بندگی کا طوق گردنوں سے اُتار پھینکو اور وہ نیا دین اختیار کرلو جو اس نے جنّوں اور بھُوتوں کی مدد سے ایجاد کیا ہے۔ لوگو! یہ سراسر گمراہی اور بدعت و افترا ہے۔ تم لوگ اس کی بات پر کان نہ دھرنا اور ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا۔

نوجوان۔ (آگے بڑھ کر باپ سے پوچھتا ہے۔) اباجان! یہ کون شخص ہے؟

باپ۔ یہ جو ابھی تقریر کر رہے تھے نا؟ ان کا چچا عبدالعزیٰ (ابولہب) ہے۔

نوجوان۔ لیکن یہ تو اپنے بھتیجے کے خلاف ہے۔ اس کی تردید کر رہا ہے۔

ؓ اس کا نام عبدالعزیٰ ہے لیکن اس کے شعلہ رو ہونے کی وجہ سے اس کا لقب ابولہب پڑ گیا تھا۔

باپ۔ ہاں ....
ابن فراس[۱]۔ (سامعین میں سے اپنے ساتھی کو مخاطب کرتا ہے) دوست! یہ قریشی بات ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔
ساتھی۔ دراصل یہ ایک نیا انقلاب لانا چاہتا ہے۔
ابنِ فراس۔ (حضورؐ کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے) واقعی یہ شخص مرد معلوم ہوتا ہے۔
ساتھی۔ اس کی آنکھیں دیکھ رہے ہو؟ کس درجہ عزم و استقلال جھلکتا ہے اور کس قدر قوّت و جوشِ عمل کی چمک نظر آتی ہے!
ابن فراس۔ بات بھی بڑی خوداعتمادی سے کرتا ہے (للچائی ہوئی نظروں سے آپؐ کو دیکھتے ہوئے) لات کی قسم، اگر میں اس شخص کو قریش سے لے کر اپنا لوں تو سارے عرب کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں آجائے گی۔ (اب بے اختیار بڑھ کر آپؐ کی طرف جاتا ہے)
ساتھی۔ ارے ابن فراس .... کہاں ... تم اس کے پاس جا رہے ہو؟
ابن فراس۔ (بے پروائی سے آگے بڑھتا جاتا ہے) محمدؐ! کیا خیال ہے تمہارا۔ اگر ہم تمہاری بات مان لیں اور تمہاری مدد کریں اور تم کامیاب ہو جاؤ، تمہیں اپنے مخالفین پر فتح حاصل ہو جائے تو کیا پھر تمہارے بعد ہماری حکومت ہو جائے گی۔
محمدؐ۔ حکومت ___؟ حکومت تو میری نہ تمہاری۔ الملک للہ ___ اللہ کی حکومت ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اپنے دین کو سربلند کرتا ہے
ابن فراس۔ (مایوسی میں جل کر) خوب .... یہ خوب رہی ... گویا ہم تو اپنے سینوں کو سارے عربوں کے تیروں کا نشانہ بنائیں، تمہاری مدد کریں، تمہیں بچائیں اور جب تم ظفریاب ہو جاؤ، غالب آجاؤ تو حکومت خدا کی ہوگی، اور وہ جسے چاہے دے .... یہ بھی عجیب فلسفہ ہے تمہارا ... ہرگز نہیں .... ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیئے نہ ہم تمہارے محتاج ہیں چلو لوگو! اٹھو یہاں سے .....!!

(مجمع منتشر ہو جاتا ہے .... نبی کریم (صلعم) غمگین و افسردہ خاطر تنہا رہ جاتے ہیں)

سیرت ابن ہشام، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۸۳، ۸۴
اضافہ جدید از:۔ عطیہ [۱] اس کا اصلی نام بجیرہ ہے عطیہ

تیسرا منظر

(مکہ میں حج کا زمانہ)

"سوید بن صامت عرب کا مشہور شاعر ہے جس کی آتش نوائی ہمہ دانی، فصاحتِ بیان وطلاقتِ لسان کے ساتھ ساتھ حسب و نسب اور شرافت و نجابت کے لحاظ سے اس کی قوم نے اسے "الکامل" کا لقب دے رکھا ہے۔ خود اسے بھی اپنی قابلیت اور اپنی خوبیوں پر بڑا ناز ہے۔ یہاں آکر وہ بھی رسول اللہ (صلعم) کا چرچا سنتا ہے تو آپؐ سے ملتا ہے۔"

سوید۔ محمدؐ! تمہارا بہت شہرہ سنا تھا... ملاقات کا شوق اس وقت کھینچ لایا۔

محمدؐ۔ اچھا کیا، آگئے..... کیوں نہ تم بھی اسلام قبول کرلو؟

سوید۔ معلوم ہوتا ہے آپؐ کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو میں جانتا ہوں۔

محمدؐ۔ کیا مطلب؟ تم کیا جانتے ہو؟

سوید۔ حکمتِ لقمان، فصاحتِ بیان، طلاقتِ لسان۔

محمدؐ۔ کچھ سناؤ تو سہی۔

سوید۔ (اپنا کلام سناتا ہے)

الا رب من تدعو احدیقا فلو تری
مقالتہ بالغیب ساءک ما یغری
مقالتہ کالشہد ما کان شاھداً
وبالغیب ماثوراً علی ثغرۃ النحر[1]

ترجمہ:۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تو جس شخص کو اپنا مخلص دوست سمجھتا ہے مانتا ہے اس شخص (دوست) کی باتیں اگر تو اپنی غیبت میں سنے تو تجھے اس کی بہتان طرازی ناگوار گزرے گی۔

وہ جب تک تیرے سامنے رہتا ہے اس وقت تک اس کی باتیں (منہ دیکھی) بڑی شیریں اور پُر لطف ہوتی ہیں اور وہی پیٹھ پیچھے

---

[1] متعدد اشعار ہیں مگر ہم نے اختصار ہی سے کام لیا ہے۔ عطیۃ

وہ باتیں کرتا ہے جو سینے میں داغ بن کر رہ جائیں۔

محمدؐ۔ (داد و تحسین دیتے ہوئے) خوب، بہت خوب.... تمہارا کلام اچھا ہے۔ لیکن میرے پاس قرآن ہے جو بہرکیف اس سے افضل ہے... (قرآنِ کریم کی چند آیتیں تلاوت فرماکر) سوید! سنا تم نے؟ یہ ہے نورِ ہدایت!

سوید۔ (بے اختیار اُٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! میں اسی وقت اسلام قبول کرتا ہوں۔ اب مجھے کوئی تامل نہیں.... لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

محمدؐ۔ الحمد للہ الذی ھداک

(افسوس ہے کہ اسلام لانے کے بعد سوید جب اپنے وطن گئے تو ان کی قوم نے انہیں ہلاک کر دیا) (عطیہ)

سیرت ابن ہشام، جلد دوم صفحہ ۱۴۸
تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۸۵

انہیں دنوں ضماد الازدی مکہ آیا ہوا تھا۔ یہ یمن کا باشندہ تھا اور عرب کا مشہور افسوں گر۔ قریش نے اسے آلۂ کار بنانے کے لئے بلایا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی:۔

قریش۔ ضماد! تم تو بڑے مانے ہوئے افسوں گر ہو۔ تمہیں نہیں معلوم یہاں بھی ایک شخص ہے جو یا تو ساحر ہے یا مسحور یا پھر اس پر آسیب کا اثر ہوگا۔

ضماد۔ کون ہے وہ...... (تیوری چڑھی ہوئی ہے)

قریش۔ ہمارے ہی قبیلے کا فرد، محمدؐ ہے اس کا نام۔

ضماد۔ اچھا.... میں خود اس سے ملوں گا اور ایک ہی منتر میں اسے ٹھیک کردوں گا..... (اسی وقت اُٹھ کر آپ کے پاس جاتا ہے۔

محمدؐ۔ کیوں ضماد! کیسے آئے؟

ضماد۔ تم پر منتر پڑھنے کے لئے۔

محمدؐ۔ پہلے مجھ سے سن لو....

ضماد۔ سناؤ کیا سناتے ہو؟

محمدؐ۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نؤمن بہ ونتوکل علیہ، من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی

لہٗ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ ونشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ اما بعد۔ عباد اللہ!

ضماد۔ (اتنا ہی سُن کر مسحور و متاثر ہوتے ہوئے) پھر یہی سنا دو.... محمدؐ! بار بار سُننے کو جی چاہتا ہے!

محمدؐ۔ (دوبارہ سہ بارہ یہی سناتے ہیں)

ضماد۔ (بے اختیار ہو کر) میں نے بہتیرے کاہن دیکھے۔ بڑے بڑے زبردست ساحروں سے ملا اور انتہائی نازک خیال شعراء کا کلام سُنا، لیکن اس کلام کا سا اعجاز، جاذبیت، کشش اور تاثیر کہیں نہیں ملی۔ میں نے کسی میں نہیں پائی۔ محمدؐ! خدارا جلد اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

محمدؐ۔ (خوش ہو کر دستِ مبارک بڑھاتے ہیں) کہو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ضماد۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

از صحیح مسلم

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۴۸

(اضافۂ جدید از عطیہ)

چوتھا منظر

(مقامِ عقبہ ..... رات کی تاریکی اور سکوت میں رسول اللہ (صلعم) کو چند آدمیوں کی آواز آتی ہے .... آپؐ اس سمت تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ دراصل ان افراد پر مشتمل خزرجی گروہ ہے۔ ابو اُمامہؓ، اسعد بن زرارہ، عوفؓ بن الحارث، رافعؓ بن مالک، قطبہؓ بن عامر، عتبہ بن عامر سعد بن ربیع، ذکوانؓ بن قیس، خالد بن مخلد، عبادہؓ بن صامت، عباسؓ بن عبادہ، ابوالہیثمؓ، عویمؓ بن ساعد)

محمدؐ۔ تم لوگ کون ہو؟

خزرجی۔ خزرجی۔

محمدؐ۔ یہود کے حلیف؟

خزرجی۔ جی ہاں۔

محمدؐ۔ تم لوگ تھوڑی دیر بیٹھ کر میری ایک بات سُن سکتے ہو؟

خزرجی۔ (مشتاقانہ لہجے میں) جی ہاں، ضرور، فرمایئے۔

محمدؐ۔ عباد اللہ! میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں بندوں کو ان کے ربّ کی طرف بلاؤں کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔

اسعد بن زرارہؓ (بے اختیار اُٹھ کر) بھائیو! واللہ یہ وہی نبی برحق ہیں جن کے بارے میں ہم علماءِ یہود سے سُنتے رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم پر سبقت لے جائیں۔

سعد بن ربیع۔ علماء یہود کا دعویٰ ہے کہ اس نبی موعودؐ کا زمانہ آگیا ہے اور اب ہم اس سے مل کر تم سے لڑیں گے اور تمہیں مار ڈالیں گے۔

اسعد۔ تو یہود کو ہم سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

محمدؐ۔ (پُرامید ہو کر) اچھا، تو تم لوگ مجھ سے بیعت کرو..... کہ.....

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی ہستی یا کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ گے۔

ؐ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہے اور یہ جگہ حرام اور منیٰ کے درمیان واقع ہے

۲۔ اپنی اولاد (لڑکیوں) کو قتل نہ کروگے۔
۳۔ بدکاری سے پرہیز کروگے۔
۴۔ چوری، رہزنی، قتل و غارت گری، قزاقی سے اجتناب کروگے۔

اگر تم سب ان شرائط کو قبول کرکے وفاداری کا عہد کرو تو اس کا اجرِ دارین میں تمہیں ملے گا۔ دھوکا دوگے تو بدعہدی کے جرم میں تم پر حد قائم کی جائے گی اور یہ شرعی حد تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ بصورتِ دیگر اگر تم نے اپنے گناہوں کو پوشیدہ رکھا تو تمہارا معاملہ براہِ راست خدا سے ہوگا۔ وہ چاہے بخش دے اور چاہے تو سزا دے جو اس کی مرضی۔

اسعد۔ یا رسول اللہؐ! ہم ان شرائط کو جان و دل سے قبول کرکے وفاداری اور ایمان داری کا عہد کرتے ہیں۔

خزرجی۔ ہم سب آپؐ کی رسالت پر صدق دل سے ایمان لاکر آپؐ کے دین کو دینِ حق تسلیم کرتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اسعد۔ ایک عرض ہے یا رسول اللہ!

محمدؐ۔ کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟

اسعد۔ حضورؐ! اس بیعت کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑ کر آپؐ کا ساتھ دینا منظور کیا اور وفاداری کا عہد بھی کرلیا ہے۔ لاریب، جو باہمی نفاق، بغض و عناد اور دشمنی ہماری قوم میں ہے وہ کسی اور قوم میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے کیوں نہ ہم وطن جاکر اپنی قوم کے سامنے بھی یہی شرائط پیش کریں اور اسے دینِ حق کی دعوت دیں۔ کیا عجب ہے کہ وہ اسے قبول کرلے تو پھر بخدائے لم یزل و لایزال ہمارے نزدیک آپؐ سے بڑھ کر کوئی عزیز از جان اور قابلِ احترام نہ ہوگا۔

محمدؐ۔ اسعد! اشاعتِ دین کا طریقہ یہی ہے۔ میں تمہارے ساتھ مصعبؓ بن عمیرؓ کو بھیجتا ہوں، یہ تمہیں دینی تعلیم دیں گے۔

پانچواں منظر

(مصعبؓ بن عُمیرؒ اسعد بن زرارہ کے مکان پر فروکش ہیں۔ اہلِ مدینہ اِنہیں المقری (اُستاد) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مدینہ میں تبلیغی کام بڑی برق رفتاری سے ہو رہا ہے)

اسعدؓ۔ بھائی! مدینہ میں تو اللہ کا شکر ہے۔ ہر جگہ شاندار کامیابی ہو رہی ہے۔

مصعبؓ۔ ہاں، خدا کا شکر ہے۔ اب بتاؤ کہ بنی ظفر اور بنی عبدالاشہل میں کیونکر دعوتِ دین دی جاسکتی ہے؟

اسعدؓ۔ سعد بن معاذ، اور اُسید بن حُضیر ان دونوں قبائل کے سردار ہیں۔ اِنہیں سے ملنا چاہیے۔

"چند فرلانگ پر اُسید بن حُضیر اور سعد بن معاذ میں بھی اسی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے لیکن نوعیت جُداگانہ ہے"۔

سعدؓ۔ اُسید! تم بڑی غفلت شعاری سے کام لے رہے ہو۔ دیکھتے نہیں یہ دونوں (مصعب اور اسعد) کس تیز رفتاری سے یہاں اسلام پھیلا رہے ہیں اور ہمارے ناعاقبت اندیشوں کو بیوقوف بنانے میں کامیاب ہوتے جارہے ہیں۔

اُسید۔ میں غافل نہیں مگر سوچتا ہوں کیا کروں؟

سعد۔ تم جاکر اچھی طرح ان کی خبر لو اور ان سے کہنا کہ کبھی ادھر کا رُخ نہ کریں اور ہمارے محلّے میں قدم بھی نہ رکھیں۔ میں تو خود ہی چلا جاتا لیکن اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اور جاؤ تو خالی ہاتھ (نہتے) نہ چلے جانا، مسلح

لہ مصعب بن عمیر امیر گھرانے کے ناز و نعم میں پروردہ لاڈلے بیٹے تھے۔ اسلام سے قبل جب گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتے تھے تو آگے پیچھے غلام چلتے تھے اور جسم پر دو سو کی مالیت سے کم کی پوشاک نہ ہوتی تھی۔ حلاوتِ ایمان اور اسلام کی لذت میں ایسے کھو گئے کہ ساری ظاہری آسائش و زیبائش بھول گئے۔ آج وہ معلّمِ اسلام کی حیثیت سے آپؐ کے حکم کی تعمیل میں خزرجیوں کے ساتھ جاتے ہیں اور مدینہ کی گلیوں میں اسی شان سے تبلیغِ اسلام کرتے پھرتے ہیں کہ معمولی پوشاک ہے اور شانوں پر کمبل کا چھوٹا سا ٹکڑا پڑا ہے۔ سچ ہے روحانی سکون و طمانیت نے جسمانی آرام و تعیش کو بھلا دیا تھا۔ (عطیہ) سیرت ابن ہشام، جلد اوّل صفحہ ۱۵۰ زاد المعاد، جلد دوم، صفحہ ۱۷۰ تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۸۶، ۸۷۔

ہو کر جانا چاہیئے ان کے پاس۔

(ابھی مصعبؓ اور اسعد بن زرارہ مشورہ ہی کر رہے تھے کہ اُسید روانہ ہو گیا۔)

اسعدؓ۔ (دُور سے اُسید کو دیکھتے ہوئے) لو وہ... اُسید خود ہی آرہا ہے۔

مصعبؓ۔ ہاں۔ مگر شمشیر بکف ہے۔

اسعدؓ۔ خیر یہ تو ہم عربوں کی شان ہے۔ خدا کرے وہ تمہاری بات مان جائے۔

مصعبؓ۔ ہاں، خدا ہماری مدد کرے۔ بس اس کا آکر بیٹھنا شرط ہے۔

اُسید۔ (مسلّح، غصّے میں) مصعب! تم ہمارے نادان و احمق لوگوں کو بہکانے آئے ہو۔ اسی میں خیر ہے کہ سیدھی طرح تم واپس چلے جاؤ ورنہ تم جانو میں معمولی آدمی نہیں۔

مصعبؓ۔ (صبر و ضبط سے) کاش آپ چند لمحے بیٹھ جاتے۔

اُسید۔ کیوں....؟

مصعبؓ۔ میری ایک بات سُن لیجئے۔ اس کے بعد ماننا نہ ماننا آپ کا اختیار ہوگا، جبر و اصرار تو نہیں کیا جا سکتا۔

اُسید۔ (بیٹھتے ہوئے بے پروائی سے) کوئی مضائقہ نہیں۔ کہو، کیا کہتے ہو؟

مصعبؓ۔ اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ وہ خالق و مخلوق کے درمیان کفر کا پردہ حائل نہیں دیکھ سکتا۔ خود ساختہ لاتعداد خداؤں کی بندگی سے ایک خدائے ذوالجلال کی پرستش میں بہر حال فائدہ ہے۔

محمدؐ رسول اللہ (صلعم) اپنے ذاتی مفاد یا غرض کے لئے فرماں برداری نہیں کراتے۔ وہ اپنا فرض منصبی انجام دیتے ہیں اور خدا کے رسول کی حیثیت سے اسلام کی خوبیاں اور کفر کی آلودگیاں اور خرابیاں سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اب جو بھی برضا و رغبت اِن کی بات مان لے تو خیر ورنہ جبر و زبردستی نہیں کی جاتی۔ وہ تمام برائیوں سے روکتے اور ہر نیکی کی طرف رغبت دلاتے ہیں (قرآن کی چند آیتیں پڑھتے ہیں)۔

اُسید۔ (مصعب کی مؤثر تقریر اور قرآن کی آیات سُن کر) اچھا، اب یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص تمہارا دین قبول کرنا چاہے یعنی حلقہ بگوشِ اسلام ہو اسے کیا کرنا چاہیئے؟

مصعبؓ۔ اوّل نہا کر پاک ہو پھر کلمۂ توحید و شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز نفل

ادا کرے۔

اُسید۔ (اُٹھتے ہوئے) اچھا، تو میں ابھی نہا کر آتا ہوں۔

مصعبؓ و اسعدؓ۔ اللّٰھم لک الحمد۔ ومن یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ (نہا دھو کر واپس آتے ہیں) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ (دو رکعت نماز نفل ادا کرتے ہیں)

مصعبؓ۔ اسعد! تم نے خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھا؟

اسعدؓ۔ ہاں، بھائی! من یھدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہٗ ولیاً مرشدا۔

اُسید۔ مصعبؓ! ایک شخص اور ہے۔ اگر وہ تمہاری بات مان لے تو پھر یہاں کوئی تمہارا مخالف نہ رہے گا۔

مصعبؓ۔ وہ کون ہے؟

اُسید۔ سعد بن معاذ! میں ابھی جا کر اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔

مصعبؓ۔ جاؤ، ابھی بھیج دو۔ (اُسید جاتے ہیں)

سعد بن معاذ۔ (اُسید کو آتا دیکھتے ہوئے) اسید —! اس کا تو رنگ بدلا ہوا ہے۔

اُسید۔ (تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آ رہے ہیں)

سعد۔ اُسید! جلد آؤ...... بتاؤ تو آخر بات کیا ہوئی؟

اُسید۔ (آ کر بیٹھتے ہوئے) مَیں نے مصعبؓ کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ اب وہ ہمارے خلاف بات نہیں کر سکتا لیکن وہاں ایک بڑا غضب ہوا۔

سعد۔ (گھبرا کر) کیا ہو گیا؟

اُسید۔ حادثہ...... پیش آگیا۔

سعد۔ بتاؤ تو آخر قصہ کیا ہے؟

اُسید۔ ہوا یہ کہ میری موجودگی ہی میں وہاں بنو حارثہ آگئے اور وہ اسعد بن زرارہ یعنی تمہارے خالہ زاد بھائی کو محض اس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تمہارا بھائی ہے۔)

سعد۔ (فطرتاً غصّے اور جوش میں بے تاب ہو کر اپنا خنجر سنبھالتے ہیں اور جاتے ہوتے) واہ! اُسید! تم سے کچھ نہ بن پڑا......؟

"وہاں جاتے ہیں تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے یعنی اسعدؓ

اور مصعبؓ دونوں اطمینان سے محوِ گفتگو ہیں۔ خیال آتا ہے کہ یہ اُسید نے چال چلی ہے مجھ سے، بہر حال ان لوگوں کو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں۔"

سعد۔ اسعد! اگر میرے اور تمہارے درمیان قریبی رشتہ نہ ہوتا تو مجال تھی تم ہمارے محلّہ میں قدم بھی رکھ لیتے!؟

اسعدؓ۔ (آہستہ سے) مصعبؓ! دیکھو، یہ سردار ہیں۔ انہیں سمجھا لو تو بڑا کام بن جائے گا۔

مصعبؓ۔ (نرمی سے) آپ بیٹھئے تو سہی..... گھڑی دو گھڑی اِدھر اُدھر کی باتیں ہو جائیں۔ اگر آپ کو کوئی بات پسند آجائے تو خیر ورنہ آپ کی مرضی۔

سعد۔ (خنجر رکھ کر بیٹھتے ہوئے) کرو کیا باتیں ہیں۔

مصعبؓ۔ (اپنے مخصوص دل نشیں انداز میں اسلام کی خوبیاں بیان کرتے اور تلاوتِ قرآن بھی کرتے ہیں۔)

سعد۔ (لہجہ بدل جاتا ہے) تمہارے اس دین کو قبول کرنے کے لئے شرائط کیا ہیں؟

مصعبؓ۔ طہارت و کلمۂ توحید و شہادتِ نبیؐ۔ نہا کر کلمہ پڑھ لیا جاتے اور دل و جان سے وفاداری کا عہد کیا جائے (اسی وقت نہا دھوکر اُسید کی طرح یہ بھی اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ پھر اپنے قبیلے کا رُخ کرتے ہیں۔)

سعدؓ بن معاذ۔ بنی عبد الاشہل! میرے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟

بنی عبد الاشہل۔ آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی ہر بات ہمارے لئے قابلِ عمل ہوتی ہے۔

سعد۔ اچھا تو سنو! خواہ کوئی عورت ہو یا مرد، بوڑھا ہو یا جوان، مَیں اس وقت تک اس سے بات کرنا بھی حرام سمجھتا ہوں جب تک وہ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لے آئے۔

"سعدؓ بن معاذ کی تبلیغ سے اسی روز شام تک سارا قبیلہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتا ہے۔ ادھر مصعبؓ کی اشاعت و تبلیغ سے اسلام کا چرچا تمام قبائل میں عام ہو گیا اور اگلے سال بحساب ۱۳ھ نبوت میں تہتّر مرد اور دو عورتیں یثرب سے قافلہ بنا کر حضور اقدسؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دینے کے لئے مکہ جاتے ہیں

تاریخ ، جلد دوم، صفحہ ۹۰۰،
سیرت ابن ہشام، جلد اول زاد المعاد، جلد دوم، اضافہ جدید از عطیہ

چھٹا منظر

اسی مقامِ عقبہؔ[1] کے قریب تمام خزرجی مسلمان آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ اِدھر حضور اقدس محمدؐ رسول اللہ (صلعم) بھی اپنے عمِ محترم عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ (یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن حضورؐ کی حمایت کرتے تھے) خزرجی مصلحتاً چھُپ کر رات کی تاریکی میں آتے ہیں۔

عبّاس۔ جانِ عم! تم ان لوگوں سے اسی مقام پر ملو گے؟

محمدؐ۔ جی ہاں۔ انہوں نے اسی جگہ ملنے کا وعدہ کیا ہے۔

عباس۔ (آگے بڑھتے جا رہے ہیں) لختِ جگر! اگر تم مناسب سمجھو تو میں بھی اس معاملے میں دخل دوں۔ تاکہ یہ لوگ تم کو لاوارث اور بے یار و مددگار نہ سمجھیں اور معاہدہ پختہ ہو جائے۔ اگر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ واقعی تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے تحفّظ کی ذمّہ داری لے کر تمہیں جان و دل سے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو ان سے بڑھ کر کوئی متحد قبیلہ تمہارا مددگار نہیں، ورنہ جو مناسب ہوگا وہی تدبیر اختیار کی جائیگی۔

محمدؐ۔ بجا ارشاد ہے چچا جان! . . . . وہ دیکھیے، وہ لوگ وقتِ مقرر پر آ گئے۔ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے . . . . جلد چلئے۔

عبّاس۔ ہاں، جلد چلو۔

(گھاٹی کے نچھلے حصّے میں تمام خزرجی حسبِ وعدہ آکر جمع ہو جاتے ہیں)

محمدؐ۔ میرے دوستو! السّلام علیکم۔

خزرجی۔ (تعظیماً اُٹھتے ہوئے) وعلیکم السلام یا رسولؐ اللہ!

عباس۔ معزّز دوستو! تم لوگ بے خبر نہیں کہ مشرکینِ مکّہ محمدؐ کے جانی دشمن ہیں اس لئے اگر تم ان سے کسی قسم کا بھی عہد و پیمان کرنا چاہتے ہو تو پہلے اچھی طرح سوچ سمجھ لینا کہ یہ معمولی بات نہیں۔ بڑا مشکل کام ہوگا۔ ساتھ

---

[1] تاریخ میں یہ بیعت، بیعتِ عقبہ ثانیہ کبیرہ کے نام سے مشہور ہے۔

ہی میں یہ بھی واضح کر دینا بہتر سمجھتا ہوں کہ قبائلی دشمنی اور بغض وعناد کے باوجود ہم محمدؐ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ یہاں صرف دشمن ہی نہیں، ان کے جاں نثار دوست بھی ہیں جو حتی الامکان انہیں دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ وہ فی الحال تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ نہیں اور میں انہیں مجبور بھی نہیں کر سکتا، جب تک تم لوگ پختہ طور پر یہ وعدہ نہ کرلو کہ تم ان کی عزّت اور جان کی پوری پوری حفاظت کروگے مخالفین سے بچانے کی ذمّہ داری تم پر ہوگی۔ اگر تم اپنے وعدوں کو پُورا کرنے کی بھی ہمّت رکھتے ہو تو خیر ورنہ اس کے برعکس یہ نہ ہونا چاہیئے کہ انہیں تم اپنے ساتھ لے جاکر وعدہ خلافی یا نقضِ عہد کر بیٹھو۔۔۔۔ اگر اس کا امکان ہے تو بہتر ہوگا کہ تم ارادہ ترک کردو۔ انہیں ساتھ نہ لے جاؤ۔ ہم ان کی حفاظت کے لئے زندہ اور کافی ہیں۔ وہ اپنے ملک میں بھی عزّت وعافیت سے رہ سکتے ہیں۔

خزرجی۔ یا عمِ رسولؐ اللہ! ہم نے آپؐ کا فرمان سُن لیا۔ اب ہماری درخواست ہے کہ خود رسولؐ اللہ اپنے اور اپنے رب کے معاملے میں جو معاہدہ چاہیں ہم سے لے لیں۔

محمدؐ۔ دوستو! تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میری حفاظت اسی طرح کروگے جس طرح اپنی پاک دامن عفّت مآب عورتوں اور معصوم بچّوں کی کرتے ہو؟

براءؓ بن معرُور۔ (دستِ مبارک پکڑ کر) اس خدائے بزرگ و برتر کی قسم، جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر گمراہوں کی رہبری کے لئے بھیجا ہے۔ ہم اپنی جان اور اولاد سے زیادہ آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ یا رسولؐ اللہ! ہم آپؐ کی آنکھوں کے سامنے آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے ہیں کہ ہم واللہ انتہائی بہادر اور جنگجو قوم ہیں۔ ہمارے پاس اب تک وہ زرہیں محفوظ ہیں جو ہمیں اپنے بہادر بزرگوں سے ورثے میں ملی ہیں۔ ہماری کسی پشت میں کوئی بزدل، بدعہد اور فریبی دغاباز نہیں ہوا اور نہ ہے۔

ابوالہیثم۔ یا رسولؐ اللہ! ایسا نہ ہو کہ ادھر ہم آپؐ کے بھروسے پر یہود سے اپنا معاہدہ توڑ دیں اور ادھر جب خدا آپؐ کو فتح وکامرانی سے سرفراز فرمائے اور آپؐ غالب آجائیں تو اپنی قوم اور اپنے وطن میں جاکر ہمیں فراموش کردیں۔

محمدؐ۔ (تبسّم فرماتے ہوئے) نہیں میرے دوستو! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تم اطمینان رکھو۔ خون واقعی خون ہے اور جان کی قربانی بڑی بات ہوتی ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ جس سے تمہاری جنگ ہوگی۔ اس سے میں بھی لڑوں گا اور جسے تم اَمن دوگے اسے میں بھی پناہ دوں گا۔

براءؓ، ابوالہیثم (یہ سُن کر ایک ساتھ اُٹھتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! ہمیں آپؐ سے یہی اُمید تھی (ان بزرگوں کے ساتھ سب اُٹھتے ہیں اور ایک معاہدہ ہو جاتا ہے)

ابنِ عبادہ۔ خزرجیو! جانتے ہو تم رسولؐ اللہ سے کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔

خزرجی۔ ہاں، لیکن تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

ابنِ عبادہ۔ یہ بیعت یا معاہدہ ——— سُرخ و سیاہ جنگ کا معاہدہ ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ مال کی تباہی ہوگی بلکہ تمہاری بعض قیمتی جانیں بھی جا سکتی ہیں۔ ممکن ہے تم عین وقت پر مال کی تباہی یا دِل جان کی محبّت میں محمدؐ کو دشمن کے حوالے کر دو۔ اس سے بہتر ہے کہ ابھی سے سوچ سمجھ کر اقدام کرو اور یہ واللہ دونوں جہان میں رسوائی اور تباہی کی بات ہوگی۔ بصورتِ دیگر اگر تم ہر قیمت پر یعنی جانی اور مالی نقصان اٹھا کر بھی ان کا ساتھ نہ چھوڑو اور انہیں اپنا لو تو یہ واللہ دنیا اور آخرت کی سب سے بڑی بھلائی ہوگی۔

خزرجی۔ نہیں، ہم اپنے جانی اور مالی نقصان کے باوجود اپنے معاہدے پر قائم رہیں گے۔ خواہ ہم برباد ہو جائیں۔ ہمارے چوٹی کے بہادر اور جگر گوشے کام آ جائیں لیکن ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ ہم صرف انہیں چاہتے ہیں۔ ہم اِن کے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ہو جائیں (نبی کریمؐ سے) فرمایئے یا رسولؐ اللہ! اگر ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا تو ہمیں اس کا کیا اَجر ملے گا؟

محمدؐ۔ دین و دنیا کی کامیابیاں۔ دنیا میں عافیت، آخرت میں جنّت!

خزرجی۔ (دستِ مبارک بڑھایئے) ہم آپؐ سے اس معاہدے پر بیعت کرتے ہیں اور خدا شاہد ہے کہ ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔

محمدؐ۔ (بیعت لے کر) اب مجھے اپنے بارہ نقیب دے دو۔

(تین بنی اوس اور نو بنی خزرج کے دانشور آتے ہیں)

خزرجی۔ حاضر ہیں یا رسول اللہ!

محمدؐ۔ تم پر تمہاری قوم کی ایسی ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس طرح عیسیٰؑ بن مریمؑ کے حواریوں پر تھی اور میں تمام مسلمانوں کا ذمہ دار ہوں۔

آواز۔ (پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوتی ہے) اے اہلِ مکہ.... ! اے فرزندانِ قریش! اِدھر آؤ، دیکھو..... محمدؐ اور اس کے ساتھی تم سے جنگ کی سازش کر رہے ہیں۔

محمدؐ۔ یہ شیطانِ لعین کی آواز ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(آواز فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے)

خزرجی۔ اس خدا کی قسم، جس نے آپؐ کو نبیؐ برحق بنایا ہے۔ اگر آپؐ حکم دیں تو ہم صبح ہی منیٰ والوں پر اپنی خوں آشام تلواروں سے حملہ کر دیں۔

محمدؐ۔ نہیں، ابھی مجھے جنگ کا حکم نہیں ملا ـــ تم لوگ اب اپنی اپنی سواریوں پر جاؤ اور آرام کرو۔

(سب اپنی اقامت گاہ پر جا کر سو جاتے ہیں اور رسولؐ اللہ اپنے عمِ محترم کے ساتھ واپس آ جاتے ہیں)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۹۳ سیرت ابن ہشام

ساتواں منظر

"قتل کی سازش"

دارالندوہ میں ______ مشرکینِ مکّہ کا خفیہ اجلاس

(یہ دراصل قصیّ ابن کلاب کا گھر تھا جسے مشرکین نے محمدؐ رسول اللہ کے خلاف سازش کے لئے مخصوص ایوانِ شوریٰ بنالیا تھا اور اسے دارالندوہ کہتے تھے۔ اس وقت یہاں معزز و مقتدر قبائل کے افراد نمائندوں کی حیثیت سے موجود ہیں۔)

قبیلہ بنی عبدشمس — عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان بن حرب

" بنو نوفل — طلیحہ بن عدی۔ جبیر بن مطعم۔ حارث بن عامر

" بنواسد بن عزیٰ۔ ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام۔

" بنو مخزوم۔ ابوجہل بن ہشام۔ عقبہ بن ابی معیط

" بنو سُہیم۔ نبیہؔ۔ منبہؔ (فرزندانِ حجاج)

" بنو جمح۔ امیہؔ بن خلف (ان کے علاوہ دیگر دشمنان بھی ہیں)

ابوسفیان۔ (دروازے کی طرف دیکھ رہا ہے) یہ کون کھڑا ہے؟

عقبہ۔ کوئی نجدی بوڑھا معلوم ہوتا ہے۔

ابلیس۔ (قریب آکر) میں ایک نجدی عالم ہوں۔ میں نے سنا تھا کہ تم لوگ آج یہاں ایک اہم خفیہ اجلاس کر رہے ہو۔ میں بھی شرکت کے لئے چلا آیا۔ ممکن ہے کوئی مفید مشورہ دے سکوں۔

ابوسفیان۔ اچھا کیا آپ نے۔ اطمینان سے تشریف رکھیں۔ اب کارروائی شروع ہونے والی ہے۔ اس مشاورتی کمیٹی کا آغاز ابوالحکم (ابوجہل بن ہشام) کریں گے۔

ابوجہل۔ (کھڑا ہوتا ہے) حاضرین! آپ لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ اس شخص (محمدؐ) نے شروع سے اب تک کیا کیا اور اس کا مقصد کیا ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ، جو ساری قوم میں غیرت ،

انتقام، بہادری، مردانگی اور فرزانگی میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ اسلام لے آیا اور اسی پر منحصر نہیں، حمزہؓ بھی، جو ہماری قوتِ بازو اور خاندان کے لئے مایۂ ناز تھا، اس کا دین قبول کر بیٹھا اور اسی کا ہو رہا۔

معزز حاضرین! محمدؐ حج کے زمانے میں اس عظیم عالمگیر اجتماع سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یعنی دُور دُور سے آنے والے ہر ملک و ملت کے لوگوں سے بلا امتیاز ملتا اور ان کے سامنے اپنے خود ساختہ دین کو بہت دل نشین انداز میں پیش کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ رفتہ رفتہ اس کا اثر و رسوخ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

محترم سامعین! ہمیں اندیشہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے یہ نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا پر چھا جائے گا... لیکن لاتؔ کی قسم، جب تک ہم زندہ ہیں۔ اپنے دین کی بے حرمتی اور اس پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے معبودوں کی توہین اور اِن کی شان میں گستاخی کسی بھی قیمت پر گوارا نہیں کریں گے۔ محمدؐ کی زیادتیاں حد سے گزری جا رہی ہیں اور ہم سے دیکھی نہیں جاتیں ——— اس وقت تمام عرب قبیلوں کے معزز و سرکردہ نمائندے اس اہم مسئلے پر غور و خوض کے لئے یکجا ہوئے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ ہم اسی وقت کوئی اٹل فیصلہ کر لیں کہ اب محمدؐ کے خلاف کون سی مؤثر کارروائی کی جائے جو اس سے دائمی نجات دِلا سکتی ہو۔ (بیٹھ جاتا ہے)

حاضرین۔ (مشتعل و برافروختہ ہیں) ہر شخص اپنی تجویز پیش کرے۔ پھر جس پر سب اتفاق کریں وہی قابلِ عمل تجویز قرار دی جائے۔

اُمیّہ۔ میری تو یہ رائے ہے کہ اسے لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر کہیں بند کر دو۔ پھر دیکھو، اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس سے قبل جو شعراء سر اُٹھاتے رہے ان کا یہی انجام ہوا۔ زہیر بن ابی سلمیٰ اور نابغہ ذبیانی کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی تھی۔ چنانچہ یہی تدبیر اسے بھی موت کی آغوش میں سُلا سکتی ہے۔

ابلیس۔ (چلّا کر) نہیں، لاتؔ کی قسم، یہ بالکل ٹھیک نہیں۔ بلکہ اگر تم نے یہ کیا تو یقین جانو اس کے اس طرح قید ہو جانے سے خود بخود اِس کا دُور دُور چرچا ہو جائے گا اور اس کی مقبولیت و شہرت میں اضافہ

ہوتے ہی عجب نہیں کہ طیش اور جوش انتقام میں اس کے جاں نثار ساتھی تم سے حاصل کرنے کے بعد اور بھی سر پر چڑھ جائیں۔ پھر ان کا زور توڑے نہ ٹوٹے گا۔ یہ رائے مناسب نہیں، کوئی اور ہی تدبیر کرو۔

ابوسفیان۔ (سوچ کر) کیوں نہ ہم اسے شہر بدر کر دیں۔ اس کے بعد لاتؔ کی قسم، ہمیں کوئی فکر و پریشانی نہ رہے گی کہ وہ کہاں گیا، کدھر ٹھہرا اور اس کا حشر کیا ہوا۔ اس طرح ہمارے کان ٹھنڈے ہو جائیں گے اور یہی ایک صورت اس سے نجات دلا سکتی ہے بلکہ یہ تدبیر تو ہم سب قبائل کو متحد بھی کر دے گی۔ پھر ہمارا کام بن جائے گا۔

ابلیس۔ نہیں، لات کی قسم، یہ بھی بیکار ثابت ہوگی۔ سوچو تو سہی، اِسطرح وہ بیرونجات میں اپنے دِل نشیں اندازِ بیان، شیریں زبانی اور پاکیزہ کردار سے خارجی طاقتوں کو اپنا ہم خیال بنا کر ہمیں یہاں بے بس اور مقید کر دے گا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ انسانوں کے جسموں کو نہیں، دلوں کو فتح کر لیتا ہے اور اس کا سحر طرازانہ کلام سُننے والے اس کے دیوانے ہو جاتے ہیں۔

لاتؔ کی قسم، تم جانو۔ اگر تم نے یہ غلطی کی تو وہ دن بھی دیکھ لینا کہ وہ کسی ایک ہی قبیلے کو اپنی ساحرانہ گفتگو سے متاثر کر کے اپنا حامی و مدد بنالے گا۔ پھر انہیں بھی تمہارے مقابلے میں کھڑا کر کے تمہیں تمہارے ہی وطن میں کچل ڈالے گا۔ پھر وہ لوگ تمہاری جگہ لے لیں گے۔ میرے خیال میں تو تم پھر غور کرو۔

ابوالحکم۔ (بڑی دیر سے خاموش و متفکر تھا) میرے ذہن میں ابھی ابھی ایک نئی بات آئی ہے۔ غالباً تمہارے ذہن اس سے خالی ہیں۔

قریش۔ کہو، کہو ابوالحکم۔ کیا تدبیر ہے؟

ابوالحکم۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے کا ایک ایک بہادر، مضبوط، نوجوان منتخب کیا جائے اور یہ سب نوجوان مل کر بہ یک وقت یعنی ایک ساتھ محمدؐ پر برہنہ تلواروں سے ٹوٹ پڑیں اور اس قاتلانہ حملے سے اس کا کام تمام کر دیں۔

اس انتخاب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قتل میں چونکہ ہر قبیلے کے نوجوان شریک ہوں گے تو آخر بنو عبد مناف کس کس سے اپنے خون کا بدلہ لیتے پھریں گے..... بصورتِ دیگر وہ ناچار ہو کر خون بہا

طلب کریں گے۔ تو وہ ہم پر بار نہ ہوگا۔ اور ہم سب فوراً ادا کر کے پیچھا چھڑا لیں گے۔

ابلیس۔ واہ! واہ، خوب.... بھئی واقعی لاکھ روپے کی بات ہے۔ تم واقعی ابوالحکم ہو (اس فیصلے پر سب متفق ہو جاتے ہیں)۔

تاریخ طبری (مطبوعہ مصر) جلد دوم صفحہ ۹۸ - سیرت ابن ہشام، صفحہ ۱۲۹-
زادالمعاد، جلد دوم - صفحہ ۷۲

آٹھواں منظر

ہجرت کی رات ۔۔ تاریخ[1] ۱ھ کا تعین ۔ محمدؐ کاشانہ نبوی میں

جبریل امینؑ ۔ محمدؐ! آج کی رات تم حسب معمول اپنے بستر پر نہ گزارنا۔

(وحی ختم ہو جاتی ہے)

محمدؐ ۔ علیؓ! وہ دیکھو، چند خوفناک سائے ہماری طرف بڑھتے نظر آ رہے ہیں۔ یہ مشرکین ہیں جو ایک متفقہ سازش کے تحت میری گھات میں نکلے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جونہی میں بستر پر لیٹوں گا۔ یہ سب یکبارگی مجھ پر قاتلانہ حملہ کر دیں گے۔

علیؓ بن ابی طالب ۔ (گھبرا کر) فداک ابی و امی یا رسولؐ اللہ! پھر کیا کرنا چاہیئے۔

محمدؐ ۔ (تسلی آمیز لہجے میں) گھبراؤ نہیں۔ تم میری حضرمی چادر اوڑھ کر اطمینان سے میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ ذرا فکر نہ کرنا۔ یہ لوگ تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتے ۔۔۔ اور ہاں ..... دیکھو، میں جا تو رہا ہوں۔ ممکن ہے ابوبکرؓ آ جائیں۔ اُن سے کہہ دینا کہ میں غارِ ثور کی طرف جا رہا ہوں۔ وہ مجھ سے آکر ملیں اور کھانے کے ساتھ ساتھ کوئی ہوشیار رہبر بھی مزدوری پر لیتے آئیں۔ یہ اطمینان کر لیں کہ وہ مدینہ کے راستوں سے واقف ہو اور ہمیں امن و عافیت سے پہنچا دے۔

علیؓ ۔ بہتر ہے یا رسولؐ اللہ! اللہ آپؐ کا محافظ و نگہبان ہو۔

(رسولؐ اللہ تشریف لے جاتے ہیں اور علیؓ آرام سے لیٹ جاتے ہیں)

(دشمن کا گروہ اپنی ناپاک سازش کے مطابق کاشانۂ نبوی کے قریب آگیا ہے)۔

ابوجہل ۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آج بھی میرے ہاتھ نہیں آئے گا۔

اُمیہ ۔ یہ کیوں؟

ابوجہل ۔ تمہیں یاد نہیں، ایک مرتبہ اور بھی تو میں نے لاتؔ سے عہد کیا تھا۔ اور ایک وزنی پتھر اٹھا کر اس پر مارنا ہی چاہتا تھا کہ میرا جسم خوف و دہشت سے مٹی ہو گیا تھا، بالکل بے جان۔

---

[1] عن ابن عباس قال کان التاریخ فی السنۃ التی قدم رسول اللہ المدینۃ۔
(تاریخ طبری مطبوعہ مصر (جدید)، جلد دوم۔ صفحہ ۱۱۱)

اُمیّہ۔ میں تو جانتا ہوں اُس نے تم پر زبردست جادو چلایا ہے۔
ابوجہل۔ خیر، آج تو میں تنہا نہیں، تم سبھی ساتھ ہو۔
عقبہ۔ محمدؐ کہتا ہے کہ اگر تم یہ بات مان لو تو عرب و عجم پر حکمرانی کروگے اور مرنے کے بعد دوبارہ جو زندگی ہوگی۔ اس میں بھی تمہارے لئے سرسبز و شاداب باغات ہوں گے۔ اسی کو وہ "جنّت" بتاتا ہے۔ یہی وہ "جنّت" ہوگی جو ایمان والوں کے لئے ہے اور اس میں اردن جیسے ہرے بھرے باغات ہیں۔ اس کے برعکس اگر نہ مانے تو تمہارا ٹھکانا جہنّم ہوگا۔
اُمیّہ۔ چھوڑو بھی، یہ ان باتوں کا وقت نہیں۔
ابوجہل۔ چلو، اندر چلیں۔
ابوسفیان۔ (دروازے سے جھانکتا ہے) دیکھنا وہ اپنی حضرمی چادر اوڑھے بے خبر سو رہا ہے۔
عقبہ۔ ہاں یہی چادر ہے اس کی، وہ روز اسی کو اوڑھتا ہے۔
اُمیّہ۔ ابھی اندر نہ جانا، سب ایک ساتھ جائیں گے۔ پیچھے والوں کو آنے دو۔
ابوسفیان۔ چلو انہیں جلدلے آئیں۔ (سب واپس جاتے ہیں)
عتبہ۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم سب نے اسلام قبول نہ کیا تو میں تمہارا ذمّہ دار نہیں۔ تم دوزخ کا ایندھن بن جاؤگے۔
ابوسفیان۔ تمہیں پھر وہی سوجھی۔
محمدؐ۔ (مٹھی میں مٹی لئے ہوئے قریب سے گزرتے ہیں) ہاں، میں یہی کہتا ہوں اور یہ بھی کہ تمہیں ان جہنمیوں میں سے ہو۔ سب کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے اور یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔ علی صراط مستقیم الآیہ.... وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینٰھم فھم لا یبصرون۔[1] پڑھتے ہوئے بحفاظت گزر جاتے ہیں۔
راہ گیر۔ (یہ ثالث ہے) تم لوگ یہاں کیا دیکھ رہے ہو؟ اب کیا رکھا ہے؟
قریش۔ (حواس باختہ ہیں) محمدؐ.... ! محمدؐ! ۔ محمدؐ! محمدؐ! چاروں طرف تلاش کرتے ہیں۔ کچھ نظر نہیں آتا۔
راہ گیر۔ خدا تمہیں نامراد کرے بدبختو! محمدؐ تو لات کی قسم، ابھی تمہارے سروں پر مٹی ڈالتا اور کچھ پڑھتا ہوا گزر گیا، اور تم کو سوجھتا ہی نہیں۔ کیا تمہیں

---

[1] اور ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ انہیں کچھ سوجھتا نہیں۔ (القرآن)

خود نظر نہیں آیا ؟

قریش۔ (دم بخود رہ جاتے ہیں اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیر کر) ہاں.... واقعی یہ دیکھو...... مٹی..... ؟ مٹی ! مگر محمدؐ..... ! کہاں گیا ؟ (تلاش کرتے ہیں) ہوگا ضرور ادھر ہی کہیں تلاش کرنا چاہیئے۔ (پھر کاشانۂ نبویؐ کی طرف جاتے ہیں)

ابوجہل۔ (علیؓ کو تلواروں کے سائے میں بے خبر سوتا ہوا پاکر) لات کی قسم، محمدؐ ہی ہے.... دیکھو کیسا سو رہا ہے.... (چادر ہٹاکر) علیؓ !.... ارے یہ تو علیؓ ہیں.... علیؓ بتاؤ، تمہارا ساتھی کہاں ہے۔ ورنہ....

علیؓ۔ (نہایت اطمینان سے کروٹ بدلتے ہوتے) میں کیا جانوں۔ میں ان کا نگران تھوڑا ہی ہوں.... تم ہی نے ان سے کہا تھا جاؤ وہ کہیں چلے گئے ہونگے۔

ابوسفیان۔ واقعی اس راہ گیر نے سچ ہی تو کہا تھا۔

اُمیّہ۔ ہاں، وہ شخص جھوٹا نہ تھا۔

(انسانی سازش کے مقابلے میں الٰہی تدبیر کامیاب ہوتی ہے اور دشمن ناپاک ارادے سمیت ناکام واپس جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری صفحہ ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱ زاد المعاد، جلد دوم، صفحہ ۲،

نواں منظر

(محمدؐ رسول اللہ، ابوبکر صدیقؓ کے گھر میں)

ابوبکر صدیقؓ۔ (حیرت سے) فداك ابی وامی یا رسول اللہ! یہ خلاف وقت کیونکر تشریف لے آئے..... ضرور کوئی خاص بات ہے؟

محمدؐ۔ تمہارے پاس جو کچھ بھی ہو، ساتھ لے لو۔

ابوبکرؓ۔ یہ دو لڑکیاں عائشہؓ اور اسماءؓ ہیں یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ یہ نہیں۔ سامان درست کر لو۔ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

ابوبکرؓ۔ (فرطِ مسرت سے آنکھیں پُرنم ہیں) یا رسولؐ اللہ!.... ہجرت! کیا میں ساتھ نہیں چلوں گا؟

محمدؐ۔ ہاں، بھائی! جلدی کرو۔

اسماء بنت ابی بکرؓ جلدی میں اپنا نطاق پھاڑ کر ستو کی تھیلی کا مُنہ بند کر کے باندھ دیتی ہیں۔

محمدؐ۔ (اسماء کی کارگزاری دیکھتے ہوئے مُسکرا کر) خوب، آج سے اسماءؓ ذات النطاقین ہے۔

ابوبکرؓ۔ (سامان درست کرتے جا رہے ہیں) اس وقت سیدھے کہاں چلنا ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ غارِ ثور کی طرف۔

ابوبکرؓ۔ ملاحظہ فرمایئے حضورؐ! میں نے یہ دو اونٹنیاں اسی مقصد سے خوب کھلا پلا کر فربہ کر رکھی تھیں۔ اِن میں سے ایک آپؐ کی نذر ہے۔

محمدؐ۔ مگر میں قیمتاً لے سکتا ہوں۔

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میری دل شکنی نہ کیجئے۔ ایک آپؐ ہی کی ہے۔ حضورؐ قبول فرمالیں۔

محمدؐ۔ ہمیں راستہ بتانے کے لئے کسی رہبر کی بھی ضرورت پڑے گی۔

ابوبکرؓ۔ عبداللہ بن اُریقط کو اُجرت پر ساتھ لے لیں اور عامر بن فہیرہ کو بھی۔ یہ عائشہ کے بھائی کا غلام ہے اور گو ابھی مشرک ہے لیکن اسے ساتھ

رکھنے میں کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ اس کے ذریعے سے ہم مشرکین کی خبریں معلوم کرتے رہیں گے۔

محمدؐ۔ ہاں، ٹھیک ہے اسے بھی ساتھ لینا چاہیئے۔

"ایک اونٹنی پر رسولؐ اللہ اور ان کے رفیق صدیق حضرت ابوبکرؓ سوار ہوتے ہیں اور دوسری پر عامر اور ابنِ اریقط بیٹھ کر رہنمائی کرتے ہوئے آگے آگے جا رہے ہیں۔"

"یہ قافلہ غارِ ثور پہنچتا ہے اور یہاں تین روز قیام فرما ہوتے ہیں۔ اس عرصے میں صبح و شام ابوبکرؓ صدیق کی بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے عامر شہر کی طرف جاتا آتا ہے۔ اس کا کام مشرکینِ مکہ کی خبر رسانی بھی ہے۔ وہ راستے میں غارِ ثور تک آمد و رفت کے نقشِ قدم بھی ریوڑ سے مٹاتا رہتا ہے۔"

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپؐ کے لئے یہاں آرام فرمانے کی جگہ بنائے دیتا ہوں۔ (غارِ ثور کا ایک حصہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہیں اور کپڑے پھاڑ کر تمام خطرناک سوراخ بند کر دیتے ہیں۔ پھر اپنی پوستین بچھا کر) فداک ابی وامّی یا رسولؐ اللہ! یہاں اِس پر آرام فرمائیے۔

محمدؐ۔ (آرام فرما رہے ہیں)

عامر۔ (بکریاں لے کر آتا ہے) سرکار دودھ ... ؟

ابوبکرؓ۔ ہاں تم دودھ دوہ کر رکھو۔ لیکن ذرا تھن خیال سے صاف کر لینا۔

عامر۔ (پیالے میں دودھ بھر کر لاتے ہوئے) یہ لیجئے۔

ابوبکرؓ۔ (دودھ کا پیالہ لئے ہوئے محمدؐ رسولؐ اللہ کے سرہانے کھڑے ہیں اور آپؐ محوِ خواب ہیں) عامر! آہستہ چلو، نبی کریمؐ محوِ خواب ہیں۔

محمدؐ۔ (خود ہی بیدار ہوتے ہیں) ارے ابوبکرؓ!

ابوبکرؓ۔ (آگے بڑھ کر) سرکار! یہ دودھ نوش فرمائیں۔

محمدؐ۔ (لیتے ہوئے) تم نے بھی پیا؟

ابوبکرؓ۔ جی ہاں، الحمد للہ۔

محمدؐ۔ ابن اریقط و عامر کہاں ہیں؟

ابوبکرؓ۔ باہر گئے ہیں۔ (اوپر سے قدموں کی دھمک اور آہٹ محسوس ہوتی ہے)

یارسول اللہ! اوپر سے قدموں کی آہٹ آرہی ہے۔

محمدؐ۔ گھبراؤ نہیں، خدا ہمارے ساتھ ہے۔

ابوبکرؓ۔ صرف ایک نظر میں وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ یا رسول اللہ! وہ ہمیں یہاں بھی آلیں گے۔

محمدؐ۔ (طمانیت و سکون سے) ماظنك باثنین اللہ ثالثہما؟ ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا خدا ہو، ابوبکرؓ؟

قریش۔ (غار تک آپہنچے ہیں۔ ان کی آوازیں بلند اور قدم تیزتر ہیں)

عقبہ۔ (غار کے منہ پر آتا ہے اور جھانکنے کی کوشش کرتا ہے)

محمدؐ۔ (نظر اٹھاکر) الٰہ الحق!

نضر بن حارث۔ (غار کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتا ہے) ارے یہاں کیا رکھا ہے دیکھتے نہیں، اس غار کے مُنہ پر تو مکڑی نے جالا تن رکھا ہے... جو محمدؐ کی پیدائش سے بھی قبل کا معلوم ہوتا ہے۔

محمدؐ۔ ابوبکرؓ! دیکھا تم نے؟ خدا نے دیکھنے کا بھی راستہ بند کردیا ہے۔ اللہ اکبرؐ! کیا شان ہے خدا کی!

قریش۔ بھائیو! ان وادیوں میں تو انسانی قدموں کا نشان بھی نہیں ملتا۔

حکم بن العاص۔ چلو، واپس چلیں۔ (سب ناکام واپس جاتے ہیں)

محمدؐ۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر (ابن اریقط آتا ہے)

ابوبکرؓ۔ ابن اریقط! کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں آیا؟

ابن اریقط۔ جی! اب چلنا ہی چاہیئے، سورج ڈھل گیا ہے۔

محمدؐ۔ ہاں، چلو۔

(قافلہ روانہ ہوجاتا ہے۔ رہبر ابن اریقط باتیں کرتا جارہا ہے۔ اس نے درمیانی عام گزرگاہ چھوڑ کر ساحلِ بحر کا راستہ اختیار کیا ہے)

زادالمعاد، جلد دوم، صفحہ ۴۴، سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۷۱-۱۷۶

دسواں منظر

(دشمنانِ دینِ اسلام مشرکینِ مکہ ایک جگہ جمع ہیں اور موضوعِ بحث ہجرتِ نبویؐ ہے۔)

عقبہ۔ دیکھا تم نے ؟ اس روز اس کی جگہ علیؓ سو رہا تھا۔

اُمیّہ۔ ہاں، یہ بھی اس کی مصلحت اندیشی تھی۔

نضر۔ مگر ابوبکرؓ نظر نہیں آتے۔

ابوجہل۔ میں تو خود اسی تلاش میں اس کے گھر تک گیا تھا۔ میں نے دستک دی تو اس کی چھوٹی بیٹی اسماءؓ باہر آئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا "واللہ مجھے نہیں معلوم"۔ میں نے بھی غصے میں آکر اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا اور آگیا۔

اُبوسفیان۔ ہم سرداران قریش کی جانب سے اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص بھی ابوبکرؓ اور محمدؐ کو قتل یا گرفتار کرکے لائے گا ہم اسے سو سُرخ اُونٹ انعام دیں گے

قبطی۔ (ادھر سے گزرتا ہے) بھائیو! میں نے ساحلِ بحر پر چند سائے گزرتے دیکھے تھے۔ میرے خیال میں وہ محمدؐ اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے۔

سُراقہ۔ یقیناً وہی تھے۔ لیکن تم بتا سکتے ہو کہ اُن کا رُخ کس سمت تھا؟

قبطی۔ ہاں، ہاں، مدینہ کا۔

سُراقہ۔ (عزم سے اُٹھتے ہوئے) سرداران قریش! یہ کارنامہ میں انجام دونگا۔ (گھر جاکر) اے جاریہ! اری او جاریہ! اٹھ ذرا میرا گھوڑا سجادے اور تھوڑا سامان بھی ساتھ کردے۔

" خود ہی اٹھ کر جاتا ہے اور اپنا چمکیلا خنجر نکال کر دیکھتا ہے۔ پھر تیار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتا اور نکل جاتا ہے"

(اس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا چلا جارہا ہے)

اضافہ جدید از :- عطیہ

گیارھواں منظر

(رسول اللہ (صلعم) کا قافلہ راستے میں امِ معبد کے خیمے پر رُکتا ہے)

عامر۔ یہ مقام رابغ ہے۔

ابنِ اُریقط۔ ہاں، اسے یہی کہتے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ (پیچھے دیکھ کر) ارے یہ تو کوئی سوار ہمارے پیچھے سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا ہے۔ (گھبرا کر) حضورؐ وہ تو قریب تر آتا جارہا ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ فکر نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

ابنِ اُریقط۔ یہ سوار مسلح معلوم ہوتا ہے۔ اس کی کمر میں آب دار خنجر چمک رہا ہے۔

سُراقہ۔ (خوش ہوتے ہوتے دل میں) بس اب کیا ہے... یہ آگیا میں....

محمدؐ۔ (پلٹ کر ایک گہری نظر سُراقہ پر ڈالتے ہیں) الٰہی! ہمیں اس کے شر سے بچانا....

ابنِ اُریقط۔ حضورؐ! اس کا گھوڑا گر پڑا۔

عامر۔ نہیں، بلکہ گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئی ہیں۔

سُراقہ۔ (چلا کر) میں سراقہ بن جعشم ہوں۔ مجھے اتنی مہلت دو محمدؐ! کہ میں بات کرلوں۔ میں سمجھ گیا تم نے میرے لئے بد دعا کی ہے اور تم اب حفاظتِ الٰہی میں ہو۔ یقین جانو میں تمہیں دھوکا نہیں دوں گا۔

محمدؐ۔ اس سے پوچھو، کیا چاہتا ہے؟

ابوبکرؓ۔ سراقہ! تم چاہتے کیا ہو؟

سُراقہ۔ جان کی امان... واللہ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میرے لئے دعا کردو۔ میں تمہارا پیچھا کرنے والوں کو اُدھر ہی سے لوٹا دوں گا۔

محمدؐ۔ (دعا فرماتے ہیں)

سُراقہ۔ (اطمینان کا سانس لے کر) دراصل قریش نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھی ابوبکرؓ کو قتل یا گرفتار کرکے ان کے سپرد کردے گا اسے وہ سو سرخ اونٹ بطور انعام دیں گے۔ مجھے یقین تھا کہ یہ گراں قدر

انعام صرف میں ہی حاصل کر سکتا ہوں۔ چنانچہ ایک مخبر کی خبر رسانی پر آپؐ کا تعاقب کیا لیکن اب نادم ہوں اور مجھے ماننا پڑا کہ آپ لوگ زبردست حفاظت میں ہیں اور کوئی آپؐ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ایک روز آپؐ غالب آکر رہیں گے۔ اب آپؐ سے میری ایک گذارش اور ہے۔

محمدؐ۔ وہ بھی بتا دو۔

سُراقہ۔ آپؐ مجھے تحریراً پروانۂ خوشنودی و امان دے دیں تاکہ وقتِ ضرورت میرے کام آئے۔

محمدؐ۔ ابوبکرؓ! اسے پروانۂ امن لکھ کر دیدو۔

ابوبکرؓ۔ امان لکھ کر سُراقہ کی طرف پھینکتے ہیں۔

سُراقہ۔ (پروانۂ امن لے کر ترکش میں رکھتے ہوئے) مَیں اب واپس جا رہا ہوں اور جو شخص بھی تمہاری تلاش میں ادھر کا رُخ کرتا نظر آئے گا۔ اسے وہیں سے لوٹا دوں گا۔

محمدؐ۔ سُراقہ! اس روز تیری کیا شان ہوگی جب کسریٰ (ایران) کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے[1]

(سراقہ جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی واپس چلا جاتا ہے)

---

[1] الاستیعاب میں ہے کہ سُراقہ کو واپس جاتا دیکھ کر حضورؐ نے یہی فرمایا تھا۔ سُراقہ اُحد کے بعد مسلمان ہوا اور عمر فاروقؓ کے عہدِ زریں میں جب مدائن فتح ہوا تو کسریٰ کا تاجِ شاہی اور مرصّع زیورات امیر المومنین کے سامنے پیش کئے گئے۔

آپؓ نے سراقہ کو بُلوایا اور کسریٰ کے کنگن اس کے ہاتھوں میں ڈال کر فرمایا۔ اللہ اکبر کیا شان ہے خدا کی۔ کسریٰ ایران کے کنگن ... سراقہ اعرابی (گنوار دیہاتی) کے ہاتھوں میں۔ یہی حضورؐ کی پیش گوئی تھی۔ عطیہؔ

تجرید البخاری، جلد دوم، صفحہ ۶۷، ۶۹

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۷۲، ۱۷۵

تاریخ طبری، جلد دوم صفحہ ۷۳ - ۷۵

بارہواں منظر

(مسافروں کی خبرگیری اور ضیافت میں مشہور خاتون ام معبد کے پاس)

ابن اریقط۔ یہی خاتون اِم معبد ہیں۔
ابوبکرؓ۔ اس سے پوچھیں، اگر کچھ کھانے پینے کی چیز مِل جائے تو اچھا ہے۔
(سب سواریوں سے اُتر کر امّ معبد کے پاس جاتے ہیں۔)
ابوبکرؓ۔ ام معبد! تمہارے پاس اگر کھانے کی کوئی چیز ہو تو لے آؤ۔
ام معبد۔ اگر کچھ ہوتا تو واللہ آپ کے کہنے سے پہلے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا۔
محمدؐ۔ (خیمے کے گوشے میں بکری کھڑی دیکھ کر) اِم معبد! یہ بکری کیسی کھڑی ہے؟
امّ معبد۔ ریوڑ کے ساتھ چل نہیں سکتی، کمزور ہے اس لئے گھر ہی میں رہتی ہے۔
محمدؐ۔ کیا یہ دودھ دیتی ہے؟
امّ معبد۔ اگر آپؐ کو دودھ معلوم ہوتا ہے تو دوہ لیں۔
محمدؐ۔ (بکری کو پاس بلا کر اس کے تھنوں پر دستِ مبارک پھیرتے ہیں۔) برتن... ام معبد! برتن لاؤ۔ (بکری خوب دودھ دیتی ہے یہاں تک کہ زمین پر دودھ بہنے لگتا ہے) اِم معبد! یہ تم پی لو.....
امّ معبد۔ یہ کیا انہونی بات دیکھ رہی ہوں؟
ابوبکرؓ۔ تعجب نہ کرو، پی لو۔
محمدؐ۔ (دوسری بار دوہ کر) لو ابوبکرؓ! تم، ابنِ اُریقط وغیرہ سب پی لو۔
ابوبکرؓ۔ اور آپ یا رسولؐ اللہ؟
محمدؐ۔ پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ (آخر میں خود پی کر روانگی کا حکم دیتے ہیں) (جاتے ہوتے) خدا تمہارا بھلا کرے ام معبد! یہ باقی دودھ اس برتن میں رکھا ہے۔
امّ معبد۔ (حیران نظروں سے دیکھ رہی ہے اور حد نظر تک دیکھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔)
ابومعبد۔ (بکریاں چراتا ہوا گھر واپس آتا ہے۔ دودھ سے بھرا بُرتن دیکھ کر) اے

ابو معبد! یہ دودھ کہاں سے آگیا؟

امِّ معبد۔ یہ ایک مقدس شخص کے دستِ مبارک کی برکت ہے۔ اس نے پہلے سب کو پلایا، پھر آخر میں خود پیا اور باقی دودھ ہمارے لئے رکھ کر چلا گیا۔

ابو معبد۔ یہ تو مجھے وہی شخص معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش تھی.... امِ معبد! ذرا اس کا حلیہ تو بیان کرو۔

امِّ معبد۔ پاکیزہ رو... کشادہ چہرہ.... پسندیدہ خو.....صاحبِ جمال حسنِ مجسم.....آنکھیں سیاہ.....روشن اور فراخ.....بال گھنے.....سیاہ گھنگھریالے.....آواز میں تمکنت.....لمبی گردن.....روشن مردمک، باریک و پیوستہ ابرو۔ خاموش و باوقار.....گفتگو دل پذیر اور دل نشین، دلگداز..... دُور سے دیکھو تو ہمہ رعنائی و دلکشی..قریب سے نہایت دیدہ زیب.....مکمّل حسُن.....شیریں مقال.....شگفتہ بیان..... واضح کلام، کمی بیشی سے معرّا.....باتیں گویا موتی کی لڑیاں پروئی ہوئی.....میانہ قد، نہ پست نہ طویل..... شاداب نہال.....تازہ شاخ.....پاک گہر، پاک باز.....عالی مرتبت.....رفیق ایسے کہ ہر لمحہ پروانہ صفت جاں نثار ساتھی اس کی گفتگو کے وقت ہمہ تن گوش و سراپا سکوت ہو جاتے ہیں۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل میں ہر شخص سبقت لے جانا چاہتا ہے..... مخدوم.....مطاع.....نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو.....ایک کامل و اکمل انسان۔

ابو معبد۔ (محویت کے عالم میں سُننے کے بعد) واللہ یہ تو وہی فرزندِ قریش ہے جس کی تلاش میں مدّت سے کر رہا ہوں.....اب اس سے ضرور ملوں گا۔

زاد المعاد، صفو ۷۶
تاریخ طبری، سیرت ابن ہشام

تیرھواں منظر

(اسماءؓ بنت ابی بکرؓ ــــ عائشہ صدیقہؓ اور ان کے دادا
ابو قحافہؓ ابوبکرؓ کے مکان میں)

اسماءؓ۔ خدا ہی جانے یہ لوگ کس طرف گئے اور کہاں اقامت پذیر ہوں گے۔
(مکہ کے نشیبی حصے میں ایک آواز بلند ہوتی ہے اور کہنے والا نظر نہیں آتا)

آواز۔ جزی اللہ رب العرش خیر جزائہ
رفیقین حلا خیمتی ام معبد
ھما نزلا بالبر وارتحلا بہ
وافلح من امسیٰ رفیق محمد
لیھن بنی کعب مقام فتاتھم
ومقعدھا للمؤمنین بمرصد
سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا
فانکم ان تسئلوا الشاۃ تشھد

۱۔ خدا جزائے خیر دے ان دو رفیقوں کو (رسول اللہ اور ابوبکرؓ) جو ام معبد کے یہاں اترے وہ خیر و برکت لئے آئے بھی اور گئے بھی۔ جو محمدؐ کا ساتھی بنا وہ کامیاب و بامراد ہے۔
۲۔ مبارک ہو بنی کعب کو اپنی لڑکی کی یہ خوش نصیبی اور قدر و منزلت اور اس کا وہ خیمہ جہاں وہ ایمان والوں کی منتظر رہتی تھی۔
۳۔ تم اپنی بہن سے اس کی بکری اور دودھ کے برتن کے بارے میں دریافت کرو بلکہ تم اگر بکری سے پوچھو تو وہ بھی گواہی دے گی۔

عائشہ صدیقہؓ۔ اب معلوم ہوا کہ یہ لوگ کہاں مقیم ہیں۔
اسماءؓ۔ لیکن یہ آواز ہے کس کی۔ بولنے والا نظر نہیں آتا۔
عائشہ۔ ہوگا کوئی اللہ کا بندہ..... زمین اور آسمان میں اس کی بے شمار مخلوق ہے۔

ابوقحافہؓ۔[۱] اسماءؓ ..... عائشہؓ ..... ؛ بیٹی ! کہاں ہو؟ اِدھر تو آؤ۔

اسماءؓ۔ جی دادا جان !

ابوقحافہؓ۔ معلوم ہوتا ہے ابوبکرؓ ہمیں دُہری مشکل میں چھوڑ گیا۔ یعنی خود گیا تو گیا اپنا سارا اثاثہ بھی لے گیا۔

اسماءؓ۔ (زیرِ لب نہایت آہستہ) ٹھیک تو ہے ابّا جان ! پانچ چھ ہزار روپیہ تھا، سَب لے گئے۔

ابوقحافہؓ۔ جواب کیوں نہیں دیتی ؟

اسماءؓ۔ (ایک ترکیب سمجھ میں آتی ہے۔ دادا چونکہ نابینا ہیں اس لئے پتھر اٹھا کر کپڑے میں باندھیں اور جہاں مال و متاع دفن تھا وہاں رکھ آئیں۔ پھر دادا کو سہارا دے کر) نہیں دادا جان ! وہ ہمارے لئے خاصا اثاثہ چھوڑ گئے ہیں۔ چلئے میں آپ کو دکھا دوں۔

ابوقحافہؓ۔ کہاں ہے ؟ (ہاتھ پھیر کر دیکھئے، یہ سارا روپیہ موجود ہے) ہاں، ہاں، اب ہمارے پاس خاصا سرمایہ ہے۔ ابوبکرؓ کے جانے سے کوئی کمی نہیں پڑے گی۔ یہ اس نے بہت اچھا کیا۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ کئی دن کا انتظام ہوگیا۔

اسماءؓ۔ جی ہاں۔ یہی تو میں کہہ رہی تھی۔

عائشہؓ۔ (کھڑی تماشا دیکھ رہی ہیں۔)

اسماءؓ۔ (آہستہ سے ان کے کان میں) دیکھا تم نے ؟ مَیں نے تو دادا جان کے اطمینان کے لئے یہ بات بنا دی ورنہ ابا جان تو سب کچھ اپنے ساتھ لے گئے۔ — اضافۂ جدید از: عطیہ

---

[۱] ابوقحافہؓ فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ خصوصیت و شرف صرف ابوبکرؓ کے خاندان کو حاصل ہے کہ ان کی چاروں نسلیں صحابیِ رسول مقبولؐ رہیں۔ عطیہ؛ ابن ہشام، جلد اوّل صفحہ ۱۰۳

چودھواں منظر

(محمدؐ رسول اللہ اور رفیق صدیق ابوبکر صدیقؓ راستے میں)

محمدؐ۔ اب ہماری منزل کتنی دُور ہو گی .... ؟

ابن اریقط۔ مدینہ قریب ہی ہے یا رسولؐ اللہ !

ابوبکرؓ۔ کیا وہاں والوں کو ہماری روانگی کی اِطلاع ہو گئی ہے ؟

محمدؐ۔ ہاں ۔

ابوبکرؓ۔ مہاجرین و انصار بے چینی سے منتظر ہوں گے ۔

ابن اریقط۔ (پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ ! دیکھئے .. ہمارے پیچھے کوئی پھر آ رہا ہے ۔

محمدؐ۔ (پلٹ کر) ہاں .... کوئی نظر تو آ رہا ہے مگر خیر ... آنے دو ۔

بریدہ اسلمی۔ مَیں بریدہ اسلمی اپنی قوم کا سردار ہوں ۔ قریش نے جو انعام کا اِعلان کیا وہی سُن کر تمہاری تلاش میں نِکلا ہوں ۔

محمدؐ۔ (بے پروائی سے) لیکن ہمارا محافظ و نگہبان تم سے کہیں زیادہ طاقت رکھتا ہے ۔

بریدہ۔ (صرف یہی سُن کر متاثر و پشیمان ہوتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ ! میری گستاخی معاف کر دیجئے .... مَیں اپنی ساری قوم کے ساتھ ، جو تعداد میں ستر افراد پر مشتمل ہے ، اسلام قبول کرتا ہوں ۔

محمدؐ۔ خدا تمہیں معاف فرمائے ۔

بریدہ۔ (اس وقت اپنی پگڑی اُتار کر نیزے پر باندھتا اور پرچم کی طرح اُڑاتا ہوا اپنی قوم میں جا کر اعلان کرتا ہے) لوگوں ! .... امن کا بادشاہ ، صلح کا حامی ، عدل و انصاف کا بول بالا کرنے والا ۔ انسانیت کا نجات دہندہ حق کا پرستار تشریف لے آیا ہے ۔ تم لوگ اس کی رسالت پر ایمان لاؤ اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لو .... واللہ میں نے تو یہ دین قبول کر لیا ۔ اس کی تبلیغ پر ساری قوم مسلمان ہو جاتی ہے ۔

ابن ہشام   اضافہ جدید از عطیہ

پندرھواں منظر

(وادیٔ یثرب ..... گرمی کا موسم ہے۔ سورج کی کرنیں گویا آتش باری کر رہی ہیں۔ لیکن حبِ رسولؐ میں سرشار پرستارانِ حق اور فرزندانِ توحید بے چینی سے رسول اللہ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں)

انصاری۔ کیا پیغمبرِ انسانیت تشریف نہیں لائے؟

مہاجر۔ آج ہی تشریف آوری کی اُمید ہے۔

یہودی۔ (قریب ہی کھڑا ہے) تم لوگ کئی دن سے یہاں آکر جمع ہو جاتے ہو ان کے انتظار میں؟

عبداللہ انصاری۔ ہاں دیکھتے نہیں ۔ آفتاب کی کرنیں کس درجہ شعلہ بار ہیں لیکن ہم رسول اللہ کی محبت میں اس قدر سرشار و مدہوش ہیں کہ ہمیں یہ انتظار کی شدت عین راحت معلوم ہوتی ہے۔ گو اب تک ہم انؐ کے دیدار کی حسرت لئے ناکام لوٹ جاتے ہیں ... لیکن .....

مہاجر۔ صبر کرو عبداللہ! وہ ضرور تشریف لائیں گے۔

انصاری۔ (آبدیدہ ہوکر) میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور اب مجھے بالکل تابِ انتظار نہیں رہی۔ نہ معلوم کب ہمیں دیدار نصیب ہوگا۔

ابو ایوب انصاری۔ الفاظ ہرگز میری بیقراری کے مظہر و ترجمان نہیں ہو سکتے۔ آخر میں کیونکر بتاؤں کہ اس مقدس ہستی کے لئے جس نے ہمارے دلوں کو شمعِ ایمان اور نورِ اسلام سے تابناک و منور کر دیا ہے۔ کس حد تک بیقرار ہوں۔

عبادہ انصاری۔ واللہ تم لوگ سچ کہتے ہو۔ ہم نے بجان و دل اسلام قبول کر لیا۔ انؐ کی رسالت پر ایمان لے آئے لیکن بدقسمتی دیکھو کہ ابھی تک زیارت سے محروم ہیں۔

انصاری۔ کیا وہ تنہا آ رہے ہیں؟

مہاجر۔ نہیں .... خبر یہ آئی ہے کہ آپؐ کے ساتھ جاں نثار رفیق ابوبکر صدیقؓ

بھی ہیں۔

انصاری۔ دیکھو، سورج تو اب غروب ہوا ہی چاہتا ہے..... کچھ دیر میں بالکل ہی ڈوب جائے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے گھر لوٹ جائیں، کل پھر آجائیں گے۔

مہاجر۔ ہاں میری بھی یہی رائے ہے (سب اٹھ کر واپس جا رہے ہیں)۔

یہودی۔ (کسی کام سے ٹیلے پر چڑھتا ہے۔ اسے دور سے دو سوار آتے ہوتے نظر آتے ہیں۔ ڈوبتے سورج کی آخری کرنیں ان کے سائے اُجاگر کر رہی ہیں۔ وہ پلٹ کر آواز دیتا ہے) اے بنی قیلہ!... واپس آجاؤ۔ وہ دیکھو تمہیں جس کا انتظار تھا... وہ آگیا....

مہاجرینؓ و انصارؓ۔ (یہودی کی آواز پر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوتے دوڑتے واپس آرہے ہیں۔) اللہ اکبر.... اللہ اکبر.... (مدینہ کی فضا پُرجوش تکبیروں سے گونج رہی ہے۔)

بچیاں۔ (انصار کی معصوم بچیاں استقبالیہ ترانہ گاتی دف بجاتی معصومانہ انداز میں فرطِ مسرت سے بے قابو ہو کر نکلتی ہیں۔)

اشرق البدر علینا — من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا — مادعی للہ داع

ایھا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع

رسولؐ اللہ (صلعم) اور ابوبکرؓ سواریوں سے اُتر کر ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہیں۔ ان لوگوں میں جو ہنوز دیدارِ نبویؐ سے محروم تھے، چہ می گوئیاں ہو رہی ہیں۔ آخر ان دونوں میں رسولؐ اللہ کون ہیں ابوبکرؓ اس جستجو کا اندازہ کر کے اُٹھے اور آپؐ پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

عبداللہ بن سلامؓ[1]۔ (پُرجوش لہجے میں) اللہ اکبر ---- اللہ اکبر

خالدہ۔ (ان کی پھوپھی ہے، بگڑ کر) خدا تجھے نامراد کرے حصین! اگر تو موسیٰ بن عمران کو دیکھتا تو اس سے زیادہ خوش نہ ہوتا؟

عبداللہؓ۔ پھوپھی جان! یہ بھی موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں۔ انہیں کے دین پر ہیں اور ان کی بعثت کا مقصد بھی وہی ہے جو موسیٰ کی نبوت کا تھا۔

---

[1] اسلامی تاریخوں میں ان کا نام حصین عبداللہ بن سلام ہی ہے۔ یہ بہت بڑے عالم یہودی تھے۔ خود ہی اسلام لا کر نام بدل لیا تھا۔ عطیہ

خالدہ۔ (نرم پڑ کر) نورِ نظر! تو کیا یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر ہمارے احبار (علماء یہود) کرتے رہتے ہیں؟

عبداللہ بن سلام۔ جی ہاں، جی ہاں، وہی تو ہیں۔

خالدہ۔ (اٹھ کر) چلو تو قریب جا کر زیارت کریں۔ (جاتی ہیں اور آگے بڑھ کر دونوں کو دیکھتے ہوئے) حصین! ان میں رسول اللہ کون ہیں۔

عبداللہ۔ (انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے) دیکھئے، وہ جو تشریف فرما ہیں وہی رسول اللہ ہیں اور جو ان پر سایہ کئے کھڑے ہیں یہ ان کے ساتھی اور جاں نثار رفیق ابوبکر صدیق۔ اس وقت رسول اللہ کا رخِ انور بالکل میرے سامنے ہے اور میں انہیں اچھی طرح دیکھ رہا ہوں۔ واللہ یہ شخص ہرگز دروغ گو نہیں ہو سکتا۔

(مہاجرین و انصار چاروں طرف سے السّلام علیکم یا رسول اللہ! کہتے ہوئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔)

انصاری۔ یا رسول اللہ! ہمیں اسلامی تہذیب و تعلیم سے آراستہ کیجئے۔

محمدؐ۔ (کھڑے ہو کر) ایہا الناس! افشو السلام و اطعمو الطعام و صلو الارحام وصلّوا باللیل والناس نیام لوگو! سلام میں پہل کیا کرو۔ آپس میں ایک دوسرے کو کھانا کھلایا کرو۔ اپنے رشتوں کو جوڑا کرو اور اس وقت خدا کی عبادت (نماز) کرو جب لوگ سوتے ہوں (تنہائی میں اسے یاد کرو)۔

(اپنی سواریوں کی طرف جاتے ہیں۔)

"عبداللہ بن سلام خود ہی عالم تھے۔ یہ دل نشین کلمات سُن کر فوراً ذہن نشین کر لیتے ہیں۔ اب اِن کا دل نورِ ایمانی سے اور بھی منوّر ہو گیا!

بنو حارث۔ (چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر کر) یا رسول اللہ! ہمارے غریب خانے پر فروکش ہوں۔ حضورؐ! ہمارے گھر کو رونق بخشیں.... یا رسول اللہ! ہم اسلحہ اور ساز و سامان سے آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ ہماری تعداد کم نہیں۔ ہمیں ضیافت کا شرف عنایت کیجئے۔ (نکیل پکڑ لیتے ہیں)

محمدؐ۔ اس کی نکیل چھوڑ دو.... راستہ نہ روکو، یہ اونٹنی مامور ہے۔ خدا کے حکم سے خود ہی کہیں بیٹھ جائے گی۔

بنو عدی۔ یا رسول اللہ! ہم طاقت، دولت، حمایت، فیاضی اور بہادری میں

مشہور ہیں۔ ہمیں ضیافت کا موقع عنایت فرمائیے۔
(نکیل پکڑ لیتے ہیں)

محمدؐ۔ چھوڑ دو دوستو! یہ مامور من اللہ ہے۔ جہاں بھی بیٹھ جائے وہی منزل ہے

بنو سالم۔ (تیزی سے آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! ہمارے پاس قیام فرمائیں.... ہماری تعداد بہت ہے اور ہم خاصا جنگی سامان رکھتے ہیں

محمدؐ۔ بھائیو! اس اونٹنی کو نہ پکڑو۔ یہ خود ہی کہیں بیٹھ جائے گی۔
(اونٹنی چلتے چلتے خود ہی ایک احاطے میں بیٹھ جاتی ہے)

انصار۔ ارے..... اونٹنی یہاں خود بیٹھ گئی... پتا نہیں یہ کس خوش نصیب کی ملکیت ہے!

محمدؐ۔ (آس پاس والوں سے) یہ کس کی زمین ہے؟

معاذ بن عفرا۔ (آگے بڑھ کر) حضورؐ! یہ جگہ دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل بنی عمرو کی ہے۔

محمدؐ۔ (ابوبکرؓ سے آہستہ آہستہ کچھ فرماتے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ بھائیو! در اصل رسولؐ اللہ اس زمین پر مسجدِ نبویؐ تعمیر کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس کی قیمت بتا دی جائے۔

بنی عمرو۔ نہیں یا رسولؐ اللہ! ہم آپؐ سے ہرگز اس کی قیمت نہ لیں گے۔

انصار۔ حضورؐ! قیمت ہم ادا کر دیں؟

محمدؐ۔ اس کی قیمت ضرور دی جائے گی___ ابوبکرؓ! تم معاملہ پختہ طور پر طے کر لو۔

بنی عمر۔ دس دینار۔

محمدؐ۔ دے دو۔

معاذ۔ یہ سو گز مربع زمین ہے۔

(ابو ایوبؓ انصاری ضیافتِ نبویؐ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔)

مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع ہو گئی۔ رسولؐ اللہ (صلعم) بھی تمام صحابہؓ کرام کے کے ساتھ اینٹیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں اور زبانِ مبارک پر یہ کلمات ہیں۔

اللّٰھم لاعیش الاعیش الاخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ
(زندگی ہے تو آخرت کی زندگی، خدایا مہاجرین و انصار کی مدد کر)

صحابہ کرام (تعمیر میں مصروف ہیں) ؎

لئن قعدنا والرسول العمل لذالك العمل المضلّل

(ہم بیٹھے رہیں اور رسولؐ اللہ کام کریں؟ یہ تو بڑی گمراہی کی بات ہوگی) حضورؐ! حکم ہو تو چھت بھی ڈال دی جائے؟

محمدؐ۔ نہیں، موسیٰؑ کی عریش کی سی عریش بہتر ہوگی۔ (آج بھی عرب کے اطراف و اکناف میں بادیہ نشینوں میں عریش (SHED) بنانے کا دستور ہے۔ مسجدِ نبویؐ کی دیواریں کچی اینٹوں کی تین گز اونچی تھیں اور کھجور کے تنے ستون کی جگہ نصب کئے گئے تھے۔

سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۷۳ - ۱۷۷

مع اضافۂ جدید از : عطیہ

سولھواں منظر

(یہودی کی کھجور کے سائے میں سلمان فارسی اور ایک غلام باتیں کر رہے ہیں۔)

غلام۔ لو سلمان! میں نے تو اپنا قصہ سنا دیا۔ اَب تم بھی اپنی داستان سناؤ۔

سلمان۔ (زیرِ لب) میرا قصہ تو عجیب ہے جو بہت حیرت انگیز داستان بَن گیا ہے۔

غلام۔ تم اس یہودی کے ہاتھ فروخت ہونے سے قبل کہاں تھے اور کیا کرتے تھے؟

سلمان۔ دراصل میں ایرانی ہوں۔ میرا وطن اصفہان ہے۔ میرا باپ زراعت (کھیتی) کرتا تھا۔ اور مجھے بے حد چاہتا تھا۔ انتہا یہ ہے کہ وہ مجھے کنواری لڑکیوں کی طرح بند کر کے رکھتا تھا۔ میں ایک لمحہ بھی اِس کی نظروں سے اوجھل نہ رہ سکتا تھا۔ مجوسیت (آتش پرستی) میں مَیں نے اس درجہ کمال حاصل کر لیا تھا کہ مجوسیت میرے رگ وپے میں سرایت کر چکی تھی جیسے روئی میں آگ دَب کر یک جان ہو جاتی ہے۔ ایک دن اتفاق سے ابّا جان نے مجھے باہر کسی کام سے بھیج دیا۔ راستے میں میرا گزر ایک کلیسا کی طرف سے ہوا۔ یہ نصاریٰ کا گرجا تھا۔ میں نے وہاں سے عجیب آوازیں بلند ہوتی سُنیں۔ میرے باپ نے چونکہ مجھے ہمیشہ گھر کی چار دیواری میں قید کر رکھا تھا اس لئے مجھے کیا معلوم تھا کہ باہر کی دُنیا میں لوگ کیسے رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ ان کی آوازیں سُن کر بے اختیار میں اندر چلا گیا۔ وہاں دیکھا کہ نصاریٰ عبادت میں مصروف تھے۔ مجھے ان کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، اور ان کی عبادت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

میں خاصی دیر تک حیران وششدر کھڑا اِن کی حرکات وسکنات کا دلچسپی سے مطالعہ کرتا رہا۔ آخر میں نے دل میں سوچ لیا کہ واللہ یہ ہمارے دین (مجوسیت) سے کہیں بہتر ہے.... مَیں اسی خیال میں غلطاں اور اسی

فکر میں غرق تھا کہ مغرب ہو گئی ... جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو میں نے بڑے اشتیاق سے آگے بڑھ کر ان سے دریافت کیا کہ اس دین کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شام میں اس کے معلّم رہتے ہیں اور وہیں ان کا دینی مرکز بھی ہے۔

میں تھوڑے بہت اِستفسارات کے بعد عجیب تبدیلی محسوس کرتا ہوا گھر واپس آ گیا۔

میرے باپ نے جو سراپا فکر و تردّد بنا بیٹھا تھا، بے تابانہ مجھے دل سے لگا لیا اور پوچھا کہ کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے تم سے کیا کہا تھا اور کہاں بھیجا تھا؟ تمہاری تلاش میں آدمی بھی دوڑاتے گئے تھے۔

مَیں نے سارا واقعہ سنا دیا ... جواب میں کہا "نہیں ... تمہارے باپ دادا کا دین بہتر ہے۔ یہ حماقت نہ کر بیٹھنا ..." میں نے کہا "نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ دین ہمارے دین سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ابّا جان کو میری اِن باغیانہ باتوں نے خوف زدہ کر دیا۔ پھر تو واقعی انہوں نے مجھے قید کر دیا یعنی پاؤں میں رسّیاں باندھ کر کمرے میں بند کر دیا ... میں نے اس حالت میں بھی اپنے جذبات میں کوئی فرق نہ محسوس کیا ——— اور نصاریٰ کے پاس اپنے ایک آدمی کو بھیج کر دریافت کرایا۔ "تمہارا قافلہ شام کب جا رہا ہے؟ مجھے رَوانگی سے ضرور مطلع کرنا۔"

انہوں نے جواب دیا کہ بس جانے ہی والا ہے۔ مَیں نے خود ہی اپنی رسّیاں توڑ لیں اور موقع پا کر بھاگ نکلا اور اسی وقت قافلے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

وہاں پہنچ کر مَیں نے معلوم کیا کہ اس دین کا سب سے بڑا عالم معلّم کون ہے۔ بتایا گیا کہ وہ اس کلیسا میں رہتا ہے ..... میں اس کے پاس گیا اور باادب درخواست کی کہ مَیں آپ کا مذہب اِختیار کرنا چاہتا ہوں اور میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ کے پاس رہ کر مذہبی تعلیم حاصل کروں، تاکہ آپ کی خدمت بھی کرتا رہوں اور آپ کی معیت میں تو عبادت بھی افضل ہے۔

اس نے بلا تامّل کہا۔ "آجاؤ، کوئی مضائقہ نہیں .... کئی دن گزر گئے میں اس کی خدمت کرتا اور اس سے تعلیم حاصل کرتا رہا لیکن رفتہ رفتہ مجھے

علم ہوتا گیا کہ یہ شخص بہت خراب ہے۔ اپنے خادموں سے خیرات وصدقات کے نام سے رقم واشیاء لیتا اور اپنے مصرف میں لاتا ہے حتیٰ کہ اس ذخیرہ اندوزی اور بے ایمانی سے اس نے سات مٹکے سونے اور چاندی سے بھر رکھے ہیں۔

اس کی یہ حرکات دیکھ کر میں اس کی طرف سے بدظن و بد دل ہوگیا حتیٰ کہ مجھے اس سے سخت نفرت ہوگئی۔ اسی دوران میں وہ مرگیا تو تمام نصاریٰ جمع ہوئے اور اسے مذہبی عزّت وتکریم سے دفن کرنے کے بارے میں غور کرنے لگے۔ مَیں نے سارا راز فاش کر دیا اور کہا کہ اگر تم لوگ دیکھنا چاہو تو میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اس دفینے کی جگہ بھی بتا سکتا ہوں۔ یہ شخص تم سے لے کر اپنے لئے اندوختہ کرتا تھا۔ وہ لوگ میرے ساتھ گئے اور دفینہ نکال کر دیکھا تو سخت برہم ہوگئے۔ کہنے لگے مقدس معبود کی قسم ہم اسے ہرگز عزّت واعزاز سے دفن نہیں کریں گے۔ اِسے پھانسی پر لٹکا کر سنگسار کیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص اس کا جانشین ہوا۔ یہ واقعی بڑا متقی و پرہیزگار تھا۔ میں نے دنیا میں ایسا بیگانۂ دنیا اور آخرت کا طلب گار، دِن رات کا عبادت گذار آدمی کہیں نہیں دیکھا تھا۔ مجھے اس سے بڑی محبّت ہوگئی۔ ایک طویل عرصہ اس کے ساتھ گزارا۔ اس کی سچّی مذہبیت اور خدا پرستی نے مجھے اس کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ وہ بیمار ہوتا تو مجھے بڑا صدمہ ہوتا کہ اگر یہ بھی گزر گیا تو کیا ہوگا.... چنانچہ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ مرشدِ محترم! اگر آپ کا بھی وقت آگیا تو میں کیا کروں گا...؟ مجھے کسی کے سپرد کردیجئے۔ اس نے کہا "بیٹا! مجھے علم نہیں کہ میرے بعد کوئی اور بھی دینِ مسیحی پر اس سختی سے کاربند ہوگا۔ اس لئے کہ ایسے لوگ اُٹھ گئے اور نئی نسلوں نے دین میں تحریف کی اور بہت کچھ چھوڑ دیا۔ البتہ ایک شخص ہے جو موصل میں رہتا ہے"۔ غرض اس نے مجھے اس کا پتا بتایا اور یقین دلایا کہ وہ حق پرست ہے۔ پھر وہ مَرگیا اور اِسے مذہبی رسوم سے دفنادیا گیا۔

اس کی وفات ہوتے ہی میں موصل گیا اور اپنے سرپرست پادری سے ملا۔ اِسے سارا واقعہ بتایا۔ اس نے کہا "تم بخوشی میرے ساتھ رہو"۔ مَیں نے اس کی نگرانی میں مزید تربیّت وتعلیم حاصل کی۔ حقیقت میں وہ بھی نہایت پارسا اور پاک باز بزرگ تھا۔ لیکن بدقسمتی سے چند ہی روز بعد اس کا بھی

وقت آگیا اور اس نے مجھے مرنے سے قبل وصیّت کی کہ "نصیبین" میں ایک بزرگ ملیں گے۔ تم میرے بعد ان کے پاس جانا اور ان سے استفادہ کرنا۔ اس کے بعد وہ مرگیا۔ میں اب اس کی وصیّت کے مطابق نصیبین پہنچا لیکن جلد ہی وہ بھی گزر گیا۔ یہ پادری علالت کے دوران میں کہا کرتا تھا۔ "تم تو ہونہار ہو۔ میں تم سے خوش ہوں اور بہت محبّت کرتا ہوں۔ میرا وقت آنے والا ہے۔ تم عموریہ کے نیک اور مقدس پادری سے ضرور ملنا اور اس کی خدمت کرنا۔ یہ روم میں رہتا ہے۔" یہ بھی انہیں دونوں کی طرح تھا۔ مَیں نے اس کی صحبت سے بہت فیض پایا۔ نہ صرف مذہبی تعلیم بلکہ اس کی بدولت میرے پاس گائے، بکریاں بھی ہوگئی تھیں۔ تجربے کی بنا پر میں ہر وقت خوف زدہ رہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا۔ "خدائے قدوس کی قسم، ہم چند ہستیوں کے بعد صفحۂ ہستی پر کوئی عیسائیت کا سچّا خدمت گار نہ رہے گا۔ البتہ بہت جلد دینِ ابراہیمی پر قائم ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے جو عرب سے دو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجور کے درختوں میں (نخلستانی علاقہ) کی طرف ہجرت کرے گا۔ اس کی علامات روشن ہونگی چھپی نہیں رہ سکتیں ...... وہ تحفہ قبول کرلے گا لیکن صدقہ نہیں کھا سکتا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت ہوگی۔ اگر تم عرب جا سکو تو ضرور جانا اور اس سے ملنا تمہاری خوش قسمتی ہوگی۔ پھر وہ بھی مرگیا۔ میں کچھ روز اور وہاں ٹھہرا۔ اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ ایک تجارتی قافلہ "عموریہ" سے گذرنے والا ہے۔ مَیں نے ان قافلہ والوں سے درخواست کی کہ مجھے عرب تک پہنچادیں۔ میں انہیں اپنا سارا سرمایہ اور بھیڑ بکریاں دے دوں گا۔ چنانچہ وہ راضی ہوگئے اور میں ان کے ساتھ روانہ ہوکر مکّہ پہنچا۔ لیکن وہاں پہنچ کر یہ لوگ بدل گئے۔ مجھ پر بڑے ستم ڈھائے اور بہت زیادتیاں کیں۔ حتیٰ کہ ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا۔

میں ایک غلام کی حیثیت سے ان کے پاس رہتا تھا۔ اس عرصے میں اس کا چچیرا بھائی آیا اور مجھے خرید کر اپنے ساتھ مدینہ لے گیا۔ میں نے مدینہ جاکر کھجور کے درخت دیکھے تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہی مقام ہے جس کا ذکر میرے مرشد مرحوم نے کیا تھا۔ مَیں یہاں اجنبی تھا۔ خاموش رہا کہ ابھی اور دیکھوں خدا کیا کرتا ہے۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی یہ شخص، جو اس کا

عم زاد بھائی ہے، مجھے اپنے ساتھ یہاں لے آیا۔ واللہ یہاں مجھے وہی کچھ نظر آرہا ہے جو مجھ سے میرے مرحوم مرشد نے کہا تھا۔

عاذر۔ سلمان! تمہیں آخر کیا ہو گیا ہے، جاؤ اپنا کام کیوں نہیں کرتے ___؟ (غلام سے) بتا یہ نصرانی (سلمان) ابھی تم سے کیا باتیں کر رہا تھا؟

غلام۔ (خاموش رہتا ہے)

عاذر۔ (ڈپٹ کر) میں نے تجھے اس لئے تو نہیں خریدا تھا کہ یہاں کھجور کے سائے میں آرام سے بیٹھ کر باتیں بناتے۔ تجھے سخت سزا ملے گی نمک حرام!

یہودی۔ (دُور سے دوڑتا ہوا آتا ہے) عاذر! اے عاذر!..... کہاں ہو، ذرا سُنو تو۔

عاذر۔ (دیکھتے ہوتے) کچھ کہو گے بھی یا یوں ہی چیختے رہو گے؟

یہودی۔ (قریب آکر) ارے بھائی کیا کہوں، خدا بنی قیلہ کو سمجھے۔ یہ سب کے سب مکّہ سے آتے ہوئے ایک شخص کو گھیرے بیٹھے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہے۔

عاذر۔ رسول.....؟ نبی.....؟

سلمانؓ۔ (کھجور کی بلندی پر بیٹھے یہودی کی بات سُن کر لرز جاتے ہیں اور گرتے گرتے بچتے ہیں۔ بہر حال اپنے کو سنبھالتے ہوئے اُتر کر آتے ہیں اور یہودی سے) آپ ابھی.... کیا کہہ رہے تھے....؟

عاذر۔ (منہ پر طمانچہ مار کر) جا، تجھے اس سے کیا مطلب؟ اپنا کام کر....

سلمانؓ۔ (منہ بسورتے ہوتے گال سہلاتے ہیں) میں ان سے یقیناً پوری بات سُننا چاہتا ہوں۔

عاذر۔ کیا کرے گا سُن کر؟ جا یہاں سے۔

سلمانؓ۔ (دوسرے دن سامان باندھ کر نبی کریم (صلعم) کی تلاش میں نکلتے ہیں)

حدیث اسلام سلمانؓ الفارسی

سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۳،

سترھواں منظر

(۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ، نبی کریم (صلعم) بنو سالم میں سو فرزندانِ توحید کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں۔ یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔ اور ابنِ ہشام نے اس خطبے کو پہلا خطبہ قرار دیا ہے)

محمدؐ۔ (منبرِ خطابت پر) حمد الله واثنیٰ علیه بما هو اهله ثم قال۔ ایها الناس! فقدموا لانفسکم لتعلمن والله لیصعقن احدکم ثم لیدعن غنمه، لیس بها راعٍ ثم لیقولن له ربه۔ ولیس له ترجمان ولا حاجب یحجبه دونه الم یاتك رسولی فبلغك؟ وآتیتك مالا وافضلت علیك فما قدمت لنفسك؟؟ فلینظرن یمینا وشمالاً فلا یری شیئاً ثم لینظرن قدامه فلا یری غیر جهنم فمن استطاع ان یقی وجهه من النار ولو بشق من تمرةٍ فلیفعل — فمن لم یجد ه فبکلمة طیبة فان بها تجزی الحسنة عشرا مثالها الی سبع مائة ضعف — والسلام علیکم وعلیٰ رسول الله ورحمة

حصین بن سلام۔ (آہستہ آہستہ رسولؐ اللہ کے قریب آکر رازدارانہ لہجے میں) یا رسولؐ اللہ آپؐ جانتے ہیں کہ میں یہودی عالم تھا لیکن اب مسلمان ہوگیا ہوں۔ یہودی قوم بڑی بہتان طراز، عیب جُو اور فتنہ پَرداز ہوتی ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس وقت اس مجمع میں میری قوم کے افراد بھی موجود ہیں۔ آپؐ ان سے میرے بارے میں دریافت کیجئے کہ میں ان میں کیا حیثیت رکھتا ہوں۔ قبل اس کے کہ انہیں میرے اسلام لانے کی خبر ہو۔ یہ دریافت کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ بعد میں یہی لوگ مجھے سب سے زیادہ مطعون و بدنام کریں گے۔ اور مجھ پر جھوٹے الزام لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ (دبے پاؤں واپس جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ یہودیو! حصین بن سلام تم میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔

یہودی۔ وہ ہمارا خاندانی آقا اور مقتدر مذہبی رہنما ہے۔

حصین۔ (کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں) میرے یہودی بھائیو! خدا سے ڈرو اور محمدؐ کا پیغام قبول کرلو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا اور تم بہت جلد جان لوگے کہ یہ وہی مقدس رسولؐ ہے جس کی بشارت ہماری مقدس آسمانی کتابوں میں ملتی ہے۔

یہودی۔ (تعجّب سے) تم مسلمان ہو گئے حصین؟

حصین۔ (باآوازِ بلند) اَشھد ان لاالٰہ الا اللہ و اَشھد اَن محمّد رسول اللہ۔

اشیع۔ حصین اپنی قوم میں فتنہ کھڑا کر رہا ہے۔ تو جھوٹا ہے۔ یہ وہ نبی نہیں۔

فخاص۔ حصین ذلیل بن ذلیل اور جاہل بن جاہل ہے۔

حصین۔ یا رسول اللہ! ملاحظہ فرمایا آپؐ نے؟ میں نے آپؐ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ یہود کس قدر دروغ گو، بہتان طراز اور چرب زبان قوم ہے۔

فخاص۔ حصین! تم چاہتے ہو کہ ہم اِن کی اسی طرح پرستش کریں جس طرح عیسائی عیسیٰؑ کی پوجا کرتے ہیں؟ گو تم بڑے اچھے تھے لیکن اَب سب سے بدتر ہو گئے۔

نصرانی۔ (نجران کا) کیا تم ہم سے یہی چاہتے ہو محمدؐ! اور تمہاری دعوت و تبلیغ کا مقصد یہی ہے؟

محمدؐ۔ اعوذ باللہ، استغفراللہ، میں خود خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کروں یا دوسروں کو اس کا حکم دوں؟ نہ میری دعوت و تبلیغ کا یہ مقصد ہے اور نہ مجھے خدا نے اس کا حکم ہی دیا[1]۔ ما کان لبشران یوتیہ اللہ الکتاب والحکم الخ

ابوبکرؓ۔ فخاص! خدا تیرا بھلا کرے۔ تو خدا سے ڈر۔ واللہ تو خوب جانتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

فخاص۔ کیا ابھی اپنے خطبے میں انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اللہ ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سو تک دے گا؟

ابوبکرؓ۔ ہاں، اللہ ہر نیکی کا عوض دس گنا زیادہ دے گا تو یہ اِس کی مہربانی ہے اپنے بندوں پر۔

---

[1] ما کان لبشران یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ الآیہ (آل عمران) - اس آیت کی شانِ نزول یہی ہے۔

فخاص - پھر تمہیں کہو ___ ! واللہ ہم تمہارے خدا کے محتاج نہیں بلکہ وہی ہم سے مدد چاہتا ہے اور ہمارا محتاج ہے - ہم اس سے بے نیاز ہیں لیکن وہ ہم سے بے نیاز نہیں رہ سکتا - ایک نیکی کا دس نیکیوں کے برابر اجر دے کر کیا وہ سُود نہیں دیتا ؟ وہ ہم سے قرض بھی مانگتا ہے۔

ابوبکرؓ - (غصّے میں بے تاب ہو کر فخاص کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوتے) واللہ اگر ہمارے درمیان معاہدہ نہ ہوا ہوتا تو مَیں اس وقت تیری گردن مار دیتا !

فخاص - (چلّا کر) دیکھ رہے ہو محمدؐ ! تمہارے ساتھی نے مجھ سے کتنی گستاخی کی .... ؟

محمدؐ - ابوبکرؓ ! یہ کیا کیا ؟ تم سے یہ کس نے کہا تھا ... ؟

ابوبکرؓ - یا رسولؐ اللہ ! یہ خدا کا دشمن ہے - شانِ خداوندی میں گستاخی کر رہا تھا - یہ کہتا ہے ' اللہ فقیر ہے اور ہم تو انگر و بے نیاز ہیں - مجھے یہ سُن کر طیش آگیا اور میں نے اُسے تھپڑ مارا۔

فخاص - (بات بدل کر) نہیں ' نہیں ' مَیں نے یہ نہیں کہا تھا....

محمدؐ - (وحی نازل ہوتی ہے) لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء سنکتب ما قالوا الآیہ - ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذیً کثیرا و ان تصبروا و تتقوا فان ذالک من عزم الامور - (القرآن)

اشیع - تم کہتے ہو ساری کائنات کا خالق خدا ہے تو بھلا یہ بھی تو بتاؤ کہ خدا کو پیدا کرنے والا کون ہے ؟

محمدؐ - (غصّے میں چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے - جبریلؑ کی آواز....)

جبریلؑ - خاطر جمع رکھو - محمدؐ ! گھبراؤ نہیں .... وحی نازل ہوتی ہے)

محمدؐ - (لوگوں سے) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد و لم یکن لہ کفواً احد۔

شموئل - اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے اللہ کی شکل کیسی ہے ؟ یعنی ہاتھ پاؤں کس قسم کے ہیں ؟

محمدؐ - (پہلے سے زیادہ غضب ناک اور لرزہ بر اندام ہیں۔)

جبریلؑ - محمدؐ ! گھبراؤ نہیں - غصّہ نہ کرو ... اطمینان رکھو ' یہ خدا کی طرف سے ان

ؒ مفسرین میں ابن جریر ' ابو حاتم ' ابن کثیر سب اس پر متفق ہیں - عطیہؔ

کے سوالات کا جواب آگیا۔

محمدؐ۔ (دل میں) کیا؟

جبریلؑ۔ (وحی نازل ہوتی ہے) وما قدروا اللّٰہ حق قدرہٖ والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہٖ سبحٰنہٗ وتعالٰی عما یشرکون۔ (القرآن)

اشیع۔ محمدؐ! تم کتنے رسولوں کو مانتے ہو؟

محمدؐ۔ نؤمن باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الٰی ابراھیم واسماعیل الخ لانفرق بین احد من رُسُلہٖ ونحن لہٗ مسلمون۔"

نصرانی۔ کیا تم عیسیٰؑ کو نبی مانتے ہو؟

یہودی۔ ہم عیسیٰؑ کو نبی نہیں مانتے بلکہ ان پر ایمان لانے والوں کو مومن ہی نہیں سمجھتے۔

نصرانی۔ ہم بھی موسیٰؑ کو نبی نہیں سمجھتے، نہ ان کے ماننے والوں کو مومن تسلیم کرتے ہیں۔

یہود۔ (اُٹھتے ہیں) موسیٰؑ کے بعد خدا نے کسی پر کتاب نہیں نازل کی! نہ اِن کے سوا کسی کو نبی اور رسول بنایا۔

نصرانی۔ تم لوگ جھوٹے ہو جو یہ سمجھتے ہو کہ عیسیٰؑ کو سُولی دی گئی۔ اللہ نے صرف انجیل اُتاری ہے توریت آسمانی کتاب نہیں۔

محمدؐ۔ (دونوں سے) قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم ان لانعبد الا اللّٰہ ولانشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللّٰہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مُسلِمُوْن۔

نصاریٰ۔ محمدؐ! تمہارا دین تمہیں مبارک ہو، تم بھی ہمیں اپنے دین پر رہنے دو۔

اشیع۔ تمہیں اپنی یہ بات یاد ہے۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اِس سے تمہارے خدا کی مراد تم ہو یا ہم؟

محمدؐ۔ دونوں ہیں۔

شموئیل۔ تم پڑھتے رہتے ہو کہ ہمیں (یہود کو) توریت دی گئی اور اس میں ہر چیز کا ذکر ہے۔

محمدؐ۔ ہاں، لیکن اللہ کا علم اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

یہودی عالم۔ کتنا ہوگا تمہارے خدا کا علم؟

محمدؐ۔ (تلاوت فرماتے ہیں) ولوان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔

سموئل۔ اچھا یہی بتا دو کہ دنیا کی عمر کیا ہے ؟

الشیخ۔ ہمارا تو خیال ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔

عالم یہود۔ بتاؤ، قیامت کب آئے گی۔ اگر تم واقعی نبی ہو تو بتا دو گے۔

محمدؐ۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا۔ قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو۔ ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

یہود و نصاریٰ۔ تمہیں تو کچھ بھی نہیں معلوم۔ سب تمہارا خدا ہی جانتا ہے۔

محمدؐ۔ بالکل خدا کا علم بے پناہ اور لا انتہا ہے۔ پھر اس لاحاصل بحث سے کیا فائدہ۔ ایک بات پر جھگڑا ختم کر دو کہ ہم تم مل کر ایک ہی خدا کو مان لیں اور بلا شرکتِ غیرے اس کی خدائی اور وحدانیت تسلیم کر لیں۔

(یہود و نصاریٰ دونوں بغیر جواب دیئے اٹھ جاتے ہیں)

سلمان فارسی۔ (بڑی سی ڈلیا ہاتھ میں لئے ہوئے اندر آتے ہیں)۔ یا رسولؐ اللہ! میں نے سُنا ہے کہ آپؐ بہت نیک آدمی ہیں اور آپؐ کے ساتھی بڑے غریب و حاجت مند ہیں۔ اس ٹوکری میں کچھ کھانے کی چیزیں لایا ہوں۔ مجھے آپؐ سب سے زیادہ مستحق نظر آتے ہیں۔

محمدؐ۔ ہدیہ ہے یا خیرات و صدقہ ؟

سلمانؓ۔ (ڈلیا میں سے چیزیں نکال کر بڑھاتے ہوئے) صدقہ اور خیرات ہے ہدیہ نہیں۔

محمدؐ۔ (مستحق ساتھیوں سے) تم لوگ کھاؤ۔

ابو بکرؓ۔ (آس پاس نظر ڈال کر) عمرؓ کہاں گئے ؟

حمزہؓ۔ کون ابن الخطابؓ ؟ وہ تو ناقوس لینے گئے ہیں۔ لکڑیاں لا کر اس کا سنکھ بنالیں گے۔

سلمانؓ۔ (آپؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) لوگو! یہ خود نہیں کھائیں گے ؟

حمزہؓ۔ نہیں سلمان! رسولؐ اللہ صدقہ نہیں کھاتے۔

سلمانؓ۔ (خوش ہو کر دل ہی میں) یہ پہلی علامت ہے (ڈلیا میں سے علیحدہ رکھی

ہوئی چیزیں نکال کر) یارسولؐ اللہ! یہ ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

محمدؐ۔ لاؤ۔ شکریہ! بسم اللہ۔

سلمانؓ۔ (بے اختیار جھک کر بوسہ لیتے ہوئے) اللہ! تیرا شکر ہے۔ خداوندا! تیرا احسان ہے۔

محمدؐ۔ (حیرت سے) یہ کیا.... سلمان! کیا ہوگیا تمہیں....؟

سلمانؓ۔ (فرطِ مسرت سے آنسو بھر آتے ہیں) جس کے بارے میں مدت سے سُن چکا تھا اور جس کے لئے ماہیٔ بے آب رہا آج اسے پالیا۔ آج اس ذاتِ اقدس کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوگیا۔ (دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھ کر بوسہ لیتے ہیں) یارسولؐ اللہ! دراصل میں ایرانی ہوں اس لئے میرا نام سلمان فارسی ہے۔ میں عہدِ طفلی ہی سے حق کا جویا ہوں اور اسی تلاش میں سرگرداں رہا۔ در در کی ٹھوکریں کھائیں۔ آج خدا کا شکر ہے کہ خوش قسمتی سے دیرینہ آرزو بر آئی۔ لیکن (آبدیدہ ہیں) افسوس کہ غلامی کا طوق میری گردن میں پڑا ہے..... یہ میری راہ میں ضرور حائل ہوگا۔

محمدؐ۔ غلامی!

سلمانؓ۔ جی ہاں سرکار! غلامی....!

محمدؐ۔ کیوں نہ مکاتبت کرلو، یعنی اپنے آقا کو اپنی قیمت یا اس سے کچھ زائد دے دو اور نجات حاصل کرلو۔

سلمانؓ۔ ارشاد کی تعمیل ضرور کروں گا لیکن اس طرح کہ اپنے یہودی آقا کی کھجوروں کو سیراب کردوں ورنہ میرے پاس اور تو کوئی اثاثہ نہیں کہ مجھے اس عذاب سے گلو خلاصی مل جاتی۔

محمدؐ۔ (صحابہ کرامؓ سے) دوستو! اپنے بھائی کی مدد کرو۔

صحابہ کرامؓ۔ بسرو چشم یارسولؐ اللہ! ہم سب مل کر اِن کی مدد کریں گے... سلمان! تم اطمینان رکھو۔ ہم تمہیں کھجور کے پودے دیں گے اور تمہاری زمین قابلِ کاشت بنا دیں گے۔

محمدؐ۔ جاؤ سلمان! زمین کھود کر ہموار کرلو، پھر مجھے آکر بتانا تو میں اس میں اپنے ہاتھ سے ایک پودا لگا دوں گا۔ (سلمانؓ دستِ مبارک پر بوسہ دے کر جاتے ہیں)

ابوبکرؓ۔ (عمر بن الخطابؓ کو اندر آتا دیکھ کر) عمرؓ! کیوں، لے آئے لکڑیاں ناقوس کے لئے؟

اُٹھارھواں منظر

(کاشانۂ نبویؐ کے قریب ایک انصاری اور مہاجر میں گفتگو ہو رہی ہے)

انصاری۔ کیوں، یہ کاشانۂ نبویؐ پر لوگ جمع کیوں ہیں؟

مہاجر۔ رسولؐ اللہ شادی فرما رہے ہیں۔

انصاری۔ کس خوش نصیب سے؟

مہاجر۔ عائشہؓ بنت ابی بکر صدیقؓ سے۔ ابتدائی بات چیت مکہ ہی میں ہو گئی تھی۔

انصاری۔ لیکن یہ تو جبیر بن مطعم کے لڑکے سے منسوب تھیں۔

مہاجر۔ ہاں مگر بات یہ ہوئی کہ جبیر اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر عائشہؓ سے شادی ہوتی ہے تو اسلام خود بخود ان کے گھر میں آجائے گا۔ اور یوں بھی مسلمان اور کافر میں نکاح جائز نہیں

انصاری۔ ابوبکر صدیقؓ کی مرضی ہوگی؟

مہاجر۔ ہاں، کیوں نہیں، مگر یہ دراصل خولہ بنت حکیم کی تحریک ہے۔ انہوں نے تو یہ جواب دیا تھا کہ میں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ میں جبیر کو زبان دے چکا ہوں لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ جبیر بن مطعم خود اب دامن کشاں ہیں تو اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو سکتی تھی کہ وہ رسولؐ اللہ کے عقد میں آجائیں۔ چنانچہ ام رومان (عائشہؓ کی والدہ) اور ابوبکرؓ نے باہم مشورے سے یہ پیغام منظور کر لیا۔

انصاری۔ خدا کی شان ہے پہلے اس کی مرضی تھی کہ حضورؐ ایک چہل سالہ بیوہ سے عقد فرمائیں اور اب حکم ہے کہ ایک دہ سالہ معصوم بچیؓ سے شادی کریں

مہاجر۔ یہ سب خدائی مصلحتیں ہیں، وہی جانے اور مبارک کرے۔

انصاری۔ (آمین)، چلو، ہم بھی چلیں۔

(دونوں جاتے ہیں)

عمرؓ ۔ (اندر آ کر چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوتے) نہیں .....

حمزہؓ ۔ یہ کیوں ؟

عمرؓ ۔ یا رسولؐ اللہ! میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔ کیا عرض کروں، نہیں بتا سکتا کہ وہ عالمِ خواب تھا یا بیداری ؟ مجھے ایک سبز پوش نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں سنکھ (ناقوس) تھا۔ میں نے کہا لاؤ یہ سنکھ مجھے دے دو۔ کہنے لگا تم اسے لے کر کیا کروگے ؟ میں نے جواب دیا۔ ہم نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا کام لیں گے۔ اس نے کہا تمہیں اس سے اچھی ترکیب نہ بتادوں۔ میں نے کہا بتاؤ تو۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا یوں کہا کرو :

اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر .. الخ

بلالؓ ۔ (باہر اذان کی آواز بلند ہوتی ہے) اللہ اکبر۔اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

عمرؓ ۔ (حیرت سے) یہ پُرسوز و مؤثر آواز بلالؓ کی ہے ؟

محمدؐ ۔ (مسکراتے ہوتے) عمرؓ! بلالؓ تم سے بازی لے گیا۔

عمرؓ ۔ واللہ مجھے یہود کے ناقوس سے ازلی بیر ہے۔ یہ اپنے عبادت خانوں میں اس سے کام لیتے ہیں۔

بلالؓ ۔ (آگے اذان دے رہے ہیں) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

اُنیسواں منظر

(مسجد نبویؐ کے پاس ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور دوسرے مہاجرین گفتگو کر رہے ہیں۔)

عمرؓ۔ رسولؐ اللہ نے ہمارے اور انصار کے دلوں میں مؤاخاۃ (بھائی چارا) کا ایسا بیج بو دیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ انصار بھائی ہمیں اپنے ترکے (ورثے) کا وارث قرار دے دیں گے۔

عثمانؓ۔ واقعہ یہ ہے کہ ابو ایوبؓ انصاری اور سب ایک سے ایک بڑھ کر اخلاص و محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔

ابن عمیرؓ۔ لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ان کا خود خیال کریں اور ایسا موقع نہ آنے دیں کہ وہ ہم سے عاجز ہو جائیں۔ مکہ میں ہم اپنا سارا اثاثہ چھوڑ آئے، یہاں ساتھ نہ لا سکے۔

بلالؓ۔ (تیز تیز قدم اٹھاتے آ رہے ہیں) بھائیو! سُنا تم نے؟

مصعبؓ۔ کیا، خیر تو ہے؟

بلالؓ۔ ابوسفیان بن حرب شام سے تجارتی قافلہ لا رہا ہے۔ قریش کا اس میں خاصا مال ہے۔

عمرؓ۔ (ذہن میں کوئی تدبیر آئی ہے) اس میں آدمی کتنے ہوں گے؟

بلالؓ۔ تیس چالیس سے تو کسی طرح کم نہیں۔

عمرؓ۔ (سوچ کر) ایک تجویز ہے۔

بلالؓ وغیرہ۔ بتاؤ، عمرؓ! ہم بھی سنیں۔

عمرؓ۔ میرا خیال ہے کہ ہم ان سے اپنے اس مال کا مطالبہ کریں جو انہوں نے ہماری ہجرت کے وقت لوٹا تھا.... آخر انہیں کے ظلم و ستم سے عاجز آ کر ہم ہجرت یا ترکِ وطن پر مجبور ہوتے تھے۔ ہمارا مال و متاع سب انہیں کی بدولت تباہ ہوا اور ہم گھر سے بے گھر ہو گئے۔ اگر وہ سیدھی طرح ہمارا مطالبہ منظور کر لیں تو اچھا ہے۔ ہم آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

بلالؓ۔ کیوں نہ رسولؐ اللہ سے اجازت لے لیں۔

عبداللہ۔ ہاں، بالکل ٹھیک ہے، ابھی چلو۔
بلالؓ۔ ممکن ہے حضورؐ اجازت دے دیں۔
عمرؓ۔ انشاء اللہ ضرور اجازت مل جائے گی۔ ہم مہاجر سہی لیکن نہیں چاہتے کہ انصار کے کاندھوں پر مزید بار ڈالیں۔ انہوں نے واقعی انصار کا حق ادا کردیا۔ اب ضرورت ہے کہ ہم خود اپنی کفالت کریں۔
عبداللہ۔ دیکھو، دیکھو! رسولؐ اللہ خود ہی تشریف لارہے ہیں۔
عمرؓ۔ واللہ مجھے چہرۂ انور پر اطمینان وسکون کے آثار نظر آرہے ہیں۔
صحابہ کرامؓ۔ (تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔)
رسولؐ اللہ۔ (قریب آکر) بیٹھ جاؤ دوستو! بیٹھ جاؤ....
ابوبکرؓ۔ مسلمانو! مہاجرو!
حاضرین۔ ہمہ تن گوش ہیں۔
محمدؐ۔ ہمیں معتبر ذریعے سے خبر ملی ہے کہ قریش کا تجارتی قافلہ آرہا ہے۔ تم لوگ اس سے اپنا تباہ شدہ مال طلب کرو۔ ممکن ہے خدا اسی طرح تمہیں خودکفیل کردے۔ غالباً یہ اطلاع تم سے بھی پوشیدہ نہ ہوگی۔
حاضرین۔ جی ہاں، یارسولؐ اللہ! ہمارا بھی یہی ارادہ تھا۔ اب حکم کی تعمیل ہوگی۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۹)

بیسواں منظر

(مکّہ میں ــــــ کعبے کے قریب عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے باتیں کر رہی ہیں)

عاتکہ۔ بھائی جان! رات میں نے عجیب خوفناک خواب دیکھا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ ساری قوم کو کسی بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے کوئی جنگ چھڑ جائے۔ خیر، میں تمہیں تو بتائے دیتی ہوں لیکن تم کسی سے نہ کہنا....

عباسؓ۔ کیسا خواب ہے سناؤ۔

عاتکہ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شتر سوار آیا اور اس کنکریلی زمین پر رک کر کھڑا ہوگیا اور زور سے چیخا "اے آل غدر! اپنی اپنی قربان گاہ پر آ جاؤ" لوگ اس کے اردگرد جمع ہوگئے۔ پھر وہ آگے بڑھا اور کعبے میں آگیا۔ سارا مجمع اس کے پیچھے یہاں بھی آپہنچا۔ یہاں بھی اس پر اسرار شخص نے اسی طرح بلند آواز میں اپنے الفاظ دہرائے کہ "اے آلِ غدر! تین دن کے اندر اپنی قربان گاہ پر آجاؤ...." پھر گویا اس کا اونٹ کوہِ ابوقبیس پر نظر آیا اور اس نے ایک بڑی سی وزنی چٹان اٹھا کر نیچے پھینکی جو پہاڑ پر سے لڑھکتی ہوئی پاش پاش ہو کر مکّہ کے ہر گھر کو ڈھاتی منہدم کرتی چلی گئی۔ کوئی مکان ایسا نہ تھا جو اس کی تباہ کاری سے بچ رہا ہو۔

عباسؓ۔ (غور سے سن کر) واقعی تمہارا خواب ہے تو بڑا وحشتناک وخوفناک۔ خیر... تم کسی اور سے نہ کہنا.... (باہر جاتے ہیں تو ولید بن عتبہ ملتا ہے۔ یہ ان کا بڑا گہرا دوست ہے)

ولید۔ ابوالفضل! بڑے فکر مند نظر آرہے ہو۔ کوئی خاص بات ہے کیا؟

عباسؓ۔ کچھ نہیں یوں ہی ذرا کعبے کا طواف کرنے آیا تھا۔

ولید۔ (مُصر ہو کر) نہیں، تم ضرور مجھ سے چھپا رہے ہو۔ میں نے اس سے قبل کبھی تمہیں اس درجہ پریشان خاطر نہ دیکھا تھا۔ تمہاری شگفتگی معنی خیز

اور تشویش انگیز ہے۔

عباسؓ۔ (مجبور ہو کر آس پاس دیکھتے ہوئے) اچھا، میں تمہیں بتا تو دوں لیکن پہلے وعدہ کرو کہ راز ہی رکھو گے...

ولید۔ ہاں وعدہ کرتا ہوں۔

عباسؓ۔ میری بہن عاتکہؓ نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے وہی سُن کر میں واقعی خوفزدہ ہوں۔ اندیشہ ہے کہ اس کی تعبیر مکّہ پر تباہی لائے گی۔

ولید۔ آخر کہو بھی تو.... جلد بتاؤ، مجھے اُلجھن ہو رہی ہے۔

عباسؓ۔ اس نے دیکھا ہے کہ ایک شتر سوار اس کنکریلی زمین پر آ کر کھڑا ہو گیا پھر بڑی بلند آواز سے چلّایا "الا یا آل غدر لمصارعکم فی ثلاث" پھر گویا اس کا اُونٹ کوہ ابُوقبیس کی چوٹی پر پہنچ گیا اور اس شخص نے وہاں سے ایک بڑی سی وزنی چٹان اُٹھا کر پوری طاقت سے نیچے پھینکی جو مکّہ کی نشیبی زمین پر آ رہی اور اس کے ٹکڑوں سے مکّہ کا ہر گھر منہدم ہو گیا۔ اس کی تباہ کاری سے کچھ بھی محفوظ نہ رہ سکا۔

ولید۔ (حیران و ششدر سُن رہا تھا) لات کی قسم واقعی بڑا خطرناک خواب ہے۔

عباسؓ۔ ہاں، مگر تم کسی کو بتا نہ دینا۔

ولید۔ نہیں، تم اطمینان رکھو، میں وعدہ کر چکا ہوں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

عباسؓ۔ اچھا، ذرا میں کعبے تک جا رہا ہوں۔

عتبہ۔ (ادھر ہی آتا ہے) بیٹے ولید! یہاں تنہا کیا کر رہے ہو؟

ولید۔ ابھی عباسؓ میرے ساتھ تھے ابّا جان!

عتبہ۔ پھر وہ کدھر چلے گئے؟

ولید۔ وہ خود تو طواف کرنے چلے گئے اور مجھے عجب اُلجھن میں ڈال گئے۔

عتبہ۔ کیا ہوا؟ کوئی خاص بات ہے؟

ولید۔ ابّا جان! میں آپ کو بتاتا ہوں لیکن آپ خبردار کسی سے نہ کہیئے گا! اس نے مجھ سے راز رکھنے کا وعدہ لے لیا تھا۔

عتبہ۔ میں بھی راز رکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ بتاؤ تو— کچھ.....؟

ولید۔ عباسؓ کی بہن عاتکہؓ نے عجیب خواب دیکھا ہے۔

عتبہ۔ خواب؟ کیسا خواب؟ کیا دیکھا اس نے؟

ولید۔ (دونوں چل رہے ہیں) اس نے ایک شتر سوار دیکھا جو اسی کنکریلی

زمین پر آ کر رُک گیا اور زور سے چلّایا "الایا آل غدرلمصارعکم فی ثلاث"

"راستے میں امیّہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث ملتے ہیں۔"

اُمیّہ۔ کیا اب تک ابو سفیان نے کوئی اطلاع نہیں دی؟

عقبہ۔ ہاں وہ شام سے تو روانہ ہو گیا ہے۔

اُمیّہ۔ مکّہ کے لئے؟

عقبہ۔ ہاں۔

نضر۔ ہماری تجارت میں خلافِ اُمید بڑا نفع ہوا ہے۔

اُمیّہ۔ ابن ربیعہ! کیا اس میں تمہارا بھی مال ہے؟

عقبہ۔ ہاں، اور تم؟

اُمیّہ۔ میرا بھی ہے۔

نضر۔ میرا خیال ہے کہ اس دفعہ سبھی کا مال ہے اور نفع میں سب کی شرکت ہو گی۔

"اس راستے سے گزرتے ہیں جہاں سے ابھی ولید اور عتبہ گزرے تھے۔"

عقبہ۔ (ایک سمت دیکھتے ہوئے) دیکھو تو، یہ ابوالحکم کو کیا ہو گیا؟ تنہا کھڑا ہنس رہا ہے۔

ابوجہل۔ (ادھر ہی آرہا ہے) فرزندانِ قریش! کچھ اور بھی سُنا تم نے؟

اُمیّہ۔ نہیں۔ کیا ہوا؟

ابوجہل۔ (تمسخر کے انداز میں) عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب....!

نضر۔ (حیرت سے) نہیں، نہیں، ہمیں نہیں معلوم کیسا خواب، کس کا خواب؟

ابوجہل۔ (اوّل سے آخر تک ان کا خواب بیان کرتا ہے)

اُمیّہ۔ (حیران ہے) لیکن تمہیں کیونکر معلوم ہو گیا؟

ابوجہل۔ یہ تو اب زبان زدِ عام ہے۔

عقبہ۔ دیکھنا، یہ عاتکہؓ کا بھائی کعبے سے نکل رہا ہے۔

ابوجہل۔ ابوالفضل!.... اے ابوالفضل! طواف کر کے ادھر ہی آجانا۔

عباسؓ۔ (قریب آتے ہوئے) آرہا ہوں۔ کیوں کیا کام ہے؟

ابوجہل۔ ذرا بات سنو۔

عباسؓ۔ کچھ کہو بھی تو...؟

قریش۔ (مذاقاً ہنستے ہیں)

ابوجہل۔ (طنز کرتا ہے) بنو عبدالمطلب! یہ تم میں نبی عورت کب سے پیدا ہوگئی؟

عباسؓ۔ (تجاہلِ عارفانہ سے انجان بن کر) کیا ہوا؟

ابوجہل۔ وہی عاتکہؓ کا خواب... کیا مردوں کی نبوّت تمہارے لئے کافی نہ تھی۔ جواَب تمہاری عورتیں بھی نبوّت کا دعویٰ کر رہی ہیں؟

عباسؓ۔ آخر اپنا مطلب بھی بتاؤ گے یا یونہی پہیلیاں بجھاتے رہو گے؟

ابوجہل۔ ارے بھائی! تمہاری بہن عاتکہؓ نے خواب دیکھا ہے کہ ایک شتر سوار کہنے لگا۔ "الایا آل غدر! لمصارعکم فی ثلاث" اگر اس کا بیان صحیح ہے تو اس کی تعبیر ہو کر رہے گی ورنہ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ تم جانو، لاتؔ کی قسم اگر تین دن بعد اس خواب کی تعبیر سامنے نہ آئی تو ہم کعبے میں لکھ کر لٹکا دیں گے کہ عرب بھر میں قبیلۂ قریش کا یہ طبقہ سب سے بڑا دروغ گو اور جھوٹا ہے۔

عباسؓ۔ (سوچ کر) میرے خیال میں تو اس نے کچھ نہیں کہا نہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہوگا۔ یہ صرف افواہ ہے۔

قریش۔ خیر جلدی کیا ہے۔ تین دن بعد ہی معلوم ہو جائے گا۔

(تین دن بعد)

"یہی افراد مکّہ میں کعبے کے قریب جمع ہیں"

عقبہ۔ (دُور سے کسی کو آتا دیکھ کر) دیکھنا، یہ کون آرہا ہے؟

ضمضم غفاری۔ (تیزی سے بڑھتا چلا آرہا ہے)

اُمیہ۔ (ادھر متوجہ ہو کر) کہاں، کدھر...؟

نضر۔ لات کی قسم! یہ تو کوئی شتر سوار ہے۔

ابوجہل۔ اس نے اپنے اونٹ کی ناک کاٹ لی اور اپنے کپڑے بھی پھاڑ ڈالے ہیں۔ سنو ذرا، کہتا کیا ہے!

اُمیہ۔ دُور ہے ابھی، ذرا قریب آنے دو۔

مجمع۔ ارے ضمضم غفاری....!

عقبہ ۔ ہاں ، ضمضم غفاری ہے۔
ضمضم غفاری۔ فرزندانِ قریش ....! تباہی .... ہلاکت .... تباہی .... بربادی
ارے ہم لُٹ گئے .... برباد ہو گئے .... جو مال ابوسفیان شام سے لا رہا تھا۔ پانچ لاکھ درہم کا سارا مال محمدؐ نے لوٹ کر اپنے رفقاء میں تقسیم کر دیا.... اب تم اِسے کبھی حاصل نہیں کر سکتے... مدد ! مدد ! مدد !
اُمیّہ ۔ ہمارا مال ....!
عقبہ ۔ ہمارا مال .... !!
ابوجہل ۔ (طیش میں آکر) محمدؐ .... محمدؐ ! وہ سمجھتا ہے کہ ہم بھی حضرمی قافلہ والوں کی طرح ہیں ..... اور وہ آسانی سے ہمارا مال ہضم کر سکتا ہے ! لات کی قسم آج ہی اسے معلوم ہو جائے گا۔
عقبہ ۔ لات کی قسم یہی ہمارے اور اِن کے درمیان جنگ کا شاخسانہ ہوگا۔
ابوجہل۔ لوگو ! تیاری کر لو.... یہ سَراسر جنگ ہے .... جنگ ہے ۔
مجمع ۔ (زیرِ لب) عاتکہؓ .... کا خواب .... خواب !

سیرت ابن ہشام ، جلد دوم ، صفحہ ۱۰۹
تاریخ طبری ، جلد دوم ، صفحہ ۱۳۶

اِکیسواں منظر

(مدینہ —— وادی ذفران —— رسولؐ اللہ فرزندانِ اسلام مہاجرین و انصار کے ساتھ)

ابوبکرؓ۔ معتبر ذریعے سے معلوم ہوا کہ قریش اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت و حمایت کے لئے کثیر تعداد میں روانہ ہوگئے ہیں۔

عمرؓ۔ یہ تو واللہ ان کی جانب سے اچھا خاصا جنگ کا چیلنج ہے۔

محمدؐ۔ دوستو! مشورہ دو کیا کرنا چاہیئے؟

مقداد۔ (اٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! خدا آپؐ کو جو بھی حکم دے اس کی تعمیل میں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون (اے موسیٰؑ! تم اپنے رب کے ساتھ جاؤ اور جنگ کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔) بلکہ ہمارا فیصلہ ہے کہ آپؐ کے دوش بدوش جنگ و جہاد میں حصّہ لیں گے۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(بیٹھ جاتے ہیں)

محمدؐ۔ (انصار سے) بھائیو! اب تم لوگ مشورہ دو تمہاری رائے میں جنگ چھیڑی جانی چاہیئے یا نہیں؟

سعدؓ بن معاذ۔ واللہ، یا رسولؐ اللہ آپؐ ہم سے پوچھ رہے ہیں؟

محمدؐ۔ ہاں مشورہ لینا چاہیئے مجھے بھی۔

سعد۔ آپؐ کے حکم کے غلام ہیں ہم تو.... ہم بصدق دل آپؐ پر ایمان لاتے اور آپؐ کے پیغام کو حق مان کر فرماں برداری کا تا دم مرگ عہد کرلیا۔ چنانچہ ہم تا زیست اپنے عہد پر قائم رہیں گے۔

ابوبکرؓ۔ تمہاری مراد بیعتِ عقبہ ہے؟

سعدؓ۔ جی ہاں۔

عمرؓ۔ دراصل رسولؐ اللہ کو یہ خوف دامن گیر ہے کہ انصار بھائی صرف مدینہ کی حدود میں رہ کر دشمن سے مقابلہ اور آپؐ کی مدافعت کریں گے اور اپنے وطن سے بے وطن ہو کر پردیس میں جنگ کے لئے نہیں جا سکتے۔

محمدؐ۔ ہاں، میں ایک بار پھر تم لوگوں کو غور کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

سعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اس ذات پاک کی قسم، جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپؐ کسی سُمندر کو عبور کرنا چاہیں تو ہم بلاتامل اس میں کود پڑیں گے۔ جس سے چاہیں معاہدہ کریں اور ہمارے مال وزر میں سے بھی جس قدر مطلوب ہو قبول فرمائیں اور جو ہمیں دینا چاہیں دیں۔ ابھی آپؐ ہمیں دشمن کے سامنے کھڑا کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ ہم کس درجہ جنگ جو اور بہادر ہیں۔ غرض آپؐ کا جو حکم ہو ہم بسر وچشم اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ ممکن ہے خدا ہم سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ آپؐ تو اللہ کا نام لے کر اُٹھ کھڑے ہوں۔

اسعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ہم آپؐ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔ آپؐ چل کر دیکھئے تو سہی.... !

محمدؐ۔ (انصار کی ان سرفروشانہ، مخلصانہ باتوں اور عزائم سے آپؐ بہت مسرور خاطر ہیں۔) مسلمانو! خوش خبری سنو کہ خدا نے مجھ سے ایک جماعت کو ظفریاب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے... واللہ! جنگ کا میدان گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں اِن کے مقتل دیکھ رہا ہوں۔

زبیرؓ بن عوام۔ (ایک بوڑھے بزرگ کو لے کر آتے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ زبیرؓ! یہ کون ہیں؟

زبیرؓ۔ یہ ایک عرب بزرگ ہیں۔ میں انہیں راستے میں روک کر ساتھ لے آیا کہ ذرا ادھر کی خبریں مِل جائیں گی۔

عمرؓ۔ محترم بزرگ! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قریش میں محمدؐ اور رفقاء محمدؐ کے بارے میں کیا خبریں پھیل رہی ہیں؟

بزرگ۔ جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ تم لوگ کون ہو، میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

محمدؐ۔ اگر آپ بتا دیں تو ہم بھی بتا دیں گے۔

بزرگ۔ یعنی یہ تمہاری شرط ہے۔

محمدؐ۔ جی ہاں۔

بزرگ۔ میں نے سُنا ہے کہ محمدؐ و رفقاء محمدؐ پیر کے روز ۸، رمضان کو مدینہ سے نکلے ہیں۔ اگر مخبر سچا ہے تو وہ اب وادیٔ ذفران میں ہوں گے۔

ابوبکرؓ۔ اور قریش؟

بزرگ۔ وہ لوگ اٹھائیس شعبان جمعہ کو مکہ سے روانہ ہوتے تھے۔ اگر کہنے والے نے صحیح کہا ہے تو انہیں اب اس ٹیلے کے پیچھے ہونا چاہئے۔

زبیرؓ۔ (بوڑھے کو اُٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے) چلئے، اللہ آپ کا بھلا کرے۔

بزرگ۔ اب بتاؤ، تم لوگ کون ہو؟

محمدؐ۔ پانی والے..... (مصلحتاً مبہم الفاظ ہیں) (اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں)

بزرگ۔ عراق کے پانی والے!

زبیرؓ۔ (خاموشی سے انہیں اٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ علیؓ ابھی تک واپس نہیں آئے!

سعدؓ۔ گئے کہاں ہیں؟

عمرؓ۔ رسولؐ اللہ نے انہیں بدر کی تازہ خبریں لانے کے لئے بھیجا ہے۔

سعدؓ (سامنے دیکھتے ہوئے) دیکھنا، یہ علیؓ ہیں جو دو لڑکوں کے ساتھ آ رہے ہیں؟

عمرؓ۔ (دیکھ کر) ہاں، وہی ہیں۔

(علیؓ دو لڑکوں کے ساتھ آ رہے ہیں)

حمزہؓ۔ یہ تو علیؓ ہیں مگر ان کے ساتھ لڑکے کون ہیں؟

علیؓ۔ انہیں سے معلوم کر لو۔

عمرؓ۔ (لڑکوں سے) تم کون ہو؟

لڑکے۔ ہم قریش کے بہشتی ہیں۔ انھوں نے ہمیں پانی لانے کے لئے بھیجا تھا۔

عمرؓ۔ یہ غلط ہے۔ تم ابوسفیان کے جاسوس ہو۔

لڑکے۔ (سہم کر) نہیں، نہیں۔

سعدؓ۔ بتاؤ، ان کا قافلہ اور تجارتی مال وغیرہ کہاں ہے؟

لڑکے۔ ہمیں کیا معلوم، ہم تو بہشتی ہیں۔

سعدؓ۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ، تم کون ہو (اُٹھ کر پکڑ لیتے ہیں اور مارتے ہیں)۔

لڑکے۔ ہاں، ہاں، ہم ابوسفیان کے جاسوس ہیں۔

اسعدؓ۔ چھوڑ دو انہوں نے اقرار کر لیا۔

محمدؐ۔ (سلام پھیر کر) تم لوگ بھی عجیب ہو۔ جب تک وہ سچ بولتے رہے۔ تمہیں یقین نہیں آیا اور تم لوگ انہیں مار بیٹھے اور جب خوف زدہ ہو کر جھوٹ بولے تو تم نے انہیں چھوڑ دیا؟ واللہ یہ سچ کہہ رہے تھے۔ دراصل یہ ان

غلام ہی ہیں۔ (بچوں سے) بچو! بتاؤ تو سہی، وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں؟

لڑکے۔ واللہ وہ اسی سامنے والے ریت کے ٹیلے کی آڑ میں ہیں۔

محمدؐ۔ (اسی نرم لہجے میں) کتنے ہوں گے وہ سب؟

لڑکے۔ بہت سے ہیں۔

محمدؐ۔ ان کی تعداد بتا سکتے ہو؟

لڑکے۔ نہیں، ہمیں معلوم نہیں۔

محمدؐ۔ اچھا، یہ بتاؤ کہ وہ روز کتنے جانور ذبح کرتے ہیں؟

لڑکے۔ کبھی نو اور کبھی دس۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) ہزار نو سو کے قریب ہیں۔

ابوبکرؓ۔ جی ہاں، سو آدمی ایک دن میں ایک اونٹ کھاتے ہیں۔

محمدؐ۔ (بچوں سے) تم جانتے ہو؟ قریش کے سرداروں میں کون کون آیا ہے؟

لڑکے۔ ہاں، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، اُمیہ بن خلف، نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ۔

محمدؐ۔ سب کے نام بتاؤ۔

لڑکے۔ ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حرث بن عامر، طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود، ولید بن مغیرہ، نبیہ و منبہ (فرزندانِ حجاج)۔

محمدؐ۔ شاباش.... بچو۔ (صحابہؓ سے) دوستو! سنا تم نے مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں....

عمرؓ۔ ان کے ساتھ شہسوار کتنے ہیں؟

لڑکے۔ سات سو شتر سوار اور تین سو شہسوار۔

ابوبکرؓ۔ ہمارے پاس تو صرف دو گھوڑے ہیں۔

محمدؐ۔ ان کے خر سوار کتنے ہوں گے؟

لڑکے۔ بے شمار.... کنکر پتھر کے برابر۔

ابولبابہؓ۔ ہمارے ساتھ کل ستر اونٹ ہیں اور تعداد تین سو تیرہ....

محمدؐ۔ ہمت نہ ہارو، خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔

سعدؓ۔ بجا ارشاد ہے حضورؐ!

محمدؐ۔ (روانگی کا حکم دیتے ہیں) مجاہدو! اسلام کے مایہ ناز فرزندو! اٹھو.... خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میرا خیال ہے کہ ہم تین تین ایک ایک اونٹ پر سوار ہو جائیں۔
محمدؐ۔ ہاں یہی کرنا چاہیئے۔
عمرؓ۔ (اعلان کرتے ہیں) مجاہدو! قافلہ بنالو... آؤ تین تین ایک ایک اونٹ پر بیٹھ جاؤ۔

(مجاہدین عزیمت و جوش سے قافلہ بنا رہے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ اور آپؐ یا رسولؐ اللہ!
محمدؐ۔ (آس پاس نظر ڈال کر) یہ ابولبابہ اور علیؓ ایک اونٹ پر ہیں۔ میں اِن کے ساتھ تیسرا ہو جاؤں گا۔
ابولبابہؓ اور علیؓ۔ (اُتر کر) یا رسولؐ اللہ! پہلے آپؐ .... ہم کچھ دُور پیدل چلیں گے۔
محمدؐ۔ نہیں تم لوگ بیٹھو، میں پیدل چلتا ہوں۔
علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ہم آپؐ کے ساتھ ہی چلتے رہیں گے۔ تشریف تو رکھئے!
محمدؐ۔ تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ بہرحال میں تم سے کم نہیں اور اَجر سے بے نیاز بھی نہیں۔

(فدائیانِ اسلام کا لشکر ـــ مجاہدوں کی فوج ظفر موج روانہ ہوتی ہے)

عمرؓ۔ (پُرجوش لہجے میں) بدر.... بدر!.... بدر کا میدان کفر و اسلام کا پہلا میدانِ کارزار ہوگا.... آج حق و باطل .... کی پہلی ٹکر ہے.... بہادرو! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو.... مجاہدو! بہادری تمہاری گھٹی میں پڑی ہے۔ اسلام کو تم پر ناز ہے۔
محمدؐ۔ (آسمان کی طرف نظر اٹھا کر) الہٰ العالمین! یہ بے سَر و سامان .... ہیں۔ تیرے نام پر مَرنے والے ہیں۔ انہیں ننگا، بھوکا اور برہنہ پا نہ رکھ.... خدایا انہیں ہمّت و جوش دے.... تیری مدد.... تیری نصرت.... تیری حمایت کافی ہے۔

بخاری کتاب المغازی تاریخ طبری زاد المعاد۔ جلد دوم، صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰
سیرت ابن ہشام

بائیسواں منظر

معرکۂ بدر

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں، بدر و حنین بھی ہے عشق
(اقبالؒ)

(مقامِ بدرؓ۔ یوں تو پانی کے کئی کنوئیں ہیں لیکن ٹیلے کے قریب ایک بہت گہرا کنواں نظر آتا ہے۔ ابوسفیان بن الحرب اسی کنوئیں سے پانی لے کر نیچے اُتر رہا ہے اور ڈرتے ڈرتے ایک راہ رو مجدی بن عمرو سے)

ابوسفیان۔ راستے میں تجھے کوئی مِلا تو نہیں تھا؟

مجُدی۔ نہیں، ورنہ بتا دیتا۔ البتہ میں نے دُور سے دو آدمی ضرور دیکھے تھے جو کچھ دیر اِدھر اپنے اونٹ بٹھا کر ٹھہرے تھے اور مشکیزوں میں پانی بھر کر چلے گئے۔

ابُوسفیان۔ (غور سے سُن کر) ذرا چل کر مجھے وہ جگہ بتا دو گے جہاں انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے تھے؟

مجُدی۔ (انگلی سے وادی کے قریب اشارہ کرتا ہے۔) وہ دیکھو۔ یہ جو ٹیلا ہے نا؟ بس اسی کے نشیبی حصے میں وہ لوگ بیٹھے تھے۔

ابُوسفیان۔ (اسی جگہ جاتا ہے اور ایک مینگنی اٹھا کر توڑتے ہوئے) لاتؔ کی قسم اس میں تو کھجور کی گٹھلی نکلی.... یہ یثرب کا مخصوص چارا ہے۔ (سوچتا ہے اور چاروں طرف دیکھتا ہے۔) اس مینگنی میں کھجور کی گٹھلی کا مطلب یہ ہے

ؓ بدر کے پانی کے متعلق مؤرخین کا بیان مفصل نہیں۔ ممکن ہے گزشتہ ساڑھے تیرہ سو سال میں پانی کے بہاؤ اور سوتوں میں تبدیلی ہو گئی ہو۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ وہاں ہر ایک چشمہ نظر آتا ہے جس کا بہاؤ شہر سے جبل عریش اور نخلستان کی طرف ہے۔ اسے ہم زمین دوز نہر بھی کہہ سکتے ہیں۔
عہدِ نبویؐ کے میدانِ جنگ (ڈاکٹر حمید اللہ)

کہ یہ محمدؐ کے جاسوس تھے جو یثرب سے لوٹ لگانے آئے تھے ۔۔۔ اچھا ابھی جاکر لشکر کا رُخ بدل دیتا ہوں ۔

(جاکر راستہ بدل دیتا ہے)

(اب میدانِ بدر لشکر کے بائیں ہاتھ پر ہے)

مجدی ۔ (اپنے دل میں) عجیب آدمی ہے ، عام راستہ چھوڑ کر اِدھر سے قافلہ لے جارہا ہے ۔ یہ خطرناک گھاٹیاں اور ان کی تیز رفتاری ۔۔۔ حماقت ہے سراسر خیر، مجھے کیا ؟

(جاتا ہے)

(محمدؐ (صلعم) مٹھی بھر مجاہدینِ اسلام کے ساتھ تشریف لاتے ہیں)

محمدؐ ۔ بس، یہاں اُتر جاؤ ۔

حبابؓ بن منذر ۔ یا رسول اللہ ! (آگے بڑھتے ہیں)

محمدؐ ۔ کہو، کیا ہے حباب ؟

حبابؓ ۔ حضورؐ ! عرض یہ ہے کہ یہاں اُترنا آپؐ کی رائے ہے یا خدا کا حکم ؟ اگر حکمِ خداوندی ہے تو ہم ایک قدم آگے یا پیچھے نہیں ہٹ سکتے ورنہ ۔۔۔۔۔ صرف تجویز ہو یا جنگی چال تو ۔۔۔۔۔

محمدؐ ۔ نہیں، یہ صرف جنگی مصلحت اندیشی کی بنا پر میری تجویز ہے ۔ تم اگر اس سے بہتر مشورہ دے سکو تو مضائقہ نہیں ۔

حبابؓ ۔ مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ یہ ہماری منزل نہیں ہوگی بلکہ ایسی جگہ چلنا چاہیئے جہاں سے کنواں بھی قریب ہو ۔

محمدؐ ۔ کہاں ۔۔۔۔ ؟ وہ کونسی جگہ ہوسکتی ہے ؟

حبابؓ ۔ سرکار ! مجھے ایک ایسا مقام معلوم ہے کہ وہاں سے ایک ہی نہیں، کئی کنوئیں قریب ہیں ۔ خصوصاً ایک کنواں تو سب سے گہرا ہے ۔ بڑی بات یہ ہے کہ باقی سب کنوئیں تو آفتاب کی تمازت یا ریت کے طوفان سے خشک ہوجاتے ہیں ۔ لیکن یہ کبھی خشک نہیں ہوتا ۔ وہاں پڑاؤ ڈالنے میں ایک اور مصلحت آمیز فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم حوض بنا کر پانی کی طرف سے بے فکر ہوجائیں گے اور دشمن کو پانی بھی نصیب نہ ہوگا ۔

محمدؐ ۔ تمہارا مشورہ معقول ہوتا ہے ۔

حبابؓ ۔ (لشکرِ اسلام کو لے کر کنوئیں کی طرف جاتے ہیں ۔) بس، یہاں پڑاؤ

ڈال دو۔

(رسولؐ اللہ اور مجاہدین اُترتے ہیں)

ابوبکرؓ۔ اب تم چند ساتھی لے کر حوض بنالو۔

حبابؓ۔ (چند صحابہؓ کو لے کر حوض بنانے جاتے ہیں۔)

عمرؓ۔ اب ہمیں صفیں بنالینی چاہئیں۔

(سعدؓ بن معاذ قریب آتے ہیں)

سعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! کیوں نہ ہم آپؐ کے لئے ایک سائبان بنادیں جس میں نہ صرف یہ کہ آپؐ آرام فرمائیں بلکہ آپؐ کے لئے سواریاں بھی تیار رکھیں اور ہم دشمن سے مقابلے کے لئے ڈٹ جائیں۔ اگر خدا نے ہمیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا تو یہی ہماری آرزو ہے ورنہ یہ تو ہو سکے گا کہ آپؐ یہ سواریاں لے کر ہمارے مدنی ساتھیوں سے جا ملیں۔

محمدؐ۔ تمہاری رائے صائب ہے سعدؓ! اور تم بہت دُور اندیش و موقع شناس ہو۔ اس سائبان میں مجبور رفقاء آرام بھی کر سکیں گے۔

عمرؓ۔ اچھا سعدؓ! اب تم جاؤ اور چند رفقاء کو ساتھ لے کر سائبان بنالو۔

(سعدؓ چند ساتھیوں کو لے کر جاتے ہیں اور کھجور کے پتوں اور تنوں سے سائبان بناتے ہیں)

محمدؐ۔ میرے خیال میں اب تم لوگوں کو صف بستہ ہو جانا چاہئے۔ میں خود ہی صفیں درست کروں گا۔ (ایک لکڑی اٹھا کر اشارے کا کام لیتے ہیں۔) تم... آگے بڑھو!

ایک مجاہد۔ میں —؟

محمدؐ۔ ہاں۔ (دوسرے آدمی سے) تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ۔

سواد بن عزیہ۔ (صف سے ہٹے کھڑے تھے) یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (اشارۃً لکڑی ان کے پیٹ میں ذرا چبھو کر) سیدھے کھڑے رہو سوادؓ!

سوادؓ۔ میری تشفی کیجئے یا رسولؐ اللہ! مجھے بدلہ لینے کی اجازت دیجئے۔

محمدؐ۔ لو، کیا چاہتے ہو؟

سوادؓ۔ یوں نہیں، آپؐ تو قمیص پہنے ہوئے ہیں۔

محمدؐ۔ (قمیص اُتارنے کی غرض سے اٹھاتے ہیں)

سوادؓ۔ موقع پا کر لپٹ جاتے ہیں اور شکم مبارک کا بوسہ لے لیتے ہیں۔

محمدؐ۔ (حیرت سے) یہ تم نے کیا کیا، تم تو.....؟

سوادؓ۔ جو ہونا تھا ہوگیا مگر میرا دراصل مقصد یہ تھا کہ آخری وقت میرا جسم آپؐ کے مقدس جسم سے مَس ہو سکے اور بس۔ چنانچہ یہ بہانہ خوب رہا۔

محمدؐ۔ خدا تمہارا بھلا کرے سوادؓ!

حبابؓ۔ (حوض بنا کر واپس آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! حوض تیار ہوگیا۔ ہم نے اس میں ڈول بھی ڈال کر دیکھا تھا۔ یہ ایسی جگہ بنا ہے کہ اگر دشمن نے پانی لینے کی کوشش بھی کی تو فوراً ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپؐ چل کر ملاحظہ فرمالیں۔

ہاں ضرور، چلو آگے۔

(میدانِ بدر میں)

محمدؐ۔ (خراماں خراماں چل رہے ہیں) دیکھو یہ ٹیلا ہے نا؟ اس بائیں حصّے میں ابوجہل کو مارا جائے گا...... اور عُتبہ..... اس طرف..... شیبہ کے لئے یہ جگہ مقتل بنے گی۔ اور اُمیّہ بن خلف اس جگہ دَم توڑے گا..... اِدھر آؤ یہ عقبہ بن معیط کی قربان گاہ ہے۔

عمرؓ۔ (ریت کے ٹیلے کے پیچھے نظر دوڑا کر) یا رسولؐ اللہ! وہ دیکھئے..... دشمن آپہنچے.....!

مجاہدین۔ دشمن.... دشمن....؟

محمدؐ۔ (آسمان کی طرف ملتجیانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے) اللّٰھم ھٰذہٖ...... قریش..... قد اقبلت بخیلائھا وفخرھا تحادک وتکذب رسولک! اللّٰھم فنصرک الذی وعدتنی بہٖ۔؟ اللّٰھم احنھم الغداۃ...... یارب العالمین۔

"الٰہ العالمین! یہ قریش اپنے لاؤ لشکر اور شان و شوکت کے ساتھ آپہنچے الٰہ الحق! یہ تیری نافرمانی کرتے ہیں اور تیرے رسولؐ کو جھٹلاتے ہیں... ان مٹھی بھر کفن بردوش مجاہدوں کی مَدد فرما... پروردگار! انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کر.... الٰہی! ان کی مَدد کر.... وہ مدد جس کا تُو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

(الٰہی! کل ہی انہیں ہلاک کردے)

(دشمن کی فوج ٹیلے سے اُتر کر سامنے میدان میں آجاتی ہے۔ اور ان کی خونخوار عقابی نظریں مجاہدین پر گڑی ہیں۔)

قریش۔ (طنزاً) اچھا ..... یہ ہے وہ مجاہدین کی فوج !
امیہ بن خلف۔ (عمیر بن وہب سے) ذرا اندازہ تو کرو ان کی تعداد کا ؟ یا اگر گن سکتے ہو تو گنو، یہ رفقائے محمدؐ کتنے ہوں گے ؟
عمیر بن وہب۔ وادی کے نشیب میں مجاہدینِ اسلام پر نظریں جما کر) کم و بیش تین سو معلوم ہوتے ہیں ..... لیکن ذرا ٹھہرو، میں خود جا کر دیکھتا ہوں، ان کے پاس کوئی گھات لگانے کی جگہ یا پوشیدہ رسد کا سامان تو نہیں ؟
(عمیر جاتا ہے اور بہ ظاہر بے مقصد گشت لگا رہا ہے حالانکہ اس کی نظریں بڑی تیزی سے مجاہدینِ اسلام کی چھاؤنی کا جائزہ لے رہی ہیں۔)
عتبہ۔ سُنا تم نے بھی، یہ جہیم بن عبدالمطلب کیا کہتا پھرتا ہے ؟
امیہ۔ کیوں ؟ ہم نے تو نہیں سُنا، کوئی نئی بات ہے کیا ؟
عقبہ۔ نہیں بھائی ! نئی بات کیا ہوتی۔ اس نے بھی خواب دیکھا ہے۔
ابوجہل۔ خواب ؟
عقبہ۔ ہاں۔ میں اسے بلاتا ہوں۔ (پکارتا ہے) جہیم ... ارے جہیم !
شیبہ۔ پچھلی صفوں میں ہوگا۔ کیوں بُلا رہے ہو ؟
ابوجہل۔ ارے بھائی ! اس نے بھی خواب دیکھا ہے۔
امیہ۔ عاتکہؓ کے خواب نے تو یہ دن دکھایا، اب اس کا خواب خدا جانے کیا رنگ لائے۔
جہیم۔ (سامنے آ کر) کیوں کیا ہے ؟
ابوجہل۔ ذرا اپنا خواب تو بیان کرو، ہم بھی سُنیں۔
جہیم۔ (خوف زدہ ہو کر) بھائی ! کیا بتاؤں۔ واقعی بڑا عجیب اور حیرت انگیز حد تک خوفناک خواب ہے لیکن میں عالمِ خواب و بیداری کے درمیان تھا۔
امیہ۔ خیر، چلو، غنودگی ہوگی، سناؤ تو سہی۔
جہیم۔ میں نے دیکھا تو وہی جو عام لوگ دیکھا کرتے ہیں مگر خیر... تو میں نے خواب یہ دیکھا کہ .... ایک شخص شتر سوار آیا اور ہمارے قریب آ کر کہنے لگا۔ لوگو ! سنو... عتبہ ..... شیبہ ... ابوالحکم ... امیہ بن خلف لڑائی میں مار دیئے گئے۔ پھر اس نے اپنے اونٹ کا رُخ بدلا اور خیمے کے اندر گیا۔ وہاں کا ہر گوشہ ہمارے جوانوں کے خون سے لالہ زار تھا۔ چنانچہ اس کے کپڑے بھی خون آلود ہو گئے۔

ابوجہل۔ (مذاقیہ انداز میں) لو بھئی مبارک ہو۔ یہ بنی عبدالمطلب میں دوسرا نبی بھی پیدا ہو گیا۔

جہیم۔ (جھینپ کر) مَیں نے تو بخدا جو دیکھا تھا وہی بتا دیا۔

ابوجہل۔ خیر یہ تو آج کا مقابلہ بتائے گا کہ غالب آ کر کون بچا اور مغلوب ہو کر کون مٹا۔ ذرا دو دو ہاتھ ہونے کی دیر ہے۔

(عمیر بن وہب واپس آتا ہے)

اُمیّہ۔ کہو بھائی! حالات سے کیا اندازہ ہے؟

عُمیر۔ حالات تو کیا بتاؤں — البتہ اتنا کہے دیتا ہوں کہ فرزندانِ قریش! یثرب کے اونٹوں پر موت کی سواری آ رہی ہے۔ ان لوگوں کے پاس نہ تو کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ کسی قسم کا حفاظتی سامان۔ صرف تلواریں ہی تلواریں نظر آتی ہیں۔ خون کی پیاسی، آبدار تلواریں۔ ان کی مصلحت آمیز خاموشی سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ ان کی زبانیں اژدہوں کی طرح لپلپا رہی ہیں اور کچھ کہنے کے لئے بے تاب ہیں...... لاتؔ کی قسم ان میں کا ایک ایک شخص ہمارے دَس دَس بہادروں پر بھاری ہوگا اور مارے بغیر نہیں مرے گا۔ اگر انہوں نے ہمارے آدمیوں کو چُن چُن کر ختم کر دیا تو اِن کے بعد بھلا تمہاری زندگی کس کام کی ہوگی؟ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اَب آگے تمہاری مرضی، جو چاہو کرو۔

شیبہ۔ (آگے بڑھ کر) ابوسفیان کے متعلق خبر آئی ہے کہ وہ ایک گدھی پر بیٹھ کر فرار ہو گیا۔

ابوجہل۔ (حیران ہو کر) یہ کیا...؟ کیا اس نے کسی مخبر کو بھیجا ہے؟

شیبہ۔ (اپنے پیچھے ایک سوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہاں، یہ اِس کا قاصد ہے۔

ابوجہل۔ اِدھر آؤ — پوری بات بتاؤ۔

قاصد۔ (آگے بڑھ کر) ہاں مجھے ابوسفیان نے بھیجا ہے اور اس نے کہا ہے کہ تم لوگ اپنے جس قافلے اور مالِ تجارت کے حصول کے لئے نکلے تھے۔ مَیں وہ سب کچھ حاصل کر کے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا، تم سب بھی لَوٹ آؤ۔

ابوجہل۔ (حیران ہو کر اضطراب میں) ہم واپس چلے جائیں .... ہرگز نہیں......

لات کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہم نے تو منت مانی ہے کہ بدر کے بازاروں میں اونٹ ذبح کریں گے۔ کھانے پکائیں گے۔ شراب کے جام چڑھائیں گے.... رقص و سرود کی محفلیں گرم کریں گے.... گانے والیاں گھر گھر جاکر ہماری جوانمردی اور بہادری کے گیت گائیں گی اور لوگ ہمارے نام سے بھی تھرائیں گے۔ آئندہ نسلیں ہمارے کارناموں پر فخر کریں گی، ہماری سرشت میں خونریزی و سفاکی ہے۔ ہم میدانِ کارزار چھوڑ کر واپس جائیں؛ نہیں، ہم اپنے باپ دادا کا نام نہیں ڈبو سکتے۔

حکیم بن حزام۔ (اٹھ کر عتبہ بن ربیعہ کے پاس جاتا ہے) ابوالولید! تم بھی آخر ایک سردار ہو۔ تمہاری بات ہمیشہ مانی جاتی ہے اور تمہارا فیصلہ حق و عاقبت اندیشی پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم زیرکی سے کام لیتے ہوئے منصفانہ فیصلہ کرو گے۔

عتبہ۔ مطلب کیا ہے تمہارا؟

حکیم۔ تم سب کو لے کر واپس چلے جاؤ ورنہ یہ قربان گاہ.....

عتبہ۔ ابوجہل سے کہو، میں کیا کر سکتا ہوں؟

ابنِ حزام۔ ہر جھگڑا اسی کی وجہ سے بڑھتا ہے۔ وہ کبھی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرے گا۔ بڑا ہٹ دھرم اور ضدی شخص ہے۔

عُتبہ۔ (تقریر کرتا ہے) معشرِ قریش! لات کی قسم تم محمدؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر تم اپنی ضد پر قائم رہے اور اس کی کوشش کی بھی تو تمہیں برابر ایسے آدمیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو تمہارے چچیرے بھائی، ممیرے بھائی یا کسی قریبی عزیز کے قاتل ہوں گے۔ میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ تم لوگ واپس جاؤ اور محمدؐ کا معاملہ دوسرے عرب قبائل پر چھوڑ دو۔ اگر وہ غالب آتے ہیں تو یہ تمہارا اپنا مقصد ہے اور دلی خواہش بھی۔ بصورتِ دیگر محمدؐ کو فتح حاصل ہوتی ہے تو وہ کوئی غیر نہیں۔ بغیر کسی جنگ و جدل اور بدنامی و خونریزی کے تمہارا مطلب حاصل ہو جائے گا۔

ابن حزام۔ عتبہ کا فیصلہ دُور اندیشی پر مبنی ہے۔ ہمارے لئے اسی میں خیر نظر آتی ہے۔

ابوجہل۔ (زرہ پہنتے اور خود لگاتے ہوتے) عتبہ کا کیا ہے۔ وہ تو محمدؐ اور اسکے ساتھیوں کو دیکھ کر مسحور ہو جاتا ہے۔ لات کی قسم ہم کسی قیمت پر واپس نہیں جائیں

گے۔ وہ ہرگز یہ مشورہ نہ دیتا لیکن وہ جانتا ہے ناکہ .... محمدؐ .... دراصل اس کے ساتھ عتبہ کا بیٹا بھی تو شامل ہے۔

اُمیہ۔ لات کی قسم یہ بڑا ہی بزدلانہ فیصلہ ہے، ہرگز ہم واپس نہیں جائیں گے۔ ہم نے تو عزیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر مار نہ سکے تو محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو رسیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔

ابوجہل۔ (مسلح ہو کر آتا ہے) بہادرو! چلو .... آگے بڑھو .... تمہارے باپ دادا میں کوئی بھی بزدل نہیں گزرا ... چلو، بڑھو آگے۔

عمیر بن وہب۔ (لشکرِ اسلام کی طرف دیکھ کر) کیونکر بڑھیں۔ دیکھتے نہیں، محمدؐ نے اپنے لئے ایسی جگہ حوض بنایا ہے جہاں سے وہ خود ہی فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ہم پانی کو بھی ترس جائیں گے۔ باقی تمام کنویں خشک پڑے ہیں؟

ابوجہل۔ چلو تو کنویں ہی پر حملہ کر دیں۔

عمیر بن وہب۔ لات کی قسم اگر تم ذرا بھی اُدھر بڑھے تو محمدؐ کے تیر انداز تیروں سے تمہارے جسم چھلنی کر دیں گے۔ دیکھو تو محمدؐ نے کس ہوشیاری سے پانی کو محفوظ کر لیا ہے۔

اسود المخزومی۔ (عمیر کی بات سُن کر) میں بھی لات سے عہد کرتا ہوں کہ اسی کنویں سے پانی پی کر رہوں گا۔ یا پھر اسے ڈھا کر مر جاؤں گا۔ (بآوازِ بلند یہی کہتا ہوا جاتا ہے۔)

حمزہؓ۔ (اپنی صف میں تھے، اسے بڑھتا دیکھ کر آتے ہیں اور تلوار سے ایسا بھرپور وار کرتے ہیں کہ اس کی دونوں پنڈلیاں کٹ جاتی ہیں۔ اس کے زخموں سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں مگر وہ اسی حالت میں گھسٹتا ہوا حوض تک جانا چاہتا ہے کہ حمزہؓ بڑھ کر اُسے وہیں ڈھیر کر دیتے ہیں۔)

"آتشکدۂ حرب بھڑکنے کے لئے یہ واقعہ گویا ایک بہانہ بن گیا تھا۔ ادھر قریش کا سن رسیدہ سردار پختہ کار فوجی، تجربہ کار، عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی اور بہادر فرزند ولید کے ساتھ میدان میں آتا ہے۔"

عتبہ۔ ہے کوئی ہمت والا جو ہم سے مقابلہ کرے؟

انصار کے نوجوان۔ (آگے بڑھ کر) آجاؤ ....

عتبہ۔ کون ہو تم؟

انصار۔ انصاری نوجوان۔

عتبہ۔ جاؤ، تم کیا کروگے .... (رسول اللہؐ سے) محمدؐ! ہماری ٹکر کے بہادر جوانمرد بھیجو۔ جنگ، جنگ ہے بچوں کا کھیل نہیں۔

محمدؐ۔ اٹھو حمزہؓ! چلو علیؓ! جاؤ، عبیدہ بن حارث! جوہر دکھانے کا وقت یہی ہے۔ جاؤ، خدا تمہارا ناصر ہو۔ (تینوں جذبۂ جہاد میں سرشار ہو کر جاتے ہیں۔)

مجاہدین۔ اللہ اکبر....

عتبہ۔ کون ہو تم — ؟

حمزہؓ۔ حمزہؓ، شیر رسولؐ و شیر خدا —

عتبہ۔ برابر کی چوٹ ہے، میں بھی اپنی قوم کا سردار اور حلیفوں کا شیر ہوں...... مگر یہ دو اور کون ہیں؟

حمزہؓ۔ علیؓ بن ابی طالب اور عبیدہؓ بن الحارث۔

عتبہ۔ میرے ساتھ میرا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید ہیں — جاؤ شیبہ! اٹھو ولید!

حمزہؓ۔ عتبہ سے برسرِ پیکار ہیں۔ ایک بار تلواریں ٹکراتی ہیں اور دوسری بار عتبہ کو وار روکنے کی مہلت نہیں ملتی کہ حمزہؓ کی تلوار اس کا کام تمام کر دیتی ہے۔

شیبہ۔ عبیدہؓ سے نبرد آزما ہے۔ تلواریں ٹکراتی ہیں۔ لیکن عبیدہؓ مجاہدین میں سب سے سن رسیدہ اور کمزور ساتھی تھے۔ شیبہ کا وار ان کی پنڈلی پر پڑتا ہے اور گوشت الگ ہو جاتا ہے۔ حمزہؓ اور علیؓ مل کر شیبہ پر لوٹ پڑتے ہیں اور اسے ختم کر کے حمزہؓ اپنے ساتھی کو عریش (اسلامی کیمپ) تک پہنچاتے ہیں۔

علیؓ۔ ولید کو ایک ہی دو وار میں ڈھیر کر دیتے ہیں۔

ابوجہل۔ بہادرو! حملہ کر دو۔ ٹوٹ پڑو ..... تمہارا ہر وار ان کے حق میں موت کا پیغام ہونا چاہیئے۔

محمدؐ۔ مجاہدو! جب تک میں حکم نہ دوں، حملہ نہ کرنا۔ دشمن کو خود سامنے آنے دو۔ جونہی وہ مقابلہ پر آجائیں۔ ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دینا۔

(فریقین قریب آکر دعوتِ مبارزت دیتے ہیں)

مجاہدین۔ تیروں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ مجاہدو! تمہارا نعرہ اَحَدْ! اَحَدْ ہوگا۔

محمدؐ۔ عریش کے اندر جا کر آسمان کی طرف ملتجیانہ نگاہیں ڈالتے ہوئے دستِ دعا

اٹھاتے ہیں۔

(دلگیر ہو کر) الہٰ العالمین! یا حیّ یا قیوم..... یا حیّ یا قیوم!

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اپنی التجائیں اور مدد کی درخواست حضور رب العالمین میں پیش کیجئے۔ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

محمدؐ۔ پروردگار! مدد! الٰہی وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ہمارے مجاہدین.... یہ اسلام کے مایۂ ناز فرزند اس وقت برسرِ پیکار ہیں، ان کی نصرت....!

محمدؐ۔ (بیقرار ہو کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے) اَللّٰھم ان تھلک ھٰذہٖ العصابۃ لاتعبد ـــــ الہٰ العالمین! اگر آج تیرے مٹھی بھر نام لیوا اور موحدین ہلاک ہو گئے تو پھر روئے زمین پر تیرا کوئی پوجنے والا نہ رہے گا.... تیری پرستش کرنے والا.... کوئی نہ ملے گا۔

عمرؓ۔ (برہنہ تلوار لئے سائبان کے پاس آتے ہیں اور سعد سے) اٹھو سعد! جو انصار لڑائی کے قابل نہ ہوں انہیں ساتھ لے کر رسولؐ اللہ کے عریش پر برہنہ تلواروں کا سایہ کر کے ان کی حفاظت کرو۔ دشمن سے خطرہ ہے ان کے لئے۔

ابوبکرؓ۔ (غمناک لہجے میں) عمرؓ! دشمن کی تعداد بہت ہے۔

عمرؓ۔ ہاں ہم سے تین گنا یا کچھ زیادہ ہی ہوں گے لیکن خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔

محمدؐ۔ (دلگیر و دل گرفتہ ہیں) یا حی یا قیوم! یا حی یا قیوم....!

(جاں نثارانِ اسلام کی صفوں سے ایک دل دوز چیخ بلند ہوتی ہے)

مہجع۔ آہ.... اللہ اکبر.... اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔

عمرؓ۔ ارے یہ کون تھا....؟

ابوبکرؓ۔ تمہارا آزاد کردہ غلام مہجع تھا۔ دیکھو دشمن کے تیر نے اسے بھی شہید کر دیا۔

عمرؓ۔ خدا تمہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے، مہجع!

(دوسری دردناک چیخ فضا کو چیرتی ہے)

ابوبکرؓ۔ دیکھنا...... یہ حارثہ بن سراقہ کی طرف تیر گیا۔ وہ تو پانی پی رہا تھا۔

عمرؓ۔ تیر ٹھیک اس کے حلق کے پار ہوا ہے۔

ابوبکرؓ۔ الٰہی! رحم فرما..... پروردگار! رحم فرما۔!

عمرؓ۔ (غم واندوہ سے) شکست کا اندیشہ ہے..... ہمارے لئے.....

ابوبکرؓ۔ (گھبرا کر) یارسولؐ اللہ!.....

محمدؐ۔ (زاروقطار اشک بار ہیں اور پسینہ چھوٹ رہا ہے) یاحیّ یاقیوم! یاحیّ یا قیوم!

(غنودگی طاری ہو جاتی ہے)

عمرؓ۔ (گھبرا کر) ارے دیکھو، یہ رسولؐ اللہ کو کیا ہو گیا؟

ابوبکرؓ۔ (آہستہ سے) خاموش رہو۔ عمرؓ!

عمرؓ۔ رسولؐ اللہ کو غش آگیا ہے۔

ابوبکرؓ۔ (سر جھکاتے ہوتے) ہاں۔

عمرؓ۔ ہمیں ڈر ہے مبادا ہمارے مجاہدین ہمت ہار بیٹھیں!

ابوبکرؓ۔ الٰہی! تیری ہی مدد کا آسرا ہے۔ خدایا! تو ہی ہمارا سہارا ہے۔

عمرؓ۔ دیکھنا ذرا، یہ ابن الحمام تو نہیں جو میدان چھوڑ کر کھجوریں کھانے میں لگے ہیں؟

ابوبکرؓ۔ ہاں... وہی ہیں؟

عمرؓ۔ (آسمان کی طرف دیکھتے ہوتے) الٰہی! اپنے رسولؐ کی مدد فرما۔ پروردگار! اپنے دین کو نصرت سے ہمکنار کر۔ پرودگار یہ مٹھی بھر جاں نثار..... اور وہ لاتعداد کفار کا لشکرِ جرار.....

محمدؐ۔ (ہوشیار ہو کر) ابوبکرؓ ارے ابوبکرؓ!

ابوبکرؓ۔ حاضر ہوں یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ مبارک ہو، خوش خبری سنو ابوبکرؓ! یہ اللہ کی مدد آگئی۔ دیکھو، یہ جبریلؑ گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے گردوغبار کے بادلوں سے نمودار ہو رہے ہیں اور میدانِ کارزار کی طرف رواں دواں ہیں۔ مسلمانو! مبارک ہو۔

ابوبکرؓ۔ تو کیا اس غنودگی میں آپؐ کے پاس پیغامِ الٰہی آیا تھا؟

محمدؐ۔ ہاں یہ مدد اس کی مشفقانہ مدد ہے۔ اسی کا وعدہ کیا تھا اس نے مجھ سے۔ (عریش پر آکر) مجاہدو! مبارک ہو۔ میرے جاں نثار ساتھیو! حملہ کردو۔ حملہ کردو۔ اسلام کے مایہ ناز فرزندو!

مجاہدین۔ سب مل کر دشمن کی ٹڈی دل فوج پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور سب کی

زبان پر نعرۂ اَحد اَحد ہے۔

محمدؐ۔ (ولولہ انگیز لہجے میں) اس ذاتِ پاک کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو بھی خدا کی راہ میں پامردی سے لڑ کر شہید ہوگا، پیٹھ نہیں دکھائے گا اور بزدلی نہیں کرے گا۔ وہ سیدھا جنّت میں جائے گا۔ جنّت الفردوس کے دروازے اس کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ دوستو! رحمتِ خداوندی تمہیں آغوش میں لینے کے لئے بے تاب ہے۔ بہادرو! آگے بڑھتے رہو! خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

(اس پُر جوش تقریر نے مجاہدین کا لہو گرما دیا اور وہ پہلے سے زائد جوش وخروش سے لڑ رہے ہیں)

عمیرؓ بن الحمام۔ (ایک جگہ بیٹھے کھجوریں کھا رہے ہیں۔) واہ.... واہ..... تو گویا میرے اور جنّت کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے شہید کردیں؛ کھجوریں کھانے میں وقت ضائع ہوگا۔

(کھجوریں پھینک کر تلوار اٹھاتے ہیں اور دشمن سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں)

محمدؐ۔ اسلام کے بہادر فرزندو! توحید کے پرستارو! حملہ کردو.... پیچھے نہ ہٹنا۔ بزدلی نہ دکھانا... ہمّت سے کام لو۔ خدا کا سہارا ہے۔ خدا مددگار ہے اس کی مدد آپہنچی۔

(تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۳۹، ۵۶)

تیئسواں منظر

(مجاہدین اسلام پامردی اور جوش سے لڑ رہے ہیں۔ تلواروں کے ٹکرانے کے ساتھ ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازوں اور زخمیوں کی آہ و بکا۔۔ فریقین کے پُرجوش نعروں سے فضائے بسیط مرتعش ہے ریگ زار "بدر" مجاہدین، شہداء اسلام اور کفّار کے خون سے لالہ زار ہے۔)

مجاہدین۔ احد۔! احد!۔ احد!

محمدؐ۔ (کفِ مبارک میں مٹی لے کر دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے) شاھت الوجوہ شاھت الوجوہ۔

عمرؓ۔ (معوذ بن عفراء اور عبدالرحمٰن بن عوف سے) معوذ! ابوجہل تمہارے ہاتھ سے بچ کر نہ جائے۔ اسے تو تم مار کر ہی دَم لینا۔ اور ابنِ عوف! امیّہ بن خلف کو زَد پر آتے ہی ہلاک کر ڈالنا تمہارا کام ہے۔

محمدؐ۔ رفقاءِ عزیز! عباس بن عبدالمطلب جس کے مقابلے پر بھی آئیں۔ وہ انہیں قتل نہ کرے۔ اسی طرح ابوالبختری ابنِ ہشام کو بھی چھوڑ دینا۔ یہ دونوں مجبوراً ان دشمنوں کی صف میں ہیں۔

ابوحذیفہ بن عتبہ۔ (انصاری سے) عباس کون؟

انصاری۔ عمِّ رسول اللہ۔

ابوحذیفہؓ۔ یہ کیوں؟ خوب! یعنی ہم اپنے باپ بھائی اور دوستوں کے خون سے تو ہولی کھیلیں اور عباس بن عبدالمطلب پر ہاتھ نہ اٹھائیں، ابوالبختری ابن ہشام کو چھوڑ دیں؟ نہیں، واللہ اگر وہ میرے سامنے آگئے تو اس تلوار کی زَد سے نہ بچ سکیں گے۔

محمدؐ۔ (عمرؓ سے) عمرؓ! سُنا تم نے....؟ اس کی تلوار عمِ رسُول اللہ پر اُٹھے گی!

عمرؓ۔ (غیظ و غضب میں) حضورؐ! مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔ معلوم ہوتا ہے یہ منافق ہو گیا ہے!

محمدؐ۔ نہیں عمرؓ! نرمی اختیار کرو، اس کے متعلق سختی سے کام نہ لو۔ ابھی اس

نے اپنے باپ عتبہ کی لاش خاک و خون میں تڑپتی دیکھی ہے۔ اس کا غم تازہ ہی ہوگا۔

ابوبکرؓ۔ عمرؓ! ارشادِ نبویؐ کے خلاف نہ کرنا، آپؐ بجا فرما رہے ہیں۔

محمدؐ۔ (مسلمانوں کی طرف دیکھ کر) مجاہدو! میدان تمہارے ہاتھ ہے.... میرے جانبازو! ہمت نہ ہارنا..... خدا تمہارا حامی و ناصر ہے۔

مجاہدین۔ (بہادری سے لڑتے ہوتے) اَحَدٌ!.... اَحَدٌ!

(میدانِ کارزار تنور بنا ہوا ہے۔ آفتاب کی شعلہ بار کرنیں زرہوں کی گھٹن اور گرمی، حمیتِ اسلام میں کھولتا ہوا خون —— مشرکینِ مکہ کی آتشِ انتقام..... ایسے عالم میں مجاہدین دشمن کو برابر موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ۔ (تلوار اٹھا کر) یہ.... تم؟..... اُمیہ بن خلف....؟

اُمیہ۔ نہیں، نہیں عبداللہ! مجھے چھوڑ دو..... مجھے نہ ہلاک کرو۔ جو مجھے قید کرے گا میں اسے تو دودھ والی اونٹنیاں دوں گا۔

عبداللہؓ۔ (اس کے پیچھے ابنِ اُمیہ پر نظر پڑتی ہے) اچھا تو.... یہ تیرا بیٹا ہے۔ یہی سہی..... (بڑھتے ہیں)

اُمیہ۔ (گڑگڑا کر) اسے نہ ہلاک کرو۔ سنو تو...!

عبداللہؓ۔ (اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر) چلو، تم دونوں میرے ساتھ چلو، ڈرو نہیں، کوئی خطرہ نہیں ہوگا، میں ساتھ ہوں۔

اُمیہ۔ (حمزہؓ بن عبدالمطلب کو دیکھتا ہے جو بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے مشرکین کی لاشوں کے پشتے لگا رہے ہیں) عبداللہؓ! یہ شخص تمہارا کون ہے جس کے سینے پر شترمرغ کا نشان لگا ہے۔

عبداللہؓ۔ یہ حمزہؓ بن عبدالمطلب عمِ رسول اللہؐ ہیں۔

اُمیہ۔ حمزہؓ.....؟ وہ جس نے ہم سے بدسلوکی کی تھی۔

بلالؓ۔ (عبداللہؓ کے ساتھ اُمیہ کو دیکھ کر) اس نے مکہ میں مجھے صبر آزما اور ایمان شکن اذیتیں پہنچائی تھیں۔ یہ کافروں کا سردار..... امیہ بن خلف ہے.... اگر آج یہ بچ جائے تو میرا نام نہیں۔

عبداللہؓ۔ (بلالؓ کو خاموشی کا اشارہ کرتے ہیں) ہائیں..... بلالؓ....! یہ میرے قیدی ہیں۔

بلالؓ۔ (بے پروائی سے آگے بڑھ کر جوشِ انتقام میں) "لا نجوت اِن نجا۔ آج میں نہیں یا تو نہیں.....!

عبداللہؓ۔ بلالؓ! تم نہیں مانو گے....؟ باز آجاؤ....

بلالؓ۔ نہیں، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا.... عبداللہؓ! ہٹ جاؤ۔ دیکھو، تم بیچ میں نہ آؤ۔

عبداللہؓ۔ (اپنے قیدیوں اور بلالؓ کے درمیان حائل ہیں) مان جاؤ، بلالؓ! یہ ذاتی انتقام کا وقت نہیں۔

بلالؓ۔ لیکن میں تو اسے دشمنِ خدا، دشمنِ رسولؐ اور دشمنِ اسلام کی حیثیت سے مارنا چاہتا ہوں نہ کہ دشمنِ بلالؓ سمجھ کر ــــ! اے مجاہدو! یہ کافروں کا سردار ابنِ اُمیہّ جارہا ہے۔

(ابنِ عوف چند مجاہدین کے ساتھ آتے ہیں اور دونوں کو گھیر کر ابنِ اُمیہّ پر اپنی تلوار کا بھرپور وار کرتے ہیں۔)

اُمیہّ۔ (دردناک چیخ سے) ہائے ـ میرا بچہ ـ میرا لختِ جگر!

عبداللہؓ۔ (گھبرا کر اُمیہّ سے) اُمیہّ! اپنی جان بچاؤ.... اب تم ان سے نہیں بچ سکتے۔ میں تمہارا ذمّہ دار بھی نہیں رہ سکتا نہ میری حمایت تمہارے کام آئے گی۔ (مقتولین کی اُتاری ہوئی زرہیں تلاش کرتے ہیں۔) ارے میری زرہیں کہاں گئیں، کیا ہوئیں، کون لے گیا میری زرہیں؟

ابنِ عوف۔ (تلوار لے کے اُمیہّ پر پوری طاقت سے جھپٹ پڑتے ہیں) لے اللہ کے دشمن.... فی النار و السقر....!

(لڑکھڑا کر گر جاتا اور اسی وقت دَم توڑ دیتا ہے)

بلالؓ۔ (دُور سے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں) اللہ اکبر! خدا کا شکر ہے کہ یہ دشمنِ اسلام ختم ہوگیا.... اللہ احد.... احد!

عبداللہؓ۔ بلالؓ! تمہارا خدا بھلا کرے۔ میری زرہیں ہاتھ سے گئیں.... اور تم نے میرے قیدیوں کو بھی ہلاک کرا دیا۔ یعنی دوہرا نقصان ہوا مجھے....!

بلالؓ۔ (بہادری اور جوش میں) اَحَدٌ.... اَحَدٌ!

معوذؓ۔ (صفوں میں ابوجہل کو تلاش کر رہے) کہاں ہے.... ابوجہل.... کدھر گیا وہ.... لعنت کا مارا....؟

عبداللہؓ۔ ابوجہل ان کے قبضے کا نہیں۔

بلالؓ۔ معوذؓ! ادھر دیکھو...... وہ ہے ابن ہشام.... یہاں تو سب کو اپنی اپنی پڑی ہے۔ وہ جان بچانے کی فکر میں ہے۔

معوذؓ۔ (تاک کر ابوجہل پر نیزہ پھینکتے ہیں) اے ملعون! اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ جا۔

ابوجہل۔ (گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر زخم کی تاب نہ لا کر گرتے ہوئے) عکرمہ! بیٹا! میرے پاس آجا.... میں گیا.... ہائے....'

عکرمہ۔ (باپ کی دردناک چیخ سُن کر آتا ہے اور معوذؓ کے شانے پر وار کرتا ہے۔ ان کا ہاتھ شانے سے جُدا نہیں ہوتا بلکہ جھولنے لگتا ہے۔)

معوذؓ۔ (بے پروائی سے عکرمہ کا مقابلہ کرتے ہیں حتیٰ کہ ہاتھ کی تکلیف اس بیخبری میں بڑھ کر ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے تو اس پر اپنا پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے ایک جھٹکے میں ہاتھ الگ کرکے وہیں ڈال کر آگے بڑھتے ہوئے ابوجہل کے پاس پہنچتے ہیں۔)

ابوجہل۔ (دَم آخر ہو رہا ہے)

معوذؓ۔ اے اللہ کے دشمن! دیکھ لیا تُو نے؟ تجھے خدا نے کیسا ذلیل و خوار کیا۔

ابوجہل۔ (جاں بہ لب ہے) اس میں..... رُسوائی..... ہوئی..... کیا وہ شخص بھی.... رُسوا ہوسکتا ہے.... جسے تم جیسے بہادروں نے ختم کیا ہو؟ اب بھی.... بتادو.... میدان.... کس کے ہاتھ رہا؟

معوذؓ۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے۔

ابوجہل۔ (آخری سانسیں لے رہا ہے.... دَم اُکھڑتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجاتا ہے۔)

معوذؓ۔ (اس کا سَر تَن سے اُتارتے ہوئے) اللہ اکبر۔ ابن ہشام.... اور بے بس! اللہ غنی عن العٰلمین۔

محمدؐ۔ (اپنے عریش میں کھڑے ہوئے بہادرانِ اسلام کے جوہر دیکھ رہے ہیں)۔ دشمن کی ایک بڑی تعداد گرفتار ہوچکی ہے.... اور اب تک کئی بہادر مشرک ہلاک ہوچکے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ فتح ہماری ہوگی۔

ابوبکرؓ۔ جی ہاں، دشمن برابر گرفتار اور قتل ہوتے جارہے ہیں۔

معوذؓ۔ (ابوجہل کا سَر لئے ہوئے آتے ہیں) یارسولؐ اللہ! یہ دیکھئے دشمنِ خدا ابوجہل کا سَر!

محمدؐ۔ اللہ اکبر.... واللہ الذی لاالٰہ الاھو.... ھواللہ الذی لاالٰہ

عنیرہ۔ اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ واقعی خدا بڑا انتقام لیتا ہے۔ اللہ اکبر ذوالملکوت والجبروت۔ سیھزم الجمع ویولّون الدّبر۔ یہ فوج کفار شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی۔

معوّذؓ۔ (زمین پر سر ڈالتے ہوئے) بے شک یا رسولؐ اللہ! اللہ ذوالملکوت و الجبروت ہے۔

ابوبکرؓ۔ معلوم ہوتا ہے دشمن نے ہتھیار ڈال کر شکست تسلیم کرلی ہے۔

محمدؐ۔ (آسمان کی طرف نظر اٹھا کر) لربی الحمد۔ لربی الحمد۔ میرے رب کا شکر ہے لائق حمد وثنا ہے اس کی ذات۔

عمرؓ۔ اگرچہ اب دشمن کی ہزیمت یقینی ہے اور وہ فرار ہونا چاہتے ہیں۔ اور اب ہماری فتح میں کوئی کلام نہیں رہا لیکن موقع کی نزاکت کے پیشِ نظر میرا خیال یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کے عریش (سائبان) پر ابھی چند رفقاء برہنہ تلواریں لئے متعین رہیں۔

سعدؓ۔ اب بھی؟

عمرؓ۔ ہاں، اس لئے کہ ممکن ہے دشمن دھوکا دے کر ذاتِ اقدس پر حملہ کردے ... بہرکیف اس امر کا امکان ہے اور ان کی خباثت سے بعید نہیں۔ گو آتش کدۂ حرب سرد ہوتا جاتا ہے لیکن یہ حفاظتی تدبیر مآل اندیشی پر مبنی ہے

سعدؓ۔ (رفقاء کے ساتھ برہنہ تلواریں لئے عریش کا پہرہ دے رہے ہیں۔ لیکن ان کا چہرہ نتائج سے کچھ اُترا ہوا ہے۔)

محمدؐ۔ سعدؓ! تمہارے کا اُتار چڑھاؤ بتا رہا ہے کہ تمہیں اپنے ساتھیوں کی یہ جنگ آزمائی گویا ناگوار گزر رہی ہے!

سعدؓ۔ (چونک کر) جی .... ! فداک ابی و امی یا رسولؐ اللہ! بجا ارشاد ہے۔ دراصل یہ پہلا موقع ہے کہ خدا نے کفر و اسلام کو مقابل کیا اور یہ معرکہ بھی پہلا ہی ہے ... میں فطرتاً دردمند دل رکھتا ہوں اسی لئے ... لیکن آپؐ یقین فرمائیں کہ جذبۂ جہاد اسلامی کے تحت مجھے بھی اپنے رفقاء اور مجاہدین کی جان بچانے سے زیادہ مشرکین کا خون بہانا پسند ہے

عمرؓ۔ (خوش خوش آرہے ہیں) یا رسولؐ اللہ! دیکھئے یا رسولؐ اللہ! حق کو خدا نے ظفریاب کر دیا... دشمن کی بڑی تعداد ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوگئی۔ کچھ بھاگ گئے اور جو بچ رہے وہ اب ہمارے قیدی ہیں۔

محمدؐ۔ اللہ اکبر.... للہ الحمد..... الحمد للہ رب العلمین۔ الحمد للہ الذی نصر عبدہٗ۔ دوستو! میرا خیال ہے کہ اب میدان صاف ہوگیا ہوگا۔

سعدؓ۔ جی ہاں، یارسولؐ اللہ! اجازت ہو تو ہم دشمن کی لاش کنویں میں ڈال دیں۔

محمدؐ۔ ہاں، کوئی مضائقہ نہیں۔

عمرؓ۔ تو پھر جاؤ سعدؓ! اپنے ساتھ چند مددگار صحابہؓ کو بھی لے جاؤ۔

سعدؓ۔ بہتر ہے۔ چلو ساتھیو! سب مل کر لاشیں اکٹھی کریں..... (سعدؓ اور ان کے رفقاء لاشیں اٹھا رہے ہیں)...... (ایک لاش اٹھاکر) یہ تو بہت وزنی ہے کس کی ہے یہ لاش؟ (دیکھ کر) ارے یہ اُمیہّ بن خلف ہے مگر..... اس کی لاش تو پھول کر زرہ میں سماگئی بلکہ پھنس گئی ہے۔ (دوسری اٹھاتے ہیں) اور یہ... بغیر سر کی لاش....؟ ہاں، ابوجہل کی ہوگی۔

معوذؓ۔ (سر ان کی طرف پھینکتے ہوئے) لو، یہ ہے اس کا سر، میں نے ہی اُتارا تھا۔

سعدؓ۔ (آگے بڑھتے ہیں تو انبار ہیں) یہ عتبہ بن ربیعہ کی لاش ہے!

ابوحذیفہؓ۔ (اپنے باپ کی لاش کے پاس غمگین و آزردہ کھڑے ہیں اور حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں)

محمدؐ۔ (ابوحذیفہؓ کی کیفیت سے متاثر ہوکر) کیوں ابوحذیفہؓ! شاید تمہیں اپنے باپ کی لاش دیکھ کر رنج ہورہا ہے اور تم آزردہ خاطر ہو؟

ابوحذیفہؓ۔ (چونک کر) جی.....! نہیں یارسولؐ اللہ! فداک ابی وامی۔ میں اس وقت یہ سوچ رہا تھا کہ کاش یہ کفر کی حالت میں مرنے سے اسلام لاکر زندہ رہنا پسند کرتے... ورنہ مجھے اس طرح ان کی موت میں کوئی شک نہ تھا البتہ میں ان کی زیرکی، ہوش مندی اور معاملہ فہمی سے متوقع تھا کہ یہ صفات انہیں عقل کی روشنی میں نیک ہدایت دلا سکتی تھیں۔

محمدؐ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اس کا اجر دے ابوحذیفہؓ! رنج وغم تو فطری چیز ہے۔

عمرؓ۔ (آتے ہیں) یارسولؐ اللہ! فتح کی خوش خبری مدینہ والوں کو بھیج دینی چاہئیے؟

محمدؐ۔ ہاں۔ زیدؓ بن حارثہ کو بھیج دو۔

عمرؓ۔ زیدؓ! تم مدینہ کے رفقاء سے کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے۔ اس نے اسلام و فدائیانِ اسلام کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا اور رسولؐ اللہ مع صحابہؓ کرام بعافیت ہیں۔

محمدؐ۔ (کنویں کے پاس کھڑے ہیں اور لاشوں سے مخاطب ہیں) اے کنویں والو!

اَے عتبہ بن ربیعہ! شیبہ بن ربیعہ! اے ابوجہل ابن ہشام! اے امیہؔ بن خلف!
اَے ابن امیہؔ! (وغیرہ) تم اپنے نبیؐ کے بڑے بُرے ہم نشیں تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا، میری تکذیب کی اور لوگ مجھ پر ایمان لائے۔ تم نے مجھے بے وطن کیا اور لوگوں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ کی اور اللہ اور اِس کے بندوں نے میری مدد کی اور اسلام کو ظفریاب کیا۔ بتاؤ تم نے اپنے رب کا وعدہ "حق" نہیں پایا؟ میں نے تو واللہ اپنے رب کا وعدہ حرف بہ حرف صحیح اور سچ پایا۔

سعدؓ۔ (حیرت سے) یا رسولؐ اللہ ... ! آپؐ ... اہلِ قلیب سے سوال فرما رہے ہیں؟

عمرؓ۔ یا نبیؐ اللہ! آپؐ مردوں سے مخاطب ہیں؟

ابوبکرؓ۔ حضورؐ! گلی ہوئی بے جان لاشوں سے باتیں کر رہے ہیں؟

محمدؐ۔ ہاں دوستو! یہ تم سے زیادہ میری باتیں سُن رہے ہیں لیکن یہ ہے کہ جواب نہیں دے سکتے۔

عمرؓ۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

ابوحذیفہؓ۔ خوب یاد آیا۔ یا رسولؐ اللہ! خدا نے آسمانی مدد بھیجی تھی؟

محمدؐ۔ ہاں، جبریلؑ اور دوسرے فرشتے تھے۔

صحابہؓ۔ جبریلؑ ... ؟ ملائکہ .... ؟

محمدؐ۔ یہ آسمانی فوج، جس کی قیادت جبریلؑ کر رہے تھے، ... فوجی لباس میں تھی۔ جبریلؑ کا عمامہ زرد تھا، باقی تمام فرشتوں کے عمامے سفید تھے جو انہوں نے اپنی پشت پر پھیلا رکھے تھے۔

عبداللہؓ۔ آج جنگ کو دو دن گذر گئے۔

عمرؓ۔ ہاں، کل واپس چلنا ہے۔

مازنی۔ یا رسولؐ اللہ! ایک مشرک کا بیان ہے کہ جب حق و باطل کی فوجیں صف آرا ہو کر برسرِ پیکار تھیں۔ میں اپنے چچیرے بھائی کے ساتھ تمہارا تماشا دیکھنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا .... میدانِ کارزار ہمیں صاف نظر آرہا تھا۔ جس وقت تم لوگ نبرد آزما تھے۔ اس وقت اچانک ہمارے سر سے ایک بدلی گزرتی چلی گئی .... اس میں سے گھوڑے کے ہنہنانے کے ساتھ یہ آواز آئی "آگے بڑھ حیزوم!" یہ عجیب آواز اس درجہ خوفناک تھی کہ اس کی

دہشت سے میرے بھائی کے دل کی حرکت بند ہوگئی اور وہ اسی لمحہ ختم ہوگیا۔
میں بھی مرتے مرتے بچا۔ وہ تو کہو، میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

ابوبکرؓ۔ خوب .... سبحان اللہ

محمدؐ۔ ہاں، تم نے ٹھیک کہا۔ اس کا بیان صحیح ہے۔ یہ جبریلؑ گزرے تھے۔ ان کے گھوڑے کا نام "خیزوم" ہی تھا۔

زیدؓ بن حارثہ۔ ابو اسید بن مالک بن ربیعہ کا بیان ہے کہ اگر میری بینائی زائل نہ ہوتی۔ (یہ بنی ساعدہ کے فرد تھے۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ان کی آنکھیں کسی ضرب سے جاتی رہی تھیں) تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتوں کے پرے کے پرے فوجی لباس میں نکلے تھے....

بنی نجار المازنی۔ میری بھی تو سنو! ہوا یہ کہ بدر میں ایک مشرک کا میں تعاقب کر رہا تھا۔ جب میں نے اسے آلیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے وار سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ضرور غیبی ہاتھ ہے۔

عمرؓ۔ ہاں، کوئی فرشتہ ہوگا....

صحابہؓ۔ شکر ہے اس کا جس نے اسلام کی مدد فرمائی اور ان ظالموں کو شکست دی۔

عمرؓ۔ سعید! تم مجھ سے نالاں معلوم ہوتے ہو، ابن العاص! واللہ میں نے تمہارے باپ کو قتل نہیں کیا۔ اگر کیا بھی ہوتا تو مجھے پشیمانی یا معذرت کی کیا ضرورت تھی۔ یہ جنگ کسی ذاتی پرخاش کی بنیاد پر تو نہیں تھی۔ البتہ میں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو ضرور اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا ہے۔ ہاں، تمہارے باپ کے پاس سے گزرا ضرور تھا مگر وار نہیں کیا۔ لیکن اس کے چچیرے بھائی علیؓ نے اسے نہیں چھوڑا اور قتل کر دیا۔

سعیدؓ۔ تمہیں غلط فہمی ہوگئی ہے عمرؓ۔ میں تم سے ناراض کیوں ہوتا...!

محمدؐ۔ اچھا دوستو! اب یہ مالِ غنیمت اور قیدیوں کو بحفاظت مدینہ پہنچا دیا جائے۔ ان میں لونڈیاں بھی ہیں۔ وہاں جاکر منصفانہ تقسیم ہو جائے گی۔

(تیسرے روز محمدؐ رسول اللہ (صلعم) اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے)

از اوّل تا آخر۔ سیرت ابن ہشام، صفحہ ۱۴-۲۳ ـــــ کذا تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۴۸-۱۵۰۔
صفحہ ۲۱۱ سے ۲۱۳ تک اضافہ جدید (عطیہؔ)

چوبیسواں منظر

مکّہ — میں — شکست کا ردِ عمل

(مشرکینِ مکّہ انتقاماً حضورؐ کے قتل کی دوسری سازش کرتے ہیں۔)

(عباس بن عبدالمطلب کے گھر کے سامنے۔ صفوان بن امیّہ عمیر بن وہب سے باتیں کر رہا ہے۔ ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل بھی قریب ہی نظر آتے ہیں۔)

صفوان۔ ہمیں اب کسی خبر پر یقین نہ کرنا چاہیئے۔

عمیر۔ آخر کہاں تک یقین نہ کریں؟ بدر سے ہر آنے والا ہمارے لئے پریشان کن اور تشویش ناک خبر لاتا ہے۔

عکرمہ۔ وہاں سے آنے والا ہمارا اپنا ہی تو آدمی ہوتا ہے۔

عمیر۔ صفوان! لات کی قسم، میں نے اپنی آنکھوں سے تمہارے باپ اور بھائی کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔

عکرمہ۔ میرے باپ کو معوذؓ نے مار کر اس کا سَر بھی تن سے جدا کر دیا۔

صفوان۔ (غمگین لہجے میں) لات کی قسم، ان کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں رہا۔ اب ہمارے جینے سے بھی آخر فائدہ کیا ہے؟

عمیر۔ سچ کہتے ہو صفوان! لات کی قسم، اگر مجھ پر قرض کا بار نہ ہوتا جس سے فی الحال سبک دوش ہونا محال ہے اور اپنے اہل و عیال کی ذمہ داری نہ ہوتی جنہیں تنہا کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ جانا خطرے سے خالی نہ ہوگا تو میں اسی دم جا کر محمدؐ کو موت کے گھاٹ اُتار کر آتا۔ میرے پاس اس کے قتل کی کئی معقول وجوہ ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔

صفوان۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟

عمیر۔ ہاں، ہاں تو کیا تم مجذوب کی بڑ سمجھ رہے ہو؟

صفوان۔ (موقع غنیمت جان کر عجلت میں) تمہارے قرض کا میں دین دار (ذمہ دار) ہوں اور تمہارے اہل و عیال میرے گھر والوں کے ساتھ رہیں

رہیں گے۔ جب تک زندہ ہوں ان کی دلجوئی اور کفالت کرتا رہوں گا۔

عمیر۔ (کچھ دیر سوچ کر ارادہ کرلیتا ہے) اچھا صفوان! مجھے منظور ہے۔ لیکن یہ معاملہ راز ہی رہے۔ خبردار کسی تیسرے کو علم نہ ہونے دینا ورنہ ہمیشہ کی طرح اس سازش کے بھی ناکام ہونے کا اندیشہ ہے۔

صفوان۔ تو پھر اب کر گزرو۔ جاؤ جلد جاؤ۔

عمیر۔ (خاموشی سے اٹھ کر جاتا ہے اور اپنے غلام سے) جاتو، ذرا جلدی سے میری تلوار پر دھار رکھو کر زہر میں بجھالا۔ (خود چھپ جاتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ کر اندازہ نہ کرلے اس کے ارادے کا۔)

عورت۔ (روتی ہوئی آتی ہے) ہائے! میں لٹ گئی .... ارے کوئی تو بتادو، ایک اسیر کی رہائی کے لئے محمدؐ نے کیا رقم مقرر کی ہے؟

قریش۔ چار ہزار درہم۔

عورت۔ میں ابھی یہ رقم اس پر نثار کرتی ہوں، ہائے وہ تو... لاکھوں کا ہے!

قریش۔ کون ہے وہ ....؟ کس پر ....؟

عورت۔ میرا بچہ .... ابو عزیز .... میرا لال ....! (ایک دلدوز چیخ مارتی ہے۔)

قریش۔ (خاموش کرتے ہوئے) خاموش رہو .... یہ کیا لگا رکھا ہے تم نے، جانتی نہیں لڑائی میں کام آنے والوں یا اسیروں پر رونا نہ چاہئے اس طرح۔

عورت۔ (ایک لحظہ خاموش ہوکر) آخر کب تک ....؟ یہ بھی بتادو۔

قریش۔ ابو سفیان کی ہدایت ہے کہ ہم ایسا نہ کریں ورنہ محمدؐ اور ان کے رفقاء کو معلوم ہوگا تو وہ ہمارا مذاق اڑائیں گے اور ہم پر ہنسیں گے، ساتھ ہی اس نے تاکید کردی ہے کہ ہم اپنے آدمیوں کو چھڑانے کی کوشش نہ کریں اور نہ کسی کو انہیں لینے کے لئے بھیجیں ورنہ وہ ہماری اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فدیے کی رقم اور بڑھادیں گے۔ اس لئے ہمیں تو یہ ظاہر کرنا چاہئے گویا ہمیں شکست کا غم یا اسیروں پر افسوس اور ان کی پرواہی نہیں۔

عورت۔ خیر ایک ماں کا دل ان شرائط کو قبول نہیں کرسکتا اور میں اب بالکل صبر نہیں کروں گی۔ مجھ میں تاب نہیں رہی۔

قریش۔ عجیب اکھڑ عورت ہے.... (سامنے آنے والے شخص کو دیکھتے ہیں) یہ آنے والا حیسمان معلوم ہوتا ہے۔

صفوان۔ ممکن ہے یہ کوئی معتبر خبر لایا ہو۔

قریش۔ (بے تابی سے) کہو حیسمان! کیا خبر لائے؟

حیسمان۔ (ایک سانس میں) عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف اور حکم بن ہشام، یہ سب جنگ میں مارے گئے۔

صفوان۔ (سرگوشی کرتے ہوئے اپنے قریب والوں سے کہتا ہے اور خود حیسمان کی نظر سے پوشیدہ ہے۔) لات کی قسم، یہ کچھ نہیں جانتا۔ اسے کچھ نہیں معلوم ذرا اس سے میرے بارے میں پوچھو۔

قریش۔ اچھا، یہ تو بتاؤ، وہاں جاکر صفوان بن امیہؓ نے کیا کہا؟

حیسمان۔ (اس کے حجرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ تو اپنے حجرے میں بے خبر بیٹھا ہوگا اور میں نے اس کے باپ اور بھائی کو، لات کی قسم اپنی آنکھوں سے تہ تیغ ہوتے دیکھا ہے، وہ کیا جانے؟

امّ الفضل۔ (عباس (عم نبیؐ) کی حرم محترم اپنے غلام کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے) خدا کرے ایسی خبر لانے والا ہمیشہ سلامت رہے۔ کبھی اس کا بال بیکا نہ ہو۔

ابو رافع۔ (برتن بناتے ہوئے اسی لہجے میں) اللہ نے اپنے نبیؐ کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

امّ الفضل۔ (باہر دیکھتی ہیں) دیکھنا.... ابو رافع! یہ ابولہب کیسی بُری طرح غصے میں پاؤں ٹپک رہا ہے۔

ابو رافع۔ (ابولہب کی صورت دیکھتے ہوئے) جی ہاں، دراصل خدا نے حق کو سربلند اور باطل کو سرنگوں فرما کر اسے بھی ذلیل و خوار کر دیا ہے۔

ابولہب۔ (سر جھکا کر دروازے پر بیٹھا ہے اور یک لخت سر اٹھا کر) آخر تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ تم وہاں سے آئی ہوئی خبروں پر اعتبار کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے مخبروں کو غلط بیانی سے کیا مل جائے گا؟

قریش۔ (ایک سمت دیکھ کر) لو وہ ابوسفیان چلا آرہا ہے۔

ابولہب۔ (اٹھ کر پکارتا ہے) ابوسفیان! ادھر آجاؤ.... میرے پاس تو آؤ۔ میری جان کی قسم، تمہاری لائی ہوئی خبر یقینی ہوگی۔

ابوسفیان۔ (آکر ابولہب کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور سب اسے گھیرے کھڑے ہیں۔)

ابولہب۔ (بے تابی سے) عزیز من! بتاؤ تو سہی، اب حالات نے کیا صورت اختیار کی ہے۔

ابوسفیان۔ لات کی قسم، میں تو حیران ہوں۔ کیا بتاؤں ..... جس قوم سے ہمارا واسطہ پڑا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو اس کے آگے بے دست وپا اور بے اختیار پایا۔ حتیٰ کہ اپنی گردنیں پیش کر دیں۔ ان کا اختیار تھا۔ جسے چاہا، مارا جسے چاہا گرفتار کر لیا۔ لیکن میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ لات کی قسم، ہم اس معاملے میں اپنے جوانوں کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ جانتے ہو یہ جنگ صرف ان مٹھی بھر انسانوں سے نہ تھی۔ بلکہ ہم نے سنا ہے کہ وہاں ایسے سفید پوش مجاہد ابلق گھوڑوں پر سوار نظر آئے جو فضا میں چھائے ہوئے وار پر وار کر رہے تھے یہ تماشا پہلی بار دیکھا کہ قاتل نظر نہیں آتا اور مقتول کی لاش خاک و خون میں غلطیدہ پڑی ہے۔ لات کی قسم، کسی میں بھی ان سے مقابلے کی تاب نہیں اور نہ کوئی طاقت ان کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

ابورافع۔ (بے اختیار سامنے جا کر بیٹھتے ہیں) واللہ یہ ملائکہ (فرشتے) تھے۔ یہی آسمانی مدد تھی۔

ابولہب۔ (پیچھے مڑ کر ابورافع کو ایک دو ہنٹر رسید کرتا ہے۔) دفان ہو جا یہاں سے، بڑا آیا آسمانی مدد والا ..... !

ابورافع۔ (تاب نہ لاکر) میں کیوں دفان ہوں، دفان ہوں میرے دشمن۔

ابولہب۔ (غصے میں اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ابورافع کو اٹھا کر زمین پر دے مارتے ہوئے) ذلیل ـــ! کتے ـــ! غلام! تیری یہ مجال ..... (ان پر سوار ہو جاتا ہے) ٹھہر تو جا، لات کی قسم، میں ابھی تجھے پیوندِ زمین کئے دیتا ہوں۔

امّ الفضل۔ (اپنے غلام کی حمایت میں اٹھتی ہیں اور کھمبا نکال کر لاتی ہیں۔ ابولہب کے سر پر مارتے ہوئے) ظالم! تو نے اسے تنہا سمجھ لیا ہے کہ اس کا مالک (عباس) یہاں نہیں؟

ابولہب۔ (سر پھٹ جاتا ہے) ہائے ام الفضل ...! بس! بس (اٹھ کر بھاگ جاتا ہے۔)

امّ الفضل۔ ہاں! بھاگ جا جان بچا کر ذلیل! کمینے!

قریش۔ (ابوسفیان کے آس پاس کھڑے ہیں۔) ابوسفیان! تم نے اپنے بیٹے عمر کو چھڑانے کے لئے فدیہ نہیں دیا محمدؐ کو؟

ابوسفیان۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ دُہرا نقصان اٹھاؤں؛ ایک تو دشمنوں نے میرے ایک لختِ جگر (حنظلہ) کو قتل کر دیا اور اب میں روپیہ خرچ کروں اور دوسرے

بیٹے کو چھڑاؤں ؟ میں نے تو اِسے انہیں پر چھوڑ دیا ہے۔ قیدی بنا کر زندہ رکھیں یا قتل کر ڈالیں۔ جو چاہیں کر لیں۔ مَیں فدیہ دے کر چھڑانے کی حماقت نہ کروں گا۔

صفوان بن اُمیّہ۔ (کہیں گیا تھا واپس چیختا ہوا آرہا ہے) لوگو! خوش خبری سنو!.... ایک ایسی جنگ چھڑنے والی ہے جو بدر کا واقعہ فراموش کرا دے گی۔

قریش۔ جنگ ؟ اب کیسی جنگ بتاؤ بھی تو ؟

صفوان۔ ابھی نہیں بتاؤں گا۔

عکرمہ۔ فرزندانِ قریش ! میری ایک رائے ہے۔

قریش۔ کہو عکرمہ۔ !

عکرمہ۔ درحقیقت ہماری تجارت میں خلافِ اُمید نفع ہوا ہے اور ابوسفیان اسے لے کر بھاگنے میں خوش قسمتی سے کامیاب ہوگیا۔

قریش۔ یہ تو ہوا اور یہی جنگِ اولیٰ کا شاخسانہ تھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

عکرمہ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ نے تم پر بہت ظلم ڈھایا اور بڑی زیادتی کی ہے۔ اس نے تمہارے چوٹی کے جنگ آزما بہادروں کو مار ڈالا اور تمہارے مایۂ ناز جوانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ اب یہی ایک چارہ کار رہ جاتا ہے کہ اس تجارتی منافع سے ہماری مدد کرو تاکہ ہم مکمل تیاری کر کے محمدؐ سے اپنے خون کا انتقام اور نقصانات کا بدلہ لے سکیں۔

ابوسفیان۔ یہ اچھی تجویز ہے۔

قریش۔ چلو، اٹھو، تیاری کر لو۔ اب ہم دولت کے سہارے محمدؐ سے جنگ کریں گے۔

جبیر۔ (اپنے غلام وحشی کو پکارتا ہے) وحشی .... ! او وحشی !

وحشی۔ حاضر ہوں سرکار !

جُبیر۔ وحشی ! تو نیزہ بازی میں کمال رکھتا ہے اور تیرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ تُو ہمارے ساتھ چل، اور اگر تُو نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کا بدلہ محمدؐ کے چچا حمزہؓ بن عبد المطلب کو قتل کر کے لے لیا تو پھر تُو آزاد ہے۔

وحشی۔ (خوش ہو کر) تعمیل ہو گی سرکار !

ابوسفیان۔ اب قریش کو اپنی تمام قوتیں یکجا کر کے حبشیوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں آنا چاہیئے۔

قریش۔ (قافلہ بنا کر چلاتے ہوئے جا رہے ہیں) خون کا بدلہ … ! خون کا بدلہ لے کے رہیں گے۔

ابُو رافع۔ خدا انہیں سمجھے، یہ محمدؐ سے جنگ کے لئے نکلے ہیں۔

امّ الفضل۔ عباس آ جائیں تو اچھا ہے۔ ہم انہیں بتا دیں گے تاکہ وہ رسولؐ اللہ کو خبر تو کر دیں۔

ابُو رافع۔ ہاں، یہی بہتر ہوگا۔

ام الفضلؓ۔ یہ کون آ رہا ہے۔ ادھر دیکھو ابو رافع!

ابو رافع۔ یہ اسود بن عبد المطلب ہیں۔

ام الفضل۔ انہیں تین بیٹوں کا داغ لگا ہے۔

(اندر جاتی ہیں۔ ان کا غلام بھی ساتھ ہے)

اسود۔ (نابینا ہیں، اپنے غلام کا سہارا لے کر آتے ہیں۔) کیا یہ عورت بین کر رہی ہے؟

غلام۔ (کان لگا کر) جی ہاں، سرکار!

اسود۔ جاؤ، معلوم تو کرو، کیا مُردوں پر بین کرنا اور ماتم جائز ہو گیا ہے؟ یہ بھی دیکھ آنا کہ قریش اپنے مرنے والوں پر آنسو بہا رہے ہیں؟ اگر یہ ہے تو میں بھی ابو حکیمہ وغیرہ پر آنسو بہا لوں۔ میرے تو کلیجے سے شعلے نکل رہے ہیں اور جگر میں داغ پڑ گئے ہیں۔ (غلام بہت تیزی میں جاتا ہے)

ہند بنت عتبہ۔ (ادھر سے گزرتی ہے) —— ابن المطلب تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

اسود۔ تم کون ہو؟

ہند۔ ہند بنت عتبہ۔

اسود۔ جلد بتاؤ، کیا تم نے اپنے باپ کا ماتم نہیں کیا؟

ہند۔ ابھی وقت نہیں!

غلام۔ (چیختا ہوا آ رہا ہے) نہیں … نہیں، ہرگز نہیں …. زور … زور سے نوحہ کرنے کی اجازت نہیں۔

اسود۔ تو پھر یہ عورت کیا کر رہی تھی؟

غلام۔ ایک عورت ہے۔ اس کا اونٹ کھو گیا ہے اس پر رو رہی ہے۔

اسود۔ (غلام کا سہارا لے کر اٹھتے ہیں اور سر جھکائے چل رہے ہیں۔)

اَتبکی ان یضل لہا بعیر　　ویمنعہا من النوم السہود

فلا تبکی علیٰ بدر و لکن علی بدر تقاصرت الجدود

کیا وہ اپنے اونٹ کے گم ہونے پر رو رہی ہے؟ اور اس معمولی نقصان نے اسے ساری رات سکون کی نیند سے محروم کر دیا۔ اس کی آنکھیں بے خواب ہو گئیں۔ وہ بدر پر کیوں نہیں روتی حالانکہ بدر میں قسمتیں پھوٹ گئیں۔

(سہاگنیں بیوہ ہو گئیں، بچّے یتیم ہو گئے۔ ماؤں کے لال، باپوں کے سہارے چھن گئے۔)

(راستے میں وحشی سے ملتی ہے۔) کدھر.... وحشی۔!

(نیزہ گھماتا ہوا جا رہا ہے) میرے نیزے! میری آزادی اور غلامی کا فیصلہ تیرے اختیار میں بلکہ تیری دھار پر ہے۔

ہند۔ ویحا۔ اباوسمہ! اشف، واشتف۔ ہائے تیرا بُرا ہو ابو وسمہ! (کنیت ہے اس کی) اپنی تسلّی کر اور مجھے بھی سکون بخش دے۔

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۶۶-۷۶
تاریخ طبری، جلد دوم۔ صفحہ ۱۶۱-۱۸۷

پچیسواں منظر

مدینہ ـــــ "مسجد نبوی میں رسول اللہ (صلعم) غازیانِ اسلام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ بدر کے اسیرانِ جنگ کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے بارے میں گفت و شنید ہو رہی ہے۔ مشرکینِ مکہ کے ستّر قیدی پا بہ زنجیر موجود ہیں اور انہیں اعتراف ہے کہ مجاہدینِ اسلام نے ان کے آرام و آسائش کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھا ہے۔"

محمدؐ۔ دوستو! آج ہم اِن اسیرانِ جنگ کی قسمتوں کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں ـــ تم سب اپنی اپنی رائے پیش کرو، ہم غور کریں گے۔ عمرؓ! پہلے تم بتاؤ کیا کرنا چاہیئے؟

عمرؓ۔ (کھڑے ہو کر) یا رسول اللہؐ! میری رائے یہ ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

محمدؐ۔ یہ کیوں؟!

عمرؓ۔ اس لئے کہ یہ کفر کے امام اور شرک کے پیشوا ہیں۔ اسلام اور پرستارانِ توحید پر اِن سب نے مل کر لرزہ خیز مظالم ڈھائے اور آخر آپؐ کو بھی ترکِ وطن پر مجبور کر دیا۔ یہ ہمارے اور دینِ حق کے بدترین دشمن ہیں آج خدا نے ہمیں اِن پر قابو دیا ہے اور یہ ہمارے قبضے میں آگئے ہیں۔ اس لئے ہم ان سے اپنے مظلوموں کا قصاص لیں گے اور ان کی گردن مارنا ہی ان کے حق میں عین انصاف ہوگا۔

محمدؐ۔ عمرؓ! تمہاری مثال حضرت موسیٰؑ کی سی ہے۔ موسیٰؑ نے کہا تھا ربنا اطمس علیٰ اموالہم واشدد علیٰ قلوبہم[1] حتیٰ یروا العذاب الیم ـــــ اور حضرت نوحؑ نے بھی یہی کہا تھا کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا[2]۔ (حاضرین سے مخاطب ہیں) تم لوگ خاموش ہو؟

---

[1] پروردگار! ان کا مال و دولت تباہ کردے اور ان کی جانوں پر سختی ڈال کر وہ دردناک عذاب اٹھائے بغیر ایمان نہیں لائیں گے۔

[2] پروردگار! صفحۂ ہستی پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ۔

عبداللہ بن رواحہ ۔ یا رسولؐ اللہ! میرا خیال ہے کہ آپؐ کسی جھاڑیوں والی وادی میں آگ لگا کر اِن تمام دشمنانِ دین کو اس میں جھونک دیجئے۔

نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ فیصلہ ہے۔ پھر خدا کے سوا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے بندوں کو آگ کا دردناک عذاب دے۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! مناسب یہی ہوگا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ آپؐ اِس شخص (قریب ہی نظر آرہا ہے) پر مجھے اختیار دیجئے تو میں اس کی گردن اُڑا دوں اور فلاں پر حمزہؓ کو حق دیجئے تو وہ اسے قتل کر دیں۔ علیؓ کو اجازت دیجئے کہ وہ عقیل بن ابی طالب کو ختم کر دیں۔

محمدؐ۔ میں رحمۃ للعالمین ہوں عمرؓ! ابوبکرؓ تم بتاؤ کیا کرنا چاہیئے؟

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میری رائے ہے کہ آپؐ ان سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیجئے۔

محمدؐ۔ مصلحت اور فائدہ کیا ہے؟

ابوبکرؓ۔ اوّل تو یہ کہ یہ سب آپؐ کے قبیلے کے افراد ہیں۔ عزیز واقارب ہیں۔ دوسرے یہ کہ رہائی کے بعد ممکن ہے خدا انہیں ہدایت دیدے اور یہ اسلام قبول کر کے ہمارے مددگار، ساتھی اور دین کے فدائی بن جائیں۔ تیسرے یہ فائدہ ہوگا کہ ہم زرِ جرمانہ سے کفار کے مقابلے میں اپنی فوجی طاقت بڑھالیں گے.... یہ انصاف اور رحم دلی کا تقاضا بھی ہے۔ مصلحت اندیشی بھی یہی ہوگی۔

محمدؐ۔ (خوش ہو کر) تمہاری رائے صائب ہے ابوبکرؓ! تمہاری مثال ابراہیمؑ و عیسیٰؑ کی سی ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تھا قال من اتبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم اور عیسیٰؑ کا قول قرآن میں ہے قال ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم۔

آج تم لوگوں کو خدا نے غلبے اور فتح سے سرفراز فرمایا ہے۔ اِن قیدیوں کو بتا دیا جائے کہ ہم نے ان کی رہائی کے لئے زرِ جرمانہ ایکہزار درہم سے چار ہزار تک رکھا ہے۔ لیکن وہ جو استطاعت نہ رکھتے ہوں، ہم انہیں بلا معاوضہ یا اس شرط پر رہا کر دیں گے کہ وہ ہمارے اَن پڑھ مسلمانوں کو لکھنا یا کوئی اور ہنر سکھادیں۔

عباسؓ۔ لختِ جگر! تم جانتے ہو کہ میں مسلمان ہوں لیکن زبردستی یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔

محمدؐ۔ چچا جان! اگر یہ واقعہ ہے تو خدا آپ کو اس کا اجر دے گا۔ سردست آپ اپنے

اور اپنے ساتھی نوفل بن حرث اور عقیل بن ابی طالب کے لئے زرِ جرمانہ یا تاوانِ جنگ ادا کر کے رہائی حاصل کر سکتے ہیں۔

عباسؓ۔ میرے پاس اتنا روپیہ کہاں ہے؟

محمدؐ۔ وہ سرمایہ کہاں ہے جو آپ نے مکّہ سے روانگی کے وقت چچی جان (ام الفضل) کو دیا تھا کہ اگر میں کسی حادثے کا شکار ہو جاؤں تو یہ تمہارے اور بچوں کے کام آئے گا۔

عباسؓ۔ (حیران ہوکر) واللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اس راز سے میرے اور امّ الفضل کے سوا کوئی تیسرا واقف نہ تھا۔ اس لئے کہ رات کی تاریکی میں میں نے یہ سرمایہ امّ الفضل کے سپرد کرتے ہوئے یہی وصیّت کی تھی۔ اچھا اب ایسا کرو کہ جو غنیمت کا مال تم نے لوٹا ہے اس میں سے فدیے کی رقم وضع کر لو۔

محمدؐ۔ نہیں چچا جان! یہ ناممکن ہے اس لئے کہ یہ مالِ غنیمت تو مجاہدین کا حق ہے اور آپ استطاعت رکھتے ہیں، زرِ جرمانہ داخل کر دیجئے۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث کے لئے کیا حکم ہے؟

محمدؐ۔ ان کے سابقہ سفّاکانہ مظالم کی پاداش میں ان کا قتل واجب ہے۔

عمرؓ۔ یعنی ستّر قیدیوں میں صرف دو کو قتل کیا جائے گا اور باقی سب مشروط و غیر مشروط طور پر رہا کر دیئے گئے؟

محمدؐ۔ ہاں عمرؓ! مشیّتِ ایزدی اب یہی ہے[1]۔

---

[1] تمام مفسّرین (متقدمین و متاخرین) متفق ہیں کہ قرآن میں سورۂ انفال کی یہ آیت ماکان لنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ الخ کی شانِ نزول یہی ہے۔ چنانچہ تفسیر و اسبابِ نزول کی مستند ترین کتاب اسباب النزول بہامشہٖ الناسخ والمنسوخ کے مؤلف امام واحدی فرماتے ہیں کان عمر یریٰ الرأی فیوافق رأیہ ما یجیئ من السماء وان رسول اللہ استشار فی اساریٰ بدر فقال ابوبکر ھؤلاء بنو العم والعشیرۃ والاخوان وانی اریٰ ان تاخذ منھم الفدیۃ فتکون لنا قوۃ علی الکفار وعسیٰ ان یھدیھم اللہ فیکونوا لنا عضدا۔ وقال عمرؓ کذبوکَ و اخرجوکَ فقدمھم فاضرب اعناقھم واللہ ما اریٰ ما رایٰ ابوبکر ولکن ان تمکنی من فلان (قریب لعمر) واضرب عنقہ و تمکن علیا من عقیل... الخ (ترجمہ مندرجہ بالا متعلقہ منظر میں ہے) واحدی صفحہ ۱۷۸ - ۱۸۰)۔ یہ منظر تاریخ طبری اور متعدد تفاسیر کے ساتھ ساتھ خصوصاً واحدی کے مطالعے سے مرتب کیا ہے لیکن یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے۔

سعدؓ۔ سنا ہے کہ بدر میں شکست کی خبر پھیلتے ہی ایک عورت اپنے بیٹے ابو عزیز کے لئے روتی پھر رہی تھی لیکن قریش نے اسے سمجھا بجھا کر واپس کر دیا کہ کہیں ہمیں خبر لگ گئی تو ہم فدیے کی رقم بڑھا دیں گے حالانکہ وہ فدیے کے لئے زیادہ سے

---

۴ کہ مفسرین کا ایک گروہ حضرت عمرؓ کی تائید میں اس آیت کی شانِ نزول قرار دیتا ہے اور دوسرا طبقہ حضرت ابوبکرؓ کی رائے پر عمل ملحوظ رکھتے ہوئے آخری جزوِ آیت سے استدلال کرتا ہے۔ مفسرِ گرامی امام واحدی کا بیان ہے کہ وقال ابن عمر استشار رسولؐ اللہ فی الاساری ابابکر فقال قومک و عشیرتک خلّ سبیلھم واستشار عمر فقال اقتلھم۔ ففاداھم رسولؐ اللہ فانزل اللہ تعالیٰ "ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض الخ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا قال فلقی النبیؐ فقال کاد ان یصیبنا فی خلافک بلاء"۔ مطلب یہ ہے کہ اسیرانِ بدر کے بارے میں رسولؐ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ لیا تو انہوں نے فرمایا وہ آپؐ کی قوم کے افراد اور آپؐ کے رشتہ دار ہیں انہیں رہا کر دیجئے اور فدیہ لے کر ان کی راہ کھول دیجئے۔ آخر میں رسول اللہ (صلعم) نے ان سے فدیہ لے کر رہائی کا حکم دیدیا چنانچہ یہ آیت اُتری کہ ماکان لنبی الخ "نبی کو یہ زیبا نہیں کہ میدانِ جنگ میں کافروں کا اچھی طرح خون بہانے سے قبل دشمنوں کو قیدی بنائے۔ پھر ان سے مالی عوض لیا جائے۔ جنگ (بدر) کے قیدیوں سے تم نے فدیہ وصول کیا کیونکہ تم دنیوی ساز و سامان چاہتے تھے لیکن اللہ آخرت چاہتا ہے (اور وہ ان کاموں سے راضی ہوتا ہے جن سے دینِ اسلام کی ترقی ہو)۔ اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ان کے حق میں یہی فیصلہ پہلے ہی (فدیہ لے کر آزاد کرنا) صادر نہ ہو گیا ہوتا تو تم نے جو فدیہ لیا ہے اس کی پاداش میں تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔ بہرحال اب اسے مالِ غنیمت سمجھو اور استعمال میں لاؤ۔ (تفسیر ثنائی)

واضح رہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں تحریر فرمایا ہے، نبی کے لئے سزاوار نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی ہوں جب تک وہ ملک میں غلبہ نہ حاصل کر لے (مسلمانو!) تم دنیا کی متاع چاہتے ہو اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں آخرت کا اجر دے الخ۔ موصوف نے الاثخان کے معنی روشِ عام سے ہٹ کر بخاری کے حوالے سے "غلبہ" لئے ہیں اور دراصل الاثخان سے مراد صرف خونریزی ہی نہیں ہو سکتی۔ جب کہ اسلام صلح و امن کا مذہب ہے ملاحظہ ہو: "حتیٰ یثخن فی الارض" ای یغلب فی الارض (بخاری) وقال ابن عباس حتی یظھر علی الارض (یہاں دونوں سے مراد غلبہ اور اقتدار رہی ہے)۔

علماء اور مفسرین کا گروہ ان بنیادوں پر حضرت ابوبکرؓ کے فیصلے کی تائید کرتا ہے:۔

۱۔ قرآنِ مجید میں حضرت ابوبکرؓ کے فیصلے کی تائید پہلے ہی موجود تھی۔

۲۔ اس رائے میں لطف و کرم کے جذبات کی فراوانی ہے۔

۳۔ نبی کریمؐ نے اس حدیث میں حضرت ابوبکرؓ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے اور حضرت عمرؓ کو حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دی ہے۔

۴۔ ابوبکرؓ کی رائے حضورؐ نے پسند فرمائی۔

۵۔ رب العالمین نے بھی اسی رائے کو برقرار رکھا اور ان اسیرانِ جنگ کے لئے یہی مقدر ہو چکا تھا۔ ابوبکرؓ کی نیت نیک تھی۔ فدیے کا مقصد حصولِ مال و متاع برائے عیش کوشی نہ تھا۔

(عطیہ) واحدی۔ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۶۸۔۱۷۰

زیادہ دینے پر تیار تھی۔

مصعب بن عمیرؓ۔ ہاں یہ میرا بھائی ہے جو اب ہمارا قیدی بن کر آیا ہے اور وہ میری ماں تھی۔ میں تو یہی مشورہ دوں گا کہ اسے ابھی قید رکھو۔ ماں کے پاس اتنا ہے کہ وہ فدیہ دے کر ابو عزیز کو رہائی دلادے۔

عمرؓ۔ (مسجد نبویؐ کے دروازے کی جانب نظر اُٹھا کر) دیکھنا یہ کون ہے جو دروازے پر اونٹ بٹھائے اور تلوار گلے میں ڈالے ہوئے کھڑا ہے؟

ابنِ اسحٰقؒ۔ (آگے بڑھ کر غور سے دیکھتے ہیں۔ پھر عمرؓ کے پاس جاکر آہستہ سے) عمرؓ! یہ عمیر بن وہب ہے۔

عمرؓ۔ عمیر بن وہب! یہ ذلیل کتا کبھی کسی بُرے ارادے کے بغیر نہیں آسکتا۔

ابنِ اسحٰقؒ۔ ہاں، یہ وہی ہے جس نے معرکۂ بدر پر ہمیں اُبھارا اور دشمن کو ہماری تعداد کا اندازہ کر کے بتا دیا تھا۔

محمدؐ۔ صحابۂ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما ہیں، عمرؓ ان کے قریب جارہے ہیں۔

عمرؓ۔ (آہستہ سے) یا رسول اللہؐ! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب تلوار گلے میں ڈال کر یہاں آیا ہے۔

محمدؐ۔ اسے میرے پاس بھیج دو۔

عمرؓ۔ (دروازے تک جاتے ہوئے انصار سے مخاطب ہیں) جاؤ، تم لوگ رسول اللہؐ کے پاس بیٹھ جاؤ۔ ہوشیار رہنا، رسول اللہؐ کے لئے اس سے خطرہ ہے۔ (پھر دوسرے لمحے عمیر کو ساتھ لے کر واپس آتے ہیں اور اس کی تلوار کا پرتلا پکڑ کر کھینچتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (ان کی طرف نظر اٹھا کر) عمرؓ! اسے میرے پاس بھیجو۔

عمرؓ۔ (چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں)

محمدؐ۔ میرے قریب آؤ عمیرؔ!

عمیر بن وہب۔ (قریب جاکر) صبح بخیر!

ابو بکرؓ۔ اللہ کے دشمن! یہ جاہلیت والوں کا سلام ہے۔

محمدؐ۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہارے اس طریقے سے بہتر سلام و دعا سے نوازا ہے۔

عمیر۔ تم جانتے ہو محمدؐ! کہ میں نئے زمانے کا ہوں۔

محمدؐ۔ اچھا بتاؤ، تم کس مقصد سے آئے ہو؟

عمیر بن وہب۔ تمہارے پاس میرا قیدی ہے، اسے رہا کرانا چاہتا ہوں۔ تم اس پر

احسان کرو اور اس سے نیک سلوک روا رکھو۔

محمدؐ۔ پھر تمہاری گردن میں یہ تلوار کیسی؟

عمیر۔ خدا تلواروں کا بُرا کرے! ہمیں ان سے کونسا فائدہ پہنچ گیا؟

محمدؐ۔ دیکھو عمیر! سچ سچ بتا دو، کس مقصد سے اور کیوں آئے ہو؟

عمیر۔ صرف اپنے قیدی کی خاطر ورنہ اس کے سوا کوئی ارادہ نہیں۔

محمدؐ۔ (تھوڑی دیر اس کی صورت دیکھتے ہیں۔) میں بتا دوں؟ تم اور صفوان دونوں ایک جگہ بیٹھے تھے اور کنوئیں والوں (مقتولینِ کفار) کا ذکر ہو رہا تھا۔ دورانِ گفتگو میں تم نے کہا۔ "اگر مجھ پر قرض کا بار اور اہل و عیال کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں اسی لمحہ جا کر محمدؐ کا سر تن سے جُدا کر دیتا۔" پھر اس شرط پر کہ تم مجھے واقعی قتل کر دوگے۔ صفوان نے کہا۔ "میں تمہارے قرض کی ادائیگی اور بچوں کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ تم جاؤ اور کر گزرو۔" لیکن ظالمو! تمہیں یہ خبر نہ ہوئی کہ اللہ ہمارے درمیان حائل تھا اور اس وقت بھی ہے۔

عمیر۔ (حیران و ششدر رہ جاتا ہے)، لات کی قسم، اس سازش کی خبر میرے اور صفوان کے سوا کسی متنفس کو نہ تھی۔ واللہ آپؐ کو خدا نے یہ بتایا ہے۔

محمدؐ۔ ہاں، ورنہ میں عالم الغیب نہیں۔

عمیر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

محمدؐ۔ اللہ اکبر۔

صحابہ کرامؓ۔ اللہ اکبر۔

عمیر۔ یا رسولؐ اللہ! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ہدایت دی اور میری رہنمائی کرتے ہوئے یہاں کھینچ لایا۔ اشہد ان لاالٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ... یا رسولؐ اللہ! اب تک ہم آپؐ کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور اب تصدیق کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ (رفقاء سے) اپنے بھائی (عمیرؓ) کو دینی تعلیم دو اور قرآن پڑھاؤ۔ ہاں، اس کے قیدی کو بھی آزاد کر دو۔

عمیرؓ۔ (جانے سے قبل) یا رسولؐ اللہ! میں نورِ ہدایت کو بجھانے کے لئے ہر لمحہ کوشاں رہتا تھا اور راہِ حق کے ہر راہی کو سخت ترین اذیتیں پہنچانا میرا شیوہ بن چکا تھا۔ لیکن اب یہ چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ تو میں اہلِ مکہ کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دوں۔ ممکن

ہے خدا انہیں ہدایت دیدے اور وہ بھی راہِ راست پر آجائیں ورنہ میں عہد کرتا ہوں کہ انہیں بھی ان کے دین کی راہ میں اس طرح صبر آزما اذیتیں پہنچاؤں گا جو آپؐ کے رفقاء کو پہنچایا کرتا تھا۔

محمدؐ۔ تم مختار ہو لیکن یہ یاد رکھنا کہ اسلام صلح و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ حسنِ سلوک سے لوگوں کو متاثر کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

(عمیر بن وہبؓ مکہ واپس جاتے ہیں اور ہر راہ چلتے مسافر کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں۔ مشرکین اس پر اور بھی برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض حلقہ بگوشِ اسلام بھی ہو رہے ہیں۔ صفوان نے عمیر کے اسلام کی خبر سُنی تو عہد کیا کہ عمر بھر اس سے بات نہ کروں گا۔ نہ اسے کوئی فائدہ اٹھانے دوں گا لیکن ۸ھ کے بعد وہ خود بھی مسلمان ہو گیا تھا۔

صفحہ ۲۲۵ سے صفحہ ۲۲۹ تک اضافہ جدید (عطیہ)

سیرت ابن ہشام، جلد دوم صفحہ ۳۲-۳۳ اسباب النزول۔ تاریخ طبری

چھبیسواں منظر

(مدینہ کی مسجد میں .... کعب بن اشرف یہودی اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ.)

کعب۔ تمہیں خدا سمجھے بد بختو! بتاؤ کیا زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ سچ کہہ رہے تھے کہ محمدؐ نے سردارانِ قریش کو قتل کر دیا؟

ساتھی۔ ہاں کعب! یہ صحیح ہے۔

کعب۔ آہ! یہ تو قریش کے معزز سردار اور بہادر جنگ آزما تھے۔ اگر محمدؐ نے انہیں ختم کر دیا ہے تو ہماری زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں بھی مرجانا چاہئے

عمرؓ۔ (مسجد کے اندر آتے ہوئے) یہ یہودی کیا بک رہا ہے؟ یہاں مسجد میں کیا باتیں ہو رہی تھیں؟

کعب۔ ہائے عمرؓ! تمہیں بتا دو کیا محمدؐ نے سارے سردارانِ قریش کو موت کے گھاٹ اُتار دیا؟ کیا وہ سبھی جنگ کی بھینٹ چڑھ گئے۔

عمرؓ۔ اگر شک ہو تو جا کر بدر کے کنوئیں میں دیکھ لو لیکن اب تو شاید ان کی بوسیدہ ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔

محمدؐ۔ (مسجد سے ملحق کاشانہ نبویؐ کے دروازے سے اندر آتے ہوئے کعب پر نظر پڑتی ہے) یہودیو! اللہ سے ڈرو۔ دیکھو، اس نے قریش کی سرکشی اور نافرمانی کا کس درجہ عبرت ناک انتقام لیا ہے۔ تم راہِ راست پر آجاؤ۔ تمہیں بخوبی علم ہے کہ میں اللہ کا رسولِ برحق ہوں۔ اس کی شہادت اپنی مقدس کتابوں سے لے سکتے ہو۔

کعب۔ (تنک کر) بس، بس رہنے دو محمدؐ! تم نے ہمیں بھی اپنی قوم کی طرح ناآشنائے جنگ سمجھ رکھا ہے۔ اس بھول میں نہ رہنا کہ قریش کی ناتجربہ کاری سے تمہیں ظفریابی کا موقع مل گیا تو ہمیں بھی شکست دیدو گے۔ میدانِ جنگ دُور نہیں، اِک ذرا مقابلہ ہو جانے دو۔ پھر کھلے گا کہ ہم کون ہیں۔

عمرؓ۔ کعب! رسولؐ اللہ کی شان میں گستاخی کرتے شرم نہیں آتی۔ نکل جا یہاں سے اللہ کے دشمن!

کعب۔ (غصّے میں پیچ و تاب کھاتا ہوا نکل جاتا ہے۔ پھر مکّہ کا رُخ کرتا ہے۔ وہاں پہنچ کر مقتولینِ بدر کا ماتم کرتا اور روتا ہے۔ اس کی مرثیہ خوانی کا مطلب قریش کو رسول اللہ کے خلاف بھڑکانا ہے تاکہ پھر جنگ چھڑ جائے اور لوگ اپنے مقتولین کا انتقام لے سکیں۔)

ابنِ اسحاق۔ (حاضرین میں سے جو رسولؐ اللہ کو گھیرے بیٹھے ہیں۔) یا رسولؐ اللہ کیا بدر میں شریک ہونے والا ہر مجاہد جنّتی ہے؟

محمدؐ۔ ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ میری اُمّت کے جو افراد جنّت میں جائیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کے مانند روشن و تاباں ہوں گے۔

عکاشہ۔ یا رسولؐ اللہ! میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ خدا مجھے بھی ان میں شامل کرلے

محمدؐ۔ (آسمان کی طرف نظر اٹھا کر) الٰہ العالمین! عکاشہ کو بھی ان میں شامل کرلے

انصاری۔ یا رسولؐ اللہ! میرے لئے بھی۔

محمدؐ۔ عکاشہ تم سے آگے بڑھ گیا۔ (بلالؓ پر نظر پڑتی ہے) بلالؓ!

بلالؓ۔ (آگے بڑھ کر) حاضر ہوں یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ بلالؓ! آخر تم کیا کرتے ہو جو میں نے اپنے سے پہلے جنّت میں تمہارے قدموں کی آہٹ سُنی تھی؟

بلالؓ۔ حضورؐ! ہر وضو کے بعد دو رکعت نفل اَدا کرلیا کرتا ہوں۔

محمدؐ۔ اللہ اکبر۔

ضرار۔ حارث بن ہشام نے ابوجہل بن ہشام اور دوسرے مقتولین کا ماتم کرتے ہوئے کئی مرثیے کہے ہیں۔ لیکن ہمارے شعراء حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے جواب بھی خوب دیا۔

محمدؐ۔ کچھ اشعار یاد ہوں تو سناؤ۔

ضرار۔ حارث کہتا ہے:

الا یا لھف نفسی بعد عمرو | وھل یغنی التلھف من قتیل
یخبرنی المخبر ان عمرواً | امام القوم فی جفر محیل
فقد ما کنت احسب ذاک حقاً | وانت لما تقدم غیر فیل

(ترجمہ) ہائے افسوس عمرو کی موت پر (ابوجہل کا نام عمرو تھا) ہزار بار افسوس، کیا مقتول پر افسوس و گریہ سے بے نیازی بھی ہو سکتی ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمرو کو خاک میں دبا دیا گیا۔

مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم اسی طرح خاک میں دبا دیئے جاؤ گے اس لئے کہ تم (سوچ سمجھ کر) خطرات میں کود پڑتے ہو اور تمہاری رائے کبھی خطا نہیں کرتی۔

ابوبکرؓ۔ شاعری تو عرب کی گھٹی میں پڑی ہے۔

عمرؓ۔ اچھے شعر ہیں، اثر و تاثر پایا جاتا ہے۔

سعدؓ۔ سنا ہے ضرار بن الخطاب نے بھی مرثیہ کہا ہے۔ چند اشعار یہ ہیں:۔

عجبت لفخر الاوس والحین دائرٌ
علیہم غداً والدھر فیہ بصائرٌ
وفخر بنی النجار ان کان معشراً
اصیبوا ببدر کلھم ثم صابرو
فان تک قتلی غودرت من رجالنا
فان رجالاً بعدھم فنغادرُ

اوس و بنی نجار کے فخر پر مجھے حیرت ہے حالانکہ موت کل اُن کے سروں پر منڈلانے والی ہے۔ زمانہ ایک عبرت گاہ ہے۔ بنی نجار نے بدر میں مصیبتیں اٹھائیں پھر بھی وہ ثابت قدم رہے۔ اگر ہم میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور ہمیں داغِ مفارقت دے گئے تو کیا ہوا، ہم بھی تو ان کے بعد اس دنیا کو خیرباد کہنے والے ہیں۔

محمدؐ۔ خوب تو گویا وہ جنگ پر آمادہ ہیں۔ لیکن کیا کسی نے اسے جواب نہیں دیا؟

سعدؓ۔ جی۔ کعب بن مالک نے دیا ہے۔

عجبت لامر اللہ واللہ قادر
علیٰ ما اراد لیس للہ قاھر
قضیٰ یوم بدر ان نلاقی معشراً
بغوا وسبیل البغی بالناس جائرٌ

محمدؐ۔ خوب۔! آگے سناؤ۔

وقد حشدوا واستنفروا من یلیھم
من الناس حتیٰ جمعھم متکاثر
وفینا رسول اللہ والاوس حولہٗ
لہ معقل منھم عزیز وناصر
وجمع بنی النجار تحت لوائہ

لیشون فی المآذن والسنقع شاش
شھد فابان اللہ لارب غیرہ
وان رسول اللہ بالحق ظاھر

محمدؐ۔ بہت خوب! حسانؓ اور کعبؓ کی زبانیں مجاہدینِ اسلام کی تلواروں کا کام کرتی ہیں۔ اسی لئے یہ ہمارے پسندیدہ شاعر ہیں۔

سعدؓ۔ یوں تو مشرکین کی کئی عورتوں نے مرثیے کہے ہیں لیکن ہند بنت عتبہ نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے باپ کا ماتم کیا ہے، کہتی ہے:

اعینی جودا بدمع سرب   علیٰ خیر خندف لم ینقلب

ابن اسحٰق۔ نہیں سعدؓ! قتیلہ بنت حرث نے واقعی غضب کے رقت انگیز اشعار کہے ہیں۔ دراصل یہ نضر بن حرث (اس کے حقیقی بھائی) کا مرثیہ ہے۔ اسے معلوم ہوا کہ یہاں اسیرانِ جنگ میں اس کے بھائی نضر کو سزائے موت دی گئی ہے تو اس نے کہا۔

۱۔ یا راکبا ان الاثیل مظنۃ
من صبح خامسۃ وانت موفق

۲۔ بلغ بہ میتا فان تحیۃ   ما ان تزال بہ الرکائب تخفق

۳۔ فلیسمعن النضران نادیتہ   ان کان یسمع میت او ینطق

۴۔ ظلت سیوف بنی ابیہ تنوشہ   للہ ارحام ھناک تشقق

۵۔ امحمد ولانت ضنئ منجبۃ   من قومہا والفحل فحل معرق

۶۔ ما کان ضرک ان مننت وربما   من الفتیٰ وھوا لمغیظ المحنق

۷۔ والنضر اقرب من اصبت وسیلۃ   واحقھم ان کان عتق یعتق

محمدؐ۔ (متاثر ہو کر) اگر میں نضر کے قتل سے قبل یہ اشعار سن لیتا تو اسے معاف کر سکتا تھا۔ سزائے موت نہ دیتا۔

(ترجمہ) ۱۔ اے شہسوار! خیال ہے کہ تم اثیل (نضر کا مقتل) تک پانچویں رات کی صبح تک اسی طرح پہنچو گے کہ راستے میں کہیں نہ بھٹکو گے۔

۲۔ میرا سلام اس جوانمرگ کو پہنچا دو جو سر مقتل تہ تیغ کر دیا گیا۔ یہ پیام و سلام تو قافلے لے جاتے ہی رہتے ہیں۔

۳۔ اگر مردے سننے اور بولنے پر قدرت رکھتے ہوں تو نضر کو بھی تیری پکار سن لینی چاہیے۔

۴۔ کیا قیامت کا سماں تھا کہ ماں جائے بھائیوں کی تلواریں ایک دوسرے کا خون پی رہی تھیں۔

عبید اللہ بن کعب۔ (دور سے دوڑتے ہوئے آرہے ہیں) یا رسولؐ اللہ ... یا رسولؐ اللہ

صحابہ کرامؓ۔ (گھبرا کر) کون ہو تم ... قریب آؤ ... کیا ہوا؟

عبید اللہ۔ بھائیو! ابوسفیان .... غضب ہو گیا .....

عمرؓ۔ ارے یہ تو کعب بن مالک کا لڑکا عبید اللہ ہے۔

محمدؐ۔ اطمینان سے سنبھل کر بات کرو۔

عبید اللہ۔ یا رسولؐ اللہ! بدر میں شکست کے بعد ابوسفیان نے قسم کھالی تھی کہ جب تک بدلہ نہ لے لوں، دنیا کی مسرتوں سے لطف نہ اٹھاؤں گا۔ حتیٰ کہ نہانا دھونا، کنگھی کرنا بھی چھوڑ دوں گا۔

ابوبکرؓ۔ پھر کیا ہوا؟

عبید اللہ۔ پھر وہ دو سو سوار لے کر مکّہ سے نکلا اور قریش کو جنگ پر اکسانے کے لئے یہ اشعار بلند آواز سے پڑھتا جا رہا تھا۔

کرّوا علیٰ یثرب وجمعھم ... فان ماجمعوا لکم نفل

ان یک یوم القلیب لھم ... فان مابعدہ لکم دول

آلیت ان لا اقرب النساء ولا ... یمس رأسی وجلدی الغسل

حتی تبیروا قبائل الاوس و ... الخزرج ان الفواد مشتعل

حملہ کر دو۔ اہلِ یثرب پر ٹوٹ پڑو۔ اس لئے کہ ان کا اندوختہ تمہارے حق میں مالِ غنیمت ہے۔ اگر یومِ قلیب (یومِ بدر) میں اِن کا پلّہ بھاری ہو گیا تو کیا۔ اب جو جنگیں ہوں گی ان کے میدان تمہارے ہاتھ ہوں گے۔ میں نے قسم کھالی ہے کہ وصل کی راحتوں سے لطف اندوز نہیں ہوں گا اور غسل بھی نہیں کروں گا ... جب تک کہ تم اوس و خزرج کے قبائل کو تباہ و برباد نہ کر دو کہ دلِ آتشِ انتقام سے بھڑک اٹھا ہے۔"

ابا جان (کعب بن مالک) نے اسے بھی اشعار میں جواب دیا تھا۔ ابھی معلوم ہوا کہ وہ رات کی تاریکی میں مدینہ کے اندر آ گیا۔ اس کا رسالہ ابھی ہماری حدود سے

ہائے وہاں تو خونی رشتے توڑے جا رہے تھے۔

۵۔ محمدؐ: تم تو اپنی قوم میں نجیب الطرفین ہو۔

۶۔ تمہارا کیا بگڑ جاتا اگر تم احسان و رواداری سے کام لیتے اور تمہارا یہ حسنِ سلوک ہرگز تعجب خیز نہ ہوتا۔

۷۔ اگر گلوخلاصی، جان بخشی یا آزادی کی گنجائش ہو سکتی تھی تو نضر رشتہ داری کی بنا پر اس کا مستحق تھا کہ اُسے آزاد کر دیا جاتا۔

باہر ہی ہے ۔ اس نے یہاں آکر سلام بن مشکم یہودی کے پاس قیام کیا جو بنو نضیر کا سردار ہے ۔ رات گئے تک وہ دونوں بادہ خواری کرتے رہے پھر فیصلہ ہوا کہ ابھی مقابلہ مناسب نہیں ہوگا۔

محمدؐ۔ یہ پیش قدمی بھی انہیں کی جانب سے ہوگی ۔

عمرؓ۔ اب کیا حکم ہے یا رسولؐ اللہ !

محمدؐ۔ میرا خیال ہے کہ سو مجاہدین ساتھ لے کر نکلوں ۔ نہ معلوم اب تک اس نے کیا تباہ کاری کی ہوگی ؟

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ ! یہ بھی غزوہ ہوگا ؟

محمدؐ۔ ہاں ، غزوہ ہے ۔ دیکھو کسی کو اس کا پتہ لگانے کے لئے بھیج دو کہ اسوقت ابوسفیان کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے ۔

مخبر۔ (واپس آکر) یا رسولؐ اللہ ! معلوم ہوا ہے کہ رات بھر بادہ خواری کے بعد ابوسفیان اب ہمارے ثمردار درختوں اور مکانوں کو آگ لگا رہا ہے ۔ (دور سے مظلوموں کی آہیں اور فریادیں بلند ہوتی ہیں ۔)

محمدؐ۔ (سن کر بے تاب ہوتے ہوئے) دوستو ! مجاہدو ! آگے بڑھو ، دیکھو مسلمان ہمیں مدد کے لئے پکار رہے ہیں ۔ ہائے میرے مظلوم ساتھی ! (سب تلواریں بے نیام کئے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے جا رہے ہیں ۔)

مجاہدین ۔ اللہ اکبر . . . اللہ اکبر . . .

عمرؓ۔ (قریب جاکر) ارے . . . . یہ لاش . . . . کس کی ہے . . . .

علیؓ۔ یہ ہمارے ایک ساتھی کا ملازم معبد بن عمر ہے . . . .

عمرؓ۔ یہ دوسری لاش . . . . ابھی تازہ خون معلوم ہوتا ہے ۔ یہ ہمارے کسی مسلمان بھائی کی لاش ہے ۔

مجاہدین ۔ ابھی ابوسفیان مدینہ کی حدود میں ہوگا ۔ چلو ، اس کا تعاقب کریں ۔ (ابوسفیان یہ قتل اور تباہ کاری کرتا ہوا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ مسلمان قرقرۃ الکدرہ تک اس کا تعاقب کرتے ہیں لیکن ناکامی ہوتی ہے ۔ راستے میں ابوسفیان کا قافلہ ستو کی تھیلیاں گراتا گیا تھا ۔ جو مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تو اس کا نام غزوۃ السّویق[1] پڑ گیا ۔

---

[1] سویق کے معنی ستو ہیں ۔

تاریخ طبری ، جلد دوم ، صفحہ ۱۷۵ - ۱۷۷
صفحہ ۲۲۸ سے صفحہ ۲۴۵ تک اضافہ جدید (عطیہ)

ستائیسواں منظر

(مسجد نبویؐ، رسول اللہؐ، صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں
دُور سے ایک شخص آتا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔)

قاصد۔ مَیں اندر آسکتا ہوں؟

صحابہ کرامؓ۔ ہاں، کون ہو؟ آجاؤ۔

قاصد۔ یا رسولؐ اللہ! کعب بن اشرف یہودی کی خباثتیں حد سے گذرتی جا رہی ہیں۔ اوّل تو اس نے یہاں سے مکہ جا کر قریش کو آپؐ کے خلاف بھڑکانا۔ چونکہ ان کا غم ابھی تازہ ہے اس لئے مقتولینِ بدر پر مرثیہ خوانی سے ان کی آتشِ انتقام کو اور بھی مشتعل کر دیا اور اب ....

محمدؐ۔ بتاؤ تو سہی، رُک کیوں گئے؟

قاصد۔ یا رسولؐ اللہ! کیا عرض کروں، اب وہ مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان کی پاک دامن و عفت مآب عورتوں سے اپنے فحش اشعار میں اظہارِ عشق کرتا رہتا ہے۔

صحابہ کرامؓ۔ (جوش میں آکر) واللہ یہ تو بڑی شرم کی بات ہے۔

عمرؓ۔ اسے کیفرِ کردار تک پہنچا دینا چاہئے۔ ہم اپنی یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے واللہ .... ہم .... عاجز ہو گئے ہیں۔ آخر یہ مکہ والے اور یہودی ہمیں چین سے کیوں نہیں بیٹھنے دیتے؟

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں سوچ کر سر اٹھاتے ہوئے) کوئی ہے جو اس ملعون فتنہ پرداز کعب بن اشرف کا سر قلم کر دے۔

محمد بن مسلمہ۔ (اٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! مَیں حاضر ہوں۔

محمدؐ۔ جاؤ، اگر کر سکو تو کر گزرو۔

محمدؐ بن مسلمہ۔ مَیں عہد کرتا ہوں کہ جب تک اس دشمنِ خدا کو جہنم میں نہ پہنچا دوں۔ کھانا پینا حرام سمجھوں گا۔ اس بدبخت نے آپؐ کی اور مسلمانوں کی عزت پر حملہ کیا ہے۔

محمدؐ۔ نہیں، ابن مسلمہ! ایسا نہ کرنا۔ تم صرف کوشش کرو۔

ابن مسلمہ۔ یارسولؐ اللہ! اِسے پھانسنے کے لئے ہمیں کوئی بات بنانی پڑے گی۔ کیا آپؐ اس کی اجازت دیں گے؟

محمدؐ۔ ہاں، جاؤ، اس کے معاملے میں تمہارے لئے جائز ہوگا۔

ابن مسلمہ۔ (کھڑے ہوکر) اوس کے جانباز فرزندو! اٹھو، آج یہ کارنامہ ہم انجام دیں گے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے اس بدترین دشمن کو موت کے گھاٹ اُتارے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے۔

بنی اوس۔ سلکان بن سلامہ (ابونائلہ جو کعب کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔) عبّاد بن بشر بن حارث بن اوس بن معاذ، ابوعنبس بن جبرؓ۔ ہم سب کافی ہوں گے۔

ابن مسلمہ۔ دیکھو ابونائلہ کہاں لیں گے؟ وہ اس کے دودھ شریک بھائی ہیں۔ ان سے کام خوب بنے گا۔ وہ شاعر بھی ہیں، کعب کو شعر و شاعری میں مست کریں گے۔

(سب مل کر کعب بن اشرف یہودی کے مکان پر جاتے ہیں اور صرف ابونائلہ اس سے ملاقات کرتے ہیں۔)

ابونائلہ۔ کعب! خدا تمہیں سمجھے۔ میں اس وقت تمہارے پاس ایک اہم مقصد سے آیا ہوں۔ تم اس راز کو راز ہی رکھنا۔

کعب۔ کہو، کیا بات ہے؟

ابونائلہ۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اس شخص (محمدؐ) کے یہاں آکر چھا جانے سے ہم پر بڑی مصیبت نازل ہوگئی ہے۔ سارا عرب ہم پر اب ایک ہی کمان سے تیر چلا رہا ہے۔ ہمارے لئے تمام راہیں مسدود ہوگئی ہیں۔ ہمارے بچوں پر الگ آفت آگئی ہے۔ اب ہم بالکل عاجز اور بے بس ہو گئے ہیں۔

کعب۔ یہ تم اب کہہ رہے ہو اور میں بہت پہلے یہ پیش گوئی کرچکا ہوں۔ ابن سلامہ! یاد رکھنا، میں ابن الاشرف نہیں، اگر معاملہ وہی سنگین صورت نہ اختیار کرے۔ جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

ابونائلہ۔ ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہم تمہارے پاس اپنی کچھ اشیاء رہن دیں اور تم ہمیں غلّہ دے دینا۔

کعب۔ کیوں نہ تم اپنے بیٹے میرے پاس رہن رکھ دو۔

ابونائلہ۔ بھائی! میں تنہا تو نہیں جو تمہاری بات مان لوں۔ پھر اس صورت میں تو تم ہمیں رُسوا کرو گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ دیں لیکن اس کی تمہیں پوری حفاظت کی ذمہ داری لینی ہوگی۔

کعب۔ اچھا، یہی سہی تم اپنے ہتھیار لاکر دے دو اور غلہ جب چاہو آکر لے جاؤ۔

(ابونائلہ واپس آکر اپنے ساتھیوں سے ملتے ہیں۔ پھر سب حضورؐ کی خدمت میں جاکر جمع ہو جاتے ہیں۔)

ابونائلہ۔ یا رسولؐ اللہ! ہم نے اس کے لئے بڑا خطرناک جال بچھایا ہے۔ اب وہ بچ کر نہیں جا سکتا۔

ابن جبر۔ رات خاصی ڈھل چکی ہے۔

ابونائلہ۔ کوئی مضائقہ نہیں، چاندنی بھی تو نکھری ہوئی ہے۔

عباد۔ پھر کیا ارادہ ہے ابونائلہ؟

ابونائلہ۔ اجازت ہے یا رسولؐ اللہ؟

محمدؐ۔ ہاں، چلو میں تمہیں بقیع الفرقد تک چھوڑ آتا ہوں — جاؤ، خدا تمہاری مدد کرے۔

(رسولؐ اللہ چاندنی رات میں واپس آجاتے ہیں اور یہ لوگ کعب کے قلعے پر پہنچتے ہیں۔)

ابونائلہ۔ (قلعے کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے) کعب ... ابن الاشرف!

کعب۔ (بستر پر دراز ہے) یہ کون ہو سکتا ہے؟ کوئی مجھے آواز دے رہا ہے۔

بیوی۔ تم تو فوجی آدمی ہو اور فوجی کبھی ایسے وقت میں اُتر نہیں سکتا۔

کعب۔ (دوبارہ دستک اور آواز سُن کر اٹھتے ہوئے) یہ ابونائلہ ہے۔ اگر مجھے محوِ خواب دیکھتا تو جگاتا نہیں۔

بیوی۔ کعب! مجھے اس کی آواز سے وحشت ہو رہی ہے۔ مان جاؤ، باہر نہ جاؤ۔ ہائے! ابھی حال میں تو ہماری شادی ہوئی ہے۔

کعب۔ (جاتے ہوئے) اگر مقابلے کے لئے بلایا جائے تو کوئی بہادر رُک نہیں سکتا۔ مجھے جانے دو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

(باہر نکل جاتا ہے)

ابونائلہ۔ تم تھوڑی دیر کے لئے ہمارے ساتھ شعب عجوز تک چل سکتے ہو۔

ہم باقی رات وہیں گزاریں گے۔ ذرا لطف رہے گا۔ چاندنی ہے کوئی خوف بھی نہیں۔ (اس کا سَر سونگھتے ہوئے) واہ واہ کعب! تمہارے پاس سے تو بڑی عمدہ خوشبو آ رہی ہے۔ کیا عطر میں بس کر آئے ہو؟

کعب۔ جانتے نہیں، میرے پاس عرب کی حسین ترین نئی نویلی دلہن ہے؟

ابونائلہ۔ (دونوں آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ پھر ویرانے میں پہنچ کر اس کا سَر پکڑ لیتے ہیں۔) ٹوٹ پڑو ساتھیو!

ساتھی۔ بہ یک وقت کعبؔ پر تلواروں سے حملہ کر دیتے ہیں۔

محمدؔ بن مسلمہ۔ بھائیو! اس کی موت میری تلوار سے لکھی ہے۔

(اس کے سینے پر تلوار کا بھرپور وار کرتے ہیں)

کعب۔ ہائے ظالمو! مار ڈالا مجھے ۔۔۔۔!

(زمین پر گر کر دَم توڑ دیتا ہے)

(محمدؔ بن مسلمہ، ابونائلہ اور سب مِل کر رسولؐ اللہ کے پاس جاتے ہیں۔)

ابن جریر طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۷۸ - ۱۸۰

تشکیل جدید (عطیہ)

اٹھائیسواں منظر

(مسجد نبویؐ میں —— فجر کی نماز کے بعد رسولؐ اللہ (صلعم)
اور ابوبکرؓ چند خزرجی مسلمانوں، عبداللہ بن انیس، مسعود بن سنان،
ابن عتیق اور ابوقتادہ خزاعی سے مصروفِ گفتگو ہیں)

ابوقتادہ۔ یا رسولؐ اللہ! کیا بنی اوس کو آپؐ نے کسی مہم پر بھیجا ہے؟

محمدؐ۔ ہاں، کعب بن اشرف یہودی کی شرارتیں حد سے بڑھ گئی تھیں۔ اس نے مجھے اور دوسرے مسلمانوں کو صرف ایذا ہی نہیں پہنچائی، بلکہ اب علی الاعلان ہماری پاک باز خواتین کی رسوائی اور بے عزتی پر اُتر آیا تھا۔ اس لئے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اسے ختم کر دیا جائے۔

ابوبکرؓ۔ وہ دیکھئے، یا رسولؐ اللہ! یہ سب کے سب خوشی میں تلواریں گھماتے ہوئے آ رہے ہیں۔

مسعودؓ۔ غالباً کامیاب ہو گئے۔

ابو نائلہ۔ (قریب آکر) یا رسولؐ اللہ! یا رسولؐ اللہ!

ابن مسلمہ۔ یا رسولؐ اللہ! ہم نے اس دشمنِ خدا کو قتل کر دیا۔

محمدؐ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایک شر انگیز شخص سے نجات ملی۔

ابن مسلمہ۔ میں نے وار کیا تو وہ اس قدر بلند آواز سے چیخا کہ تمام قلعے گونج اُٹھے، اور یہودیوں نے تمام قلعوں پر آگ روشن کر دی، لاعلمی میں ہماری تلواروں کے پیہم وار میں ہمارا اپنا ساتھی حارث بھی زخمی ہو گیا۔ اس کے سر اور پاؤں پر زخم آئے تھے۔ واپسی پر اس کے زخموں سے خون بہ کثرت بہتا رہا تو ہم نے ایک گھنٹہ بنی امیہ بن زید کے پاس قیام کیا۔ اب بھی دیکھئے، اس کا خون بند نہیں ہوا۔

محمدؐ۔ حارث کو میرے قریب لاؤ۔ (پڑھ کر پھونکتے اور لعابِ دہن لگا دیتے ہیں۔)

حارثؓ۔ یا رسولؐ اللہ! بس اب خون بند ہو گیا اور مجھے آرام ہے۔

ابن مسلمہ۔ آتے وقت ہم نے اندازہ کیا کہ ہر یہودی ہم سے خائف تھا اور

کسی کا بس نہ چلتا تھا کہ سامنے بھی آئے۔

محمدؐ۔ تم لوگوں نے واقعی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اللہ تمہیں اجر دے۔

ابوقتادہ۔ یا رسولؐ اللہ! واللہ یہ ناممکن ہے کہ بنی اوس اس کارنامہ کی بدولت تاریخِ اسلام میں ہم سے آگے بڑھ جائیں۔ جب تک ہم بھی اسی طرح کوئی کارنامہ انجام دے لیں۔ چین سے نہ بیٹھیں گے۔ ہمیں اجازت دیجئے تو ہم خیبر جا کر ابن ابی الحقیق یہودی کے خون سے تلواروں کی تشنگی بجھائیں۔

محمدؐ۔ (تبسم فرماتے ہوئے) یہ دونوں قبیلے (اوس و خزرج) گھوڑوں کی طرح ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اوس کوئی کام کرتے ہیں تو خزرج بھی اسلام میں سربلندی کی خاطر آگے بڑھ جانے کے لئے بے تاب سے ہو جاتے ہیں۔

عبداللہ۔ جی ہاں، یا رسولؐ اللہ! ہم نہیں چاہتے کہ بنی اوس سے فضیلت میں کمتر رہیں، آپؐ ہمیں اجازت دیجئے۔

محمدؐ۔ (زیرِ لب مسکراتے ہوئے) جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔

خزرجی۔ (جوش میں چلّا کر) اللہ اکبر! اللہ اکبر!

محمدؐ۔ لیکن میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اٹھانا ——

خزرجی نعرۂ تکبیر بلند کرتے خوش خوش جا رہے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ یہودیوں کو اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنا کر بغاوت پر آمادہ کرنے میں ابنِ ابی حقیق ہی کا ہاتھ ہے۔

عمرؓ۔ وہ بدبخت حضورؐ کی شان میں گستاخی سے بھی باز نہیں آتا اور اپنی فطری شرپسندی کے باعث کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کرتا رہتا ہے۔

محمدؐ۔ اوس و خزرج دونوں اسلام کی سربلندی اور میری مدافعت کے لئے ہر لمحہ آمادۂ جنگ رہتے ہیں۔ (کھڑے ہوتے ہیں)

(سب آپؐ کے ساتھ اُٹھ کر گھروں پر جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۸۲

(تشکیلِ جدید (عطیہ))

اُنتیسواں منظر

رسولؐ اللہ (صلعم) کا شانۂ نبویؐ کے سامنے صحابہؓ کرام کے ساتھ

زیدؓ بن حارثہ۔ (رسولؐ اللہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ! مکہ سے آمدہ اطلاعات پھر آپؐ کے خلاف سازش پر مشتمل ہیں۔

محمدؐ۔ لیکن اب یہ کوئی نئی بات نہیں رہی۔ بہر حال بتاؤ۔ کیا کوئی تازہ خبر ہے؟

زیدؓ بن حارثہ۔ قریش کہتے ہیں کہ محمدؐ نے ہماری تمام تجارتی راہیں منقطع کر دیں۔ اور خود تجارت گاہوں پر قابض ہو گئے۔ پھر ابو سفیان اور صفوان نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں یوں ہی بے کار پڑے رہے تو بیٹھے بیٹھے قارون کا خزانہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ پھر ہمارا بقیہ سرمایہ کس شمار میں ہے؟ زمعہ بن اسود نے آگے بڑھ کر کہا کہ میں ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو نجد کے اطراف سے اگر آنکھیں بند کر کے بھی چلے تو راستہ بتا دے گا۔ صفوان نے کہا ادھر تو پانی کے ذخیرے ہیں۔ اور ہمیں پانی کی ضرورت نہیں۔ آج کل موسم سردی کا ہے۔

بہر حال وہ فرات بن حیان کو مزدوری پر رہنمائی کے لئے بلا کر نکلے ہیں اور ان کے ساتھ خاصا مال و متاع ہے۔ چاندی کے برتن تک موجود ہیں۔ آپؐ جو حکم دیں، ہم تعمیل کریں گے۔

محمدؐ۔ (غور سے سماعت فرما کر سوچتے ہیں) اچھا، تم خود جاؤ اور ان کا راستہ روک لو۔ جو مال ہاتھ آئے وہ امانت داری سے میرے پاس لے آؤ۔ اسیروں کو بھی حفاظت سے لانا۔

زیدؓ بن حارثہ۔ چند رفقاء کے ساتھ جاتے ہیں اور انہیں راہ میں روک کر مقابلہ کرتے ہوئے پچیس ہزار کی مالیت کا سامان اور فرات بن حیان کو گرفتار کر کے لے آتے ہیں۔

محمدؐ۔ اس سریہ میں شریک ہونے والوں میں سرمایہ تقسیم کرتے ہیں اور ابن حیان کو جو اسیر ہو کر آتا ہے، اسلام کی شرط پر اس کی جاں بخشی کر دیتے ہیں وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

خزرجی۔ (دور سے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے خوش خوش آ رہے ہیں۔) ——

یارسولؐ اللہ — ! — اللہ اکبر ! اللہ اکبر !

ابوبکرؓ۔ یہ خزرجی مسلمان ہیں جو ابی رافع یہودی کو قتل کرنے گئے تھے۔

خزرجی۔ قریب آکر — یارسولؐ اللہ ! ہم اب آپؐ کے نزدیک اوس سے کم نہیں رہے ہم نے بھی ابن ابی الحقیق کو موت کے گھاٹ اُتار کر تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔

محمدؐ۔ کیونکر ؟ وہ تو بڑے مضبوط و محفوظ قلعے میں رہتا تھا۔

خزرجی۔ جی ہاں ، ہم لوگ آپؐ سے رخصت ہو کر خیبر گئے اور رات کی تاریکی میں اس کے گھر پہنچے ۔ اس دوران میں ہم نے یہ خیال رکھا کہ کوئی ہمیں دن کی روشنی میں نہ دیکھ سکے ۔ خیر ، تو ہم نے جاکر دروازے پر دستک دیتے ہوئے آواز دی تو اس کی بیوی آئی اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو ؟ ہم نے کہا ہم عرب ہیں ۔ اور غلّہ لینا چاہتے ہیں ۔ وہ دروازہ کھولتے ہوئے بولی ۔ آؤ اندر آجاؤ صاحبِ خانہ موجود ہے ۔

ابن عتیک۔ ہم نے بڑی مستعدی سے کام لیتے ہوئے اندر جاکر سب سے پہلے دروازے بند کر لئے اور اس کی بیوی کو بھی بند کر دیا ۔ ہمیں خطرہ تھا کہ وہ ہمارے اور اپنے شوہر کے درمیان ضرور حائل ہوگی ۔ وہ گھبرا کر شور مچانے لگی لیکن ہم لوگ بے پروائی سے آگے بڑھے اور سب اپنی اپنی تلواریں لے کر اس پر ٹوٹ پڑے ۔ واللہ رات کی تاریکی میں اس کے چہرے کی تابانی نے ہماری رہنمائی کی ۔ معلوم ہوتا تھا کوئی حسین و جمیل قبطی دوشیزہ محوِ خواب ہے ۔

ہاں ، اس کی بیوی بند ہو کر بھی باز نہ آئی اور ہمارا نام لے کر مدد طلب کرنے لگی ۔ میں جاکر اس پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ مجھے آپؐ کی نصیحت یاد آگئی اور میں نے ہاتھ روک لیا ۔

ابن انیس۔ آخر میں میں نے اس کے پیٹ میں تلوار پیوست کر دی تو اس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ بس ، بس میں ختم ہوگیا ۔

ہم نے وار ہی کچھ اس طرح پے در پے کئے تھے کہ اسے مدافعت تو کجا ، آواز نکالنے کی بھی مہلت نہ مل سکی ۔ واپسی پر عبداللہ بینائی کی کمزوری کے باعث سیڑھیوں پر سے پھسل گئے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ۔ لیکن ہم انہیں اٹھا کر لوگوں کی نظروں سے بچتے بچاتے آگئے ۔ ابن ابی حقیق کے قتل کا انکشاف ہوا تو یہودیوں نے اپنی رسم کے مطابق جگہ جگہ آگ روشن کی اور قاتلوں کی تلاش میں آدمی دوڑا دیئے لیکن ہمارا سراغ نہ مل سکا اور وہ ناکام لوٹ گئے

ہمیں ابھی تک یقین نہ تھا کہ اللہ کا دشمن واقعی ختم ہوگیا ہے۔ چنانچہ خزاعی نے کہا میں جاکر معلوم کرتا ہوں۔

خزاعی۔ میں جارہا تھا تو راستے میں ہر یہودی مجھ سے پوچھتا تھا کہ آخر سردار کا قاتل کون ہے اور کہاں ہے؟

ابن عتیک۔ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کی بیوی یہودیوں کے درمیان ہاتھ میں چراغ لئے اپنے شوہر کا چہرہ دیکھ رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔ واللہ میں نے ابن عتیک کی آواز سُنی تھی اور میں اسے پہچانتی ہوں۔ میں نے اسی وقت آگے بڑھ کر اس کی تردید کی اور کہا کہ ابن عتیک تو یہاں ہوں۔ وہ پھر جھک گئی اور اپنے شوہر کو غور سے دیکھ کر چلائی۔ ہائے یہودیو! وہ ختم ہوگیا.... اب اس میں کچھ نہیں۔

"ہائے غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا"

یا رسولؐ اللہ! مجھے اس بدبخت کی زبان سے یہ جملہ سُن کر بہت خوشی ہوئی اور بڑا لطف آیا۔

محمدؐ۔ یہ تو سب ٹھیک ہے لیکن تم میں سے اس کا اصل قاتل کون ہے۔

خزاعی۔ یا رسولؐ اللہ! میں۔

ابن عتیک۔ نہیں میرا وار کارگر ہوا تھا۔ تم غلط کہتے ہو۔

محمدؐ۔ سب اپنی اپنی تلواریں میرے پاس لائیں۔

خزاعی۔ (آگے بڑھ کر) لیجئے۔ یا رسولؐ اللہ! تلواریں حاضر ہیں۔

محمدؐ۔ (سب کی تلواریں غور سے ملاحظہ فرماکر) یہ تلوار کس کی ہے؟

ابن انیس۔ میری ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ بس، تمہیں اس کے قاتل ہو!

خزاعی۔ یا رسولؐ اللہ! یہ کیوں؟

محمدؐ۔ اس تلوار کو سُونگھو، اس میں انسانی غذا کی بُو محسوس ہوتی ہے۔

حسان۔ یا رسولؐ اللہ! کعب وابنِ ابی حقیق کے قتل پر چند برجستہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

محمدؐ۔ سناؤ۔

حسان۔

للہ در عصابۃ لاقیتھم ۔۔۔ یا ابن الحقیق وانت یا ابن الاشرف
یسرون فی البیض الخفاف الیکم ۔۔۔ بطراً کاسد فی عوین مغرف

حتی اتوکم فی محل بلادکم   فسقوکم حتفا ببیض ودف

مستبصرین لنصر دین نبیہم   مستضعفین لکلی امر مجحف

وہ جماعت خدا کی نظر میں کس درجہ معزز ہے جو ابنِ حقیق ابن اشرف کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے روانہ ہوئی۔

وہ رات کی تاریکی میں اپنی آبدار تلواریں لے کر یوں نکلے جیسے بہادر شیر اپنی کچھار سے دبے پاؤں شکار کی تلاش میں نکلتا ہے۔

حتیٰ کہ تیز تلواریں لے کر انہوں نے تمہیں (کعب وابن اشرف) تمہاری قیام گاہ پر جالیا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

اپنے نبیؐ کے دین کی مدد کرتے ہوئے خطرناک امور کو معمولی سمجھ کر نکل کھڑے ہوئے اور کامیاب آئے۔

محمدؐ۔ بہت خوب! حسان! تمہارے کلام میں تلوار کی دھار کی سی تیزی ہے —— جزاک اللہ۔

ابن عمرؓ۔ (ایک خط لئے ہوئے اندر آتے ہیں) یارسولؐ اللہ! یہ عباس بن عبدالمطلب کا مکہ سے خط آیا ہے۔

محمدؐ۔ پڑھ کر سناؤ۔

ابن عمرؓ۔ (خط پڑھتے ہوئے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تمہاری اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ قریش بدر میں قربان ہونے والوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے تم سے جنگ کرنے آ رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی تجارت کے نفع سے تمہارے مقابلے کے لئے ایک لشکرِ جرار تیار کر لیا ہے اور تمام قبائل کو تمہارے خلاف اُبھار کر جنگ پر آمادہ کر لیا ہے۔

محمدؐ۔ وہ نامہ بر کہاں ہے جو یہ خط لایا ہے؟

ابن عمرؓ۔ (دروازے کی طرف کھڑے ہوئے ایک شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) یہ ہے وہ آدمی۔

محمدؐ۔ (نامہ بر سے) کیا قریش روانہ ہو گئے؟

نامہ بر۔ جی ہاں، ان لوگوں نے اپنے اونٹ اور گھوڑے ایک سبزہ زار میں چھوڑ دیئے جو عریض میں واقع ہے اور جب وہاں بالکل سبزہ نہ رہا تو وہ لشکر کی صورت میں نکل کھڑے ہوئے۔

صحابیؓ۔ یعنی اپنی سواریوں کو خوب کھلا پلا کر فربہ کیا جا رہا ہے۔

محمدؐ۔ واللہ میں نے رات ہی خواب دیکھا ہے۔ گویا میرے لئے ایک گائے ذبح کی گئی ہے اور یہ بھی کہ میری تلوار کُند ہو گئی ہے۔ میں ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں۔

ابوبکرؓ۔ انشاءاللہ خیر ہے۔

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! اس کی تعبیر کیا ہوگی؟

محمدؐ۔ (سوچتے ہوئے) گائے کا ذبح ہونا یہ بتاتا ہے کہ میرے کئی جان نثار شہید ہو جائیں گے اور تلوار کی دھار کے کند ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ میرے رشتہ داروں میں سے کوئی عزیز ترین شخص شہید ہوگا۔ مضبوط زرہ سے مراد "مدینہ" ہے۔ اب تم لوگ اگر مدینہ میں قیام پسند کرو ــــــ اور یہی مناسب سمجھو تو دشمن کو جہاں وہ مقیم ہے وہیں رہنے دو۔ اگر وہ اسی جگہ مقیم رہے تو ان کے لئے وہ جگہ نہایت منحوس ثابت ہوگی اور یہاں آئے تو سمجھو ان کی موت انہیں گھیر کر لائی ہے۔

عبداللہ بن ابی۔ واللہ یہ بہترین تجویز ہے۔

(انصار کے بعض نوجوان کھڑے ہوتے ہیں۔)

نوجوان۔ یارسولؐ اللہ! ہمیں ہمارے دشمن کے مقابلے میں لے جائیے۔ وہ دیکھ لیں گے کہ ہم میدانِ کارزار میں نہ تو بزدلی دکھائیں گے اور نہ کمزور پڑیں گے۔

ابن اُبی۔ یارسولؐ اللہ! مدینہ ہی میں قیام فرمائیں۔ ان کے پاس نہ جائیں۔ واللہ ہم جونہی مدینہ کی حدود سے قدم نکالیں گے۔ ہمارے دشمن ہمیں گھیر لیں گے۔ بصورتِ دیگر اگر وہ یہاں آئے تو ہم ان سے سمجھ لیں گے، انہیں چھوڑ دیجئے اگر وہ وہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں تو ٹھہریں، آپؐ کے ارشاد کے مطابق وہ اقامتگاہ ان کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ اگر انہوں نے مدینہ میں داخلے کی کوشش کی تو ہمارے کفن بردوش نوجوان انہیں تیروں سے چھلنی کر کے پسپا کر دیں گے ہماری عورتیں اور بچے ان پر سنگ باری کریں گے۔ آخر ان کے پاؤں اُکھڑ جائیں گے اور وہ بچ بھی گئے تو ناکام لوٹیں گے۔

مہاجرین۔ یارسولؐ اللہ!

انصار۔ یارسولؐ اللہ! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دشمن نے یہاں ہم پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ میں داخلے کی جرأت کی ہو اور کامیاب رہا ہو۔ تو پھر اب کہ آپؐ بھی ہمارے ساتھ ہیں، کیونکر ان کی فتح ممکن ہوگی؟

نعمان بن مالک۔ یا رسولؐ اللہ! مجھے جنت سے محروم نہ ہونے دیجئے۔ اس کی قسم، جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔

محمدؐ۔ (زیرِ لب تبسم فرماتے ہوئے) تمہیں یہ یقین کیونکر ہوا؟

نعمانؓ۔ (جرأت سے) اس لئے کہ میں وحدانیت رب الارباب اور آپؐ کی رسالت پر ایمان لا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں میدانِ کارزار میں پیٹھ نہیں دکھاؤنگا۔

محمدؐ۔ تم سچ کہتے ہو۔

نوجوان۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ تو ہمیں دشمن کے پاس لے چلئے۔ اللہ نے ہمیں اسلام کی ہدایت دے کر بڑی قدر و منزلت بخشی ہے۔ ہمارے ساتھ اس کا رسولؐ بھی ہے پھر ہمیں اپنی جانوں کا کوئی خوف نہیں۔

ابن اسحاق۔ یہ وہ نوجوان ہیں جو کمسنی کے باعث "بدر" میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اب وہ اپنے جوہر دکھا کر جامِ شہادت نوش کرنا چاہتے ہیں۔

محمدؐ۔ (عزم سے اُٹھتے ہوئے) اسلام کے مایۂ ناز فرزندو! توحید کے پاسبانو! دشمن سے مقابلے کے لئے کمر ہمت باندھ لو۔

نوجوان۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

محمدؐ۔ (کاشانۂ نبوی کی طرف جاتے ہوئے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ساتھ آنے کا اشارہ فرماتے ہیں، دونوں صحابیؓ اطاعت کرتے ہیں۔)

مسلمان۔ اللہ اکبر۔ چلو مجاہدو! جنت کے دروازے کھُل گئے ہیں۔

ابن ابی۔ (غصے میں اُٹھ کر جاتے ہوئے) محمدؐ نے میری نہیں سُنی اور ان بچوں کی باتوں میں آگئے۔

سعدؓ بن معاذ۔ نوجوانو! تم نے رسولؐ خدا کو کوچ پر مجبور کیا ہے ورنہ ان کے پاس تو آسمان سے حکم آتا ہے۔

اُسیدؓ۔ (نوجوانوں سے) اب معاملہ حضورؐ ہی پر چھوڑ دو۔

نوجوان۔ (کچھ سوچ کر ندامت سے) ٹھیک تو ہے۔ واقعی ہم نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر رسولؐ اللہ کو مجبور کر دیا۔ حالانکہ ہمیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔

سعدؓ۔ یہ عمرؓ و ابوبکرؓ کہاں چلے گئے؟

اُسیدؓ۔ رسولؐ اللہ کے ساتھ ہی گئے ہیں۔

سعدؓ۔ اسید! تم مجاہدین کو صف بستہ کر دو تاکہ وہ باادب حضورؐ کی تشریف آوری کا انتظار کریں۔

اُسیدؓ ۔ (بلند آواز سے) مجاہدو! صف بستہ ہو جاؤ۔ حضورؐ تشریف لاتے ہونگے۔

محمدؐ ۔ (فوجی لباس زیب تن فرمائے ہوئے تشریف لاتے ہیں۔ آپؐ نے زرہ پہن کر عمامہ باندھ لیا ہے اور تلوار سجا کر پشت پر ڈھال لگالی ہے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی دائیں بائیں نظر آتے ہیں۔)

نوجوان ۔ (آگے بڑھ کر ندامت سے) یا رسولؐ اللہ! ہمیں آپؐ کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔ ہم نے نادانی سے آپؐ کو مجبور کیا۔ ہمیں اس کا کوئی حق نہ تھا۔ آپؐ جو مناسب سمجھیں، حکم دیں، ہم تعمیل کریں گے۔

محمدؐ ۔ (کچھ دیر غور فرما کر) نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ قیادت کے لئے مسلح ہونے کے بعد بغیر جنگ کئے فوجی لباس اُتار دے..... اس لئے اللہ کا نام لے کر چلنا ہی ہوگا۔ خدا تمہیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمائے!

مجاہدین ۔ آمین یارب العالمین!

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۹۰ زاد المعاد، جلد دوم، صفحہ ۱۸۹

سیرت ابن ہشام، جلد دوم ۷۷۔۷۹

تشکیل جدید (عطیہ)

تیسواں منظر

(مجاہدینِ اسلام صف بستہ ہیں اور حکمِ نبوی کے منتظر ہیں۔)

محمدؐ۔ دوستو! ہمیں کسی قریب کے راستے سے دشمن تک کون لے جا سکتا ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ جہاں ہمیں کسی سے مڈبھیڑ کا خطرہ نہ ہو۔

ابوخلیثمہؓ۔ (آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! میں۔

محمدؐ۔ کیونکر؟

ابوخلیثمہؓ۔ مربع بن قیظی کے احاطے سے گزر کر۔

محمدؐ۔ تو پھر آگے بڑھو۔

(نابینا مربع بن قیظی کے احاطے میں)

مُربع بن قیظی۔ (آنے والوں کی آہٹ پاکر) کون ہو؟ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟

عمرؓ۔ یہ رسولؐ اللہ اور ان کے رفقاء ہیں، یہاں سے گزرنا چاہتے ہیں۔

مُربعؔ۔ اگر یہ رسولؐ اللہ ہیں تو میں انہیں یہاں قدم رکھنے کی بھی اجازت دینا حرام سمجھتا ہوں۔

محمدؐ۔ کون شخص ہے؟

ابوخلیثمہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! یہی مربع بن قیظی ہے۔ آنکھوں سے اندھا ہے اور منافق!

مُربعؔ۔ (مٹھی میں مٹی اٹھا کر) محمدؐ! .....

عمرؓ۔ کیا کرتا ہے پھینک .... مٹی .....!

مربع۔ واللہ محمدؐ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ مٹی تمہارے سوا کسی اور پر بھی پڑ سکتی ہے تو ابھی تمہارے منہ پر دے مارتا۔

مجاہدین۔ مربع کو مارنے کے لئے دوڑتے ہیں۔

محمدؐ۔ نہیں، نہیں، اِسے نہ مارو۔ یہ نہ صرف آنکھوں سے بلکہ دل سے بھی اندھا ہے۔

مجاہدین۔ تعمیلِ ارشاد میں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

عبداللہ بن اُبَی۔ (سرگوشی کرتے ہوتے ساتھیوں سے) آخر بتاؤ تو یہاں جانیں گنوانے

سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ بھلا کیوں ہم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں۔

انصاری۔ (اس کی بات سُن کر) فرزندانِ اسلام! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنے نبیؐ کو عین وقت پر دھوکہ نہ دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن سے مقابلے کے وقت ہم سب کو تنہا بے یار و مددگار چھوڑ جاؤ۔

ابن اُبی۔ (لشکر کا تہائی حصّہ ورغلا کر واپس لے جاتے ہوئے زیرِ لب) محمدؐ ان نادان بچوں کی بات مان کر جنگ پر آمادہ ہوگئے اور میری ایک نہ سُنی —— خیر میں بھی اپنے ساتھیوں کو لئے جاتا ہوں۔

عمرؓ۔ اللہ کے دشمنو! جاؤ تمہیں خدا اور بھی دُور کردے۔ اللہ اور اس کا رسولؐ تم سے بے نیاز ہیں اور ہمیں بھی تمہاری ضرورت نہیں۔

اسیدؓ۔ غضب ہوگیا.... ارے یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ کیا بات ہے؟ آخر انہیں واپسی کی کیا سوجھی؟

عمرؓ۔ چھوڑو بھی — یہ منافق ابن ابی اور اس کی قوم کے افراد ہیں۔ عین وقت پر ہمیں دھوکا دے گئے۔

اسیدؓ۔ لیکن یہ تو لشکر کا تہائی حصّہ ہیں۔ افسوس ایک ملعون نے ہمیں ان سب سے مل کر دھوکا دے دیا۔

انصاری۔ اب ہم کُل سات سو افراد ہیں۔ مشرکین کی تعداد ہم سے کہیں زیادہ ہوگی۔

اسیدؓ۔ ہاں وہ سب تین ہزار ہوں گے۔ ان کے ساتھ دو سو شہسوار اور....

عمرؓ۔ خیر، فکر نہ کرو۔ خدا اور اس کا رسولؐ ہمارے ساتھ ہیں۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۹۰ - ۱۹۱

زاد المعاد۔ جلد دوم، صفحہ ۷۶ - ۷۷ سیرت ابن ہشام، جلد دوم

اکتیسواں منظر

(میدانِ کارزار ــــــ رسولؐ اللہ لشکرِ اسلام کے ساتھ)

آپؐ اس وقت مجاہدین کو جنگی ہدایات دے رہے ہیں۔ کوہِ احد لشکر کے پیچھے نظر آرہا ہے۔

محمدؐ۔ (سفید پوش تیر اندازوں سے) عبداللہ! دیکھو، تم ان پچاس تیر اندازوں کے افسر ہو۔ تمہیں یہاں اس غرض سے استادہ کیا جارہا ہے کہ دشمن پشت سے حملہ نہ کرسکے۔ خبردار، اپنی اپنی جگہ سے کوئی ایک قدم بھی نہ ہلنے پائے تیر انداز بہادرو! تم تیروں کی بوچھاڑ سے شہسوار دشمنوں کے رُخ پھیر دینا۔ اور کسی قیمت پر اپنی جگہ نہ چھوڑنا، خواہ مالِ غنیمت سامنے آجائے یا خدانخواستہ ہماری شکست کا اندیشہ ہو، پھر بھی تم پہاڑ کی طرح جمے رہنا۔

تیر انداز۔ بہتر ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (شہسواروں سے) مجاہدو! جب تک میں حکم نہ دوں، جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

(عَلَمِ اسلام دستِ مبارک میں ہے۔)

ابوخثیمہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میں ابھی دشمن کی فوج کا جائزہ لے کر آرہا ہوں۔ ان کے ساتھ تین ہزار پیادے اور دو سو سوار ہیں۔ انہوں نے خالدؔ بن ولید کو میمنہ پر اور عکرمہ بن ابی جہل کو میسرہ پر مقرر کیا ہے۔

محمدؐ۔ (عَلَمِ توحید لئے ہوئے) دشمن کے تیر اندازوں پر کون ہے؟

ابوخثیمہؓ۔ ان کی قطار میں عبداللہ بن ربیعہ پابند نظر آتا ہے۔

محمدؐ۔ دشمن کے تیر اندازوں کی تعداد بتا سکتے ہو؟

ابوخثیمہؓ۔ جی، کوئی دو سو کے قریب ہوں گے۔

محمدؐ۔ (پرچمِ اسلام بدستور تھامے ہوئے) ان کا پرچم کس کے ہاتھ میں ہے؟

ابوخثیمہؓ۔ ان کا علمبردار طلحہ بن طلحہ بنی عبدالدار ہے۔

محمدؐ۔ (آگے بڑھ کر) اچھا ٹھیک ہے۔ مصعب بن عمیر کہاں ہیں؟

مصعبؓ۔ (حاضر ہو کر) حاضر ہوں یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (عَلَم دیتے ہوئے) لو، یہ عَلَمِ توحید تم سنبھالو۔

مصعبؓ۔ (احترام سے لیتے ہوئے) یا رسول اللہ! ہمارا نعرہ کیا ہوگا؟

محمدؐ۔ (آنے والے دستے کی طرف نظر ڈالتے ہوئے) تمہارا نعرہ یا منصور! اَمِتْ اَمِتْ ہوگا۔ دیکھو مصعبؓ! یہ کون لوگ ہیں؟

عمرؓ۔ یا رسول اللہ! دیکھئے، یہ یہودی حلیف ہیں۔ ان کی تعداد چھ سو ہوگی۔

محمدؐ۔ ان سے کہہ دو کہ واپس چلے جائیں۔ ہم مشرکین کے مقابلے میں مشرکین کی مدد نہیں لینا چاہتے۔

عمرؓ۔ (تعمیلِ ارشاد کرتے ہوئے) ہمارے حلیفو! ہم تمہارے شکرگزار ہیں لیکن دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد لینا خلافِ مصلحت ہوگا۔

محمدؐ۔ زبیر بن عوام اور منذر کو بلاؤ۔

زبیرؓ بن عوام۔ (منذر بن عمرو کے ساتھ) حاضر ہیں یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ زبیرؓ! میمنہ پر تم رہنا... اور...

منذرؓ۔ اور میں ــــــ یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ ہاں منذرؓ! تمہیں میسرہ پر مقرر کیا جاتا ہے۔

نوخیز جماعت۔ (اسامہؓ بن زید، براءؓ بن عازب، زیدؓ بن ارقم، زیدؓ بن ثابت، عرابہ بن اوس، عمروؓ بن حزام، سمرہؓ بن جندب، رافعؓ بن خدیج ایک جماعت کی صورت میں آگے بڑھتے ہوئے بارگاہِ نبویؐ میں پہنچتے ہیں۔) یا رسولؐ اللہ! ہمارے لائق کوئی خدمت؟

محمدؐ۔ نہیں تم لوگ ابھی بچے ہو۔

نوخیز مجاہد۔ یا رسولؐ اللہ! ہم بہت بہادر ہیں۔

محمدؐ۔ (تبسم فرماتے ہوئے) لیکن یہاں عمر کا سوال ہے اور تم کمسن ہو۔ ہاں براءؓ بن عازب اور رافع بن خدیج آگے بڑھیں۔

براءؓ۔ رافعؓ۔ (دونوں آگے بڑھتے ہیں) یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ تمہاری عمر کیا ہوگی اس وقت؟

براءؓ۔ رافعؓ۔ حضورؐ! پندرہ سال۔

محمدؐ۔ ٹھیک ہے، تم لوگ آجاؤ۔ اور ان سب کو واپس کردو۔

سمرہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے مجھے بچہ سمجھ کر نظر انداز کردیا، حالانکہ میں رافع سے زیادہ بہادر ہوں۔

محمدؐ۔ (پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے) تم اس سے زیادہ بہادر ہو؟ اچھا،

تو ذرا رافع سے کشتی لڑ کر دکھاؤ۔

سمرہؓ۔ (رافع کو پچھاڑ کر) یا رسولؐ اللہ! ملاحظہ فرمایا آپؐ نے؟

محمدؐ۔ ہاں، واہ واہ، شاباش، آؤ، تم بھی آجاؤ۔

(بقیہ کم سن مجاہدین واپس چلے جاتے ہیں۔)

سمرہؓ۔ الحمد للہ، الحمد للہ۔

محمدؐ۔ (تلوار اٹھا کر) اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟

صحابہ کرامؓ۔ رسولؐ اللہ کی تلوار ....؟

محمدؐ۔ ہاں۔

زبیرؓ بن عوام۔ (آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! میں۔

محمدؐ۔ (تلوار بدستور اٹھاتے ہوئے خاموش کھڑے ہیں۔)

انصاری۔ (اُٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! .... میں .....

محمدؐ۔ (اسی طرح خاموش ہیں۔)

ابودجانہؓ۔ (جرأت سے آگے بڑھتے ہیں۔)

صحابہ کرامؓ۔ دیکھنا، یہ ابودجانہؓ ـــ اُٹھے ہیں۔

ابودجانہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اس کا حق میں ادا کروں گا۔ بتائیے کیا ہے؟

محمدؐ۔ اس کا حق یہ ہے کہ کسی مسلمان پر نہ اُٹھائی جائے اور کوئی کافر اس سے بچ کر نہ جائے۔

ابودجانہؓ۔ (ہاتھ بڑھاتے ہوئے) بہتر ہے یا رسولؐ اللہ! مرحمت فرمائیے۔

(دیتے ہوئے) آج تم دشمن پر اس طرح حملہ کرو کہ وہ گھٹنے ٹیک دے۔

ابودجانہؓ۔ ارشاد کی تعمیل ہوگی۔

محمدؐ۔ تلوار مرحمت فرماتے ہیں،) لو، تھامو۔

ابودجانہؓ۔ (تلوار لیتے ہی پُرجوش لہجے میں گھماتے ہوئے)

انا الذی عاھدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

ان لا اقوم الدھر فی کبول اضرب بسیف اللہ والرسول

(ترجمہ) ہاں، مجھ سے میرے دوست نے معاہدہ لیا ہے اور ہم اس وقت کھجوروں کے جھنڈ تلے پہاڑ کے نشیبی حصے میں تھے۔ مَیں نے عہد کیا ہے کہ میں کبھی آخری صفوں میں نہیں نظر آؤں گا .... زنجیریں میرا زیور نہیں بن سکتیں۔ مَیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار کے جوہر دکھاؤں گا۔

(سرخ عمامہ سر پر باندھ کر کمال خودپسندی سے صفوں میں اکڑتے ہوئے چل رہے ہیں -)

انصاری۔ لو، ابوؓ دجانہ نے آج سُرخ عمامہ باندھ رکھا ہے۔

عمرؓ۔ (ابوبکرؓ سے) جانتے ہو، ابو دجانہ جب بھی یہ سُرخ عمامہ باندھیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ خُون کی ندیاں بہادیں گے۔

ابوبکرؓ۔ (پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہوئے) یارسولؐ اللہ! ملاحظہ فرمائیے، یہ ابوؓ دجانہ کس درجہ خودپسندی سے فخر و غرور کا اظہار کر رہے ہیں۔

محمدؐ۔ یہ چال خدا کو ہرگز پسند نہیں لیکن ایسے موقع پر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

زبیرؓ بن عوام۔ (ساتھیوں سے) دیکھا، مَیں نے تلوار مانگی تو رسولؐ اللہ نے مجھے نہیں مرحمت فرمائی اور ابودجانہؓ کو دیدی۔ حالانکہ میں ان کی حقیقی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، میرا زیادہ حق تھا، میں بھی دیکھتا ہوں، یہ کیونکر اِس کا حق ادا کرتے ہیں۔

ساتھی۔ دراصل ان کا سُرخ عمامہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ خونریزی کریں گے۔ ان کے اس عمامہ کا نام عصابۃ الموت یعنی موت کا عمامہ ہے۔

ابوخیثمہ۔ (دوڑتے ہوئے آرہے ہیں-) یارسولؐ اللہ! مجاہدین اسلام! دیکھو، حریف مقابل آگیا —— دشمن قریب آگیا۔

(ابوسفیان بن حرب لشکرِ کفار کے ساتھ قریب آتا جارہا ہے اور بلند آواز سے پکارتے ہوئے)

ابوسفیان۔ اَے بنی عبدالدار! ہمیں خوب یاد ہے۔ بدر میں بھی ہماری علمبرداری تمہیں نے کی تھی —— اس وقت جو کچھ ہوا، تم خوب جانتے ہو۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہمیشہ دشمن کے پرچم پر حملہ کیا جاتا ہے۔ اگر پرچم سرنگوں ہوجائے تو فوجی میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اگر تم اب اس کی پوری حفاظت کرسکو تو خیر ورنہ ابھی وقت ہے عَلم واپس کردو۔ ہم اس کی حفاظت اور سربلندی کے لئے جانیں لڑادیں گے۔

بنی عبدالدار۔ لو، سنبھالو اپنا پرچم ... یہ تو وقت آنے پر معلوم ہوگا۔ کہ ہم کیا کرتے ہیں۔

ابوسفیان۔ لاؤ —— (دل میں) میرا مطلب یہی تھا۔

ابوعامر۔ (لشکر سے) کیا تم میں کوئی شخص محمدؐ کے لشکر کو دو حصّوں میں تقسیم

کر سکتا ہے ..... ؟ ورنہ پھر میں ہی کروں - میں بنی اوس کا سردار ہوں -
میرے کنبے کے جو لوگ محمدؐ کی صفوں میں ہوں گے - وہ میری آواز سن کر
ادھر آملیں گے -

ابوسفیان - تو پھر سوچ کیا رہے ہو؟ بڑھو آگے -

ابوعامر - (لشکر محمدیؐ کی طرف جا کر) اے بنی اوس ... ؟ بنی اوس! میں تمہارا سردار
ابوعامر ہوں ... تم لوگوں میں میرے عزیز بھی شامل ہیں ..... بنی اوس!
میں تمہیں پکار رہا ہوں ..... سنو ... میں .....

بنی اوس - (اس کے قبیلے اور خاندان والے) کون ابوعامر! جا ہمیں تیری پروا
نہیں ..... نہ تو اب ہمارا سردار ہے فاسق! ہم تجھے یا تیری پکار کو خوش آمدید
بھی نہیں کہہ سکتے -

ابوسفیان - (ہنس کر مذاق اُڑاتے ہوئے) بس دیکھ لیا - ابوعامر! بڑا اثر ہے تمہارا!

ابوعامر - (جھینپ کر خفت مٹاتے ہوئے) نہیں - بات دراصل یہ ہے کہ میرے
بعد میرا قبیلہ گمراہ ہو گیا ہے -

دونوں طرف سے جنگ کا آغاز ہوتا ہے - قریش اپنے ساتھ بزعمِ خود
برکت کے لئے ہبل اور لات (بُت) بھی لاتے ہیں -

(مسلمانوں کے ساتھ خواتین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی
اور امِّ عامر ہیں - ان کے سپرد تیر اُٹھا کر دینا، زخمیوں کی نگہداشت، مرہم پٹی
کرنا اور مجاہدین کو پانی پلانا ہے -)

"کفار کے ساتھ ہند بنت عتبہ اور دوسری تقریباً پندرہ عورتیں نظر آتی
ہیں جو اپنے ولولہ انگیز اشعار سے جنگ میں ثابت قدمی پر اُبھار رہی ہیں"

مجاہدینِ اسلام - اللہ اکبر ___ یا منصور! ___ اُمِت ___ اُمِت!

ابوسفیان - اُعلُ ھُبَلُ ______ ہُبل کا بول بالا ہو -

طلحہ بن عثمان - (کفار کا عَلَم بردار) کون مقابلے پر آتا ہے - تمہارا عقیدہ ہے کہ
تمہاری تلوار سے ہلاک ہونے والا فوراً جہنّم واصل ہوگا اور ہماری تلوار
سے ہلاک ہونے والا شہید ہو کر جنّت میں جائے گا، تو ہے کوئی جو مجھے
جلد از جلد جہنّم واصل کرے یا خود جنّت میں پہنچ جائے؟

علی بن ابی طالبؓ - (آگے بڑھ کر) خدائے بزرگ و برتر کی قسم، جب تک تجھے
جہنم میں نہ پہنچا دوں یا خود جامِ شہادت نہ پی لوں، چھوڑوں گا نہیں -

دونوں کی تلواریں ٹکراتی ہیں، علیؓ کے پہلے وار سے طلحہ کا بازو کٹ جاتا ہے تو وہ عَلَم کو سینے سے لگا لیتا ہے۔ دوسرے وار سے دوسرا بازو الگ ہو جاتا ہے تو وہ دونوں ٹانگوں میں پرچم کو دَبا لیتا ہے، لیکن علیؓ کا تیسرا وار اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔

علیؓ۔ (برق رفتاری سے آخری وار کرتے ہوئے) لے، جہنم میں جا۔

طلحہ۔ (وہیں گِر کر ڈھیر ہو جاتا ہے) ہائے، مار لیا مجھے۔!

مجاہدین۔ یا منصور! اَمِتْ! اَمِتْ!۔

ابوسعد۔ کون آتا ہے؟

حمزہؓ۔ (آگے بڑھ کر) آجاؤ سامنے — (بھرپور وار کرتے ہوئے) یا منصور! اَمِتْ! اَمِتْ!

امِّ عامر۔ (پانی کے مشکیزے لئے ہوئے) مسلمانو! بہادرو! جانبازو! لو پیو — پانی پیو — تمہاری پیاس کے لئے یہ پانی ہے اور تلواروں کی تشنگی کافروں کے خون سے بجھاؤ۔

خدا تمہیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمائے .... لو پانی .. (پانی پلاتی ہیں۔)

ہندہ۔ (کفار کی صفوں میں دوسری عورتوں کے ساتھ دَف بجاتے ہوئے) ویہا بنی عبدالدار — ویہا حماۃ الادبار — ضربا بکل تبار۔

ترجمہ۔ ہاں، اے بنی عبدالدار۔ اے پشت پناہی کرنے والو! اپنی خون آشام تلواروں سے ان کے ٹکڑے اڑا دو۔

محمدؐ۔ بہادرو! حملہ کر دو۔ جانبازو! میدان مار لو۔ خدا تمہارے ساتھ ہے۔

ابودُجانہؓ۔ دوڑتے ہوئے تیر کی طرح دشمن کی فوج میں دَر آتے ہیں۔

انا الذی عاھدنی خلیلی ونحن فی السفح لدی النخیل

دائیں بائیں دشمن کی صفیں اُلٹتے ہوئے قلب میں گھس جاتے ہیں۔

ہندہ۔ (اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ بلند آواز سے دَف بجا بجا کر)

نحن بنات الطارق نمشی علی النمارق

ان تقبلوا نعانق او تدبروا نفارق

فراق غیر وامق

ابودجانہؓ۔ (خون آلود تلوار گھماتے ہوئے پُرجوش لہجے میں)

انا الذی عاهدنی خلیلی ونحن فی السفح لدی النخیل

" " " " " " " "

ہند۔ (ابودجانہؓ سے ڈر کر) ہائے .... ہائے .....

ابودجانہؓ۔ (قریب ہی اس پر نظر پڑتی ہے) ارے .... کون .... یہ عورت ہے؟ جا، تجھے خدا سمجھے۔

زبیرؓ۔ (پیچھے سے) ہاں .... ہاں .... مارو .... چھوڑنا نہیں، یہ ....

ابودجانہؓ۔ (آگے بڑھتے ہوئے) نہیں، مجبور عورت کو قتل کرنا سیفِ رسول اللہ کے شایانِ شان نہیں۔

زبیرؓ۔ اچھا، تو انہیں تیروں سے مار بھگائیں۔

ابودجانہ۔ (تیزی سے جاتے ہوئے) ہاں .... یہ کر سکتے ہو .... (مشرکین سے نبرد آزما ہو جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ زبیرؓ! تم خالد کی خبر لو۔ جاؤ اللہ نے مسلمانوں کی مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔

عاصم بن ابی اقلح۔ (مسافع بن طلحہ کو نشانہ بناتے ہوئے وار کرتے ہیں۔) لے یہ ابن ابی الاقلح کا وار ہے۔

(مسافع غش کھا کر گر جاتا ہے)

مجاہدین۔ دشمن کو برابر حملوں سے پسپا کر رہے ہیں۔

محمدؐ۔ مجاہدو! آگے بڑھتے رہو۔

امّ مسافع۔ (اپنے بچّے کی لاش کی طرف سے گزرتی ہے اور اس کا سَر اپنے زانو پر رکھ کر) ہائے میرا بچّہ ..... تجھے کس ظالم نے نشانہ بنالیا ... میرا لختِ جگر!

مسافع۔ (آخری سانس لیتے ہوئے) ماں .... ہائے .... کسی نے .... یہ کہا .... لے .... یہ ابن .... ابی الاقلح .... کا وار .... ہے۔ ماں .... ماں .... (مر جاتا ہے)

اُمّ مسافع۔ ہائے میرا لال —! لات کی قسم! اگر اس کی کھوپڑی میں شراب نہ پیوں تو میرا نام نہیں۔ ہل تو جائے مجھے .... یہ عاصم .... ہائے میرا بچّہ .... میرا بیٹا ....

لاش کو وہیں چھوڑ کر دیوانہ وار دوڑتی ہوئی جاتی ہے۔

مجاہدین۔ اِسے بھی اس کی ہجولیوں کی طرح نظر انداز کرتے بے پروائی سے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔

زبیرؓ۔ (انصاری سے)۔ دیکھنا دوست! یہ ہند ہے نا جو اپنی ہجولیوں کے ساتھ بھاگی جا رہی ہے۔

تیر انداز۔ ہاں، اب تو ان کی شکست فاش ہوگئی۔

زبیرؓ۔ وہ دیکھو، کفار کی تمام عورتیں پہاڑ پر چڑھ رہی ہیں۔ انہوں نے پائنچے چڑھا رکھے ہیں۔ دیکھنا، ان کی پنڈلیاں تک زیورات سے لدی ہوئی ہیں۔

انصار۔ کس قدر بدحواس ہیں کہ اپنے کپڑوں کا بھی ہوش نہیں۔ چلو۔ لوٹ لیں مالِ غنیمت ..... مالِ غنیمت .....

عبداللہ بن جبیرؓ۔ (زبیرؓ کو تیر اندازوں سے سرگوشی کرتا دیکھ کر) خبردار تیر اندازو! اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔

تیر انداز۔ (سُنی اَن سُنی کرتے ہوئے) چلو تیر اندازو دستو! مالِ غنیمت ..... مالِ غنیمت .... !

ساتھی۔ ہاں، ٹھیک تو ہے۔

زبیرؓ۔ بھائیو! یہ مالِ غنیمت تمہارا حصہ ہے۔ دشمن کو ہزیمت ہوگئی۔ آخر اب تمہیں کس بات کا انتظار ہے؟

عبداللہ بن جبیرؓ۔ تیر اندازو! تمہیں یاد نہیں، رسولؐ اللہ سے تم نے کیا وعدہ کیا تھا؟

زبیرؓ۔ رسولؐ اللہ کا مطلب یہ نہ تھا جو تم سمجھ رہے ہو ــــ دیکھتے نہیں مشرکین کو شکست فاش ہوگئی ــــ اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے؟

عبداللہ۔ تم جاتے ہو، جاؤ، میں تو واللہ ارشادِ نبویؐ کے خلاف ایک قدم نہیں اٹھا سکتا۔ آپؐ کا حکم تھا کہ مالِ غنیمت سامنے آجائے، یا ہمیں شکست اٹھانی پڑے کچھ بھی ہو، تم لوگ جگہ سے نہ ہلنا۔

تیر انداز۔ چلو، لشکر کے پیچھے پیچھے چلیں اور ان سے مالِ غنیمت چھین لیں۔ (لوٹ مار کرتے ہوتے لشکرِ کفار کے تعاقب میں جاتے ہیں لیکن عبداللہ بن جبیر ابھی تک چند رفقاء کے ساتھ اپنی جگہ ثابت قدم ہیں۔

ہند بنت عتبہ۔ (راستے میں وحشی کو دیکھ کر) ویھا ابا وسمہ ــــ اشف واشتف وحشی! ادھر ــــ دیکھو!

وحشی۔ (مڑ کر) کون .... ہند بنت عتبہ ــــ؟

ہند۔ ہاں، اپنے اور ہمارے دل کی پیاس بجھاؤ .... (آہستہ سے) انتقام .. طعیمہ بن عدی کا ... (قریب جاکر) تمہاری آزادی .... یاد ہے .... ؟

وحشی- ہاں ..... ابھی ..... لو، لیکن ..... حمزہؓ مجھے کہاں ملے گا؟

ہند۔ وہ تمہیں گرد و غبار سے اَٹا ہوا اپنے ساتھیوں میں کسی بھورے اونٹ کی طرح نظر آئے گا..... خیال رکھنا ..... اس کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔

وحشی۔ دیکھوں گا..... (ہند کو وہیں چھوڑ کر ہاتھ میں زہر آلود نیزہ گھماتا ہوا آگے بڑھتا جارہا ہے۔ اس کی عقابی نظریں حمزہؓ کی تلاش میں ہیں۔)

عمرؓ بن الخطاب۔ تیر اندازوں کی صفوں میں) ارے ..... یہ کیا..... ہوا؟ (حیرت زدہ اور سراسیمہ ہیں) یہ پہاڑ کا دامن تو خالی پڑا ہے..... آخر یہ سب کہاں غائب ہو گئے؟ (واپس جاتے ہیں۔ عبد اللہؓ دور ہیں مگر ان پر نظر نہیں پڑتی۔)

خالد بن ولید۔ (موقع غنیمت جان کر) بہادرو! آؤ، دیکھو دشمن نے پہاڑ کا دامن خالی کر دیا۔ اب ہمیں ان کے بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر دینا چاہیے۔ یہ بڑا قیمتی وقت اور سنہری موقع ہے۔

مشرکین۔ (عبد اللہ اور بقیہ تیر اندازوں پر بیک وقت ٹوٹ کر حملہ کرتے اور انہیں شہید کر دیتے ہیں۔) چند قریش یہ دیکھ کر پُر امید ہو گئے اور ان کے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں)۔

ابوسفیان۔ بہادرانِ قریش! حملہ کر دو، حملہ کر دو۔

مشرکین۔ (پُر جوش لہجے میں) ہُبل کا بول بالا ہو، عزّیٰ کی جے، لات کی جے۔
(مسلمانوں کا پہلو کمزور پاکر بے رحمی سے شہید کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی صفیں خالی اور منتشر ہوتی جارہی ہیں۔)

محمدؐ۔ (اپنے چند رفقاء میں) ثابت قدم رہو..... توحید کے علمبردارو! توحید کے پاسبانو! ثابت قدم رہو..... (خود کمان سے تیر نکال کر پھینکتے ہیں۔ کمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے تو سنگباری کرتے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ (بھاگنے والے مسلمانوں سے) اسے اسلام کے فرزندو! اے جاں نثارانِ رسولؐ! واپس آجاؤ..... لوٹ آؤ..... اسلام کے جگر گوشو! پامردی سے لڑو، بزدلی نہ دکھاؤ..... سنو..... تمہارا فرض تمہیں آواز دے رہا ہے۔ اسلام کی عزت تم سے ہے۔ پرستارانِ حق! آجاؤ..... آجاؤ۔

محمدؐ۔ میرے رفیقو! اسلام کے فرزندو! استقلال سے کام لو۔ صبر و جرأت سے مقابلہ کرو۔ میدان تمہارے ہی ہاتھ ہوگا۔

مصعبؓ۔ (غمگین و رنجیدہ ہیں) آہ! یا رسولؐ اللہ! آہ۔ ہماری صفیں خالی ہوگئیں

مجاہدین منتشر ہو گئے۔ افسوس، جنگ کا پانسا پلٹتا جا رہا ہے۔ سارا عالم دگرگوں ہے میری آنکھوں تلے اندھیرا چھایا جا رہا ہے۔ الٰہی! اپنے رسولؐ کی مدد کر۔

ابوبکرؓ۔ اب ....؟

سعدؓ بن ابی وقاص (نبی کریمؐ کے قریب ہی تیر اندازی کرتے ہوئے) یا رسول اللہ! دشمن، یا رسولؐ اللہ! دشمن قریب آگیا۔ آپؐ کے آس پاس ہم صرف چند جاں نثار رہ گئے ہیں۔ اب کیا ہوگا؟ ہمیں اپنی تو ذرہ برابر پروا نہیں مگر آپؐ کا خیال ہے۔ روحی فداک یا رسولؐ اللہ! اِدھر تیر بھی ختم ہو گئے۔ آپؐ کی مقدس جان .... (گلا بیٹھ گیا) پر لاکھوں قربان۔

محمدؐ۔ گھبراؤ نہیں .... (قریب سے ایک تیر اٹھا کر دیتے ہوئے) فداک ابی و امی، میرے ماں باپ تم پر قربان سعدؓ! یہ لو، تیر پھینکو۔

سعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ — ! لایئے مگر اس میں .... دیکھئے تو .... پیکان (پھل) تو ہے ہی نہیں۔

محمدؐ۔ تم چلاؤ تو سہی۔

اُم عمارہؓ۔ (مشکیزوں میں پانی لئے ہوئے آتی ہیں) آہ! یہ رسولؐ اللہ! تنہا رہ گئے۔ یہ چند گنتی کے ساتھی ہیں .... باقی سب کہاں چلے گئے؟ اُف! دشمن ہر لحظہ قریب تر ہے۔ لاؤ، تلوار مجھے دو۔ میں رسولؐ اللہ کی مدافعت کروں گی۔

(مشکیزے ایک طرف ڈال کر کسی شہید کی تلوار اٹھا لیتی ہیں اور رسولؐ اللہ کے پاس اس طرح کھڑی ہیں کہ دشمن کا تیر یا کوئی ہتھیار آپؐ تک نہ آسکے اور ہر آنے والے کا مقابلہ بہادری سے کرتی ہیں۔)

ابودجانہؓ۔ (ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے آتے ہیں۔ بدن زخموں سے چوُر ہے۔ تلوار سے بھی خون ٹپک رہا ہے۔) ارے۔ یا رسولؐ اللہ! لوگوں نے آپؐ کو تنہا چھوڑ دیا..؟ اور میدان ... خالی ہوتا جا رہا ہے۔) ارے۔ یا رسولؐ اللہ! لوگوں نے آپؐ کو تنہا چھوڑ دیا... ؟ اور میدان .. خالی ہوتا جا رہا ہے۔ افسوس ہمارے جانبازوں نے پیٹھ پھیر لی۔ مجھے خوف ہے ... کہیں دشمن آپؐ ہی کے پیچھے نہ پڑ جائیں.... دیکھئے ... یا رسولؐ اللہ! وہ ... تیر آپؐ کی طرف .... ٹھہریئے، میں آرہا ہوں ... آپؐ کی مدافعت کے لئے .... اپنی حقیر جان ... قربان ... میں سپر بنتا ہوں ... رسولؐ اللہ! یا رسول اللہ! ہٹ جایئے۔

(آنے والے تیر سے رسول اللہ کو بچانے کے لئے آپ پر جھک جاتے ہیں اور تیر سیدھا پیٹھ میں آکر پیوست ہو جاتا ہے۔) روحی فداک یارسول اللہ!

محمدؐ۔ رفیقِ عزیز.... میرے جاں نثار — ! دیکھو تیر تمہاری پیٹھ میں لگ گیا۔

ابودجانہؓ۔ (ضبط سے کام لیتے ہوئے) کوئی پروا نہیں حضورؐ! ہلئے نہیں آپ۔ لیکن تم....

(زخمی جسم پر مسلسل تیروں کی بارش ہو رہی ہے لیکن حبِ رسولؐ میں سرشار مقابلہ کر رہے ہیں، ڈھال بنے کھڑے ہیں، آخر تاب نہ لاکر شہید ہو جاتے ہیں۔

محمدؐ۔ (اپنے بازوؤں میں تھام کر) ابودجانہ — الٰہ العالمین! یہ میرا رفیق...... جاں نثار......!

عائشہ صدیقہؓ۔ (مشکیزوں میں پانی لیے زخمیوں کو پلاتی ہوئی اِدھر آتی ہیں۔) یارسول اللہ! آپ.... یہ کون ہے؟

محمدؐ۔ (آبدیدہ ہیں) عائشہؓ! یہ میرا جاں نثار ابودجانہ ہے۔ مجھ پر قربان ہو گیا۔

عائشہ۔ اور سب نظر نہیں آرہے ہیں، آخر کہاں ہیں؟

محمدؐ۔ تم اپنا کام کرو، کہیں کوئی شہید پانی سے محروم نہ رہ جائے۔ (جاتی ہیں)۔

ابن قمہ۔ (لشکرِ کفار سے نکل کر آگے بڑھتا چلا آرہا ہے۔ اُس کی نگاہوں سے جذبۂ قتل کے ساتھ ساتھ کسی کا تجسس بھی عیاں ہے۔ تلوار اٹھاتے ہوئے باوازِ بلند پکارتا ہے) بتاؤ — محمدؐ.... کہاں ہے۔ آج تو وہ نہیں یا میں نہیں بتاؤ۔ جلد بتاؤ۔

ام عمارہؓ۔ (راستہ روک کر) بدبخت! تیری یہ مجال؟ ٹھہر تو جا اللہ کے دشمن! مسلسل وار کرتی ہیں لیکن اُس کی دُہری زرہ پر اثر نہیں پڑتا۔

ابن قمہ۔ بے پروائی سے نظر انداز کرنے کے بعد ان کے شانے پر وار کرتا ہے۔ (چکرا کر گرتے ہوئے) آہ — رسول اللہ!

مصعبؓ۔ (بیچ میں آکر) چھوڑ دے انہیں... شرم نہیں آتی، عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔

ابن قمہ۔ (بھوکے بھیڑیئے کی طرح مصعبؓ پر جھپٹ پڑتا ہے۔ وہ مصعبؓ کو رسول اللہ سمجھتا ہے اور بھرپور وار کرتے ہوئے) لے دیکھ آج تیری قضا آہی گئی۔

(انہیں چھوڑ کر اپنی صفوں میں اعلان کے لئے نکلتا ہے کہ میں نے

محمدؐ کو قتل کر دیا، لیکن پھر پلٹ کر غور سے دیکھتا اور رسولؐ اللہ کی تلاش میں جاتا ہے۔)

مصعبؓ۔ (وار کی تاب نہ لا سکے تو علم توحید علیؓ کی طرف پھینکتے ہوئے) لو علیؓ.... یہ پرچم توحید.... میں تو چلا.... اللہ اکبر۔

علیؓ۔ (علم توحید سر بلند کرتے ہوئے) آہ! یہ مصعبؓ بھی گئے۔

حمزہؓ۔ (ام عمارہؓ کی طرف سے گزرتے ہیں) ارے یہ کیا ہوا؟

ام عمارہؓ۔ (زمین پر پڑی کراہ رہی ہیں) حمزہؓ! رسولؐ اللہ! رسولؐ اللہ!

رسولؐ اللہ بفضلہٖ تعالیٰ سلامت ہیں۔ تم بتاؤ، تمہارا سارا جسم زخموں سے چور چور ہے اور تمہارا بازو بھی....

ام عمارہؓ۔ ابن قمۂ.... کا وار.... دیکھو، وہ رسولؐ اللہ کی تلاش میں نکلا ہے ظالم۔

حمزہؓ۔ ابن قمۂ.... رسول اللہ کی تلاش میں ہے.... کہاں ہے وہ.... (آگے بڑھتے ہی سباع ملتا ہے۔)

سباع بن عبدالعزیٰ۔ حمزہؓ.... ! قضا آگئی ہے کیا؟

حمزہؓ۔ ٹھہر تو جا ذلیل عورت کے بچے —— ادھر آ —— (اس کے سر پر ایک ضربِ کاری لگاتے ہیں۔)

ابن عبدالعزیٰ۔ ہائے مار لیا حمزہؓ تو نے۔ (ڈھیر ہو جاتا ہے۔)

ام عمارہؓ۔ (حمزہؓ کے پیچھے کھڑے ہوئے وحشی پر نظر پڑتی ہے۔) بچو حمزہؓ....... ہوشیار... پیچھے دیکھو....

حمزہؓ۔ (مڑ کر) کہاں.... کون؟

ام عمارہؓ۔ وحشی کے ہاتھ میں آبدار نیزہ ہے۔

وحشی۔ (پتھر کی آڑ سے نکل کر برق رفتاری سے تاک کر نیزہ پھینکتا ہے۔) لے دیکھ — میں ابو وسمہ ہوں۔

حمزہ۔ (ایک دردناک چیخ سے گرتے ہوئے) ہائے بدبخت! تو نے مجھے.....

ام عمارہؓ۔ ہائے حمزہؓ! اٹھو.... تو.....

حمزہؓ۔ بمشکل اٹھ کر وحشی کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن پاؤں جواب دے جاتے ہیں اور آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہیں گر کر اللّٰھم انت الحق لا الٰہ غیرک (شہید ہو جاتے ہیں۔)

ام عمارہؓ۔ ہائے افسوس! آج شیرِ خدا بچھڑ گئے .... ارے مسلمانو! یہ اسد اللہ.... کو دیکھو تو کیا ہو گیا —؟

وحشی۔ (حمزہؓ کے پہلو میں نیزہ چھوڑ گیا تھا۔ جب وہ شہید ہو جاتے ہیں تو آہستہ سے آ کر نیزہ نکال لیتا ہے۔ خون آلود نیزہ گھماتے ہوتے) ہاں۔ آج میں آزاد ہو گیا۔ اب میں کسی کا غلام نہیں رہا۔

(بے پروائی سے مگن چلا جا رہا ہے۔)

آواز۔ (کوہ اُحد سے بلند ہوتی ہے) ابن قمہ! — بنی قریش! محمدؐ کو قتل کر دیا گیا۔

ابن قمیہ۔ (آواز سُن کر دُہراتے ہوئے) محمدؐ .... ؟ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا۔ تو وہ مصعب نہیں محمدؐ ہی تھا.....؟ (بھاگتا ہوا اپنی صفوں میں جاتا ہے۔)

فرزندانِ قریش .... ! فرزندانِ قریش! سنو.... محمدؐ کو قتل کر دیا گیا.... میں ہی اس کا قاتل ہوں۔ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا....

مسلمان۔ (سراسیمہ اور دہشت زدہ ہیں۔) رسولؐ اللہ کو..... !

ابو بکرؓ۔ (غم و اندوہ سے لرزتے ہوئے) شہید کر دیا گیا۔ واقعی..... ہمارا رہبر!

عمرؓ۔ حواس باختہ اور غمگین ہیں) شمعِ اسلام بجھا دی گئی —؟ کیا.... سچ ....؟

طلحہ بن عبید اللہ۔ مجاہدو! ہمارا رہبر.... ؟

مسلمان۔ مایوسی، افسوس اور غم و اندوہ کے ملے جُلے جذبات سے سب ہاتھ مل رہے ہیں —— انس بن نضر (عم انس بن مالک جو خادمِ رسولؐ اللہ تھے۔) ادھر سے گزرتے ہیں۔ ہاتھ میں خون آشام تلوار ہے اور چہرہ عرق آلود ہے۔

انس بن نضر۔ تم لوگ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟

صحابہؓ کرام۔ نبی کریمؐ .... شہید کر دیئے گئے .... !

انس۔ (حیرت سے جملہ دُہرا کر) نبی کریمؐ شہید کر دیئے گئے؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

صحابہ کرامؓ ہاں۔ انس! ابھی سُنا ہے۔

انسؓ۔ تو پھر تم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور جس مقصد کے لئے اس مقدس و بے مثال ہستی نے جان عزیز لڑا دی۔ ہم بھی اس پر اپنی حقیر جانیں قربان کر دیں — اٹھو مجاہدو! بڑھو آگے.....

فاطمہؓ۔ (راستے میں ملتی ہیں) انسؓ! یہ کس کی آواز تھی؟ کیا یہ سچ ہے کہ ابّا جان؟ رسولؐ اللہ....؟ (گلا بیٹھ جانے کے باعث خاموش ہو جاتی ہیں۔)

انسؓ۔ ہاں۔ بنتِ رسولؐ اللہ! سنا تو یہی ہے اور اب ہم لوگ بھی ان پر اور ان کے مقصدِ عظیم پر قربان ہونے جا رہے ہیں۔....

فاطمہؓ۔ (فرطِ غم سے بے قابو ہیں لیکن خاموشی سے شہداء میں آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے) ابّا جان! یا رسولؐ اللہ! آپؐ کہاں ہیں؟

سعدؓ بن معاذ۔ انس میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

انسؓ۔ ہاں، چلو، جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور رحمتِ خداوندی ہمیں اپنی آغوش میں لینے کے لئے بیتاب ہے۔

علیؓ بن ابی طالب۔ (طلحہؓ سے) طلحہؓ! آؤ، ان گڑھوں میں تلاش کریں۔

طلحہؓ۔ ہاں، اس لئے کہ شہداء میں بھی آپؐ نظر نہیں آئے۔

علیؓ۔ (ایک گڑھے پر پہنچ کر) طلحہ!.... طلحہ! ادھر آؤ، یہ دیکھو۔

طلحہؓ۔ (تیزی سے آکر) آہ! یا رسولؐ اللہ! آپؐ یہاں!

علیؓ۔ دیر نہ کرو، اُترو، ہم دونوں سہارا دے کر حضورؐ کو اوپر لاتے ہیں۔

محمدؐ۔ (اندر ہی سے) علیؓ، میدان کا کیا حال ہے؟

علیؓ۔ فداک ابی وامی یا رسولؐ اللہ! آپؐ تو بخیر ہیں؟

(دونوں مل کر اوپر لاتے ہیں)

کعب بن مالک (دُور سے حضورؐ کو دیکھ کر) روحی فداک یا رسول اللہ! میں نے آپؐ کو آپؐ کی روشن آنکھوں سے پہچان لیا تھا جو خود کے اندر چمک رہی تھیں۔

فاطمہؓ۔ ابّا جان!.... یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ آجاؤ.... گھبراؤ نہیں۔

فاطمہؓ۔ یہ خون.... کیسا ہے؟

لے دراصل مشرکین نے نبی کریمؐ کو تنہا پا کر حملہ کرنا چاہا لیکن وار کارگر نہ ہوا تو سنگباری شروع کردی۔ ابنِ شہاب کے پتھر سے حضورؐ کا بازو زخمی ہوگیا۔ عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے دانت شہید ہوگئے۔ اور ابن قمۂ کے پتھر سے پیشانی لہو لہان ہوگئی اور آپؐ چکرا کر قریبی غار میں گر گئے۔ یہ بدبخت ابو عامر کی چال تھی کہ اس نے جگہ جگہ مجاہدین کے لئے گڑھے کھود رکھے تھے۔ (عطیہ)

علیؓ۔ ٹھہرو، میں پانی لاتا ہوں، جب تک تم چٹائی جلا کر زخموں میں بھر دو تاکہ خون بند ہو جائے۔

فاطمہؓ۔ (زخموں میں چٹائی جلا کر بھرتی ہیں۔)

علیؓ۔ (پانی لے کر آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! یہ پانی حاضر ہے۔

محمدؐ۔ (سونگھ کر) یہ پانی اچھا نہیں، بدبُو آ رہی ہے۔ خیر، لاؤ، منہ دھو لیتا ہوں۔

علیؓ۔ لائیے، میں دھلا دوں؟

فاطمہؓ۔ (آگے بڑھ کر) منہ دھلاتی اور زخموں کو صاف کرتی ہیں۔)

محمدؐ۔ (خود بھی خون اور مٹی صاف کرتے ہوئے) ایسی قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جو اپنے خیر خواہ نبی کو اس بے دردی سے زخمی کر دے؟

طلحہؓ۔ یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ اشتدَّ غضب اللہ علی من دمّیٰ وجہ نبیہٖ "لیس لک من الامر شیءٌ۔ الآیہ (القرآن)"

علیؓ۔ آخر یہ کس بدنصیب کی حرکت تھی؟

محمدؐ۔ عتبہ بن ابی وقاص کی۔

سعدؓ بن ابی وقاص۔ اگرچہ وہ میرا بھائی ہے لیکن واللہ مجھے اس سے زیادہ کسی کو بھی قتل کرنے کی آرزو نہیں۔ میں اس کے خون کا پیاسا ہوں۔

عتبہ بن ابی وقاص نے رسولِ خدا پر حملہ کیا تھا۔

(برجستہ) اذا اللہ جازیٰ معشراً بفعالھم

ونصرھم الرحمٰن رب المشارق

فاخزاک ربی یا عتیب بن مالک

ولقاک قبل الموت احدی الصواعق

بَسَطتَّ یَمِیناً للنبی تعمّداً

فادمیت فاہ بالسیوف البوارق

فھلا ذکرت اللہ والمنزل الذی

تصیر الیہ عند احدی البوائق

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے کارناموں کی جزا دیتے ہوئے ان کی خاص مدد فرمائے اس وقت اے عتیب بن مالک! تیری اِس گستاخی کی سزا دیتے ہوئے موت سے قبل تجھے کوئی ناگہانی آفت گرفت میں لے لے۔

تیری یہ جرأت کہ تُو نے جان بوجھ کر نبی کریمؐ پر ہاتھ اٹھایا اور آپؐ کا چہرۂ اقدس لہولہان کر دیا۔

تجھے خدا کا خوف نہیں آیا نہ تُو نے اپنے اس ٹھکانے کا خیال کیا جہاں تو ہلاکت خیز اور خطرناک حادثہ سے دوچار ہوگا۔

محمدؐ و سامعین۔ جزاک اللہ یا حسانؓ!

کعبؓ بن مالک۔ کہو تو اپنے دل گرفتہ رفقاء کو حضورؐ کی سلامتی کا مژدہ سُنا دوں؟

سعدؓ۔ ہاں، جاؤ، سب پریشان و دل گیر ہوں گے۔

کعبؓ بن مالک (فرطِ مسرت سے بے قابو ہو کر) مسلمانو! اے شمعِ توحید کے پروانو! خوش ہو جاؤ۔ رسولؐ اللہ سلامت ہیں۔ (حضورؐ کے قریب ہی کھڑے ہیں)

محمدؐ۔ (اشارے سے) بس کعبؓ! خاموش ہو جاؤ۔

صحابہ کرامؓ۔ (حیران ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں) یہ... یہ کون ہے یہ کس کی آواز ہے؟

عمرؓ۔ کعبؓ بن مالک معلوم ہوتے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ (جوشِ محبت میں) کہاں۔ کہاں... ؟ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک .... ہمارے دلوں کا قرار.... اسلام کی روح رواں.... (آواز کی سمت جاتے ہیں)

مسلمان۔ (بے تاب و دیوانہ وار آواز کی سمت دوڑ رہے ہیں۔)

ابوبکرؓ۔ (قریب جا کر دیکھتے ہیں) اللہ! تیرا شکر ہے۔ خدایا! تیرا احسان ہے۔

عمرؓ۔ پروردگار! تمام تعریفیں تجھی کو زیبا ہیں۔ لائقِ ستائش ہے تیری ذات۔

علیؓ۔ یہ جبینِ مبارک ابن قمئہ نے لہولہان کی ہے؟

کعبؓ۔ ہاں، اسی بدبخت نے مصعبؓ بن عمیر کو بھی شہید کر دیا۔

بلالؓ۔ حضورؐ! کیا آپؐ تنہا تھے؟

محمدؐ۔ ہاں، بعد میں تو تنہا ہی رہ گیا تھا۔ میرے جاں نثار یکے بعد دیگرے میرے اور دشمن کے درمیان حائل ہوتے رہے۔ ابودُجانہ نے تمام تیر اپنی پیٹھ پر روکے اور آخر شہید ہو گئے۔ سب کے بعد عمارہؓ بن زیاد رہ گئے تھے۔ وہ تنہا میری مدافعت کرتے رہے۔ میں برابر ان سے کہتا بھی رہا کہ میرے قریب ہی رہو۔ لیکن وہ مردانہ وار شہید ہوئے اور ان کے رُخسار اس وقت میرے قدموں پر تھے۔

صحابہ کرامؓ۔ اللہ اکبر۔ کیسی قابلِ رشک شہادت ہوئی ہے!

ابوسفیان۔ (آتش کدۂ حرب کو ٹھنڈا پاکر، آخر سب کہاں ہیں؟ کیا سبھی ختم ہو گئے؟
(پہاڑ پر چڑھتا ہے) لوگو! کیا مقتولین میں محمدؐ بھی ہے؟

عمرؓ۔ ابوسفیان ہے یہ؟

محمدؐ۔ ہاں۔ خاموش رہو۔

ابوسفیان۔ لوگو! کیا یہاں ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) بھی ہے؟

محمدؐ۔ خبردار۔ جواب نہ دینا۔

ابوسفیان۔ لوگو! کیا کہیں عمر بن الخطاب ہے؟

محمدؐ۔ خاموشی بہتر ہے۔

ابوسفیان۔ (مطمئن ہو کر پہاڑ سے اُترتے ہوئے اپنی قوم سے) ۔ لو بھائیو! یہ سب قتل کر دیے گئے، آج ہمیں ان سے چھٹکارا مل گیا۔

عمرؓ۔ (بے اختیار ہو کر) تو جھوٹا ہے اللہ کے دشمن! تُو نے ابھی جن کے نام لئے تھے وہ سب زندہ ہیں اور تیرے بُرے دِن آ گئے۔

ابی بن خلف۔ (تلوار سُونتتے ہوتے گھوڑے پر سوار ہو کر تیز تیز دامنِ کوہ کی طرف آرہا ہے۔)

محمدؐ۔ (ابی بن خلف پر نظر پڑتی ہے) دوستو! ابی بن خلف ادھر ہے۔ اس نے عہد کیا تھا کہ مجھے قتل کر کے دَم لے گا —— اس نے مکّہ میں اپنے گھوڑے "عود" کو اس نیت سے خوب کھلا پلا کر فربہ کیا تھا کہ اُس پر بیٹھ کر مجھے مارے گا اور میں نے بھی یہ سُن کر قسم کھائی تھی کہ انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

ابن خلف۔ (قریب آکر) یا محمدؐ! لانجوت ان نجوت آج میں نہیں یا تم نہیں۔

علیؓ۔ کیا کوئی اسے کیفرِ کردار تک پہنچا سکتا ہے؟

محمدؐ۔ حارث! ذرا مجھے نیزہ تو دینا۔

صحابہؓ۔ یا رسول اللہ! ہم جائیں؟

محمدؐ۔ (تاک کر نیزہ پھینکتے ہیں)
نہیں، تم لوگ چھوڑ دو۔ دیکھو اس کی گردن اور سینے کے وسط میں نیزہ لگا ہے۔

ابن خلف۔ (تیورا کر گھوڑے سے گر پڑتا ہے) ہائے محمدؐ! تم نے مار لیا مجھے ۔!

محمدؐ۔ نشانہ ٹھیک بیٹھا ہے۔ یہ بچ نہیں سکتا۔

ابنِ خلف۔ (گھسٹتا ہوا اپنی صفوں کی جانب جا رہا ہے۔) بنی قریش! ارے بھائیو! دیکھو تو میں۔۔۔۔ زخمی ہوگیا۔۔ محمدؐ کے وار نے مجھے مار لیا۔

خالد بن ولید۔ ساتھیو! ہم نے تیراندازوں کو تو ختم کر دیا اور کچھ مجاہدین مالِ غنیمت میں لگ گئے ہیں۔ اب محمدؐ اور ان کے چند رفقاء ہی کہیں چھپے ہوں گے۔ ان کے ساتھ بھی آؤ دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ پھر فتح کا اعلان کر دیں گے۔ (سب صحابۂ کرامؓ اور رسول اللہؐ کی تلاش میں نکلتے ہیں۔)

عمرؓ۔ یا رسول اللہؐ! کیوں نہ ہم پہاڑ پر چڑھ جائیں، پھر یہ لوگ ہمارا پیچھا نہ کر سکیں گے۔

محمدؐ۔ ہاں، ٹھیک ہے۔

(سب پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں)

علیؓ۔ (پہاڑ کے دامن میں مڑ کر دیکھتے ہوئے) یا رسول اللہؐ! ادھر دیکھئے، یہ خالد کتنے آدمیوں کے ساتھ ہمارے تعاقب میں پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔

محمدؐ۔ (دلگیر ہو کر) الٰہ العالمین! یہ دشمن پہاڑ پر نہ چڑھنے پائیں۔

عمرؓ۔ فکر نہ کیجئے، ہم ان سے لڑ کر انہیں نیچے گرا دیں گے۔

محمدؐ۔ فی الحال تیراندازی اور سنگباری کرو۔

(سب مل کر تیراندازی اور سنگ باری کرتے ہیں)

خالد بن ولید۔ (ہار مان کر مجبوراً اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ جاتے ہیں۔)

صحابہ کرامؓ۔ یا رسول اللہؐ! خدا کا شکر ہے۔ وہ لوگ ناکام لوٹ گئے۔

محمدؐ۔ الحمد للہ۔

خالد بن ولید۔ (اپنی صفوں میں جا کر) فرزندانِ قریش! محمدؐ اور انکے چند ساتھی بھاگ گئے۔ اب چھوڑو، ان کا پیچھا کرنا بیکار ہے۔ ان کے لشکر میں افراتفری کے بعد اب ان میں مقابلے کا دم نہیں رہا۔

ابوسفیان۔ (بلند آواز سے اعلان کرتا ہے۔) فرزندانِ قریش! بہادرانِ قوم! ہزیمت، ہزیمت۔۔۔۔ شکست۔۔۔۔ شکست۔ اب جنگ کا نتیجہ سامنے آگیا۔ برابری ہو گئی۔ احد کا میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ آج ہمیں بدر کا پورا پورا بدلہ مل گیا۔ حنظلہؓ کے عوض میں حنظلہ مارا گیا۔ گزشتہ جنگ میں ہمارے بہادر کام آئے

ؔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگِ بدر میں مارا گیا تھا اور حنظلہ بن راہب اُحد میں شریک تھے جو شہید ہو گئے۔ یہ صحابی رسول اللہؐ تھے۔ اس کا اشارہ اسی طرف ہے۔ (عطیہ)

تھے۔ اس جنگ میں ان کے ستر مایۂ ناز آدمی بھینٹ چڑھ گئے۔

مشرکین۔ (خوش ہوکر) ہبل کا بول بالا ہو۔ لات کی جے۔ عزیٰ کی جے...

صحابہ کرامؓ۔ یا رسول اللہ! ابو سفیان اپنی فتح کا اعلان کر رہا ہے۔

محمدؐ۔ ساتھیو! ہمت نہ ہارو۔ یہ دراصل ہمارے تیر اندازوں کی ناعاقبت اندیشی کا خمیازہ ہے۔ بہرحال تم بھی اِسے جواب دو۔

صحابہؓ۔ ہم کیا جواب دیں؟

مشرکین۔ ہبل کی جے، عزیٰ کا بول بالا ہو۔

محمدؐ۔ تم کہو "اللہ اعلیٰ واجل۔ اللہ بلند و برتر ہے۔ ہمارے شہداء جنتی اور تمہارے مقتولین دوزخی ہیں، پھر برابری کیا ہوئی؟

مشرکین۔ لنا العزی ولا عزیٰ لکم۔ ہمارا عزیٰ ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔

صحابہؓ کرام۔ اللہ مولانا ولا مولی لکم۔ اللہ ہمارا آقا اور مالک ہے۔ تمہارا کوئی مالک نہیں۔

علیؓ۔ (لشکرِ کفار پر نظر ہے) معلوم ہوتا ہے اب یہ لوگ واپسی کے لئے پا بہ رکاب ہیں۔

محمدؐ۔ علیؓ! تم جاکر ان کا پتا لگاؤ اور دیکھو کہ اب ارادہ کیا ہے اِن کا۔ اگر انہوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر گھوڑوں کو کوتل کرلیا ہے تو یہ سمجھنا کہ مکہ کا رُخ ہے ورنہ اس کے برعکس نظر آتے تو یہ مدینہ جارہے ہیں اور اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر یہ مدینہ گئے تو ان کی خیر نہیں، میں بھی جاکر ان کا مقابلہ کروں گا۔

علیؓ۔ بہتر، میں ابھی معلوم کرکے آتا ہوں۔

کعبؓ۔ (دل گرفتہ اور غمگین صحابہؓ کرام کی طرف آرہے ہیں۔)

محمدؐ۔ یہ کعبؓ ابن مالک ہیں؟

عمرؓ۔ جی ہاں، خدا خیر کرے... بہت اُداس معلوم ہورہے ہیں۔

کعبؓ۔ (قریب آکر) یا رسول اللہ...! فرطِ غم سے آواز گھٹ جاتی ہے) حمزہؓ...

محمدؐ۔ کیا ہوا کعبؓ... بتاؤ تو آخر...؟

کعبؓ۔ حمزہؓ... آپؐ کے عم محترم... شہید ہوگئے (اشکبار ہیں۔)

عمرؓ۔ شیرِ خدا...؟

محمدؐ۔ حمزہؓ... (وفورِ غم سے) چچا جان...؟

کعبؓ۔ جی ہاں۔

محمدؐ۔ (لرزتی آواز میں) انہیں کس نے ہدف بنا لیا؟

کعبؓ۔ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے......

محمدؐ۔ وحشی نے....؟ (مٹھیاں طاقت سے بند اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ انتہائی ضبط سے) اور... کعب! اور کوئی خبر؟ تم نے.... چچا جان کی لاش، خود دیکھی ہے؟

کعبؓ۔ جی ہاں، ہند نے اپنی ساتھی عورتوں سے مل کر ہمارے شہیدوں کی بڑی بے حرمتی کی۔ اِن کے ناک کان کاٹ کر ہار وغیرہ بناتے اور حمزہؓ...!!!

محمدؐ۔ بتاؤ کعبؓ! رُک کیوں گئے؟

کعبؓ۔ یا رسولؐ اللہ! حمزہؓ کا تو پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال لیا اور دانتوں سے چباتی رہی لیکن نگل نہ سکی تو.... تھوک دیا۔

محمدؐ۔ (کفِ افسوس مَل رہے ہیں اور آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں۔)

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (اُداسی سے بمشکل سَر اٹھا کر) کیا ہے عمرؓ!

عمرؓ۔ یہ آواز...؟

ہند بنت عتبہ۔ (ایک بلند پہاڑی پر چڑھ کر) رفقاءِ محمدؐ!... اے محمدؐ!

کعبؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ادھر دیکھئے۔ وہ سامنے ہند کھڑی ہے اور ہمیں پکار رہی ہے۔

محمدؐ۔ (اشکبار آنکھیں اُٹھا کر اِسے دیکھتے ہوئے) یہ اور کیا سُنانا چاہتی ہے

ہند۔ محمدؐ! رفقاءِ محمدؐ!

(بہت سی عورتیں اس کے ساتھ ہیں)

نحن جزیناکم بیوم بدر — والحرب بعد الحرب ذات سعر

ما کان لی عن عتبۃ من صبر — ولا اخی وعمہ وبکری

شفیت نفسی وقضیت نذری — شفیت وحشی غلیل صدری

فشکر وحشی علی عمری — حتی ترم اعظمی فی قبری

(ترجمہ) آج ہم نے تمہیں بدر کا پورا پورا بدلہ دے دیا۔ ایک جنگ کے فوراً بعد دوسری جنگ بڑی اشتعال انگیز ہوا کرتی ہے۔

اپنے باپ عتبہ، بھائی اور چچا کے ساتھ ساتھ اپنے اکلوتے لختِ جگر

پر صبر کرنا.... میرے بس کی بات نہ تھی۔ آج میں نے اپنے دل کی پیاس بجھالی اور منت پوری کرلی۔

وحشی! تو نے میرا کلیجہ ٹھنڈا کردیا۔ مرتے دم تک میں تیری احسان مند رہوں گی بلکہ قبر میں میری بوسیدہ ہڈیاں بھی تیری شکر گذار رہیں گی۔"

ہند بنت عتبہ کے یہ اشعار سن کر ہند بنت اثاثہ نے ان اشعار میں برجستہ جواب دیا ؎

خزیت فی بدروبعد بدر   یا بنت وقّاع عظیم الکفر
صبحك الله غداة الفجر   من ھاشمین الطوال الدھر
ومنذرك السوء وشومنذر

ترجمہ: "اے کفر کے سرغنہ ذلیل ترین انسان (عتبہ) کی بیٹی! تو بدر کے دن ہی نہیں اس کے بعد بھی تباہ ہوئی۔

خدا تجھے صبح سویرے ہی ہلاک ونابود کردے۔ عظیم ہاشمی خاندان کے فرزندِ جلیل (حمزہؓ) کا انتقام لیتے ہوئے۔"

(ابنِ ہشام نے ہند بنت عتبہ کے وہ اشعار بھی نقل کئے ہیں جن میں اس نے اپنی انسانیت سوز بربریّت کا خود اعتراف کیا ہے۔)

شفیت من حمزة نفسی باُحد   حتی بقرتُ بطنه عن الکبد
اذھب عنی ذاك ماکنت اجد   من لذعة الحزن الشدید المعتمد
والحرب تعلوکم بشؤبوب برد   تقدم اقداماً علیکم کالاسد

ترجمہ: "جنگ احد میں میں نے اپنے دل کو تسکین بخشی حمزہؓ کا پیٹ چاک کرکے ان کا کلیجہ نکالا اور چبا گئی۔ اس انتقامی سلوک کے بعد میری آتشِ غم سرد پڑگئی۔ جنگ کے بادل موسلا دھار بارش کی مانند خون برسا رہے تھے اور ہم برابر بھوکے غضبناک شیر کی طرح تم پر جھپٹ پڑتے تھے۔"

اضافہ جدید (عطیہ)

ابوسفیان۔ (حمزہؓ کی لاش کے پاس سے گذرتے ہوئے ان کی باچھوں میں اپنے آبدار نیزے کی انی چبھو کر) لے مزہ چکھ.....

حلیس۔ (پیچھے سے دیکھتے ہوئے) شرم کر بدبخت! قریش کا سردار ہو کر اپنے چچیرے بھائی کی لاش کی یوں بے حرمتی کرتے تجھے غیرت نہیں آتی؟

ابوسفیان۔ (مڑ کر ندامت سے) کون ...؟ حلیس! خدارا خاموش رہو، نادانستگی میں مجھ سے یہ لغزش ہوگئی... میں خود ہی پشیمان ہوں...... تم کسی سے نہ کہنا.....

حلیس۔ (مسخ شدہ لاشوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے) آہ۔ ان بہادر جوانوں کی لاشوں سے یہ بدسلوکی — ! کسی کا چہرہ مسخ ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور کسی کا پیٹ چاک کردیا گیا۔ افسوس یہ بے حرمتی۔ !..... (آگے بڑھ جاتا ہے۔)

محمدؐ۔ (رفقاء کرام کے ساتھ میدان میں تشریف لاتے ہیں۔)

ابوسفیان۔ (پشیمانی اور خوف سے) محمدؐ! یقین کرنا، لات کی قسم تمہارے شہیدوں کی اس بے حرمتی میں میرا ہاتھ نہیں۔ میں بری الذمہ ہوں۔ نہ میں نے کسی سے ایسی شرمناک حرکتیں کرنے کو کہا اور نہ منع کیا۔ اس لئے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی نہ افسوس۔ رہا بدر کا پورا بدلہ تو وہ تم سے آئندہ سال لیا جائے گا۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) اس سے کہہ دو یہ بات یاد رکھنا، ہمارا تمہارا معاہدہ یہی ہے

عمرؓ۔ ابوسفیان! بھولنا نہیں، تم ہم سے آیندہ جنگ کا معاہدہ کر رہے ہو؟

ابوسفیان۔ ہاں، جانتا ہوں۔ (جاتا ہے)

ابوبکرؓ۔ (آس پاس نظر ڈال کر) یہ سب رفقاء کہاں چلے گئے؟

کعبؓ۔ کون؟ مجاہدین؟ وہ تو ہر وادی میں ملیں گے، اس لئے کہ جب دورانِ جنگ میں پیغمبرؐ اسلام کی شہادت کی افواہ پھیلی تو سب خوف زدہ ہوگئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

عمرؓ۔ ہاں، واقعی، واللہ جب یہ افواہ پھیلی تو میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی اور ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے.....

سعدؓ بن معاذ۔ اس لرزہ خیز اور ہوشربا خبر نے سب کو سراسیمہ و حواس باختہ کردیا تھا، سبھی دہشت زدہ نظر آرہے تھے۔

کعبؓ۔ میرے خیال میں کسی دشمن نے یہ افواہ اسی غرض سے پھیلائی تھی کہ مجاہدین کے پاؤں اُکھڑ جائیں۔

عمرؓ۔ ہاں، ابوسفیان نے مجھ سے پوچھا تھا کہ "عمرؓ! سچ بتا دو، میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، کیا واقعی محمدؐ کو قتل کر دیا گیا؟" میں نے کہا "نہیں"

واللہ یہ خبر غلط ہے۔ وہ خود تمہاری یہ باتیں سماعت فرما رہے ہیں۔ کہنے لگا "میں تمہیں ابن قمئہ کی نسبت سچا سمجھتا ہوں۔

محمدؐ۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم (القرآن) "محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے قبل بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر یہ (محمدؐ) وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اُلٹے پیروں (دین سے) پھر جاؤ گے"؟

علیؓ۔ (واپس آکر) یا رسولؐ اللہ! مشرکینِ مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

محمدؐ۔ (غمگین اور اُداس ہیں۔) تو پھر چلو آزادی سے شہیدانِ اسلام اور کشتگانِ توحید کی لاشیں دیکھ آئیں۔ وہ تو ہر وادی میں ملیں گی۔

صحابہ کرامؓ۔ (حضورؐ کے ساتھ جا رہے ہیں۔)

محمدؐ۔ آہ میرے جان نثار رفیقو! اسلام کے جانباز فرزندو! خدا تمہیں اجرِ جزیل سے نوازے۔

صحابہؓ۔ آمین یا رب العٰلمین!

محمدؐ۔ نہ معلوم سعدؓ بن ربیع کہاں ملیں گے؟ زندہ بھی ہیں یا جامِ شہادت نوش فرما لیا۔

زیدؓ بن ثابت۔ میں جا کر انہیں تلاش کرتا ہوں۔

محمدؐ۔ ہاں جاؤ۔ وہ جہاں بھی ملیں ان سے کہنا رسولؐ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہاری خیریت دریافت کی ہے۔

زیدؓ۔ (جا کر لاشوں کے انبار میں تلاش کرتے ہیں۔ وہ تھوڑی دُور پر جاں بلب نظر آتے ہیں تو ان پر جھک کر) سعدؓ!.... بھیا.... سعدؓ!

سعدؓ بن ربیع۔ (نیم وا آنکھوں سے دیکھ کر) کون.... رسولؐ اللہ؟ کہاں ہیں آپؐ؟

زیدؓ۔ سعدؓ! مجھے رسولؐ اللہ نے بھیجا ہے۔ دیکھو تو میں زیدؓ بن ثابت ہوں۔ رسولؐ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہارا حال پوچھا ہے۔

سعدؓ۔ روحی فداہ۔ رسولؐ اللہ سے میرا سلام کہو اور کہنا یا رسولؐ اللہ! مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور تمام مسلمان بھائیوں سے میرا آخری پیغام پہنچا دینا کہ جب تک تم میں ایک بھی جھپکنے والی آنکھ موجود رہے۔ رسولؐ اللہ پر آنچ نہ آنی چاہیئے ورنہ تمہارا کوئی بھی عذر بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہ ہو گا۔

محمدؐ۔ (اتفاقاً تشریف لاتے ہیں) سعدؓ!... سعدؓ! میرے عزیز!
سعدؓ۔ جی... جی... یارسولؐ!... اللہ...
محمدؐ۔ (کمال شفقت سے اِن پر جھک کر) سعدؓ! آنکھیں کھولو، میں محمدؐ ہوں۔
سعدؓ۔ جی... جی... یارسولؐ اللہ!... اب... بس... اللہ... (شہید ہو جاتے ہیں اور سرزانوئے رسولؐ اللہ پر ہے۔)
محمدؐ۔ (فرطِ غم سے) اللّٰھم لا الٰہ الا انت وحدك لاشریك لك۔
زیدؓ۔ یارسولؐ اللہ... ! سعدؓ؟
محمدؐ۔ ہاں زیدؓ۔ یہ بھی شہیدانِ اسلام سے جاملے... (آبدیدہ اور دلفگار اُٹھتے ہوئے) چلو زیدؓ! دوسرے رفقاء کو دیکھیں۔
زیدؓ۔ چلیے — (جاتے ہیں)
محمدؐ۔ دیکھو... تو چچا جان (حمزہؓ) کی لاش کہاں ہے؟
علیؓ۔ (چاک کی ہوئی ایک لاش کو بغور دیکھ کر) یہ ہے... یارسولؐ اللہ! آہ بُرا کیا ظالموں نے — کس بُری طرح بے رحمی سے مسخ کیا ہے کہ پہچاننا دشوار ہوا —— الٰہ العالمین!... آتش... انتقام... الٰہی!
محمدؐ۔ (عم محترم کی لاش کے سامنے غمگین ورنجور اور متاثر کھڑے ہیں۔) —— الٰہ العالمین!... (آنسو لرز رہے ہیں) — پروردگار!... (عارضِ تاباں زرد ہو جاتے ہیں) یہ... لاش ......!

(صحابہؓ پر —— اداس خاموشی طاری ہے)

زبیرؓ بن عوام۔ (آکر) یارسولؐ اللہ!
محمدؐ۔ (مُڑکر گلوگیر آواز میں) کیا ہے زبیر؟
زبیرؓ۔ اماں جان (آپؐ کی پھوپھی صفیہؓ بنت عبدالمطلب) ماموں جان (حمزہؓ) کی لاش دیکھنا چاہتی ہیں،... اجازت ہے؟
محمدؐ۔ (حسرت ناک نگاہیں لاش پر ڈال کر خاموش ہیں۔)
سعدؓ۔ یارسولؐ اللہ! صفیہؓ اپنے بھائیؓ کا آخری دیدار کرنا چاہتی ہیں۔
محمدؐ۔ (سَر اٹھاکر) وہ اپنے بھائیؓ کی یہ حالت نہیں دیکھ سکتیں۔ ان سے کہو کہ واپس چلی جائیں۔
زبیرؓ۔ (مُڑکر) اماں جان! ارشادِ نبویؐ ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔
صفیہؓ۔ کیوں؟ مجھے تو پہلے ہی معلوم ہوگیا کہ میرے بھائیؓ کی لاش بے دردی سے

ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہے اور ان کا چہرہ تک مسخ ہو گیا لیکن میں جانتی ہوں کہ یہ سب خدا کی راہ میں ہوا ہے۔ اس لئے صابر و شاکر ہوں اور انشاء اللہ اس آزمائش میں پوری اتروں گی۔

زبیرؓ۔ (خدمتِ اقدس میں آکر) یا رسولؐ اللہ! وہ صبر کا وعدہ کرتی ہیں۔

محمدؐ۔ تو پھر انہیں آنے دو۔

صفیہؓ۔ (آکر بھائی کی لاش کے سامنے تصویرِ غم بنی کھڑی ہیں۔) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلاخی وادخلہ الجنۃ۔ اللھم اغفرلہ۔ (کمال ضبط و خاموشی سے واپس چلی جاتی ہیں۔)

محمدؐ۔ (حسرت بھری نظروں سے حمزہؓ کی لاش دیکھتے ہوئے) واللہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ صفیہؓ کو رنج ہوگا اور یہ خوف نہ ہوتا کہ مبادا میرے بعد یہ بھی سنت (دستور) بن جائے تو میں اپنے بہادر چچا، اس مردِ خدا اور شیرِ اسلام کی لاش کو یونہی بے گور و کفن چھوڑ دیتا کہ پرندوں اور درندوں کی غذا بنے اور جب بھی خدا مجھے ان ظالم کفار پر غلبہ دیتا تو میں کم از کم ان کے تیس آدمیوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا۔ ان کی بھی ایسی ہی گت بناتا، پھر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا (بے اختیار اشک بار ہیں۔)

محمدؐ۔ ان حمزۃ بن عبد المطلب مکتوب فی اھل السموات السبع حمزۃ بن عبد المطلب اسد اللہ واسد رسولہ۔

صحابہؓ۔ (رسولؐ اللہ کو غمگین اور اداس دیکھ کر) واللہ اگر کبھی زمانے نے ہمیں مہلت دی اور ان دشمنانِ اسلام پر فتح حاصل ہو گئی تو ہم بھی ان بدبختوں کی وہ درگت بنائیں گے جو سرزمینِ عرب میں کبھی کسی نے بنائی تو کیا دیکھی بھی نہ ہوگی۔

محمدؐ۔ (غم زدہ اور دلگیر ہو کر لاش سے مخاطب ہیں۔) چچا جان! رب العزت کی قسم، راہِ حق میں کبھی کسی کو اتنی سخت سزا نہ ملی ہوگی اور نہ دی جائے گی۔ میری آنکھوں نے کبھی اس سے زیادہ المناک و غمناک منظر نہ دیکھا تھا۔ جو آج میرے سامنے ہے اور بادلِ ناخواستہ نظارہ سوزی پر مجبور ہوں۔ میں نے کبھی اپنے دل کو اس درجہ اداس اور غمگین نہیں پایا تھا۔ میں ساری عمر اس سے زیادہ سوہانِ روح مقام پر صبر آزمائی کے لئے کھڑا نہیں ہوا... خدا آپ کی مغفرت کرے چچا جان!

جبریلؑ۔ (وحی الٰہی) وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم ولئن صبرتم

فهو خير للصابرين ــ واصبر وما صبرك الا بالله - ولا تحزن عليهم

ولا تك فى ضيق مما يمكرون - (القرآن)

محمدؐ۔ دوستو! ہمارے حق میں صبر ہی بہتر ہے۔ اس لئے صبر کرو اور انتقام لینے یا کسی کی لاش کو مسخ کرنے کا خیال بھی دل سے نکال دو۔

انصاری۔ یا رسولؐ اللہ! بعض لوگ اپنے شہداء کو مدینہ لے جاکر دفن کر رہے ہیں۔

محمدؐ۔ نہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جو جہاں شہید ہوا ہو اسے اسی جگہ دفن کرو۔ (آنکھیں پُرنم ہیں) دوستو! مَیں ان شہیدانِ اسلام کا ضامن ہوں۔ یہ لوگ قیامت کے روز اس حالت میں اٹھیں گے کہ ان کے زخموں سے تازہ تازہ سُرخ خون بہتا ہوگا اور اس خوُن سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

سعدؓ۔ یہ عمرؓو بن الجموح کی لاش .....

محمدؐ۔ عمرو بن الجموع اور عبداللہ بن عمرو بن الحرام کی لاشیں ایک ہی قبر میں دفن کرنا یہ دونوں دنیا میں بھی ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے۔

صحابہؓ کرام۔ (ایک ایک قبر میں دو دو تین تین لاشیں دفن کر رہے ہیں۔ کوئی بھی سالم نہیں۔ ہر ایک کو پہچاننا مشکل ہوگیا ہے۔) یا رسولؐ اللہ انتقام نہ لیجئے تو کم از کم ان ظالموں کے حق میں بد دعا ہی فرما دیجئے۔

محمدؐ اور صحابہ کرامؓ۔ اللهم اغفرلهم وادخلهم الجنة (

محمدؐ۔ نہیں، انى لم ابعث لعانا ولكن بعثت داعيًا ورحمة اللّهم اهد قومى انهم لا يعلمون۔

(محمدؐ صلعم صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔)

سیرت ابن ہشام، صفحہ ۱۸۷ - ۲۱۰ ؎ تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۲۸ - ۱۳۲
زاد المعاد، جلد دوم

(تشکیل جدید مع اضافہ جات (عطیہ)

تیسرا باب

پہلا منظر

مدینہ منورہ ۔۔۔ مسجد نبویؐ سے ملحقہ نبی کریمؐ کے حجروں کے سامنے حضور اقدس (صلعم) شہدائے اسلام کے پس ماندگان اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ۔

محمدؐ۔ (اطراف کے مکانوں سے آہ و بکا کی آوازوں پر کان لگا کر) معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اپنے شہیدوں کا ماتم کر رہے ہیں ؟

عمرؓ۔ جی ہاں ، یا رسول اللہ !

محمدؐ۔ (بے اختیار ایک لمبی سی ٹھنڈی سانس بھر کر) آہ ..... حمزہؓ کا ماتم گسار کوئی نہیں .... آہ کس درجہ دردناک شہادت ہوئی ہے !

سعدؓ۔ اسیدؓ ! تم جاؤ اور ہماری خواتین سے کہو کہ سب مل کر عم رسول اللہ کا ماتم کریں۔

اسیدؓ۔ (راہ میں ایک خاتون سے ملتے ہیں) تم کون ہو۔ اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے ؟

حمنہؓ۔ میں مصعبؓ بن عمیر کی بیوی ہوں۔

اسیدؓ۔ بنتِ جحش مصعبؓ کی بیوی ؛ کیوں کیا بات ہے ؟

حمنہؓ۔ میرے عزیز کہاں ہیں ؟

اسیدؓ۔ رسول اللہ کے پاس جاؤ۔

حمنہؓ۔ (بارگاہِ رسالتؐ میں) یا رسول اللہ ! میرے رشتہ دار ؟

محمدؐ۔ حمنہؓ ! اپنے بھائی پر انا للہ پڑھو اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔

حمنہؓ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الٰہی ! میرے بھیا کی مغفرت فرمانا۔

محمدؐ۔ اب اپنے ماموں کے لئے بھی انا للہ پڑھ کر دعائے مغفرت کرو۔

حمنہؓ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ الٰہ العالمین ! میرے ماموں کی مغفرت فرمانا۔

محمدؐ۔ حمنہؓ ! اب اپنے شوہر مصعبؓ بن عمیر کے لئے مغفرت کی دعا مانگو۔ انا للہ پڑھو اور صبر کرو۔

حمنہؓ۔ یا رسولؐ اللہ — ! کون ؟ مصعبؓ میرا شوہر ؟ ہائے ! ظالموں نے میرے شوہر کو بھی نہ چھوڑا اور شہید کر دیا۔ افسوس .... افسوس ! میری قسمت میں یک وقت یہ تمام غم لکھے تھے .... لیکن .... میرا شوہر .. ہائے اللہ ! (روتی ہوئی اٹھتی ہیں۔)

محمدؐ۔ حمنہؓ ! صبر سے کام لو .... خدا اجر دے گا۔ (جاتی ہیں)۔
(صحابہؓ سے) دیکھا تم نے ؟ عورت کے دل میں شوہر کی کس درجہ محبت اور عزت ہوا کرتی ہے !

اُسیدؓ۔ (انصاری خواتین کو ساتھ لئے آ رہے ہیں۔)

عورت۔ (راستے میں ملتی ہے) نہ معلوم میرے عزیز کہاں ہوں گے اور رسولؐ اللہ ؟

اُسید۔ تم کون ہو ؟

عورت۔ بنی عبدالدار کی عورت ہوں۔

اُسید۔ تمہارا بھائی، باپ اور بیٹا تینوں راہِ حق میں شہید ہو گئے۔

عورت۔ اِنا لِلہ وانا الیہ راجعون — یہ بتاؤ رسولؐ اللہ تو بخیر ہیں ؟

اُسیدؓ۔ ہاں، اللہ کا شکر ہے حضورؐ سلامت ہیں۔

عورت۔ مگر میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔

اُسیدؓ۔ چلو، وہیں جا رہے ہیں ہم لوگ بھی۔

عورت۔ (بارگاہِ رسالتؐ میں جا کر دیکھتے ہوئے) کل مصیبۃ بعدک جللؐ

انصاری خواتین۔ (ایک جگہ جمع ہو کر)

بکت عینی وحق لھا بکاھا ۔۔۔ وما یغنی البکاء ولا العویل

الا اسد الالہ غداۃ قالوا ۔۔۔ احمزۃ ذاکم الرجل القتیل

اصیب المسلمون بہ جمیعاً ۔۔۔ ھناک وقد اصیب بہ الرسول

الا یا ھاشم الاخیار صبراً ۔۔۔ فکل فعالکم حسن جمیل

علیک سلام ربک فی جنان
مخالطھا نعیم لا یزول

(ترجمہ) میری آنکھیں مسلسل اشک بار ہیں اور ان کا رونا برحق ہے لیکن یہ آہ و بکا، یہ شور و شین اب کیا فائدہ دے گا ؟ یہ ماتم و نوحہ خوانی اس شیر خدا کی ہے جس کا نام لے کر لوگ پوچھتے پھرتے تھے کہ کیا حمزہؓ مردِ میدان، جوانِ جواناں کو بھی .... پچھاڑا جا سکتا تھا ؟

حمزہؓ کی شہادت سے تمام مسلمانوں پر گویا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔ یہ اداس فضا اور یہ غمگین و افسردہ چہرے حتیٰ کہ خود خیرالبشر رسولؐ اللہ بھی غمگین و دلفگار ہیں ۔ اے آلِ ہاشم! صبر کرو ۔ تمہارا ہر مجاہد (فعال) بہتر سے بہتر ہی ہوتا ہے ۔ حمزہؓ! اللہ کا سلام ہو آپ پر اور جنت کی لازوال نعمتیں آپ کا حصہ ہوں ۔"

محمدؐ ۔ یہ عورتوں کی آواز ہے ۔ کون ہیں یہ ؟

سعدؓ بن معاذ ۔ انصاری بھائیوں کی بیویاں ۔

محمدؐ ۔ (متاثر ہو کر) اللہ تعالےٰ انصار پر رحمتوں کی بارش فرمائے ۔ ہر ایک سے اخلاص و ہمدردانہ سلوک ان کا خاص شیوہ ہے اور غم نصیبوں کی غمگساری گویا ان کی خصلت بن چکی ہے ۔ ہر ایک کا ساتھ دیا کرتے ہیں ۔ اچھا ، اب ان عورتوں سے کہو کہ اپنے اپنے گھر واپس چلی جائیں ۔

اُسیدؓ ۔ (شکریے کے ساتھ خواتین کو واپسی کا اشارہ کرتے ہیں ۔)

(مسجد نبوی میں عبداللہ بن ابی کی آواز بلند ہوتی ہے)

عبداللہ بن ابی ۔ لوگو! اس وقت تمہارے درمیان یہ مقدس ہستی یعنی رسولؐ اللہ تشریف فرما ہیں ۔ اللہ نے تمہیں ان کی بدولت عزت و شرف بخشا ہے ۔ تم ان کی ہر ممکن مدد کرو ۔

مسلمان ۔ (غیظ و غضب میں اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔)

عمرؓ ۔ (آگے بڑھ کر) بیٹھ جا ۔ خبردار! جو اب زبان ہلائی ۔ تجھے لب کشائی کی جرأت کیونکر ہوئی ؟ اللہ کے دشمن! ہم تجھے اچھی طرح جانتے ہیں کہ تو کون ہے اور تیرا "کارنامہ" بھی یاد ہے ۔

ابن اُبی ۔ عمرؓ! تم تو عجیب باتیں کرتے ہو ۔ ! میں نے کونسی بُری بات کہہ دی ؟ یہی تو کہہ رہا ہوں کہ اپنے نبیؐ کی مدد کرو ۔

صحابہ کرامؓ ۔ (اس کا گریبان پکڑ کر) منافق! مکار! اس روز ، تیری ہمدردی اور محبت کہاں چلی گئی تھی جب تو ایک تہائی جانبازوں کو ورغلا کر ہمیں عین وقت پر دھوکا دے گیا تھا ۔ تیرا تو قتل واجب ہے اور تو گردن زدنی ہے ۔

(مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں)

ابن اُبی ۔ (باہر آ کر) واللہ تم بھی عجیب لوگ ہو جیسے میں نے کوئی غیر مخلصانہ

اور بُرا مشورہ دیا تھا۔ اگر میں تمہارا معاملہ درست کرنے اٹھا تھا تو کونسا غضب ہو گیا۔

ابو بکرؓ۔ اب یہ کیا کہہ رہا ہے ؟

سعدؓ۔ (اُٹھ کر) اب چاہتا کیا ہے ؟ تجھے خدا سمجھے۔

ابن اُبی۔ (منہ بنا کر) میں تو انہیں رسولؐ اللہ کی اہمیت بتا رہا تھا اور یہ لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے، ہاتھا پائی پر اُتر آئے اور مجھے باہر نکال دیا۔ گویا میں نے کوئی بُری بات کہہ دی ہو۔

سعدؓ۔ تیرا بُرا ہو، واپس آجا۔ رسولِ خداؐ تیرے لئے بخشش کی دُعا فرمادیں گے

ابن ابی۔ (اکڑ کر) واللہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے دُعا کریں۔

(چلا جاتا ہے)

زیدؓ بن ارقم۔ (نبیؐ کے قریب جاکر) یا رسولؐ اللہ!.....

محمدؐ۔ کیا عبداللہ بن اُبی تھا سعدؓ!

سعدؓ۔ (واپس آکر) جی ہاں، یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ زیدؓ! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

زیدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ واقعی منافق ہو گیا ہے۔ حال ہی کی بات ہے کہ پانی کے معاملے میں انصاری اور مہاجر میں جھگڑا ہو گیا۔ انصاری چلایا، انصاریو! میری مدد کرو اور مہاجر نے مہاجرین سے فریاد کی۔ ادھر یہ منافق بھی اپنے آدمیوں سمیت بیٹھا تھا۔ طیش میں آکر بولا۔ یہ انہیں کی شرارت ہے جو ہمارے سامنے اپنی برتری اور بڑائی کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ خوب! ہماری تو اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہمارا پالا ہوا کتّا ہمیں پر بھونکتا ہے؟ واللہ اگر ہم مدینہ واپس چلے گئے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ عزت و سطوت کے مالک ذلیل لوگوں کو نکال کر چھوڑیں گے۔

عمرؓ۔ کیا اس کے یہی الفاظ تھے؟

زیدؓ۔ (گفتگو جاری رکھتے ہوئے) ہاں، واللہ، پھر وہ اپنی جماعت کو ساتھ لایا اور ان سے کہا تم نے تو خود اپنے سر یہ عذاب مول لیا ہے۔ اپنے سرمائے میں انہیں برابر کا شریک رکھا۔ ہر طرح انہیں اپنا ہمسر —— سمجھا۔ اگر تم اب بھی اپنا ہاتھ روک لو اور اِن سے اپنا دیا ہوا مال واپس لے لو تو وہ لامحالہ کسی اور ملک کی راہ لیں گے اور تم امن و سکون کی زندگی بسر کر سکو گے۔

عمرؓ۔ (بے اختیار ہو کر) یا رسولؐ اللہ! بلالؓ کو حکم دیجئے کہ وہ اس کی گردن

اُڑا دے۔

محمدؐ۔ (سر جھکا کر سوچتے ہوئے) میں ابن اُبی کے قتل حکم دے دوں ؟

صحابہؓ۔ جی ہاں۔

محمدؐ۔ ہرگز نہیں۔

عمرؓ۔ آخر کیوں ؟ یا رسولؐ اللہ !

محمدؐ۔ عمرؓ ! سوچو تو سہی آخر لوگوں پر اس کا اثر کیا پڑے گا۔ سارے عرب میں اس کے قتل کا چرچا ہوگا اور لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا ہے .... نہیں عمرؓ ! یہ نہیں ہوگا ... میں ایسا نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ مجھے یہ تشدّد زیب نہیں دیتا۔

سعدؓ۔ (دروازے کے باہر نظر ڈال کر) معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس کا بیٹا آرہا ہے۔

ابوبکرؓ۔ مجھے یقین ہے کہ اسے اپنے باپ کے بارے میں مسلمانوں کی رائے اور ارادے کا علم ہوگیا ہے۔

ابنِ عبداللہ ابن ابی۔ (خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر) یا رسولؐ اللہ ! مَیں نے سُنا ہے کہ میرا باپ منافق ہوگیا ہے اور مجھے معتبر ذریعے سے یہ بھی علم ہوگیا کہ آپؐ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپؐ نے یہ فیصلہ ہی کرلیا ہے تو مجھے حکم دیجیے۔ میں آپؐ کی خدمت میں اپنے باپ کا سَر حاضر کر دوں گا۔

محمدؐ۔ تم۔

ابنِ عبداللہ ابن ابی۔ جی ہاں، لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ میں اپنے باپ کو جنون کی حد تک چاہتا ہوں۔ اس معاملے میں میری مثال ملنی مشکل ہے۔ بنا بریں مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپؐ نے کسی اور شخص کو اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ تعمیل کر گزرا تو یہ صدمہ میرے لئے ناقابلِ برداشت ہوگا اور میری محبّت و حمیّت اس کی مجاز نہ ہوگی کہ اپنے باپ کے قاتل کو زندہ دیکھ سکوں ممکن ہے جوشِ انتقام سے مجبور ہو کر اسے قتل کر دوں تو یہ منافق کے بدلے مومن کا خون میری گردن پر ہوگا۔ پھر میں خدا نخواستہ جہنّم میں جاؤنگا۔

محمدؐ۔ (تبسّم فرماتے ہوئے نرمی سے) ہرگز نہیں۔ ہم اسے قتل نہیں کریں گے۔

عبداللہ۔ (حیرت سے) آپؐ .... آپؐ اسے .... قتل نہیں کریں گے ؟

محمدؐ۔ نہیں، بلکہ اس سے دوستانہ برتاؤ کریں گے اور جب تک وہ زندہ رہے گا اس سے نیک سلوک کرتے رہیں گے۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۱۲
سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۹۱

دوسرا منظر

"مکّہ میں .... مکّہ کے آس پاس ہر گھر میں خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ جنگِ اُحد میں اپنی ظفریابی کا جشنِ عام ہے۔ مسرت و شادمانی کے نغموں سے مکّہ کی فضا مرتعش ہے۔ سردارانِ قریش پیش پیش نظر آتے ہیں"۔

ابوسفیان۔ بہادرو! ہاں، آج خوشی کا دن ہے۔ خوب خوشیاں مناؤ۔ عیش و مسرت کا دیوتا ہم پر مہربان ہے۔ شادمانی کے گیت گاؤ، رقص و سرود کی محفلیں گرم کرو۔ رقاصاؤں کو بلاؤ اور اپنی رسم کے مطابق اس تقریب میں برہنہ رقص کا انتظام کرو .... شراب .... ہاں، خوب پیو۔ جام پر جام چڑھاؤ .... آج تمام غم غلط ہو گئے اور ہر طرف خوشیاں ناچ رہی ہیں دف بجاؤ۔ دھوم مچاؤ کہ کائنات رقص میں آجائے اور فضائیں جھوم جھوم اٹھیں۔

خالد بن ولید۔ مگر ادھر تو دیکھو .... یہ کون لوگ آرہے ہیں؟

عمرو بن العاص۔ (ادھر متوجہ ہوکر) میرے خیال میں یہ محمدؐ کے دو ساتھی ہیں جنہیں عضل وقارہ کے چند آدمی گرفتار کر لائے ہیں۔

(چند مسلح آدمی دو قیدیوں کو لے کر آتے ہیں۔ یہ دونوں محمدؐ کے مظلوم ساتھی خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ ہیں۔)

ابوسفیان۔ تم لوگ کس کے آدمی ہو؟

مسلح گروہ۔ ہم عضل وقارہ کے ہذیلی ہیں اور تمہارے لئے ان دونوں کو گرفتار کرکے لائے ہیں۔

عمرو بن العاص۔ یہ تمہیں کہاں مل گئے؟

ہذیلی گروہ۔ محمدؐ کے پاس ــ دراصل ہم خود ہی محمدؐ کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ تم ہمیں اپنے کچھ تربیت یافتہ معلم دو جو ہمیں دینی تعلیم دے سکیں تو اس نے ہماری باتوں میں آکر دس تربیت یافتہ آدمی ہمارے ساتھ کر دیئے۔ ہم انہیں لے کر روانہ ہوتے اور رجیع کے قریب

اگر ہم نے غداری کی ۔ انہیں بہت دھمکایا لیکن وہ بالکل خوف زدہ نہ ہوئے آخر ہم نے انہیں سواریوں سے اُترنے کی بھی مہلت نہ دی اور تلواریں سُونت کر کھڑے ہو گئے ۔ وہ بھی مسلح کود پڑے اور مقابلہ ہوتا رہا ۔ پھر ہم نے ان سے خود ہی کہا کہ دراصل ہم تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمہارے ذریعے سے مکہ والوں سے کچھ نہ کچھ حاصل کر لیں ۔ ان میں سے تین آدمی یہ سُن کر اور بھی طیش میں آگئے اور لڑائی شروع کر دی ۔ ہم نے انہیں ہلاک کر ڈالا ۔ لیکن چوتھا بھی ان میں شامل ہو گیا اور تلوار سُونت کر آگے بڑھا ۔ ہم پیچھے ہٹ گئے اور پتھر مار مار کر اِسے بھی ختم کر دیا ۔ اب یہ صرف دو بچے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں مکہ کے اِن آدمیوں کے ہاتھ فروخت کر دیں جن پر اِن کا خُون باقی ہے ۔

ابوسفیان ۔ واہ ۔ واہ ۔ شاباش ۔ خوش آمدید ۔ ۔ ۔

صفوان بن اُمیّہ ۔ میں زیدؓ کو قتل کرنے کے لئے خریدتا ہوں ۔

حجیر بن اِہاب ۔ اور خبیبؓ ابن عدی کو میرے حوالے کر دو ۔

ہذیلی گروہ ۔ ہم ابن ابی الاقلح کا سَر بھی لائے ہیں تاکہ سلافہ بنت سعدؓ کے ہاتھ فروخت کر دیں ۔

خالد ۔ ہاں وہ تو بھری بیٹھی ہے ۔ منہ مانگی قیمت دے گی ۔ اُحد میں اس کے بیٹے مسافع کو عاصم (ابن ابی الاقلح) نے قتل کیا تھا تو اس نے منت مانی تھی کہ میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب نہ پیوں تو میرا نام نہیں ۔

صفوان بن اُمیّہ ۔ (زید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے غلام نسطاس سے) نسطاس ! اٹھاؤ تلوار اور اسے کیفرِ کردار تک پہنچا دو ۔

نسطاس ۔ (خوں آشام تلوار اٹھا کر جاتے ہوئے) بہت خُوب ۔

صفوان ۔ زیدؓ ! سچ بتاؤ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے کہ تمہاری جگہ اس وقت محمدؐ کی گردن اُڑا دی جائے اور تم اپنے اہل و عیال میں جا کر عیش کرو ۔

زیدؓ بن دثنہ ۔ (قتل کی تیاری مکمل ہو چکی ہے) کیا کہتے ہو صفوان ! قتل اور گردن اُڑا دینا تو درکنار میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں محمد رسولؐ اللہ کو پھانس بھی لگے ۔ جہاں ان کا پسینہ گرتا ہو وہاں ہم اپنا خُون بہانے کو تیار ہیں ۔

ابوسفیان ۔ (مصاحبوں سے) لاتؔ کی قسم ، میں نے دنیا میں کبھی کسی کو کسی سے اس

درجہ محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جس قدر محمدؐ سے اس کے رفقاء دیوانہ وار کرتے ہیں۔

نسطاس۔ (صفوان کا اشارہ پاکر) تو پھر تو ہی سہی (گردن اُڑا دیتا ہے)

حجیر۔ میرا حکم ہے کہ خبیبؓ کو سُولی دی جائے۔ خبیبؓ! آخری آرزو ہو تو بتاؤ پوری کر دی جائے گی۔

خبیبؓ۔ ضبط و وفا کی تصویر بن کر) اگر تم لوگ اجازت دو تو دو رکعت نماز ادا کر لوں اور کوئی آرزو اس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔

صفوان۔ (حقارت سے) جا، پڑھ لے۔

خبیبؓ۔ (نماز پڑھ لیتے ہیں)

صفوان۔ تختۂ دار حاضر کرو۔

خبیبؓ۔ (خود اُٹھ کر صفوان وغیرہ کے پاس جاتے ہیں) لو بھائی! میں آگیا۔

ابوسفیان۔ اس قدر جلد فارغ ہو گئے؟

خبیبؓ۔ ہاں! واللہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ کہو گے کہ خبیبؓ قتل کے خوف سے نماز میں دیر لگا رہا ہے تو میرا جی چاہ رہا تھا کہ بڑی دیر تک پڑھوں اور طویل سے طویل قرأت کرتا رہوں۔

صفوان۔ اسے تختۂ دار پر چڑھا کر رسیّوں سے جکڑ دو۔

ابوسفیان۔ صفوان! پھندا نہیں ڈالو گے؟

صفوان۔ ابھی نہیں، مجھے نیزہ دو تو میں اس کی اَنی سے اس کے ہر عضو پر چرکے لگاؤں گا اور چھلنی کر دوں گا۔ (چھیدتے ہوئے) کیوں خبیبؓ! اسوقت تو تم ضرور پسند کرو گے کہ محمدؐ تمہاری جگہ پھنس جائے اور تم چھوٹ جاؤ۔

خبیبؓ۔ نہیں، واللہ میں تو یہ بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ میری جان بچانے کے لئے رسولؐ اللہ کے پائے مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔

(اسلام کے مایہ ناز فرزند، توحید کے بے مثال پاسبان اور رسولؐ اللہ کے جاں نثار دوست نے تماشائیوں کے ہجوم میں سر مقتل برجستہ یہ اشعار کہتے ہوئے جانِ عزیز کو راہِ وفا میں قربان کر دیا۔)

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا ۔۔۔ قبائلھم واستجمعوا کل مجمع
وکلھم مبدی العداوۃ جاھد ۔۔۔ علیّ لانی فی وثاق بمضیع
وقد جمعوا ابناءھم ونساءھم ۔۔۔ وقربت من جزع طویل ممنع

وقد خیّرونی الکفر والموت دونہ   وقد ذرفت عینای من غیر مجزع
فلست بمبدٍ للعدو تخشعاً   ولا جزعاً انی الی اللہ مرجعی
ومالی حذر الموت انی لمیّت   ولکن حذاری جحم نار جہنّم
فذوالعرش صبّرنی علی مایراد بی
وقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی
الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی   وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فواللہ ما ارجو اذا مت مسلماً   علی ایّ جنب کان فی اللہ مصرعی

ترجمہ۔ انبوہ در انبوہ تماشائی میرے آس پاس کھڑے ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو تماشائی بننے کے لئے بلا لیا ہے۔ یہ سب کے سب دراصل اپنی عداوت نکال رہے ہیں۔ ان کے سینوں میں میرے خلاف انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے اور میں سرِ مقتل بندھا کھڑا ہوں۔ ان لوگوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی اسی حسرت ناک منظر کے لئے دعوتِ نظارہ دی اور وہ سب یہاں جمع ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ اگر میں کفر اختیار کرلوں تو مجھے زندگی مل سکتی ہے۔ لیکن اس سے تو میرے لئے موت بہتر ہے اور میں کفر کے مقابلے میں موت ہی کو ترجیح دے رہا ہوں۔

میری بے قرار آنکھیں مسلسل اشکبار ہیں لیکن ناشکیبائی نہیں..... میں دشمن سے جاں بخشی یا رحم کی التجا نہیں کرسکتا اور نہ لب پر کوئی شکوہ لاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں اللہ تعالےٰ کے دربار میں واپس جا رہا ہوں

موت کا کوئی خوف نہیں۔ ایک دن تو یہ آنی ہی تھی اور مقدر ہو چکی تھی۔ البتہ اگر خوف ہے تو بھڑکتے شعلوں والی آگ کا۔

رب العرش العظیم نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر صبر کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔ دشمنوں کی زدوکوب اور چھیدنے سے میرے جسم کا ہر حصہ چھلنی ہو رہا ہے۔ لیکن میں اپنی درماندگی اور بے کسی کا شکوہ صرف خدا سے کرتا ہوں۔

بخدائے لایزال ولم یزل جب میں اس کی راہ میں جان دے رہا ہوں۔ تو مجھے اس کی مطلق پرواہ نہیں کہ راہ خدا میں کس پہلو گر کر جان دیتا ہوں

صفوان۔ بس چڑھا دو اسے تختے پر، بہت دیر ہو گئی۔

خبیبؓ۔ (تختۂ دار پر) اللھم انا قد بلغنا رسالۃ رسولک فبلغہ ما یصنع بنا۔
الٰہ العالمین! ہم نے تیرے رسولؐ سے عہدِ وفا نباہ کر ان کا پیغام پہنچا دیا، تو بھی انہیں ہمارے حالِ زار کی خبر کر دے کہ ہم پر کیا ستم ڈھایا جا رہا ہے۔

حجیر۔ کیوں اب تمہارا نبی کہاں گیا، بچا نہیں لیتا آ کر؟

خبیبؓ۔ اللّٰھم احصھم عدداً واقتلھم بدداً ولا تغادر منھم احداً۔ الٰہی! ان سب کو تو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے اور ان کو تتر بتر کر کے ہلاک کر دے ان میں کسی ایک کو زندہ نہ چھوڑ۔

قریش۔ (یہ بد دعا سُن کر غضب ناک و خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔)

عمرو بن العاص۔ ارے! تم لوگ ہراساں کیوں ہوتے ہو؟ ایک کروٹ سے زمین پر لیٹ رہو۔ اس کی بد دعا کا اثر زائل ہو جائے گا۔

(قریش اسی وقت زمین پر لیٹ جاتے ہیں۔)

حجیر۔ لو نسطاس! اب تم اس کا کام تمام کر دو۔

نسطاس۔ (نیزہ لے کر پوری طاقت سے حضرت خبیبؓ کے جگر میں پیوست کر دیتا ہے۔)

خبیبؓ۔ (شہید ہو جاتے ہیں۔)

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تاریخ طبری، جلد دوم صہ ۲۱۳ - ۲۱۶، زاد المعاد، جلد دوم۔
تشکیل جدید مع اضافہ جات (عطیہ)

تیسرا منظر

(محمدؐ رسولُ اللہ مسجد نبوی میں۔ ابو براء عامر بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوتا ہے۔)

ابو براء۔ (آپؐ کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے) یا رسولُ اللہ!

محمدؐ۔ (اسلام کی طرف رغبت دلاتے ہیں) ابو براء! اسلام قبول کرلو۔

ابو براء۔ (ہاں یا نہیں کہے بغیر) میری خواہش ہے کہ آپؐ اپنے چند تربیت یافتہ معلّمین میرے ساتھ کر دیں۔ اس طرح نجد میں بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

محمدؐ۔ (سوچ کر) مجھے نجدیوں کی طرف سے ان کے لئے خطرہ ہے.....

ابو براء۔ میں ان کا ضامن ہوں، آپؐ میری ذمہ داری پر بھیج دیجئے۔ ہم لوگ عہد شکن نہیں۔ آپؐ فکر نہ کریں۔ نجد کا رئیس میرا بھتیجا ہے۔

محمدؐ۔ (اپنے چالیس رفقاء کو حکم دیتے ہیں کہ) نجد جاکر اسلام کی دعوت دو۔

(رفقاء رسولؐ کے ساتھ روانہ ہو جاتا ہے۔)

سعیدؓ بن عامر۔ (پریشاں حال و پراگندہ خاطر زار و قطار روتے ہوئے آتے ہیں۔)—— یا رسولُ اللہ! یا نبیُ اللہ!

محمدؐ۔ (گھبرا کر) کون سعیدؓ؟ تم تو ہذیلی وفد کے ساتھ گئے تھے!

سعیدؓ۔ جی ہاں، یا رسولُ اللہ! بس خدا ہی نے میری جان بچائیؐ اور میں شرفِ نیاز حاصل کرسکا ورنہ.... آپؐ کو کیا خبر کہ ان ظالموں نے جال بچھایا تھا اور فریب دے کر ہمیں لے گئے تھے آہ! یا رسولُ اللہ!.... خبیبؓ..... وہ پیکرِ عزم و محبت.... (غش آجاتا ہے۔)

عمرؓ۔ سعیدؓ!.... بتاؤؐ، —— اُٹھو، ہوش میں آؤؐ، یہ کیا ہوا تمہیں؟

سعیدؓ۔ (ہوش میں آکر) آہ خبیبؓ کس بے رحمی سے شہید کیا گیا اور آفریں ہے، اس کے عزم و ثبات و جوانمردی پر.....

محمدؐ۔ آخر بتاؤؐ تو، کیا ہوا؟

سعید بن عامرؓ۔ عضل وقارہ کے ہذیلی وفد نے بدعہدی اور غداری کا ثبوت دیا۔ ہمیں مقامِ رجیع کے پاس لے جا کر مقابلہ کرنے لگے۔ ہمارے رفقاء نے بھی مقابلہ کرنا چاہا تو بولے ہم تمہارے ذریعے سے قریش سے اکتسابِ زَر کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر جن مسلمانوں نے برافروختہ ہو کر تلواریں نکال لیں۔ انہیں ظالموں نے ختم کر دیا اور خبیبؓ و زیدؓ کو قریش کے پاس لے گئے۔ صفوان اور جبیر نے ان دونوں کو خرید لیا۔ زیدؓ کو تو فوراً ہی تہ تیغ کر دیا گیا۔ لیکن خبیبؓ پر قیامت گزر گئی ہوگی۔ آہ اس کی ہمّت کو صد آفرین ہے کہ آخر وقت تک آپؐ کی محبّت اور اسلام سے روگردانی پر تیار نہ ہوا اور برجستہ یہ اشعار پڑھتا ہوا کشتگانِ شوق سے جا ملا۔

(شعر سناتے ہیں)

محمدؐ۔ (آبدیدہ اور رنجیدہ ہو کر) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الٰہی! میرے مظلوم ساتھیوں کا انتقام۔۔۔؟

صحابہ کرامؓ۔ یا رسولؐ اللہ! مشرکین اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے، آخر اب یہ چاہتے کیا ہیں؟ احد میں ہمارے ستّر مجاہدین کی شہادت کے بعد بھی ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔

محمدؐ۔ دراصل حکمِ الٰہی کے بغیر میں کسی سے اِنتقاماً بھی تو جنگ نہیں کر سکتا۔ صبر کرو، دیکھو، خدا کیا فیصلہ کرتا ہے۔

کعبؓ بن زید۔ (نجد جانے والے معلّمین کے ساتھی افتاں وخیزاں آرہے ہیں۔) یارسولؐ اللہ! غضب ہو گیا۔۔۔ مسلمانو! ستم ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ۔ (چونک کر) الٰہی! اب کیا ہوا؟ خدا خیر کرے۔

کعبؓ۔ (قریب آکر) یارسولؐ اللہ! عامر نے آپؐ کو یقین دلایا تھا کہ معلّمین کی حفاظت کی جائے گی اور یہاں سے جاتے ہوئے راستے میں بئرِ معونہ پر پہنچ کر۔۔۔۔۔ قیام کیا گیا۔ یہ علاقہ بنی عامر کا ہے۔ معلّمین نے باہمی مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اوّل والیٔ نجد عامر بن طفیل کے پاس آپؐ کا نامہ مبارک بھیجا جائے، پھر عام تبلیغی سرگرمیاں شروع کردی جائیں، چنانچہ حرام بن ملحان نے کہا "یہ شرف میں حاصل کروں گا" اور وہ آپؐ کے قاصد کی حیثیت سے عامر کے پاس چلا گیا۔

ادھر ہم لوگوں نے اپنی اقامت گاہ ہی پر تبلیغ شروع کی لیکن بنی سلیم وغیرہ نے مل کر تمام مبلغین پر برہنہ تلواروں سے حملہ کر دیا۔ دراصل اِن کا مقصد اسلام لانا یا دینی تعلیم حاصل کرنا نہ تھا۔ وہ فریب دے کر لے گئے تھے ہمارے نہتے مسلمان کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے؟ نتیجہ ظاہر ہے کہ سب ان ظالموں کی بدعہدی کی بھینٹ چڑھ گئے۔

محمدؐ۔ (غم و غصّہ سے لرزہ براندام ہیں۔) انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔۔

صحابہ کرامؓ۔ (رنجیدہ ہیں) عامر بن طفیل نے کیا جواب دیا؟

کعبؓ بن زید۔ جواب کیا دیتا، یہ سب کی متفقہ سازش تھی۔ ہوا یوں کہ جب حرام اس کے پاس نامۂ مبارک لے کر پہنچا تو اس نے پڑھنے سے قبل ہی اپنے آدمی جبار بن سلمیٰ کو اشارہ کیا تو اس نے دُور ہی سے تاک کر حرام کی پشت میں نیزہ مارا۔ وہ اسی جگہ تیورا کر گر پڑا۔ اس کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے کہ "فُزْتُ بربّ الکعبۃ" رب کعبہ کی قسم، میں مراد پا گیا۔

صحابہ کرامؓ۔ اللہ اکبر۔

محمدؐ۔ (غمگین و افسردہ تشریف فرما ہیں)

جبّار بن سلمیٰ۔ (دُور سے دوڑتا ہوا آرہا ہے) محمدؐ! اے رفقاء محمدؐ! میں آگیا۔۔۔۔ دیکھو، میں تمہارے قاصد کا قاتل ہوں۔

صحابہ کرامؓ۔ قاتل۔۔۔۔! حرام کا قاتل؟

جبّار۔ (قریب آکر) محمدؐ! میں خود اقبالِ جرم کرتا ہوں کہ مَیں نے حاکم کے اشارے پر تمہارے قاصد کو قتل کر دیا لیکن یقین جانو، حرام کی زبان پر جو آخری الفاظ تھے ان سے اس درجہ متاثر ہوں کہ خود چلا آیا۔ میں اسلام لانا چاہتا ہوں، ایمانداری سے کہہ رہا ہوں۔ دھوکا نہیں دوں گا، نہ جان بچانے کے لئے بہانہ بنا رہا ہوں۔ فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارا شیوہ ظلم و تشدّد نہیں۔

محمدؐ۔ (سَر جھکائے ہوتے) افسوس ہے کہ تمہارے نمائندوں نے بدعہدی اور غدّاری کا ثبوت دیا۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو دلی رنج و افسوس ہے۔ بہرحال تم مسلمان ہونا چاہتے ہو۔ خدا تمہیں ہدایت دے۔

جبّار۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسولُ اللہ

تاریخ طبری۔ سیرت ابن ہشام اضافہ جدید (عطیۃ)

چوتھا منظر

"مشرکینِ مکہ رسولؐ اللہ کے خلاف سازش میں مصروف ہیں"

ابوسفیان۔ ساتھیو! میرا خیال ہے کہ اب پھر ایک لشکر تیار کریں اور پوری طاقت سے حملہ کر کے ان کا قلع قمع کر دیں۔ جبھی سکون مل سکتا ہے۔

عمرو۔ اور بھی کچھ سُنا؟ ابوبراء نے تو کمال کر دیا۔ محمدؐ کے پاس جا کر اس سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے معلّمین کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے باتوں میں آکر چالیس مایہ ناز صحابہ کو اس کے ساتھ کر دیا۔ اس نے بئر معونہ پہنچ کر ان سب کو ختم کر ڈالا۔

ابوسفیان۔ خوب! بہت خوب! مقامِ رجیع کے قریب بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔

خالد۔ لیکن اس طرح کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔

ابوسفیان۔ لطف تو جب ہے کہ انہیں کہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا جائے۔ یہودی بھی آخر ہماری طرح ان کے دشمن ہیں۔ کیوں نہ ان کی مدد لے کر مقابلہ کریں؟

قریش۔ ہاں، ہاں، پھر تو محمدؐ تاب نہیں لا سکتا۔

(سب متفق ہو کر مدینہ میں اقامت پذیر بنو نضیر کے نام ایک خط تیار کرتے ہیں)

"ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم سب قبائل بلا اختلاف مذہب و ملت محمدؐ کے خلاف ایک محاذ بنا لیں اور اپنی منتشر طاقتوں کو یکجا کر کے اس سے پھر جنگ کریں۔ اس لئے تم ہمارا ساتھ دو، ہم بھی تمہاری مدد کریں گے۔

"تم سب سے پہلے اہلِ کتاب ہو۔ تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ ہم کن بنیادوں پر محمدؐ سے اختلاف رکھتے ہیں اور تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف و دشمن ہو۔ تمہارے پاس جائدادیں اور قلعے ہیں۔ تم جنگ کی تیاری کر سکتے ہو۔ اگر تم تیار نہ ہوئے تو یاد رکھو، ہم تمہاری عورتوں کی پازیبیں تک اُتار لیں گے۔"

"بنو نضیر کے پاس قریش کا یہ خط پہنچتا ہے۔ وہ پہلے ہی بھرے بیٹھے تھے اور کسی نہ کسی طرح ایذا رسانی کی تدبیریں کرتے رہتے تھے۔ اس خط نے ان کی آتشِ بغض و عناد کو اور ہوا دی اور اب ان لوگوں نے جنگ سے قبل ہی رسول اللہ (صلعم) کے قتل کی سازش شروع کردی۔

"عامر بن طفیل (والیٔ نجد) کی بدعہدی سے قبل اتفاقاً عمرو بن اُمیہ الضمری نے غلطی سے بیئر معونہ کے سلسلے میں اس کے دو ایسے آدمیوں کو قتل کردیا تھا جو رسولؐ اللہ کے پڑوسی اور حلیف تھے۔ گویہ قتل لاعلمی کا نتیجہ تھا۔ قتلِ عمد نہ تھا لیکن عامر نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں ایک خط بھیجا۔"

—— (عطیہ) ——

محمدؐ۔ (صحابہؓ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں)

قاصد۔ (حاضر ہوکر) میں عامر بن طفیل والیٔ نجد کا قاصد ہوں۔ مجھے حاکم نے یہ خط دے کر بھیجا ہے۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) پڑھو۔

صحابیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! سماعت فرمایئے۔ وہ لکھتا ہے۔ "آپؐ نے میرے ان دو آدمیوں کو بھی قتل کردیا جو آپؐ کے پڑوسی اور حلیف تھے۔ اب بہتر ہوگا کہ آپؐ ان دونوں کا خوں بہا (دیت) بھیج دیں۔"

محمدؐ۔ یہ دراصل عمرؓ کی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ بہر حال عامر کو مطلع کردو کہ ہم جلد ہی خوں بہا ارسال کردیں گے۔

قاصد۔ تو پھر یہی جواب ہے؟

صحابہؓ کرام۔ ہاں۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) میرا خیال ہے کہ دیت کی رقم بنو نضیر سے مل کر بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

صحابہؓ کرام۔ بجا ارشاد ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ علیؓ! تم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور اسید بن حضیر میرے ساتھ جائیں گے۔

رسولؐ اللہ ان سب کو ساتھ لئے بنو نضیر کے پاس جا کر مدد طلب کرتے ہیں۔

بنو نضیر۔ ہاں، ہاں، ابوالقاسمؐ! آپؐ اطمینان رکھیں، ہم سب خاطر خواہ آپؐ کی مدد کرنے پر تیار ہیں اور ان دو آدمیوں کا خوں بہا مہیا کرنا تو کوئی

بڑی بات نہیں۔ (رسولؐ اللہ کو یہ اطمینان بخش جواب دے کر آپس میں سرگوشی کرتے ہیں) دیکھو، اس وقت یہ (رسولؐ اللہ) دیوار کے سائے میں بیٹھا ہے، یقین کرو، اس سے اچھا موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آسکتا۔ بہتر ہے کہ ابھی کوئی جاکر اس پر ایک وزنی پتھر گرادے تو بس ...... پھر ہمیں ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

عمرو بن حجاش۔ (خم ٹھونک کر) فکر نہ کرو، میں جاتا ہوں۔

بنونضیر۔ جاؤ، جلدی کرو، ایسا نہ ہو کہ موقع نکل جائے۔

عمرو۔ (دیوار پر چڑھ کر پتھر پھینکنا ہی چاہتا ہے۔)

محمدؐ۔ (وحی الٰہی کے ذریعے اس سازش کا علم ہو جاتا ہے۔ اچانک اُٹھتے ہوئے) علیؓ! تم لوگ ٹھہرو میں ابھی آیا۔

بنونضیر۔ (آپس میں) ارے یہ کیا ہوا؟

سلام بن مشکم۔ مجھے پہلے ہی یہ اندیشہ تھا اور میں جانتا تھا کہ تمہاری یہ حرکت جنگ کا شاخسانہ بن سکتی ہے اور محمدؐ کو قبل از وقت علم ہو جائے گا۔

کنانہ۔ تم سچ کہتے ہو، واقعی اسے آسمانی علم نے بچا لیا۔

صحابہ کرامؓ۔ ابھی تک رسولؐ اللہ تشریف نہیں لائے۔

علیؓ۔ معلوم ہوتا ہے کسی ضرورت سے گئے ہیں۔

عمرؓ۔ لیکن اب تو خاصی دیر ہو گئی۔ چلو دیکھیں، کہاں ہیں وہ؟

(صحابہ کرامؓ تلاش میں مسجدِ نبویؐ تک جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (مسجد میں تشریف فرما ہیں)

صحابہ کرامؓ۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ یہاں رونق افروز ہیں اور ہم وہاں آپؐ کی واپسی کا انتظار کرتے رہے!

محمدؐ۔ تمہیں نہیں معلوم، یہود نے میرے قتل کی سازش کی تھی اور ان کا ایک آدمی دیوار پر چڑھ کر پتھر پھینکنے ہی کو تھا کہ خدا نے مجھے خبر دے دی اور میں بچ گیا۔

صحابہ کرامؓ۔ (حیران ہیں) خیر، اللہ کا شکر ہے اس نے آپؐ کو بچا لیا۔

محمدؐ۔ محمدؓ بن مسلمہ کہاں ہے؟ اسے بلاؤ۔

ابنِ مسلمہ۔ ارشاد یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ یہود (بنونضیر) سے جاکر کہہ دو کہ تم لوگ فوراً میرے علاقے سے نکل جاؤ،

مجھے تمہاری عہد شکنی کا علم ہوگیا۔ اس لئے اب اسی میں خیر ہے کہ تم لوگ سیدھی طرح کہیں اور جا کر آباد ہو جاؤ۔

ابنؓ مسلمہ۔ بہتر ہے یا رسولؐ اللہ!

(محمدؐ بن مسلمہ رسولؐ اللہ کا یہ حکم لے کر بنو نضیر کے پاس جاتے ہیں۔)

ابن مسلمہؓ۔ بنو نضیر! رسولؐ اللہ کو تمہاری عہد شکنی اور غداری کا علم ہوگیا اور اب انؐ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ فوراً اس سرزمین سے نکل جاؤ۔ اسی میں خیر ہے ورنہ .....

بنو نضیر۔ ورنہ کیا؟ ہم خود جا کر ابوالقاسم (محمدؐ) سے بات کریں گے۔

" (حضورؐ کی خدمت میں) ابوالقاسم! یہ بنی اوس کا آدمی کیا کہنے گیا تھا؟ یہ تو ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ آپؐ ہمیں جلاوطنی کا بھی حکم دے سکتے ہیں!

محمدؐ۔ تغیرت القلوب ومحا الاسلام العھود دل بدل گئے اور اسلام نے گزشتہ عہد کو محو کر دیا۔

بنو نضیر۔ ہمیں منظور ہے۔

ابن اُبی۔ (اپنی فطری شر انگیزی سے مجبور ہو کر) بنو نضیر! تم لوگ ہرگز اس جلاوطنی پر تیار نہ ہونا۔ اطمینان رکھو، میرے ساتھ عرب کی بھاری طاقت موجود ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرے اپنے قومی فرزند دو ہزار کی تعداد میں موجود ہیں، تم بے فکری سے رہو۔

کعب بن اسد۔ (اسے خبر ہو جاتی ہے) میری زندگی میں بنی قریظہ کا کوئی فرد عہد شکنی نہیں کر سکتا۔

سلام۔ حی بن اخطب! میرا خیال ہے کہ محمدؐ کی بات مان لینی چاہئے، اسی میں بہتری ہے۔ اب اسے اور اس کے رفقاء کو ہماری سازش و شر انگیزی کا علم ہوگیا ہے۔ ہمارا یہاں ٹھہرنا بالکل مناسب نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اس سے بڑی آفت نازل ہو جائے۔

حی بن اخطب۔ اس سے بڑی آفت اور کیا ہوگی؟ (بے پروائی سے) جاؤ، کہہ دو محمدؐ سے کہ ہم کبھی اپنا گھر بار نہیں چھوڑ سکتے۔ جو تم سے بن پڑے کر لو، ہم بھی دیکھ لیں گے۔

(بنی نضیر کا پیغامبر رسولؐ اللہ کو یہی جواب دیتا ہے۔)

محمدؐ۔ اللہ اکبر۔

صحابہ کرامؓ۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

(نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے جاکر بنو نضیر کا محاصرہ کر لیتے ہیں)

حیّ بن اخطب۔ ساتھیو! ابن ابی نے مدد کا وعدہ کیا تھا، جاکر اسے وعدہ یاد دلانا چاہیئے۔ (خود ہی جاتا ہے)۔

ابن اُبَی۔ (اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہے)

حیّ۔ ابن اُبَی! تمہیں یاد ہوگا کہ تم نے محمدؐ کے مقابلے میں ہماری مدد کا وعدہ کیا تھا؛ سُن رہے ہو یہ....؟

صحابہ کرامؓ۔ (مسلح ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔)

عبداللہ ابن اُبی۔ (اندر آکر مسلح ہوتا ہے پھر باہر چلا جاتا ہے۔)

حیّ۔ مایوس ہو کر اپنی قوم میں آتا ہے۔) ساتھیو! یہ بھی محمدؐ کی ایک چال تھی۔ ابنِ ابی ہماری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ اس کا بیٹا میری موجودگی میں اندر آیا اور مسلح ہو کر باہر چلا گیا۔

بنو نضیر۔ محمدؐ کے محاصرے کو پندرہ دن گزر گئے ہیں، آخر کوئی تو فیصلہ کرنا ہی ہوگا؟

سلام۔ صلح کر لو اور اس سے معاہدہ لے لو کہ وہ ہماری جانوں کا تحفظ کرے گا اور ہم اسے اپنے اسلحہ و سرمایہ ضمانت میں دے دیں۔

بنو نضیر۔ (رسولؐ اللہ کی خدمت میں) ابوالقاسم! تم ہماری جاں بخشی کا وعدہ کرو اور ہمارے اسلحہ بھی بطورِ ضمانت رکھ لو مگر بار برداری کے قابل سامان ہمیں ساتھ لے جانے دو تو ہم جانے پر تیار ہیں۔

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں گو تم لوگوں کی سابقہ عہد شکنی کے پیشِ نظر اب بھروسا کرنا مشکل ہے لیکن خیر یہ بھی سہی۔)

بنو نضیر۔ (خوشی خوشی گاتے بجاتے دھوم مچاتے جاتے ہیں اور خیبر میں آباد ہو جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۲۳ - ۲۲۷

(اضافہ جدید۔ عطیہ)

پانچواں منظر

(مدینہ ـــ مسجد نبویؐ میں رسول اللہؐ، صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں)

صحابہ کرامؓ۔ یا رسول اللہؐ! یہود کی فطری شر پسندی اور فتنہ پردازی مشکل ہی ہے جو انہیں چین سے بیٹھنے دے؟

محمدؐ۔ ہاں مجھے بھی ان سے کوئی اچھی اُمید نہیں۔ ان کی خباثت و بد طینتی کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔

مخبر۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

عمرؓ۔ یا رسول اللہؐ! ہمارا مخبر شرفِ باریابی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

محمدؐ۔ آنے دو اسے۔

مخبر۔ یا رسول اللہؐ! معلوم ہوا ہے کہ بنو نضیر خیبر جا کر بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے۔

علیؓ۔ کیا کسی تازہ سازش کا انکشاف ہوا ہے؟

مخبر۔ جی ہاں، بنو نضیر نے اپنی متفقہ سازش سے تمام جنگجو قبائل کو بلا امتیاز مذہب آپؐ کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا ہے۔ ان کے بیس سربرآوردہ اشخاص مکہ اور اطرافِ نجد و حجاز میں گشت کر کے لوگوں کو آپؐ کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اب تک ان لوگوں نے دس ہزار کا خونخوار لشکر تیار کر لیا ہے اور جلد از جلد مدینہ پر حملہ آوری کا ارادہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ۔ یہود کے سردار کون کون ہیں؟

مخبر۔ حی بن اخطب۔ کنانہ بن الربیع بن الحقیق[1]، ہوذۃ بن قیس الوائلی، ابو عمار الوائلی یہ سب مل کر اپنے حلقۂ اثر و اقتدار میں بغاوت و انتقام کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔

ابو بکرؓ۔ قریش بھی شامل ہیں؟

مخبر۔ ہاں، قریش ہی نے سب سے پہلے ان کی حمایت و مدد کا وعدہ کیا اور انہیں

---

[1] طبری نے یہاں ابن ابی الحقیق کا بھی نام لیا ہے حالانکہ ۳ھ میں اس کے قتل کا واقعہ گزر چکا ہے۔ (عطیہ)

یقین دلادیا کہ جب تک تم محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کا پوری طرح استیصال کرکے اپنی فتح کے جھنڈے نہ گاڑدو، ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ ساتھ ہی یہ کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی کی کہ

"یہودیو! تم دنیا میں سب سے پہلے اہلِ کتاب ہو اور تمہیں بخوبی علم ہے کہ ہم کس معاملے میں محمدؐ سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ اب تمہیں بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمدؐ کا؟ ہم فیصلہ تم پر چھوڑ کر مطمئن ہو سکتے ہیں:"

یہودیوں نے جواب دیا۔" تمہارا دین برحق ہے"۔

محمدؐ۔ (وحی الٰہی) الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یومنون بالجبت والطاغوت و یقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلاً اولٰئک لعنھم اللہ و من یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیراً (القرآن)

ابوبکرؓ۔ ہاں، واللہ خدا نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔

عمرؓ۔ تو کیا اب وہ جنگ کے لئے بالکل آمادہ اور مستعد ہیں؟

مخبر۔ یہود قریش کی ان باتوں سے بہت خوش ہوئے اور قریش نے اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے غطفان وغیرہ کو بھی تیار کرلیا ہے۔

ابوبکرؓ۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ہر قبیلے کو اپنا ہم خیال بنا کر زبردست لشکر تیار کرلیا ہے اور غالباً ایسا لشکر دنیائے عرب نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور یہ ایسا خونچکاں نظارہ ہوگا کہ چشمِ فلک بھی اس پر اشک بار ہوجائیگی

عمرؓ۔ کیا ہم دنیائے عرب کی متحدہ افواج سے مقابلہ کرسکیں گے؟

محمدؐ۔ ہاں، اس وقت تو سارا عرب گویا ایک ہی کمان سے تیر اندازی کریگا۔

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! آپؐ کی کیا رائے ہے؟

محمدؐ۔ دوستو! مجھے مشورہ دو۔

سلمانؓ فارسی۔ (آگے بڑھ کر باادب) یارسولؐ اللہ! میری ایک رائے ہے۔

محمدؐ۔ کہو سلمانؓ!

سلمانؓ۔ ہم مدینہ کے آس پاس خندقیں کھودلیں۔

محمدؐ۔ خندق؟

سلمانؓ۔ جی ہاں، یارسولؐ اللہ! ہم ایرانی یہی کرتے ہیں کہ اگر دشمن کثیر تعداد میں حملہ آور ہونا چاہے اور ہمارے لئے ان کا مقابلہ دشوار ہوجائے تو ہم خندقوں میں اپنی جانوں کا تحفظ اور دشمن سے مقابلے کا سامان کرلیتے ہیں۔

محمدؐ۔ (تھوڑی دیر غور فرما کر) تجویز تو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ بہت خوب۔
صحابہؓ۔ تو پھر حکم دیجئے۔
محمدؐ۔ ہاں، تم لوگ اُٹھو اور خندقیں کھودنا شروع کر دو۔
صحابہؓ۔ اسی وقت؟
محمدؐ۔ ہاں ابھی، میں بھی تمہارے ساتھ کام کروں گا۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴

چھٹا منظر

خندق کی کھدائی کا کام ختم ہو چکا البتہ ایک چٹان رہ گئی ہے
جسے توڑنے میں سب اپنی اپنی امکانی کوشش و تدبیر کر رہے ہیں

ابوبکرؓ۔ اب خندق تو تقریباً کھد گئی ہے۔
عمرؓ۔ ہاں، لیکن ایک حصہ ابھی باقی ہے۔
سلمانؓ۔ (عاجز ہو کر) ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ! ملاحظ فرمائیے یہ سفید چٹان کیونکر نمودار ہو گئی؟ ہمارے لوہے کے اوزار بھی بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ کوئی ضرب کارگر نہیں ہوتی، بتائیے ہم کیا کریں؟ بڑی مشکل درپیش ہے۔
محمدؐ۔ (سلمانؓ کے ساتھ اندر اُترتے ہوئے) لاؤ سلمانؓ! کدال مجھے دو۔
صحابہؓ۔ آؤ، ہم ایک طرف کھڑے ہو جائیں۔
محمدؐ۔ (گینتی اٹھا کر چٹان پر مارتے ہوئے) بسم اللہ۔

(مسلسل تین کاری ضربیں لگاتے ہیں اور ہر ضرب سے ایک ایسی روشنی نکلتی ہے۔ جس سے تاریکی جگمگا اٹھتی ہے)

صحابہؓ۔ پہلی ضرب سے چٹان چیخ گئی تھی۔

سلمانؓ۔ اور دوسری سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔
محمدؐ۔ اور یہ تیسری ضرب سے لو ریزہ ریزہ ہو گئی۔ اللہ اکبر۔
صحابہؓ کرام۔ اللہ اکبر۔
سلمانؓ (دستِ مبارک سے گینتی لیتے ہوئے) لائیے، اب اس کا کام نہیں رہا۔ لیکن ایک بات عرض کروں؟
محمدؐ۔ کہو، کیا ہے؟
سلمانؓ۔ فداک ابی و امی یا رسولؐ اللہ! ابھی جب آپؐ نے چٹان پر تین ضربیں لگائی تھیں تو میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو زندگی بھر نہ دیکھی تھی۔
محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) سلمانؓ جس چیز کا نام لے رہا ہے کیا تم سب نے بھی دیکھی تھی
صحابہؓ۔ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان یا رسولؐ اللہ! ہم سب نے دیکھا تھا کہ آپؐ کی پہلی ہی ضرب سے ایک برقی لہر سی اُٹھی تھی پھر آپؐ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ہم سب نے بھی اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد ہر ضرب پر ہمیں یہی نظر آیا جو عرض کر رہے ہیں۔
محمدؐ۔ تم سچ کہتے ہو، دراصل پہلی ضرب سے جو روشنی تمہیں نظر آئی تھی۔ وہ میرے لئے ملک حیرہ کے محل اور مدائن کسریٰ کی بشارت تھی۔ جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ میری اُمت ان حدود میں فاتحانہ داخل ہو گی۔
دوسری ضرب سے میری آنکھوں کے سامنے روم کے سرخ محل آگئے تھے۔ جبریلؑ نے بشارت دی کہ اسلامی حکومت یہاں بھی قائم ہو گی۔ تیسری ضرب سے اللہ نے یمن کی کنجیاں میرے حوالے کر دیں۔ اس کی روشنی میں مَیں نے ابھی صنعاء کا دروازہ دیکھا تھا۔
ساتھیو! بشارت ہو تمہیں، خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد مدد کرنے والا ہے۔
صحابہؓ کرام۔ اللہ کا شکر ہے احسان ہے اور تمام تعریفیں اسی کو زیبا ہیں اور اس کا مشفقانہ وعدہ ہمیشہ سچا ہوا کرتا ہے۔

(ایک نو عمر لڑکی ادھر سے گذرتی ہے)

محمدؐ۔ بچیّ! ادھر آ، تیرے پاس کیا ہے؟
لڑکی۔ (دامن میں پڑی ہوئی کھجوریں دکھا کر) میری ماں نے میرے باپ اور

ماموں کے لئے یہ کھجوریں بھیجی ہیں۔

محمدؐ۔ لاؤ، مجھے دے دو۔

لڑکی۔ (سب کھجوریں دستِ مبارک میں رکھتے ہوئے) یہ تو آپؐ کی مٹھی بھر بھی نہیں۔

محمدؐ۔ ایک کپڑا بچھا دو۔

بلالؓ۔ (زمین پر کپڑا بچھاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (کھجوریں پھیلا کر) بلالؓ! جاؤ خندق والوں سے کہو، آؤ۔ کھالو۔

بلالؓ۔ یہ تو سارے کپڑے پر پھیل گئیں۔

لڑکی۔ (حیران کھڑی دیکھتی رہتی ہے۔ پھر چلی جاتی ہے۔)

محمدؐ۔ ہمارے مجاہدین کی تعداد کیا ہوگی؟

صحابۂ کرامؓ۔ (کھجوریں کھاتے جا رہے ہیں۔) یا رسولؐ اللہ! ہم سب کل تین ہزار ہیں۔ ہمارے اور دشمن کے درمیان خندق کا فاصلہ ہے اور پسِ پشت کوہِ سلع آجاتا ہے۔

علیؓ۔ ان کا لشکر دیکھا ہے؟ غضب خدا کا تمام مخالف طاقتیں یکجا ہو گئی ہیں۔ قریش بنو کنانہ اور اہلِ تہامہ ابو سفیان کی زیرِ کمان، بنی فزارہ، عقبہ بن حسین کی قیادت میں، بنی مرہ، حارث بن عوف کے زیرِ کمان اور بنو اشجع اور اہلِ نجد، مسعود بن دخیلہ کی کمان میں آتے ہیں۔

(اضافہ و تشکیلِ جدید — عطیہؔ)

ساتواں منظر

"رات کی تاریکی میں قریش دس ہزار حبشی جانبازوں اور مختلف متحدہ قبائل کے فوجیوں کے ساتھ آکر پڑاؤ ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت مجاہدین اور کفار کے درمیان خندق ہی کا فاصلہ نظر آرہا ہے۔"

حی بن اخطب فوجیو! تم یہاں قیام کرو، میں ابھی آتا ہوں۔ ذرا مجھے کعب ابنِ اُسد سے ایک ضروری کام ہے۔

یہودی۔ کعب ابن اسد۔ وہ تو سرے سے جنگ ہی کے خلاف ہے اور بنو قریظہ کی طرف سے معاہدہ کر بیٹھا ہے یعنی بنی قریظہ محمدؐ کے حلیف ہیں، بھلا اس سے کیا کام بن سکتا ہے؟

کعب۔ (اسے علم ہے کہ حی کس غرض سے آیا ہے اسی لئے قلعہ بند ہو جاتا ہے)

حی۔ کعب دروازہ کھولو۔

کعب۔ کون حی؟ تم نہایت بدخصلت اور کمینے آدمی ہو۔

حی۔ دروازہ تو کھولو۔

کعب۔ جانتا ہوں، تم کس مقصد سے آئے ہو لیکن میں محمدؐ سے معاہدہ کر چکا ہوں اور عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ آج تک محمدؐ نے مجھ سے کوئی برائی نہیں کی۔ میں اس کی صداقت و وفاداری کا قائل ہوں۔

حی۔ (جھنجھلا کر) ارے بدبخت! تجھے خدا سمجھے، دروازہ تو کھول پھر بات کرنا۔

کعب۔ ہرگز نہیں کھولوں گا۔

حی۔ مجھے معلوم ہے تم دروازہ کیوں نہیں کھول رہے ہو۔ یقین کرو میں تمہارے دسترخوان پر شریکِ طعام نہیں ہونا چاہتا نہ تمہاری روٹیوں کا محتاج ہوں

کعب۔ (عاجز آکر) تیرا تو دماغ چل گیا ہے، لے آجا اندر، کیا کام ہے؟

حی۔ (اندر آکر) میں تو اقبال مندی کو تمہارے قدموں میں ڈالنے لایا ہوں، یہ دیکھو قریش کی فوج بحرِ بیکراں کی طرح پھیلی ہوتی ہے۔ ہر قبیلے کے سربرآوردہ افراد ہمارے ساتھ ہیں اور ان سب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ محمدؐ کے

استیصال کے لئے آخری وقت تک میرا ساتھ دیں گے۔ میں ان سے معاہدہ کر چکا ہوں۔ ہم سب نے چاروں طرف سے محمدؐ کو گھیر لیا ہے۔

کعب۔ واللہ تو تو زمانے بھر کی خرابی بلکہ رسوائیِ دہر کا سامان لے کر آیا ہے اور مجھے پچّے دار باتوں میں لینا چاہتا ہے۔ جانتا ہوں جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ تیری یہ باتیں گھن گرج کے سوا کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں، تجھے خدا سمجھے تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔ میں جانوں اور محمدؐ جانے۔ میں خواہ مخواہ بے بنیاد بات پر کیونکر نقضِ عہد کا وبال لے سکتا ہوں۔

حی۔ تم تو اُلٹی باتیں کرتے ہو —— ابھی تک نہیں سمجھے کہ میں چاہتا کیا ہوں؟

کعب۔ آخر بتاؤ، کیا مطلب ہے تمہارا؟

حی۔ بس ایک معاہدہ کر لو جس پر تم مرتے دم تک قائم رہو گے۔

کعب۔ (غور سے متوجہ ہو کر) کیا، کیسا معاہدہ؟

حی۔ (راز دارانہ لہجے میں) اگر قریش غطفان حسبِ وعدہ کسی وجہ سے میرا ساتھ نہ دے سکیں اور جنگ کا پانسا پلٹ جائے تو تم میرا ساتھ دیتے ہوئے مجھے اس قلعے میں پناہ دیدو گے۔

کعب۔ (سوچ کر) یہ بھی محمدؐ کے خلاف تمہاری مدد کے مترادف ہو گا۔ تو پھر کیوں نہ سرے سے عہد ہی توڑ دوں؟

حی۔ (نمایاں طور پر خوش ہو کر حیرت سے) تم محمدؐ سے عہد شکنی پر تیار ہو؟

کعب۔ ہاں اب عہد شکنی بھی ایسی کروں گا جیسے اس کے اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

"بنی قریظہ جو مسلمانوں کے حلیف تھے ان سے بھی معاہدہ ختم ہو جاتا ہے اور اس طرح بنو نضیر، بنو قریظہ، قریش، غطفان سب مل کر ایک اجتماعی طاقت بن جاتے ہیں)۔

(تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۳۵ - ۲۳۷)

(اضافہ جدید۔ عطیہ)

آٹھواں منظر

(مسلمان خندق کے پاس ۔ دشمن نے سامنے پڑاؤ ڈال کر اپنے کارندے خندق کے آس پاس بھیج دیئے ہیں کہ باقاعدہ مقابلے سے قبل جو ہاتھ آجائے اسے ختم کردیں ـــــ دو منافق معتب بن قشیر اور اوس بن قیظی آپس میں باتیں کر رہے ہیں ۔)

اوس بن قیظی ۔ (مسلمانوں سے) دعا کرو ، اللہ ہم پر سے یہ حصار اٹھالے ، دشمن نے ہمیں بری طرح گھیر لیا ہے ۔

معتب ۔ (دشمن کی طرف دیکھتے ہوئے) اُف ! ان کی فوج تو دیکھو ، ایک بحرِ بیکراں معلوم ہوتی ہے ۔

اوس ۔ ہاں ، اگر خندق نہ ہوتی تو یہ ہمیں اپنی فوج کے بحر ناپیدا کنار میں غرق کر لیتے ۔

معتب ۔ لیکن اب اس خندق نے ان کا راستہ روک لیا ہے ۔

اوس ۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ، چند قریشی نوجوان ادھر آئے تھے اور یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ واللہ ان ھٰذہٖ لمکیدۃ ما کانت العرب تکیدھا ۔" واللہ یہ تو وہ چال ہے جو عرب نے کبھی نہ چلی ہوگی نہ وہ اس سے واقف ہیں ۔

معتب ۔ ہاں ، یہ ایران کی جنگی چال ہے لیکن اس کے باوجود وہ لوگ یہاں سے ٹلنے کا نام نہیں لیتے اور مسلسل بیس بائیس دن سے ہمارے آس پاس حصار ڈالے پڑے ہیں ۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ جونہی انہیں ہمارا کوئی آدمی نظر آئے گا وہ فوراً اسے تیر کا نشانہ بنالیں گے ۔

اوس ۔ (اٹھ کر جاتے ہوئے) خدا ان کے نشانے خطا کرے !

معتب ۔ تم کہاں چلے ؟

اوس ۔ ابھی آتا ہوں ذرا ..... دیر کے لئے ۔

معتب ۔ کیا رفعِ حاجت کے لئے ؟ نہیں ، ابھی نہ جاؤ ، یہ جگہ مخدوش ہے ۔ تم سے پہلے جو بھی گیا ، اسے ان لوگوں نے نشانہ بنالیا ۔ پھر بھی تم جانے پر آمادہ ہو ؟

اوس۔ (جھنجلا کر) آخر ہم کیا کریں؟ دشمن چاروں طرف منڈلا رہا ہے اور اب تو اوپر نیچے (زمین دوز) حملے بھی کر سکتا ہے اور ہم جنبش بھی نہیں کر سکتے۔

معتب۔ ٹھیک ہے۔

اوس۔ (نبی کریمؐ کی طرف دیکھتے ہوئے) دیکھو تو معتب! یہ رسول اللہ سر جھکائے ہوئے کس فکر میں غرق ہیں؟

معتب۔ غالباً یہی سوچ رہے ہوں گے کہ اب بڑی کٹھن گھڑیاں ہیں۔

اوس۔ معلوم ہوتا ہے کوئی اہم بات ہے۔ جبھی ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی بڑی رازدارانہ گفتگو میں مصروف ہیں۔

معتب۔ (اٹھتے ہوئے) ٹھہرو۔ میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں۔

(عمرؓ اور ابوبکرؓ کے قریب جاتا ہے)

عمرؓ۔ (حیرت زدہ ہیں) بنی قریظہ!..... وہ تو رسول اللہ سے معاہدہ کر چکے تھے۔

ابوبکرؓ۔ (متفکر ہیں) ہاں، ہمارے حلیف تھے مگر اب معاہدہ شکنی کر بیٹھے بدنصیب!

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں سر اٹھاتے ہوئے) سعدؓ.....!

سعدؓ۔ (حاضر ہو کر) ارشاد یا رسول اللہ!

محمدؐ۔ دیکھو، تم سعدؓ بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ اور خواتؓ کو ساتھ لے کر ابھی روانہ ہو جاؤ اور فوراً اس خبر کی تحقیق کرو کہ کہاں تک صحیح ہے۔ اگر واقعی یہ سچ ہے تو صرف مجھے ایسے مبہم اشارے سے بتانا کہ میں ہی سمجھ سکوں اور لوگوں میں منافرت نہ پھیلانا۔ اس کے برعکس اگر یہ محض افواہ ثابت ہو تو عام اعلان کر سکتے ہو۔

سعدؓ۔ (باادب) بہتر ہے یا رسول اللہ! (تینوں کو لے کر روانہ ہو جاتے ہیں)

اوس۔ (معتب کے پاس آکر سرگوشی میں) سنا معتب! اب تو بس خدا ہی حافظ ہے۔

معتب۔ (گھبرا کر) کیوں خیر تو ہے کیا ہوا؟

اوس۔ بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا۔

معتب۔ (حیران ہو کر) وہ تو مسلمانوں کے حلیف تھے۔ بہرحال اگر تمہارا بیان صحیح ہے تو وہ بہت جلد ہمیں آملیں گے۔

اوس۔ تو پھر اب ارادہ کیا ہے؟

معتب۔ کیا بتاؤں اوس! مجھے تو سب کی ہلاکت ہی نظر آ رہی ہے۔
اوس۔ اور وہ مدد جس کا محمدؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا؟
معتب۔ واللہ میں کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہ کیا معمّا ہے۔ ایک طرف تو محمدؐ نے ہمیں یہ سبز باغ دکھائے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں آ جائیں گے اور حال یہ ہے کہ ہمارا کوئی آدمی آزادی سے رفع حاجت بھی نہیں کر سکتا۔ واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً۔ (القرآن)
اوس۔ (نبی کریمؐ اور صحابہؓ پر نظر ڈال کر) دیکھنا اب پھر کوئی مشکل درپیش ہے۔
علیؓ۔ (آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! میں ابھی دیکھ کر آ رہا ہوں۔ دشمن ایک تنگ راستے سے گھوڑے لے کر خندق میں پھاند پڑا ہے —— (بیقرار ہو کر) یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے تو میں اس مقام پر جا کر ان سے مقابلہ کروں۔ میں تنہا نہیں چند رفقاء کو بھی ساتھ لے جاؤں گا یا رسولؐ اللہ!
محمدؐ۔ (سر جھکائے سوچ رہے ہیں۔)
ابوبکرؓ۔ یہ واقعہ ہے یا رسولؐ اللہ! کہ وہ لوگ ادھر بھی نازل ہو گئے اور میں نے واللہ ان کے قائد کی حیثیت سے شیرِ عرب عمرو بن عبدِ وُد کو دیکھا تھا۔
علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اجازت دیجئے۔ میں وہاں پہنچ کر، جہاں وہ خطرناک طریق سے گھوڑوں کو پھندا رہے ہیں، ان کے رُخ پھیر دوں۔
ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! دیکھئے، وہ سَر پر آ گئے۔
علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اجازت دیجئے۔
محمدؐ۔ نہیں علیؓ! وہ عمرو بن عبدود ہے۔
عمرؓ۔ اس کی زرہ کس قدر شاندار اور مضبوط ہے!
عمرو بن عبدِ وُد۔ (گھوڑے پر سوار فوجی لباس میں ملبوس آ کر کھڑا ہو جاتا ہے) ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟
علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میں جاؤں؟
محمدؐ۔ علیؓ! وہ عمرو بن عبدود ہے، تم بیٹھے رہو۔
عمرو بن عبدِ وُد۔ (آگے بڑھ کر) مسلمانو! تمہاری وہ جنت کہاں ہے جس کے بارے میں تمہارا عقیدہ ہے کہ اگر مارے گئے تو جنت کو سدھارو گے؟ کیوں نہ اسوقت تمہارے بہادر مجھ سے دو دو ہاتھ کر لیں؟

علیؓ۔ تم نے بدر کے بعد خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی قریشی تم سے دو باتیں کہے گا تو تم اس کی ایک بات مان لوگے۔

عمرو بن عبدِ وُد۔ ہاں، یاد ہے پھر؟

علیؓ۔ میں قریشی ہوں اور تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ بولو، کیا جواب ہے؟

عمرو بن عبدِ وُد (حقارت سے ہاتھ ہلا کر) مجھے تمہارے اسلام کی ضرورت نہیں۔

علیؓ۔ تو پھر آجاؤ میدان میں....

عمرو بن عبدِ وُد۔ (بلند آواز سے)

ولقد بححت من النداء بجمعکم هل من مبارز
ووقفت اذجبن المشجع موقف القرن المناجز

کیا کوئی میرا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یہ کہتے کہتے میری آواز بیٹھ گئی اور میں اس وقت ایسے مقام پر ہوں جہاں مقابلہ کرنے والوں کو اُبھارنے والا بھی ہمت ہار جاتا ہے۔

علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اب تو جانے دیجئے۔

محمدؐ۔ جاؤ، خدا تمہارا حامی و ناصر ہو!

علیؓ۔ (عزم و مسرت سے آنکھیں دمک رہی ہیں اور جلد جلد مختصر سا فوجی لباس زیبِ تن کرتے ہیں۔ چمڑے کی ڈھال بھی گلے میں پڑی ہے۔ تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوتے)

لا تعجلن فقد اتاک مجیب صوتک غیر عاجز
انی لارجوان اقیم علیک نائحة الجنائز

"عجلت نہ کر، اب وہ آپہنچا جو تیری ٹکر کا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج میں تیرے جنازے پر نوحہ کرنے والیوں کی ایک بھیڑ لگا دوں گا۔

عمرو بن عبدِ وُد۔ (غضب ناک ہو کر گرجدار آواز میں) کون ہے تو؟

علیؓ۔ علیؓ بن ابی طالب۔

عمرو بن عبدِ وُد (لہجہ بدل کر نرمی سے) میرے نادان بچے! اپنے بہادر چچاؤں میں سے کسی کو بھیج۔ تیرا باپ تو میرا جگری دوست تھا۔ میرا ہاتھ تجھ پر نہیں اُٹھے گا نہ میں تیرا خون بہانا پسند کروں گا۔

علیؓ۔ لیکن مجھے تو تمہارے خون میں ہاتھ رنگنا ناگوار نہیں گزرے گا۔ یہاں ذاتیات

کو دخل نہیں، خدا کے دین کا معاملہ ہے۔

ابن عبدوُد۔ (طیش میں آکر مقابلے میں گھوڑا لاتے ہوئے) تو پھر آجاؤ میدان میں۔

علیؓ۔ مقابلہ کیونکر کروں؟ تم تو گھوڑے پر سوار ہو، اُتر کر آجاؤ!

ابن عبدوُد۔ (گھوڑے سے اُتر کر علیؓ پر بھرپور وار کرتا ہے۔) تو پھر لے، دیکھ نادان!

علیؓ۔ (اس کا وار چمڑے کی ڈھال پر روک اپنی تلوار سے اس کے شانے پر پوری طاقت سے وار کرتے ہیں۔) لے، اللہ کے دشمن!

ابن عبدوُد۔ (اسی لمحہ ہلاک ہو کر گِر جاتا ہے۔)

صحابۂ کرامؓ۔ اللہ اکبر۔

ابوبکرؓ۔ (خوش ہو کر) یارسولؐ اللہ! لیجئے علیؓ نے تو واقعی ابنِ ود جیسے شیر کو مار گرایا۔

لاسیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علیؓ

عمرؓ۔ دیکھنا علیؓ خود بھی نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے آرہے ہیں اور ان کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلا جا رہا ہے۔

علیؓ۔ (مسکراتے ہوئے) یارسولؐ اللہ! ملاحظہ فرمایا آپؐ نے؛ میں نے اس شیرِ عرب کو ایک ہی وار میں مار گرایا۔ اس کے تمام شہ سوار خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور باقی افراد بدحواس ہو کر خندق کی نذر ہو گئے۔

محمدؐ۔ (مسکرا کر) تم نے اس کی زرہ کیوں نہ چھین لی۔ اس میں شک نہیں کہ عرب بھر میں اس سے اچھی زرہ کسی کے پاس نہ ہوگی۔

علیؓ۔ (محجوب ہو کر) یارسولؐ اللہ! مَیں تو اُتار لیتا لیکن جب میں نے اس پر وار کیا تو اس نے ایسی حیا سوز حرکت کی کہ مجھے شرم آگئی۔

ابوبکرؓ۔ (ایک جانب دیکھ کر) لو وہ سعدؓ بن معاذ واپس آرہے ہیں۔

سعدؓ بن معاذ۔ (قریب آکر رازدارانہ لہجے میں) عضل وقارہ.....

عمرؓ۔ (آہستہ سے) عضل وقارہ؟ آخر اس کا مطلب کیا ہے؟

ابوبکرؓ۔ (اسی لہجے میں) مطلب یہ ہے کہ بنو قریظہ نے بھی ہمارے ساتھ ایسی ہی غداری کی ہے جس کا مظاہرہ عضل وقارہ والوں نے مقام رجیع کے قریب کیا تھا۔

عمرؓ۔ یعنی شہید اسلام خبیبؓ مرحوم اور ان کے ساتھیوں والا حادثہ؟

ابوبکرؓ۔ ہاں۔

عمرؓ۔ اب کیا کیا جائے؟

ابوبکرؓ۔ تم سمجھے نہیں شاید۔ رسولؐ اللہ نے سعدؓ کو جاتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ اگر معاملہ گڑبڑ ہو تو مجھے مبہم الفاظ سے اشارہ کر کے بتا دینا۔ چنانچہ سعدؓ نے صرف عضل وقارہ سے مطلب واضح کر دیا۔

عمرؓ۔ ہاں یاد آیا، یہی بات ہوئی تھی۔

ابوبکرؓ۔ (نبی کریم کی جانب دیکھتے ہوئے) عمرؓ! خاموش رہو!

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں سر اُٹھاتے ہوئے) اللہ اکبر۔ مبارک ہو۔ اسلام کے مایہ ناز فرزندو! مبارک ہو۔ خوشخبری سنو۔

صحابہؓ کرام۔ (حضورؐ کے آس پاس نظر ڈالتے ہیں گویا خوش خبری کی وجہ دریافت کر رہے ہیں۔)

محمدؐ۔ (کچھ سوچ کر) سعدؓ! قریب آؤ مجھے تم سے مشورہ لینا ہے۔ میری رائے ہے کہ ہم بنی غطفان کو مدینہ کے ایک تہائی پھل دے کر آمادہ کر لیں کہ وہ اپنے آدمیوں اور ہمارے مخالفین کو لے کر لوٹ جائیں۔

سعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ ہماری بہتری پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود ہی یہ تدبیر فرما رہے ہیں یا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے جس کی تعمیل کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا؟

محمدؐ۔ نہیں سعدؓ! یہ حکمِ خداوندی نہیں بلکہ میں خود ہی تمہاری خیر خواہی کے پیشِ نظر یہ رائے دے رہا ہوں اور واللہ میں یہ اس لئے کروں گا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ دشمن نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور تمہارے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ میں یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ وہ سب متحد و متفق ہو کر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ بس اسی خیال سے میں نے چاہا کہ تمہاری راہ سے یہ کانٹا نکال پھینکوں۔

سعدؓ۔ یا رسولؐ اللہ! گزارش یہ ہے کہ آخر ہم اور وہ ایک ہی تو تھے۔ ہمارے دامن بھی انہیں کی طرح کفر و شرک سے آلودہ تھے۔ نہ ہم خدا کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے پہچانتے تھے۔

مدینہ کے درختوں سے وہ کھجوریں مہمانوں کی طرح آکر کھاتے تھے یا خرید کر۔ اور اب کہ خدا نے ہمیں ان پر فضیلت دی اور اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ہمیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی اور آپؐ جیسی مقدس

ہستی سے عزت و شرف بخشا ہے تو ہم انہیں اپنی ساری دولت دیدیں؟ واللہ! ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس ان کے لئے تلواریں ہیں۔ اور بس ورنہ خدا خود ہی ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! غطفان کا قاصد شرفِ باریابی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

محمدؐ۔ اسے یہاں بھیج دو۔

نعیم بن مسعود۔ (اندر آکر) السلام علیک یا رسولؐ اللہ! میں اسلام لا چکا ہوں لیکن ابھی تک میری قوم کو خبر نہیں اور نہ میں مصلحتاً انہیں آگاہ کرنا پسند کرتا ہوں اس لئے آپؐ جو بھی خدمت میرے سپرد فرمائیں۔ میں حاضر ہوں۔

محمدؐ۔ بہتر ہے۔ دیکھو۔ تم ہمارے پاس ان کے حالات کی صحیح خبر رکھنے والے ایک ہی شخص ہو اس لئے اگر ممکن ہو تو یہ کرو کہ بظاہر مصلحتاً ان سے ملے رہو اور ہم سے الگ ہو جاؤ تاکہ انہیں شبہ بھی نہ ہو سکے اور ہم ان کی اندرونی خفیہ سازشوں کا بآسانی علم حاصل کر لیں۔

نعیم۔ حضورؐ! میں یہ بھی کر چکا ہوں۔

محمدؐ۔ (مشتاقانہ لہجے میں) کیا کیا تم نے؟

نعیم۔ یا رسولؐ اللہ! دراصل میں ان کا ندیم رہ چکا ہوں۔ ایک روز ان کے پاس جا کر کہا۔" بنو قریظہ! تم جانتے ہو کہ میں تم لوگوں سے کس درجہ والہانہ محبت رکھتا ہوں؟" وہ کہنے لگے۔" واقعی تم ہمیں بہت چاہتے ہو۔ اور ہمیں تمہارے خلوص پر پورا اعتماد ہے۔" پھر میں نے اطمینان سے کہنا شروع کیا کہ لاریب قریش و غطفان کبھی تمہاری برابری نہیں کر سکتے۔ یہ شہر تمہارا اپنا وطن ہے۔ اس میں تمہارا مال و متاع محفوظ ہے، تمہاری مائیں بہنیں عزت سے رہتی ہیں اور تمہارے سایۂ عاطفت میں تمہارے جگر گوشے پروان چڑھتے ہیں۔ پھر بھلا تم اسے کسی دوسرے کی ملکیت میں کیونکر دے سکتے ہو اور کس طرح کہیں اور منتقل ہونا گوارا کر سکو گے؟

(بیان جاری ہے)، تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ قریش و غطفان نے محمدؐ کے مقابلے کے لئے تیاریاں مکمل کر لی ہیں اور چڑھائی کی غرض سے یہاں آ بھی گئے ہیں۔ اس کے برعکس تم محمدؐ کے حلیف ہو اس لئے مدینہ تمہارا ہے اور یہاں قریش کی عورتیں، بچے اور دولت سب غیر ملکی حیثیت رکھتے ہیں اگر انہیں ذرا بھی موقع مل گیا تو وہ تمہیں زیر کر لیں گے۔ بصورتِ دیگر خود ہی

شکست خوردہ ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ لیکن تم نے ان کا ساتھ دیا تو وہ تمہیں مقابلے کے لئے تنہا چھوڑ جائیں گے اور اس صورت میں تنہا تم محمدؐ سے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ہزیمت ہی ہوگی۔ تمہاری رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔ یہ سن کر بنو قریظہ نے پوچھا کہ پھر نعیم! تمہیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں نے کہا۔" مشکل دراصل یہ ہے کہ سارا مدینہ محمدؐ کا طرفدار ہے اور اس صورت میں قریش تمہیں دھوکا دے جائیں تو سمجھو، پھر تمہارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اس لئے یہ کرو کہ قریش کے چند اشخاص ضمانت کے طور پر اپنے پاس رکھ لو تاکہ ان سے تم آخر وقت تک پامردی سے لڑ سکو۔"

یہ سن کر وہ سب بولے" واقعی تم نے بڑا اچھا اور مخلصانہ مشورہ دیا ہے۔ ہم تمہارے شکر گزار ہیں۔ پھر میں ان کے پاس سے اٹھ کر قریش کے پاس گیا اور ان سے بھی اسی قسم کی بات کی۔ اس وقت وہاں ابوسفیان وغیرہ سب موجود تھے۔ میں نے کہا" فرزندانِ قریش! تم جانتے ہو کہ میں تمہیں کس قدر چاہتا اور عزیز رکھتا ہوں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ محمدؐ سے کس درجہ عاجز ہوں۔ مجھے ایک ایسی خطرناک سازش کا علم ہوا ہے کہ اس سے تمہیں آگاہ کرنا فرض سمجھتا ہوں۔" میں نے گفتگو کا آغاز یوں کیا کہ" یہود محمدؐ سے معاہدہ شکنی کے بعد اب پشیمان ہیں اور خفت مٹانے کے لئے محمدؐ کے پاس انہوں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم قریش اور غطفان کے چند معزز اشخاص بطور ضمانت لے کر تمہارے پاس بھیج دیں گے اور تم ان کی گردنیں مار دینا۔ پھر ہم تم سے دوبارہ پختہ معاہدہ کرکے قریش کا مقابلہ کریں گے۔ حتیٰ کہ ان کا استیصال ہو جائے گا۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر یہود تمہارے پاس یہ پیغام بھیجیں کہ اپنے معززو ذمہ دار آدمی بطور ضمانت دے دو تو تم ہرگز نہ بھیجنا۔" ان پر اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ پھر میں دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوا وہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گیا اور ان سے کہا" بنو غطفان! تم میرے رشتہ دار ہو اور جانتے ہو کہ تم پر میں کس قدر جان دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آج تک تم نے مجھے کسی بھی جرم میں ماخوذ نہ کیا ہوگا اور تمہاری محبت تو میرے رگ و پے میں خون کے ساتھ گردش کرتی رہتی ہے۔" بنو غطفان نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔

یں نے ان سے بھی وہی کہا جو کچھ دیر قبل قریش سے کہہ کر آیا تھا اور انہیں بھی قریش کی طرح ڈرا دیا پھر.....

(اچانک تیز و تند آندھی چلتی ہے)

سعدؓ۔ نعیم! بتاؤ، پھر کیا ہوا؟

نعیمؓ۔ یہ آندھی کیسی ہے؟ بہر حال ہوتا گیا، جہاں تک میرے علم میں ہے وہ یہ کہ ابوسفیان اور غطفان کے چوٹی کے بہادر سرداروں نے بنو قریظہ کے پاس اپنے قاصد عکرمہ بن ابی جہل کو چند رفقاء کے ساتھ یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ "ہم قابل اطمینان حالت میں نہیں۔ ہماری قیام گاہ نہایت مخدوش ہے۔ ہمارے اونٹ گھوڑے سب ہلاک ہوگئے۔ اب تمہیں لڑائی کے لئے آگے بڑھو اور پیش قدمی کرو تاکہ ہم سب مل کر محمدؐ کا مقابلہ کریں اور ہمیشہ کے لئے اس سے نجات حاصل کرلیں۔"

یہود نے جواب دیا کہ "آج ہفتہ کا دن ہے اور ہم اس دن کوئی کام نہیں کرتے۔ ہمارے اسلاف نے اس کی خلاف ورزی کی تو انہیں اس جرم کی پاداش میں بندر بنا دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی ہم محمدؐ سے اب اس وقت تک مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔ جب تک تم اپنے معزز اور ذمہ دار آدمی بطور یرغمال ہمیں دے نہ دو —— جنہیں ہم اپنے پاس رکھ کر اعتماد کے ساتھ محمدؐ سے جنگ کرسکیں ورنہ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور مقابلے میں تم ہمت ہار گئے، یا جنگ تم پر گراں گزری تو تم عین وقت پر ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن کی راہ لوگے اور ہمیں محمدؐ سے مقابلے کے لئے تنہا چھوڑ جاؤ گے حالانکہ ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ بغیر تمہاری مدد کے جنگ کرسکیں۔"

ابوسفیان اور حاضرین نے جب یہ جواب سُنا تو کہنے لگے۔ "نعیمؓ سچ کہتا تھا" اور بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ "لات کی قسم ہمارے سردار تو بڑی چیز ہیں ہم تو تمہیں اپنا ایک بچہ بھی بطور ضمانت نہیں دیں گے۔ اگر تم جنگ کا فیصلہ ہی کرچکے ہو تو جاؤ، لڑو۔"

بنو قریظہ یہ سُن کر مان گئے کہ "نعیم نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ واقعی ان کی یہی سازش تھی کہ محمدؐ کے مقابلے کے لئے تنہا چھوڑ جائیں اور خود اپنے وطن جاکر چین سے بسر کریں۔ اب ہم قریش اور بنو غطفان سے مل کر محمدؐ کا مقابلہ نہیں کریں گے۔"

سعدؓ۔ تو گویا تم نے اس طرح ان دو بڑی طاقتوں میں پھوٹ ڈال دی ؟

نعیمؓ۔ ہاں یہ میرا ہی سیاسی کارنامہ ہے۔

ابوبکرؓ۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان دونوں جماعتوں کو ایک دوسری کا مددگار نہیں ہونے دیا۔

عمرؓ۔ ملاحظہ فرمائیے یا رسولؐ اللہ! اس آندھی نے ان کی ہانڈیاں تک چولہوں سے اُتار پھینکیں اور ان کے برتن ہوا میں اُڑ رہے ہیں ... دیکھئے تو، ان کی عمارتیں بھی متزلزل و منہدم ہوتی جارہی ہیں۔

محمدؐ۔ یہ، اللہ کا لشکر ہے آندھی نہیں، خدا کے حکم سے فرشتے ان کے خیموں کی طنابیں اُکھاڑ پھینک رہے ہیں تاکہ وہ اس یورش سے مرعوب و خوفزدہ ہو کر لوٹ جائیں۔

صحابہ کرامؓ۔ بجا ارشاد ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ حذیفہؓ بن الیمان! تم جاکر معلوم کرو کہ ان پر کیا گزر رہی ہے اور ان کا آئندہ ارادہ کیا ہے؟

(تعمیلِ ارشاد میں جاتے ہیں اور وہاں ایک کوئی نوجوان سے ملاقات ہوتی ہے)

نوجوان۔ کیوں حذیفہؓ! تم نے تو رسولؐ اللہ کو دیکھا ہوگا بلکہ ان کی رفاقت بھی نصیب ہوئی ہوگی؟

حذیفہؓ۔ ہاں، کیوں نہیں؟

نوجوان۔ تو پھر تم ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو؟

حذیفہؓ۔ ہم ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

نوجوان۔ واللہ اگر میں انہیں دیکھ پاؤں اور انؐ کا قرب حاصل کرلوں تو انہیں زمین پر چلنے کی زحمت نہ دوں بلکہ اپنے شانوں پر لئے پھروں۔

حذیفہؓ۔ (خاموشی سے لشکرِ کفار کا جائزہ لیتے ہیں اور ان کے عزائم معلوم کر کے بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوتے ہیں۔)

محمدؐ۔ کیوں حذیفہؓ! کیا خبر لائے؟

حذیفہؓ۔ یا رسولؐ اللہ مبارک ہو۔ قریش روانہ ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان، جو ان کا قائد (کمانڈر) ہے۔ ریت کے ٹیلے پر اُونٹ لئے کھڑا ہوا اور اعلانِ روانگی کرتے ہوئے بولا۔

ابوسفیان۔ فرزندانِ قریش: تم نہایت خطرناک مقام پر قیام پذیر ہو۔ تمہیں معلوم ہے

کہ ہمارے جانور اور سواریاں سب تباہ و برباد ہو گئے۔ بنی قریظہ نے ہم سے عہد شکنی کی اور اِدھر یہ سرد آندھی بھی غضب ڈھا رہی ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ چولہوں پر پتیلیاں نہیں ٹکتیں اور نہ اس آندھی و طوفان میں آگ جل سکتی ہے۔ تمام خیمے اُکھڑ گئے، سر چھپانے کا ٹھکانا نہیں رہا۔ اس لئے اب کوچ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ میں بھی پا بہ رکاب ہوں۔

حذیفہؓ۔ اس کے بعد وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے چلنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تو سارا لشکر اس کے پیچھے ہو لیا۔

محمدؐ۔ (اطمینان کا سانس لیتے ہوئے) الحمد للہ، اس عظیم لشکر کو بغیر جنگ کئے ہزیمت ہو گئی اور وہ خود بخود واپس چلے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں ان سے نجات مل گئی۔ فصدق وعدہ واعز جندہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے لشکر کو عزت دی اور اپنے بندے (محمدؐ) کی مدد فرمائی اور تنہا ان متحدہ افواج کو شکست دیدی۔

صحابہ کرامؓ۔ یا رسولؐ اللہ! اب ہم بھی خندق سے نکل کر ہتھیار رکھ دیں۔

محمدؐ۔ ہاں اب اپنے گھروں کا رُخ کرنا چاہیئے۔

جبریلؑ۔ (ظہر کے وقت اچانک نمودار ہوتے ہیں۔ اس وقت وہ فوجی لباس زیب تن کئے اپنی خاص سواری پر ہیں) ——— کیا ہتھیار رکھ دیئے ——— اے محمدؐ؟

محمدؐ۔ (سر اٹھا کر نظر ڈالتے ہوئے) ہاں جبریلؑ! کیوں؟

جبریلؑ۔ لیکن ابھی فرشتوں نے تو ہتھیار نہیں رکھے، محمدؐ! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بنی قریظہ کے پاس جاؤ، خود میں بھی ..... ان کے مضبوط قلعے کو متزلزل کرنے جا رہا ہوں۔

(بلند آواز سے) لشکرِ اسلام میں اعلان کر دو کہ جو فرماں بردار و اطاعت گزار ہو گا وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں جا کر ادا کرے گا۔ (اعلان کر دیا جاتا ہے)

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۳۸ - ۱۴۴
تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۴۲ - ۲۴۵ زاد المعاد، جلد دوم

نواں منظر

(بنی قریظہ کے قلعوں کے سامنے رسولؐ اللہ اور مجاہدینِ اسلام قیام پذیر ہیں)

علیؓ۔ (قلعوں کے پاس جاکر واپس آتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ! کیا ضروری ہے کہ آپؐ ان بدباطنوں کے پاس جائیں؟ واللہ یہ بدبخت اس قابل نہیں کہ کوئی شریف آدمی ان سے ملے۔

محمدؐ۔ (قلعوں پر نظر ڈالتے ہوئے) کیوں؟ معلوم ہوتا ہے تم نے ان کی زبان سے میرے بارے میں نامناسب باتیں سُن لی ہیں۔

علیؓ۔ جی ہاں، وہ آپؐ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور آپؐ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ میں نے خود سنا ہے۔

محمدؐ۔ (عزم و تمکنت سے) علیؓ! موسیٰؑ کو مجھ سے زیادہ ستایا گیا تھا اور ان کی ایذا رسانی کے لئے نت نئی ـــــ تدبیریں کی جاتی تھیں، لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ پائیں تو ان کے موجودہ خیالات بدل جائیں گے۔

علیؓ۔ بجا ارشاد ہے یا رسولؐ اللہ! لیکن ..... آپؐ .....

محمدؐ۔ (آگے بڑھ کر بنی قریظہ کے قلعوں کے قریب تشریف لے جاتے ہیں) اے خداوندِ قدوس کی مغضوب و مقہور قوم کے فرزندو! کیا تمہیں آج بھی خدا نے رُسوائے دہر نہیں کر دکھایا؟ تیار ہو جاؤ کہ تمہارے لئے انتقامِ قدرت کی گھڑی آپہنچی ہے۔

کعب۔ (آہستہ سے) یہ .... ابوالقاسمؐ .... ہے؟

بنو قریظہ۔ ابوالقاسمؐ .... اس سے قبل تو ان کی زبان سے ایسی سخت باتیں نہیں سُنی گئیں۔

کعب۔ ابوالقاسمؐ! تم ناواقف نہیں کہ بدعہدی کی پاداش میں ہمارا کیا انجام نظر آرہا ہے۔

محمدؐ۔ تمہیں کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے

کعب۔ (آپس میں) ابوالقاسم مقابلہ کئے بغیر نہیں مانیں گے۔

بنو قریظہ۔ محاصرے کو پچیس راتیں گزر گئیں۔ آخر کب تک ہم قید و بند کی زندگی گزاریں ہمیں آپس کے اختلافات سے فرصت نہیں جو ہم محمدؐ کے خلاف چارہ جوئی کر سکیں۔

کعب۔ یہودیو! جو کچھ ہو رہا ہے تم دیکھ رہے ہو اور تم سے یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہیں کہ ہمارے لئے اب کوئی مفر نہیں رہا۔ اس لئے میں تمہارے سامنے تین تجویزیں رکھتا ہوں جو مناسب سمجھو اس پر عمل کرنا۔

بنو قریظہ۔ کیسی تجویزیں؟

کعب۔ اس کے سوا اب کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا کہ ہم محمدؐ کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی پیروی اختیار کرلیں۔ صرف اسی صورت سے ہم اپنی جانیں، مال و دولت اور بچوں کو تباہی و ہلاکت سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور یہ کہ....

بنو قریظہ۔ (قطع کلام کرتے ہوئے) نہیں ہم کبھی توریت کی خلاف ورزی نہیں کریں گے، نہ اس کے سوا کسی دوسری کتاب کو قابلِ عمل پیغامِ الٰہی ماننے پر تیار ہیں۔

کعب۔ اگر تمہیں یہ مصالحت منظور نہیں تو چلو پہلے خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے جگر گوشوں اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں پھر محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے جائیں۔ ظاہر ہے کہ جب ہم بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں ہلاک کر چکے ہوں گے تو پھر ہمیں کوئی فکر و پروا نہ رہے گی اور نہایت اطمینان سے تلواریں سونت کر مقابلہ کریں گے۔ موت آگئی تو بے فکری سے مر جائیں گے اور بچ گئے تو عورتیں اور بچے مل ہی جائیں گے۔

بنو قریظہ۔ (اندوہ گیں ہوتے ہوئے گلوگیر آواز میں) کیا ہم اپنے ہاتھوں معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کو ختم کر دیں .... سوچو تو سہی ان کے بعد پھر ہماری زندگی زندگی کب رہے گی اور ہم کس لئے بارِ زیست اٹھائیں گے؟

کعب۔ عجیب لوگ ہو تم! خیر، اگر یہ بھی نہیں مانتے تو آج ہفتہ کی رات ہے۔ ہو سکتا ہے وہ امن و سکون سے گزاریں اس لئے آج ہی اُتر چلو۔

بنی قریظہ۔ ہم اپنا ہفتہ (یوم السبت) کیوں خراب کریں؟ نہ ہم کوئی بدعت کر سکتے ہیں جو ہمارے اسلاف نے نہ کی ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ جس نے بھی اس کی خلاف ورزی کی ہے ان کی شکلوں کو مسخ کر کے بندر بنا دیا گیا اور ان پر ذلت قہرِ الٰہی بن کر نازل ہوئی۔

کعب۔ (جھنجلا کر) بد بخت! معلوم ہوتا ہے اپنی پیدائش کے وقت سے آج تک تم نے کوئی بھی رات ہوشیاری سے نہیں گزاری۔ بدنصیبو! تمہیں بتاؤ کہ کیا کریں آخر؟

حُیَی بن اخطب (اب تک خاموشی سے سُنتے ہوئے) کعب! میری ایک رائے ہے۔

کعب۔ تمہیں کوئی حل بتاؤ۔

بنو قریظہ۔ جی ہاں، تم ضرور کوئی قابلِ عمل مشورہ دو گے۔

حی بن اخطب ہم محمدؐ سے درخواست کریں کہ وہ ابولبابہ کو، جو ہمارا مخلص و حلیف ہے ہمارے پاس بھیج دے۔ ہم اسی کو حکم بنا لیں گے۔

بنو قریظہ۔ ہاں، ہاں، یہ ٹھیک رہے گا۔

کعب۔ ٹھہرو، میں بلاتا ہوں اسے (آگے بڑھ کر پکارتا ہے) ابوالقاسم!

"اے رفقاءِ محمدؐ! ہمارے معتمد علیہ اور حلیف ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اس سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی نیا قدم اٹھائیں گے۔

محمدؐ۔ (بلند آواز سے) لو یہ بھی سہی (رفقاء سے) ابولبابہ کہاں ہے؟ اِسے ان کے پاس بھیج دو۔

کعب۔ (آپس میں) کیا تم اس کی ہر رائے مان گے؟

بنو قریظہ۔ کیوں نہیں؟

کعب۔ لو، وہ آرہا ہے۔

بنو قریظہ۔ ابولبابہ — ابولبابہ!

ابولبابہ۔ (قریب آکر) کیا ہے؟

بنو قریظہ۔ (ان کے پاس جمع ہو کر بچوں اور عورتوں سمیت روتے ہوئے) ابولبابہ! ابو..... لبابہ!

ابولبابہ۔ (ہمدردانہ انداز اور رقت آمیز لہجے میں) کیا۔ تم لوگ رو رہے ہو؟

بنو قریظہ۔ ابولبابہ! ہم کیا کریں؟

عورتیں۔ ہمارے مخلص ابولبابہ! ہم پر ترس کھاؤ، رحم کرو، ہمارے حال پر۔

مرد۔ ابولبابہ! تمہارا کیا مشورہ ہے؟ کیا محمدؐ کے..... سامنے ہمیں ہتھیار ڈال دینے چاہئیں؟

ابولبابہ۔ (اپنی گردن پر اُنگلی پھیرتے ہوئے) لیکن..... یہ قربانی ہوگی۔

(مجمع کا ہر فرد خاموش و فکرمند ہے اور اُداسی طاری ہے)

بنو قریظہ۔ (یک لخت) چلو ہم — محمدؐ کے سامنے ہتھیار ڈالے دیتے ہیں۔

کعب۔ (چلا کر) اے ابوالقاسم! ہم تمہارے آگے ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ تم جو چاہو کرو۔

محمدؐ۔ (بلند آواز سے) تم لوگ اپنا کوئی حکم انتخاب کر لو۔

کعب۔ (بنو قریظہ سے) تم لوگ کس کا فیصلہ پسند کرو گے؟

بنو قریظہ۔ سعدؓ بن معاذ کا۔

کعب۔ (پلٹ کر آواز دیتے ہوئے) محمدؐ! ہم سعدؓ بن معاذ کو حکم بناتے ہیں۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) سعدؓ کو پہلے میرے پاس بھیج دو۔

عمرؓ۔ کیوں نہ ہم بنو قریظہ کو قلعوں سے نکال کر اس وقت تک قید رکھیں۔ جب تک ان کی قسمتوں کا کوئی فیصلہ نہ کر دیا جائے؟

محمدؐ۔ ہاں، علیؓ! تم ان کے پاس جاؤ۔

علیؓ۔ اے لشکرِ ایمان —! (پھر لشکر کے پاس جاتے ہیں)

ابوبکرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! یہ سعدؓ بن معاذ بنی اوس کے ایک گروہ کو لے کر آرہے ہیں۔

بنی اوس[1]۔ (سعدؓ سے) ابو عمروؓ! (سعد کی کنیت) اپنے ماتحتوں سے اچھی طرح پیش آنا۔ رسولؐ اللہ نے تمہیں حسنِ سلوک ہی کی اُمید پر حَکم بنایا ہے۔

سعدؓ۔ (قوت و جوش سے) سعد کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں ملامت کی پروا نہ کرے اور اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے پائے۔

محمدؐ۔ (انصار سے) اپنے سردار کے پاس جاؤ۔

سعدؓ۔ کیا ان کے بارے میں وہی فیصلہ مانا جائے گا جو میں صادر کروں؟

محمدؐ۔ ہاں۔

سعدؓ۔ بنی قریظہ کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جنگ آزما مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ ان کو مالِ غنیمت کے طور پر تقسیم کر دیا جائے اور ان کے مکانات انصار کے بجائے مہاجرین کی ملکیت قرار دیدیئے جائیں[2]۔

---

[1] سعدؓ بن معاذ خندق میں دشمن کے تیر سے زخمی ہو گئے تھے تو رسولؐ اللہ نے انہیں رفیدہ کے خیمے میں پہنچا دیا تھا۔ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔ یہ خیمہ قیام گاہِ نبویؐ سے قریب تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "رفیدہ کے خیمے میں سعدؓ کو پہنچا دو۔ قریب ہے میں آسانی سے عیادت کرتا رہوں گا۔" سعدؓ بھاری جسم کے تھے۔ بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ کو چند آدمی تکیوں کے سہارے بٹھا کر لے گئے تھے (تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۹) ھ

انصار۔ ہاں، وہ ہمارے بھائی ہیں، ہم ان کے ساتھ رہ بھی چکے ہیں۔

سعدؓ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد سے بے نیاز ہو جائیں۔

محمدؐ۔ سعدؓ! تم نے خدا کی مشیئت کے عین مطابق فیصلہ دیا ہے۔ ساتویں آسمان پر بنی قریظہ کی قسمت کا یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میری رائے یہ ہے کہ ہم مدینہ کے بازار میں خندق کھود لیں۔ پھر ان کے جنگ آور مردوں کو باری باری بُلوا کر ان کی گردنیں مار کر خندق میں ڈال دی جائیں۔

محمدؐ۔ ہاں۔

عمرؓ۔ یہ بھی مناسب رہے گا کہ ان کی عورتوں اور بچّوں کو مملوک بنا لیا جائے۔

محمدؐ۔ مناسب ہے۔

بظاہر یہ فیصلہ نہایت سفاکانہ نظر آتا ہے۔ بنا بریں بعض سطحی نظر رکھنے والے مورخین نے بھی بنی قریظہ کے قتل کو تاریخِ اسلام کا خونیں باب قرار دیا ہے لیکن یہ حکم قرآنِ کریم الاحزاب میں ان کے لئے مقرر تھا۔ تاریخ اقوامِ عالم میں کسی بھی عہد شکن اور غدار قوم کو اس سے کم سزا نہیں دی گئی۔ سعدؓ بن معاذ خود بنو قریظہ کے انتخاب کردہ منصف تھے اور یہ سزا وہی سزا تھی جو یہودی قوم اپنی شریعت کے مطابق دشمنوں کو دیا کرتی تھی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ رسولؐ اللہ نے ازراہِ رافت و رحمت بنو قریظہ کے بھی بعض افراد کی جان بخشی فرما دی تھی۔ زبیر یہودی معہ اہل و عیال اور رفاعہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

تورات باب ۳۱ از ۶ تا ۳۵ درس میں موجود ہے کہ بنی اسرائیل نے تیدیوں کے ساتھ اپنے عہدِ اقتدار میں اس سے بھی زیادہ سفاکانہ سلوک کیا تھا۔ (عطیہ)

دسواں منظر

(نبی کریمؐ — خندق کے پاس، عہد شکن غدار بنو قریظہ کو باری باری لایا جا رہا ہے اور ان کی گردنیں ماری جا رہی ہیں)

بنی قریظہ۔ (بیڑیوں اور رسیوں میں جکڑے ہوئے خندق کی جانب جاتے ہوئے) اور بھی کچھ سُنا؟ یہ لوگ ہماری عورتوں کو نجد کے بازاروں میں فروخت کردیں گے۔

کعب۔ میں نے تمہیں بڑی اچھی رائے دی تھی لیکن تم نہ مانے، اب بھگتو۔

بنو قریظہ۔ ابوالقاسمؐ نے ہماری گرفتار شدہ لونڈیوں میں ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لئے پسند کرلیا ہے۔

حُیّی بن اخطب۔ کیا وہ مسلمان ہوگئی ہے؟

بنو قریظہ۔ آہ! یہ کون جانے؟

کعب۔ (ایک لمبا سا ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے) ہماری قسمت کا لکھا پورا ہو رہا ہے۔

بنو قریظہ۔ (کعب سے) کعب! تمہارا کیا خیال ہے۔ اب وہ ہم سے کیا سلوک کرینگے؟

کعب۔ (بے قابو ہوکر) ہر وقت تمہاری عقلوں پر پتھر پڑ جاتے ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ وہاں سے برابر بُلایا جا رہا ہے اور یہاں سے جانے والا کوئی لَوٹ کر نہیں آتا۔ واللہ یہ سراسر خونریزی ہے خونریزی!!

بنو قریظہ۔ خونریزی؟ قتل؟ ہلاکت؟

کعب۔ تم اندھے ہو؟ تمہیں سامنے خندقوں میں خُون بہتا نظر نہیں آتا؟ یہ کن بدنصیبوں کا ہو سکتا ہے۔

حُیَی بن اخطب۔ (محمدؐ سے) ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا پڑتا ہے۔ واللہ تم سے دشمنی، بغض و عناد میں ہمیشہ میں نے مسرت محسوس کی ہے اور کبھی اپنے ضمیر کو ملامت نہیں کروں گا۔

جلّاد۔ آگے بڑھ حیی بن اخطب!

حُیَی بن اخطب۔ (لوگوں سے) اللہ کا ہر حکم بسر و چشم منظور ہے۔ یہ سب نوشتۂ تقدیر

تھا ـــــ خدا نے بنی اسرائیل کی قسمت کا یہی فیصلہ کیا تھا۔

(بیٹھ جاتا ہے اور اس کی گردن ماردی جاتی ہے)

عمرؓ۔ یہ تمام دشمنانِ حق کل کتنے تھے تعداد میں؟

ابن اسحاق۔ پانچ چھ سو کے قریب۔

ثابت بن قیس۔ بھائیو! ابھی چند یہودی قید ہیں اور انہیں میں زبیر بھی شامل ہے۔ وہ بوڑھا آدمی ہے اور اس نے یومِ بعاث میں مجھ پر احسان کیا تھا۔ میں اس سے مل کر رسولؐ اللہ سے اس کی جاں بخشی کا وعدہ لیتا ہوں۔

ابن اسحاق۔ ہاں اگر ہوسکے تو اس کے احسان کا بدلہ چکا دو۔

زبیر یہودی۔ (ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا سوچ رہا ہے اور زیرِ لب بڑبڑاتا جا رہا ہے) بنی اسرائیل تمہارے لئے اسی طرح ذلت وخواری کی موت مقدر ہو چکی تھی۔ آہ تم اپنی پرانی خصلت عہد شکنی اور غداری کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بنی اسرائیل! تمہارا انجام رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لئے عبرت ناک ہو گیا ہے۔

ثابت۔ (جاکر) زبیرؔ ـــ زبیر ـــ!

زبیر۔ کون۔

ثابت۔ (اندر آکر) ابوعبدالرحمٰن! مجھے پہچانتے ہو؟

زبیر۔ کیا مجھ ایسا شخص تم جیسے آدمی کو بھول بھی سکتا ہے؟

ثابت۔ میں تمہیں تمہارے احسان کا بدلہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان احسان فراموش نہیں ہوتا۔

زبیر۔ شریف النفس آدمی شریف انسان سے یہی معاملہ کرتا ہے۔

ثابت۔ میں جاکر رسولؐ اللہ سے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔

(جاتے ہیں)

محمدؐ۔ (صحابہ کرامؓ کے درمیان جلوہ افروز ہیں)

ثابت۔ (حاضر ہوکر) یارسولؐ اللہ! زبیر یہودی نے ایک بار مجھ پر احسان کیا تھا۔ میں اسے بدلہ دینا چاہتا ہوں۔

محمدؐ۔ میں نے تمہیں اختیار دیا۔

ثابت۔ (جاتے ہیں اور زبیر سے مل کر) زبیر! رسولؐ اللہ نے تمہاری جاں بخشی کے لئے مجھے اختیار دیا ہے۔

زبیر۔ (سر جھکائے ہوئے) بیوی بچوں کے بغیر آدمی کی زندگی کس کام کی ہوتی ہے؛ آہ! میں ان کے بغیر زندہ رہ کر کیا کروں گا ثابتؓ!

ثابت۔ فرض کر دیں تمہارے اہل و عیال کو بھی بچالوں ... پھر؟

زبیر۔ (حیرت سے) کیا یہ ہو سکتا ہے؟

ثابت۔ ہاں میں رسول اللہؐ سے یہ حکم بھی لے چکا ہوں۔

زبیر۔ (بے قرار ہو کر) ثابت! بتاؤ، تاجدارِ حسن، رشکِ قمر کعب بن اسد کا کیا حشر ہوا؟

ثابت۔ قتل۔

زبیر۔ اور فخرِ قوم یہود حیی بن اخطب؟

ثابت۔ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

زبیر۔ (زار و قطار روتے ہوئے) ہمارے محسن و حامی عزال بن شموئل کے بارے میں بتا سکتے ہو؟

ثابت۔ ہاں۔ وہ بھی ہلاک کر دیا گیا۔

زبیر۔ (تڑپ کر) ثابت! میں تمہیں اپنے احسان کا واسطہ دیتا ہوں، مجھ پر رحم کرو۔ میں جاں بخشی نہیں چاہتا۔ تم مجھے میری قوم سے مل جانے دو۔ ثابت! میرے لئے سزائے موت ہی تمہارا کرم اور میرے احسان کا بدلا ہو گا۔ میں ان سب کے بعد زندہ رہ کر کیا کروں گا۔؟ مجھ سے ان کی جدائی برداشت نہیں ہوتی، جہاں تک جلد ممکن ہو مجھے ہلاک کر دو۔

ثابت۔ (حیرانی میں) تعجب ہے تم ... مگر خیر اب میں کیا کروں۔ تم خود ہی موت کے خواستگار ہو۔

وفت ذمتی انی کریم و اننی
صبور اذا ما القوم حادوا عن الصبر

"میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گیا۔ میں صاحب عز و شرف ہوں میں زندگی کی ان سخت ترین گھڑیوں میں بھی ثابت قدم رہتا ہوں۔ جب کہ قوم جادۂ صبر سے ہٹ جاتی ہے۔

(آدھی رات کا وقت ہے رسول اللہؐ آرام فرما رہے ہیں۔)

جبریلؑ۔ (اچانک نمودار ہوتے ہیں) یہ مُردہ کون ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرشِ الٰہی کانپ اُٹھا؟

محمدؐ۔ (گھبرا کر کپڑے سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں) ۔۔۔ سعدؓ! سعدؓ بن معاذ ....!
کہاں ہے ؟

ابن اسحاق۔ یارسولؐ اللہ ـــ سعدؓ بن معاذ ....

محمدؐ۔ کیا ہوا سعدؓ کو ؟ کیسی طبیعت ہے اس کی ؟

ابن اسحاق۔ (آبدیدہ ہیں) بنی قریظہ کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے بعد سعدؓ نے دعا کی تھی کہ :۔
اللّٰھم انک قد علمت انہٗ لم یکن قوم احب الی ان اقاتل و اجاھد من قوم کذبوا رسولک اللھم ان کنت ابقیت من حرب قریش علی رسولک شیئاً فابقنی لھا وان کنت قد قطعت الحرب وبینھم فاقبضنی ـــ ان کی یہ دعا بارگاہِ رب الارباب میں مقبول ہوئی اور اس وقت زخم کا منہ کھل گیا اور وہ .... وفات پا گئے۔

محمدؐ۔ (سعدؓ بن معاذ کی لاش پر) ابھی جبریلؑ میرے پاس آئے تھے ۔ انہوں نے کہا۔ "یہ کون مرگیا ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرشِ الٰہی کانپ اٹھا" اللہ اکبر

صحابہ کرام رفتہ رفتہ سب آکر جمع ہو جاتے ہیں اور تجہیز و تکفین کا سامان کیا جاتا ہے

(قبرستان سے واپس آکر)

ایک مسلمان۔ یارسولؐ اللہ! ہم نے کئی جنازوں کو کاندھا دیا ہے لیکن سعدؓ کے جنازے کی طرح کوئی جنازہ ہلکا نہیں معلوم ہوا۔

محمدؐ۔ (ایک طویل سانس بھر کر) سعدؓ کو کاندھا دینے والے تمہیں لوگ نہ تھے۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ فرشتے جب سعدؓ کی روح لے کر آسمان پر گئے تو تمام دروازے کھول دیئے گئے اور عرشِ اعظم لرز اٹھا۔

انصاری شاعر۔ (برجستہ) یارسولؐ اللہ! عرض ہے۔

وما اھتز عرش اللہ من موت ھالک
سمعنا بہٖ الا لسعد ابی عمرو

"سعدؓ سے قبل کبھی کسی مرنے والے کے لئے عرشِ الٰہی کا لرزش میں آجانا نہیں سنا گیا تھا"

نوحہ کرنے والیاں :۔

ویل ام سعد سعدا   صرامۃ وحدا

وسوددا ومجدا وفارسا معدا"

(سعدؓ کی ماں سعدؓ کو رولے، اپنی رائے پر سختی سے قائم رہنے والے صاحب الرائے شخص کا ماتم کرلے۔

محمدؐ۔ عموماً نوحہ کرنے والیاں غلط بیانی اور مبالغہ آمیزی سے کام لیا کرتی ہیں لیکن سعدؓ پر نوحہ کرنے والیاں بالکل سچ کہہ رہی ہیں۔

سیرت ابنِ ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۴۴، ۱۵۴

ص۴۴۴ سے ص۴۷۹ تک

اضافہ جدید، از عطیہ

چوتھا باب

پہلا منظر

(عائشہ رضؓ صدیقہ کا حجرہ — عائشہؓ اور ان کی خاص لونڈی بریرہ میں باتیں ہو رہی ہیں)

بریرہ۔ سرکار! آپ کیسے بیٹھی ہیں؟

عائشہ رضؓ۔ (سر جھکائے ہوئے) کوئی بات نہیں، یوں ہی ذرا......

بریرہ۔ آپ رنجیدہ معلوم ہوتی ہیں حالانکہ آج رسولؐ اللہ غزوۂ بنی مصطلق سے ظفریاب واپس آئے ہیں، خوشی کا دن ہے۔

عائشہ رضؓ۔ بنی المصطلق؟

بریرہ۔ جی ہاں۔

عائشہ رضؓ۔ خاصی لونڈیاں ہاتھ آئی ہوں گی؟

بریرہ۔ جی ہاں، ان میں ایک سردار قوم کی بیٹی کسی انصاری کے حصے میں آئی ہے سنا ہے بڑی حسین ہے۔

عائشہؓ۔ کسی انصاری کے حصے میں آئی ہے؟ اللہ کا شکر ہے۔

محمدؐ۔ (اندر تشریف لاتے ہیں) عائشہ رضؓ! کیوں، کیا ہو رہا ہے؟

عائشہ رضؓ۔ (بریرہ کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے) جی، یا رسولؐ اللہ! کچھ نہیں مجھے مسرت ہوئی کہ بنی المصطلق میں آپؐ کو فتح حاصل ہوگئی۔

محمدؐ۔ ہاں، اللہ کا شکر ہے۔

بریرہ۔ (اندر آکر) یا رسولؐ اللہ! بنی المصطلق کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی حاضر ہونا چاہتی ہے۔

محمدؐ۔ کیا نام ہے اس کا؟

بریرہ۔ جویریہ بنت حارث۔

محمدؐ۔ یہاں بھیج دو!

عائشہ رضؓ۔ (متفکر ہیں)

جویریہ۔ اندر آتی ہے۔
بریرہ۔ (عائشہ سے سرگوشی میں) سرکار! دیکھئے کیسی پیکرِ حسن و جمال ہے یہ عورت۔
عائشہ رضؓ۔ (ایک نظر ڈال کر) اس کا حسن ملاحت و حلاوت کا بے مثال و پُرکشش امتزاج ہے۔ مجھے یقین ہے کہ رسولؐ اللہ کے پاک دل پر بھی اس کے سحر طراز حسن کا اثر پڑے گا۔
محمدؐ۔ (سر اٹھا کر) جویریہ (کیا معاملہ ہے؟ کیوں کر آگئیں؟
جویریہ۔ یا رسولؐ اللہ! میں حارث بن ابی ضرارہ سردار قوم کی بیٹی ہوں۔ میری داستانِ غم بڑی المناک ہے۔ آپؐ جانتے ہیں۔ میں ثابت بن قیس انصاری کے حصّے میں آئی ہوں اور میں نے اِن سے مکاتبت کر لی ہے۔ اس سلسلے میں آپؐ سے مدد کی خواستگار ہوں۔
محمدؐ۔ (تمکنت سے) کیا تم ثابت بن قیس سے اچھا آدمی چاہتی ہو؟
جویریہ۔ لیکن ایسا کون ہو سکتا ہے؟
محمدؐ۔ اگر میں تمہاری مکاتبت کا معاوضہ دے کر تم سے نکاح کر لوں تو؟
جویریہ۔ (سر جھکا کر) بہتر ہے یا رسولؐ اللہ! (جاتی ہیں)
عائشہ رضؓ۔ کیا آپؐ جویریہ سے نکاح فرما رہے ہیں؟
محمدؐ۔ ہاں، کیا تمہیں پسند نہیں؟
عائشہ۔ بھلا آپؐ کی پسند مجھے کیوں ناگوار گزرنے لگی۔ پھر وہ تو ہے بھی بے حد حسین عورت، لیکن اب آپؐ عورتیں اور خوشبو بہت پسند فرمانے لگے ہیں۔
محمدؐ۔ ٹھیک ہے عائشہ رضؓ! مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (عبادتِ الٰہی) میں ہے۔
بریرہ۔ (اندر آتی ہے) سرکار!
عائشہ رضؓ۔ کیا ہے بریرہ؟
بریرہ۔ (خاموش ہے)
محمدؐ۔ (تشریف لے جاتے ہیں)
عائشہ رضؓ۔ کیوں تمہیں کیا کہنا تھا؟
بریرہ۔ سرکار! یہ معلوم کرنے آئی تھی کہ رسولؐ اللہ نے اس حسینہ کا کیا فیصلہ کیا؟
عائشہ رضؓ۔ اب وہ اُمّ المومنین بن جائیں گی۔
بریرہ۔ (حیرت سے) ام المومنین؟
عائشہ رضؓ ـــــــــ ہاں، حرمِ رسولؐ اللہ۔ خدا جانتا ہے کہ میں اسے اپنے دروازے

دوسرا منظر

(مسجد نبوی کے سامنے لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں، ان میں عبداللہ بن اُبی، حسانؓ بن ثابت اور ابو مسطح قابلِ ذکر ہیں)

حسانؓ۔ مسطح! سچ سچ بتاؤ، آخر یہ خبر کہاں تک صحیح ہے؟

مسطح۔ واللہ میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں، سارے لشکر میں اسی کا چرچا ہو رہا ہے۔

حسانؓ۔ (حیرت سے) عائشہؓ..... صفوان! یقین نہیں آتا۔

مسطح۔ واللہ! میں نے اپنی آنکھوں سے عائشہؓ کو صفوان کے اونٹ پر سوار دیکھا تھا اور یہاں ہمارا لشکر بنی المصطلق سے واپس آکر آرام کر رہا تھا۔

عبداللہ بن ابی۔ اور اس میں شک نہیں کہ صفوان مردوں میں سب سے زیادہ حسین ہے

حسانؓ۔ اور عائشہؓ..... کمسن بچی..... نادان.....!

انصاری۔ (بے قابو ہو کر) خدا را اس بات کو چھوڑو، اب قصہ ختم کرو۔ اللہ سے ڈرو، یہ کیا حماقت ہے؟

(سب الگ الگ ہو کر اپنا اپنا رستہ لیتے ہیں)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۶۴-۲۶۵

پر دیکھ کر ہی خوف زدہ ہوگئی تھی۔ لیکن یہ بڑی خوش نصیب ہے کہ اس رشتے کے بعد رسول اللہ بنی المصطلق کے سو اسیروں کو غیر مشروط طور پر آزاد کر رہے کر رہے ہیں۔

بریرہ۔ خدا سب کے لئے مبارک ثابت کرے![1]

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۷۰ - ۱۷۱ زاد المعاد، جلد دوم
تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۶۳ - ۲۶۴ مع حذف و اضافہ (عطیہ)

---

[1] چونکہ حضرت عائشہؓ حضور کی محبوب ترین بیوی تھیں اس لئے جویریہؓ سے شادی پر ان کی تشویش اور یک گونہ ملال فطری اقتضا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ شروع میں اس حکمت و مصلحت کو نہ سمجھ سکیں جو اس شادی میں پنہاں تھی اور جس کا اعتراف بعد میں انہیں خود کرنا پڑا۔

(عطیہ)

تیسرا منظر

(عائشہ صدیقہؓ اپنے گھر میں بسترِ علالت پر دراز ہیں۔ پاس ہی ان کی والدہ ام رومان سر جھکائے بیٹھی ہیں۔)

عائشہؓ۔ اماں جان! آپ کو یاد ہوگا اس سے قبل جب بھی میں بیمار ہوتی تھی، رسولؐ اللہ کس قدر متفکر ہو جایا کرتے تھے اور میرے ساتھ ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے تھے۔

زینب۔ ہاں۔ بیٹی۔!

عائشہؓ۔ آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ اب ان کے طرزِ عمل میں فرق آگیا ہے۔

زینب۔ (سر جھکائے فکرمند بیٹھی ہیں، کوئی جواب نہیں دیتیں)

عائشہؓ (ماں کا چہرہ دیکھ کر) اماں! آپ کا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ کیا بات ہوگئی ہے۔

زینب۔ (منہ پھیر کر) نہیں کوئی خاص بات نہیں۔

عائشہؓ نہیں، آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں؟

ام مسطح۔ (تیزی سے اندر آتے ہوئے) رسولؐ اللہ......!

زینب۔ (زیرِ لب کچھ کہتی ہوئی باہر چلی جاتی ہیں، راستے میں رسولؐ اللہ مل جاتے ہیں)

محمدؐ۔ (بدلے ہوئے لہجے میں) کیا حال ہے ان کا؟

زینب۔ (سر جھکائے ہوئے) اچھی ہی ہے یا رسولؐ اللہ!

(رسولؐ اللہ عائشہؓ کی طرف دیکھے بغیر کھڑے کھڑے خیریت پوچھ کر تشریف لے جاتے ہیں۔ ام رومان تعظیماً آپؐ کو دروازے تک رخصت کرنے جاتی ہیں۔)

عائشہؓ۔ (جب تک رسولؐ اللہ نظر آتے ہیں، دیکھتی رہتی ہیں) ان کی بے اعتنائی دیکھی تم نے؟

ام مسطح۔ صبر کرو۔ بنت ابوبکر! صبر کرو۔

عائشہ۔ وہ تشریف تو ضرور لائے لیکن مجھ سے بات کئے بغیر چلے گئے۔ بلکہ میری طرف دیکھا بھی نہیں۔ مجھے ان کا رنگ بدلا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اس سے قبل تو کبھی میں نے ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار نہیں دیکھے تھے۔

ام مسطح۔ (زیر لب) بدبخت مسطح!

عائشہؓ۔ کیا کہا تم نے؟

ام مسطح۔ مسطح کو خدا ہی سمجھے۔

عائشہؓ۔ توبہ، توبہ، تم مسطح کے لئے ایسے الفاظ کیوں استعمال کر رہی ہو۔ وہ مہاجرین میں کا ایک فرد ہے اور اسے معرکۂ بدر میں شرکت کا فخر بھی حاصل ہے۔ واللہ بہت بُری بات ہے یہ!

ام مسطح۔ تم نہیں جانتیں، باہر کے لوگوں میں کیا افواہ پھیل رہی ہے اور کیا چہ می گوئیاں ہو رہی ہیں؟

عائشہؓ۔ (بے چینی سے) نہیں تو..... کیوں، کیا بات ہے؟

ام مسطح۔ تم اور صفوان......

عائشہؓ۔ (عالمِ اضطراب میں) آخر کیا — کچھ بتاؤ بھی تو —؟

ام مسطح۔ جس رات غزوۂ بنی مصطلق سے اسلامی لشکر واپس آیا ہے۔ اسی رات اس نے تم دونوں کو تنہا دیکھا تھا۔ تم صفوان کے اُونٹ پر سوار تھیں۔ بس، بدخواہوں کو یہ بات ہاتھ آگئی۔ میرا خیال ہے کہ نبی کریمؐ کو بھی اس کی بھنک مل گئی ہے۔

عائشہؓ۔ (جوش میں آکر بستر پر کھڑی ہو کر چیختی ہیں) کیا مطلب ہے اس کا.... میں اور صفوان ... .. صفوان اور میں.....؟

ام مسطح۔ مجھے تو واللہ یہ سراسر الزام تراشی اور بہتان طرازی معلوم ہوتی ہے۔

عائشہؓ۔ میں اور صفوان..... صفوان اور میں..... (پھوٹ پھوٹ کر روتی ہیں۔

ام مسطح۔ تم خاموش رہو بیٹی! خاطر جمع رکھو.... ہلکان نہ کرو دل کو۔

زینب۔ (تیزی سے اندر آکر) عائشہؓ! یہ کیا ہوا۔ کیوں رو رہی ہو؟

عائشہؓ۔ خدا تمہیں نیکی دے ماں! لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے۔ گلی کوچوں میں چہ میگوئیاں کی جارہی ہیں اور تم نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا؟

زینب۔ (تسلّی آمیز لہجے میں) میری بچّی! دل سنبھالو، یہ کوئی نئی بات نہیں۔ واللہ جو بھی حسین عورت اپنے شوہر کو محبوب ہوتی ہے۔ اس پر لوگ اسی قسم کے بے بنیاد الزامات لگاکر شوہر کی نظروں سے گرانا چاہتے ہیں اور سوتیں اس پر رشک کرتی ہیں۔

عائشہؓ۔ (روتے ہوئے) میں اور صفوان.....

زینب۔ (ہمدردی اور شفقت سے) بس بیٹی ختم کرو یہ رونا.....

عائشہؓ۔ (اچانک سر اُٹھا کر ام مسطح سے مخاطب ہیں) تم یہی تو بتا رہی تھیں کہ مسطح نے ہم دونوں کو دیکھا تھا؟

ام مسطح۔ گھبراؤ نہیں، میں جانتی ہوں، سراسر الزام ہے۔ تم پروا نہ کرو۔

عائشہؓ۔ (روتے ہوئے) یہ تو سچ ہے کہ میں صفوان کے اونٹ پر سوار تھی۔

ام مسطح۔ (تعجب سے چلا کر) ہائے! کیا یہ سچ ہے؟

زینب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

عائشہؓ (آنسو پونچھتے ہوئے)..... اچھا، ٹھہرو، میں ابھی تمہیں سارا واقعہ سنائے دیتی ہوں۔

زینب۔ بتاؤ، کیا قصہ ہے؟

عائشہؓ یہ تو تم لوگوں کو معلوم ہے کہ اس غزوے میں بھی رسولؐ اللہ نے حسبِ معمول اپنی بیویوں کو ساتھ لے جانے سے قبل قرعہ اندازی کی تھی۔ حسنِ اتفاق سے ان کے ساتھ جانے کے لئے قرعہ میرے نام نکلا اور وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ واپسی پر قافلے نے مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالا اور تھوڑی رات گزاری۔ اس کے بعد آپؐ نے روانگی کا حکم دیدیا تو قافلہ والے روانہ ہونے لگے۔

میں رفع حاجت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ میرے گلے میں ظفار کے دانوں کا بنا ہوا ہار تھا۔ میں فراغت کے بعد چلنے لگی تو لاعلمی میں میرا ہار کہیں گر گیا تھا۔ قیام گاہ پر واپس آکر مجھے خیال آیا اور میں نے اپنی گردن میں ہار تلاش کیا تو نہ ملا۔ میں پھر اسی جگہ ریت میں تلاش کرتی ہوئی گئی تو وہ مل گیا، لیکن جب میں دوبارہ قیام گاہ پر واپس آئی تو ہمارا قافلہ روانہ ہو چکا تھا اور جو آدمی میری ہودج رکھا کرتے تھے وہ اس خیال سے کہ میں حسبِ عادت اس میں بیٹھی ہوں، ہودج رکھ کر چل دیئے اور انہیں میری غیر موجودگی کا احساس بھی نہ ہوا۔

ادھر میدان خالی تھا۔ سب جا چکے تھے۔ کوئی بھی متنفس دُور تک نظر نہ آتا تھا۔ میں بہت پریشان ہوئی لیکن مناسب یہی سمجھا کہ چادر اوڑھ کر اپنی جگہ لیٹ جاؤں۔ مجھے یقین تھا کہ مدینہ پہنچ کر یا راستے میں اگر میری گمشدگی کا علم ہوگا تو قافلہ میری تلاش میں اس مقام پر واپس آئے گا۔

میں اوڑھے لپٹے لیٹی ہوئی تھی کہ اتفاق سے صفوان بن المعطل السلمی ادھر آنکلا۔ وہ بھی کسی کام سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے دُور ہی سے مجھے اوڑھے ہوئے لیٹے دیکھ لیا تھا۔ قریب آکر پہچان گیا۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے مجھے جانتا

تھا۔ ذرا فاصلے پر کھڑا ہو کر بولا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون ..... رسول اللہ کی رفیقہ حیات !"

میں یہ سن کر خاموش رہی ــــ اس نے پھر کہا۔ "خدا رحم فرمائے، آپ پیچھے کیوں کر رہ گئیں ؟"

میں نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا۔

اس نے اونٹ میرے پاس کھڑا کیا اور خود پیچھے ہٹ کر بولا "آپ اس پر سوار ہو جائیں۔"

میں مجبور تو تھی ہی ــــ سوار ہو گئی اور وہ خاموشی سے اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتا رہا۔ اس کی کوشش یہی تھی کہ جلد از جلد قافلے والوں سے جا ملے لیکن ہم قافلے کی گرد تک نہ پا سکے اور نہ مجھے تلاش ہی کیا گیا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اسی اثناء میں قافلہ منزل پر پہنچ کر آرام کر رہا تھا کہ صفوان میرے اونٹ کی نکیل تھامے پہنچا۔

"سارا لشکر یہی دیکھ کر لرز اٹھا ہو گا۔ مسطح نے اس کے الفاظ دہرا دیئے۔"

"واللہ ! اس کے سوا کچھ نہیں ہوا اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ لوگ کس بات کا چرچا کر رہے ہیں۔ البتہ ام مسطح ! تم سے سن رہی ہوں۔

ام مسطح۔ خیر تو تم ہراساں کیوں ہوتی ہو ؟

عائشہ رض۔ اب مجھے رسول اللہ کی بے رخی کا سبب ہوا۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ اب ان کا کیا خیال ہے۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۶۴-۱۶۶

چوتھا منظر

(مسجد نبویؐ کے سامنے رسولؐ اللہ مجمع عام میں تقریر فرما رہے ہیں)

محمدؐ۔ لوگو! ان اللہ کے بندوں کو آخر کیا ہو گیا ہے جو میری رفیقۂ حیات پر الزام لگا کر مجھے ایذا پہنچاتے ہیں؟ واللہ میں ان دونوں (عائشہؓ و صفوان) کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتا ہوں — یہ لوگ جس شخص پر تہمت جوڑ رہے ہیں۔ وہ بھی میری نظر میں انتہائی پاک باز اور شریف النفس ہے اور ہر جگہ سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔

اسیدؓ بن حضیر۔ (مجمع سے اٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! یہ بہتان طرازی اگر بنی اوس کی جانب سے ہے تو ہم انہیں سمجھ لیں گے اور اگر اس میں ہمارے خزرجی بھائیوں کا ہاتھ ہے تو واللہ ان کی گردنیں اڑا دینی چاہئیں۔

سعدؓ بن عبادہ۔ اسیدؓ! واللہ! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ہرگز ان کی گردنیں نہیں اڑا سکتے۔ خدا جانتا ہے کہ اگر یہ فعل تمہاری قوم کے افراد سے سرزد ہوا ہوتا تو تم کبھی ان کے حق میں یہ فیصلہ نہ کرتے لیکن تم جانتے ہو کہ یہ خزرجیوں کی حرکت ہے اس لئے بڑھ چڑھ کر بول رہے ہو۔

اسیدؓ۔ نہیں تم غلط کہتے ہو۔ تم خود منافق ہو اور منافقوں کی طرف داری کر رہے ہو۔ خواہ مخواہ جھگڑا کھڑا کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔

(قریب تھا کہ فریقین کی تلخ کلامی خطرناک صورت اختیار کر لیتی کہ رسولؐ اللہ نے معاملے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے بیچ بچاؤ کی کوشش کر لی۔

محمدؐ۔ جاؤ، جاؤ، قصہ ختم کرو۔ اس سے کیا فائدہ؟

علیؓ۔ بھائیو! رسولؐ اللہ کے حکم کی تعمیل کرو۔ معاملہ رفع دفع کر دو۔ جاؤ، اپنا اپنا کام کرو۔

محمدؐ۔ علیؓ تم یہیں ٹھہرنا۔

علیؓ۔ میں؟ یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (اسامہؓ سے مخاطب ہیں) ہاں، اسامہؓ! تم بھی مت جانا۔

اسامہؓ۔ فداک ابی وامی یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ تم دونوں مجھے مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیئے؟

اسامہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ہم آپؐ کی رفیقہ حیات کے بارے میں نیک خیال رکھتے ہیں اور ہمارے خیال میں یہ الزام بجز الزام نہیں۔

محمدؐ۔ علیؓ! تمہارا کیا خیال ہے؟

علیؓ۔ یارسولؐ اللہ! عورتوں کی کمی نہیں، اگر واقعے میں ذرا بھی اصلیت ہو تو آپؐ جس سے چاہیں نکاح فرما سکتے ہیں، لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ ان کی خاص لونڈی بریرہ سے بھی دریافت کرلیں۔

محمدؐ۔ اچھا جاؤ، کنیز کو میرے پاس بھیج دو۔

علیؓ۔ (چند قدم کے فاصلے پر کاشانۂ نبویؐ کے قریب جاکر) بریرہ، بریرہ!

بریرہ۔ (باہر آکر) حاضر ہوں۔

علیؓ ——— میرے ساتھ چل کر رسولؐ اللہ کو سچ سچ بتادے۔

بریرہ۔ ——— ہائے! کیا بتاؤں، کس معاملے میں؟

علیؓ۔ تو اپنی مالکہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی؟

بریرہ۔ واللہ میری نظر میں وہ رسولؐ اللہ کی عفّت مآب حرم محترم ہیں۔ میں ان پر کوئی عیب یا الزام نہیں لگا سکتی۔ وہ تو اس درجہ بھولی اور سیدھی ہیں کہ اگر میں آٹا گوندھ کر رکھ دوں اور ان پر بھروسا کروں کہ وہ حفاظت کریں گی تو وہ نگرانی کے بجائے سو جائیں گی اور بکری آٹا کھا جائے گی۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۶۴ - ۲۶۸

پانچواں منظر

(عائشہ رضؓ کے پاس ایک انصاری خاتون بیٹھی ہے ۔ وہ اس سے باتیں کر رہی ہیں اور دونوں رو رہی ہیں ۔ ان کے والدین بھی موجود ہیں کہ رسول اللہؐ اندر تشریف لاتے ہیں)

محمدؐ ۔ (عائشہ رضؓ کے پاس تشریف فرما ہوتے ہوئے) عائشہ رضؓ اگر تم سے یہ لغزش ہو ہی گئی ہے تو توبہ کر لو اور خدا سے مغفرت کی دعا مانگو ۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ۔

عائشہ رضؓ ۔ (آنسو پی کر والدین کی جانب جواب طلب نگاہوں سے دیکھتی ہیں کہ شاید یہ دونوں جواب دیں ۔) کیا آپ دونوں کوئی جواب نہیں دے سکتے ؟

ابوبکر رضؓ ۔ (سر جھکائے ہوئے دبی زبان سے) ہم بھلا کیا جواب دیں ؟

عائشہ رضؓ (پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے) واللہ میں بے گناہ ہوں ۔ کیوں اور کس خطا کی توبہ کروں ؟ بخدا میں خوب جانتی ہوں کہ اگر میں نے معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے اقرار کر لیا تو پھر لوگ کیا کہیں گے ۔ خدا شاہد ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ میں —— اس بہتان سے پاک ہوں ۔ پھر جو بات سرے سے ہوئی ہی نہیں تو اعتراف کس چیز کا کروں اور کیوں کر کہوں کہ میں نے یہ کیا تھا ؟ انکار کروں تو بھی تم لوگ نہ مانو گے اور نہ میری بات کا یقین کرو گے ، اس لئے میں بھی یوسفؑ کے باپ کی طرح صبر کرتی ہوں ....

فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

(بے اختیار روتے رہنے سے ہچکیاں بندھ گئی ہیں)

(رسول اللہؐ کچھ سوچتے ہوئے نہایت گہری اور معنی خیز نظر سے عائشہ رضؓ کو دیکھتے ہیں ۔ اچانک غنودگی طاری ہو جاتی ہے ۔)

ابوبکر رضؓ ۔ جلدی سے آپؐ کی طرف تکیہ سرہانے رکھ دیتے ہیں) وحی .... وحی .... الٰہی !

عائشہ رضؓ ۔ (دل میں) وحی ! میری وجہ سے ؟ واللہ ! کہاں میں اور کہاں وحی الٰہی ! گویا اب میرا ذکر قرآن کریم میں ہوگا اور لوگ نمازیں تلاوت کریں گے !

ابوبکر رضؓ ۔ خداوندا ! خیر کرنا .....

عائشہؓ۔ (آہستہ سے) ابا جان! آپ اور اماں جان اس قدر خوف زدہ اور حواس باختہ کیوں ہیں؟ واللہ مجھے فکر و تشویش نہیں، کوئی خوف نہیں، میں جانتی ہوں کہ میں بے قصور ہوں اور خدا ہرگز ظالم نہیں جو مجھ پر ظلم کرے۔

ابوبکرؓ۔ (خاموشی سے حضورؐ کو دیکھتے ہوئے) اللہ! رحم فرمانا۔

عائشہؓ۔ ابا جان! آپ کو یہ خطرہ ہے کہ خدا دشمنوں کی اس افواہ کی تصدیق فرمائیگا؟ خاموش رہو عائشہؓ!

زینب۔ (رسولؐ اللہ کو حرکت فرماتے دیکھ کر) خاموش رہو.....

محمدؐ۔ (اُٹھ کر بیٹھتے اور جبینِ مبارک سے پسینہ پونچھتے ہوئے) عائشہؓ! مبارک ہو۔ خدا نے تمہاری بے گناہی ثابت کردی۔ تم واقعی پاک دامن و عصمت مآب ہو۔

عائشہؓ۔ (خوش ہوکر) اللہ تیرا شکر ہے۔

زینب۔ (خوشی سے سانس پھول جاتا ہے) اللہ.... اللہ! تیرا شکر ہے۔

ابوبکرؓ۔ خداوندِ قدوس! تیرا احسان ہے۔ (آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں)

محمدؐ۔ (تلاوت فرماتے ہیں)

ان الذین جاؤ بالافک عصبة منکم لاتحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امری منه ما اکتسب من الاثم الآیہ (القرآن)

سیرۃ ابن ہشام، صفحہ ۱۷۱-۱۷۴

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۶۷-۲۶۸

چھٹا منظر

مدینہ ——— مسجد نبوی کے قریب ـ مسلمان کوچ کی تیاریاں کر رہے ہیں - ایک انصاری اور مہاجر میں گفتگو ہو رہی ہے ۔"

انصاری ـ بھائی ! یہ معاملہ کیا ہے ؟

مہاجر ـ تمہیں نہیں معلوم ؟ رسولؐ اللہ خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ تشریف لے جا رہے ہیں ـ

انصاری ـ سوال تو یہ ہے کہ قریش آپؐ کو مکہ میں داخلے کی اجازت بھی دیں گے ؟

مہاجر ـ کیوں نہیں ؟ آپؐ کا مقصد عمرہ اور زیارتِ بیت اللہ ہے نہ کہ جنگ و جدال !

انصاری ـ (تعجب سے) مگر یہ تو بتاؤ کہ آخر یکایک عزم سفر کیونکر ہو گیا ؟

مہاجر ـ دراصل رسولؐ اللہ نے حال ہی میں خواب دیکھا ہے کہ "آپؐ مسلمانوں کے ساتھ مکہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ کا طواف فرما رہے ہیں" یہ خواب سن کر غریب الدیار مسلمان بے چین ہو گئے اور حضورؐ کو اسی سال سفر کے لئے آمادہ کر لیا ـ

انصاری ـ اشتیاق تو مجھے بھی ہے اور اس ماہ میں سفر اس لئے مناسب ہے کہ عرب کے قدیم رسم و رواج کے مطابق ذیقعد میں جنگ ناجائز ہے بلکہ آج کل ان کا دشمن بھی بے روک ٹوک مکہ آ سکتا ہے ـ

مہاجر ـ چلو، دیکھیں، روانگی کس وقت ہو گی، ہم بھی تیار ہو جائیں گے ـ

انصاری ـ ہاں چلو، ہم اس شرف سے محروم نہیں رہ سکتے ـ

(دونوں جاتے ہیں)

" محمدؐ رسولؐ اللہ چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے انیس میل دور مقام حدیبیہ کے قریب مقام عسفان پر ـ"

گو ہمارا مقصد صرف زیارتِ بیت اللہ الحرام اور اس کا طواف ہے مگر ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں قریش اس داخلے کو چڑھائی نہ سمجھ لیں حالانکہ ہمارے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اور ہم عمرہ کا احرام بھی باندھے ہوئے ہیں ـ ممکن ہے انہیں ہماری روانگی کا علم ہو گیا ہو ـ

(مکہ کی طرف سے ایک سوار تیزی سے آتا ہوا نظر آ رہا ہے لیکن گرد و غبار کی اوٹ میں اسے شناخت کرنا مشکل ہے۔)

علیؓ۔ یہ کوئی شہسوار ہے۔

انصاری۔ مکہ سے آ رہا ہے، کوئی تازہ خبر لایا ہوگا۔

بشر بن سفیان الکعبی۔ (قریب آکر) یا رسولؐ اللہ!..... اے مقدس ہستی!

محمدؐ۔ میرے پاس آجاؤ۔ کہو.... کیا بات ہے؟

بشر۔ السلام علیک یا رسولؐ اللہ! قریشِ مکہ کو آپؐ کے عزم و روانگی کی خبر ہو گئی ہے۔ اور وہ اپنے شیر خوار بچوں تک کو ساتھ لے کر نکلے ہیں۔ ان لوگوں نے تیندوے کی کھالیں پہن رکھی ہیں[1]۔ اب وہ لوگ وادیٔ ذی طویٰ میں اُتر چکے ہوں گے۔ انہوں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ آپؐ کو کسی بھی قیمت پر مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ شہسواروں میں خالد بن ولید ہے۔ جو اپنے رسالے کے ساتھ کراع الغمیم پر ہوگا۔

محمدؐ۔ یا ویح قریش! نادان قریش! تمہارا بُرا ہو۔ انہیں تو آتشِ حرب کھا گئی۔ آخر ان کا کیا بگڑ جائے گا۔ اگر وہ مجھے اور دُنیائے عرب کو چھوڑ دیں۔ نتیجۃً اگر دشمن مجھ پر غالب آتے ہیں تو یہ ان کی عین خوشی اور آرزو کی تکمیل ہوگی۔ اس کے برعکس اگر مجھے کامیابی حاصل ہو جائے تو یہ خود بھی کثیر تعداد میں حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں۔ اگر وہ اس پر بھی آمادہ نہ ہوں تو جنگ کے لئے تیار ہو جائیں ——— خدائے لم یزل ولایزال کی قسم میں فرض منصبی انجام دینے کے لئے برابر جہاد کرتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ خدا اپنے دین کا بول بالا کر دے یا میں راہِ حق میں لڑتے لڑتے تنہا رہ جاؤں۔

بشر۔ اللہ آپؐ کا عزم قائم رکھے۔

محمدؐ۔ (عزم و ثبات سے) خدا کی طاقت اور برکت پر بھروسا کرتے ہوئے قسم کھاتا ہوں کہ میں بیت اللہ کی زیارت ضرور کروں گا۔

---

[1] قد لبسو جلود النمور کا لفظی ترجمہ یہی ہوگا۔ ورنہ یہ ایک محاورہ ہے جو عرب بہادری کے مواقع پر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ عمرو بن معدیکرب کا ایک شعر ہے ؎

قوم اذا لبسوا الحدید   تنمروا حلقاً و قدّا

مفہوم یہ ہے کہ وہ جنگ کے میدان میں تیندوؤں کی سی بہادری اور خونخواری کا مظاہرہ کریں گے اور یہ مثال اجو دتا ویلات لکھی جاتی ہے۔ اگر وہ زرہ پہن لیں تو گویا تیندوے کی کھالیں پہن کر آ گئے ہیں (تیندوے بن کر) (عطیہ)

بشر۔ اگر انہیں یہ علم ہو جائے کہ آپؐ کا مقصد جنگ نہیں، محض عمرہ کرنا ہے تو شاید وہ نرم پڑ جائیں۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) ساتھیو! تم میں سے کون ہمیں کسی ایسے راستے سے منزلِ مقصود تک لے جا سکتا ہے جہاں قریش سے مڈبھیڑ کا اندیشہ نہ ہو۔

ایک مسلمان۔ میں یا رسول اللہؐ!

(رسول اللہؐ چودہ سو مشتاقانِ زیارتِ بیت اللہ کو لے کر روانہ ہوتے ہیں)

(تاریخ طبری، جلد دوم صفحہ ۲۷۰-۲۷۳)
(اضافۂ جدید از۔ عطیہ)

ساتواں منظر

(رسولؐ اللہ کی قیادت میں مسلمانوں کا قافلہ مکہ معظمہ کی جانب رواں دواں ہے۔ اب یہ مقدس ہستیاں مکّہ کے نشیبی حصّہ حدیبیہ کے قریب ہیں)

محمدؐ۔ اب تم لوگ مل کر بلند آواز سے لبیک کہو اور قربانی کے جانور آگے بڑھاؤ۔ ممکن ہے تمہاری یہ آوازیں سُن کر ان کے دل نرم پڑ جائیں اور وہ کوئی مزاحمت نہ کریں۔

مسلمان۔ (بآوازِ بلند) لبیک۔ اللھم لبیک و سعدیک.... (ان کی ولولہ انگیز مؤثر آوازوں سے ساری فضا مرتعش ہے۔)

مشرکین۔ رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کے لشکر کا چکّر کاٹ رہے ہیں۔

مسلمان۔ (نظر پڑتی ہے) یارسولؐ اللہ! یہ دیکھئے کتّی مشرک ہیں جو ہمارے لشکر کا چکر لگا رہے ہیں اور تیر اندازی سے بھی باز نہیں آتے۔

محمدؐ۔ پکڑ لاؤ انہیں۔

(پکڑ کر لاتے ہیں، یہ لیجئے۔ چالیس پچاس کے قریب ہیں۔

محمدؐ۔ تم لوگ یہاں کیوں آتے ہو؟

مشرکین۔ ہمیں قریش نے بھیجا تھا کہ آپؐ کے لشکر کا چکّر لگا کر جائزہ لے سکیں۔

محمدؐ۔ خیر، جاؤ، میں نے تمہیں معاف کیا لیکن یاد رکھنا مجھے علم ہے کہ تم لوگوں نے صرف چکّر ہی نہیں لگایا بلکہ ہمارے لشکر پر تیر اندازی اور سنگ باری بھی کی ہے۔

صحابہؓ۔ یارسولؐ اللہ! آپؐ.... نے؟

محمدؐ۔ ہاں، یہی مناسب تھا، ذرا عمرؓ کو میرے پاس بھیجو۔

عمرؓ۔ حاضر ہوں، یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ تم مکّہ جا کر سردارانِ قریش کو بتا دو کہ ہم صرف عمرہ کرنے کی غرض سے نکلے ہیں

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! تعمیلِ ارشاد میں مجھے کوئی عذر تو نہیں لیکن میں.....

محمدؐ۔ لیکن کیا؟

عمرؓ۔ قریش کی طرف سے مجھے اپنی جان کے لئے بڑا خطرہ ہے۔ مکہ میں بنی عدی بن کعب میں (عمرؓ کے قبیلہ) کا کوئی فرد نہ ہوگا۔ جو میری حمایت کر سکے۔ میں اور آپؐ بخوبی واقف ہیں کہ قریش مجھ سے کس درجہ معاندانہ برتاؤ کرتے ہیں اور میری جان کے دشمن ہوگئے ہیں۔ انہیں میری سخت گیری سے شکایت ہے۔ بہرحال میں آپؐ کو ایک ایسے شخص کا نام بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ موزوں ہوگا۔

محمدؐ۔ کون ہے وہ؟

عمرؓ۔ عثمانؓ بن عفان۔

محمدؐ۔ اچھا تو عثمانؓ کو بلاؤ۔

عثمانؓ۔ (حاضر ہوکر) ارشاد یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ تم سرداران قریش کے پاس جاکر میرا یہ پیغام پہنچادو کہ "رسول اللہ اور مسلمان جنگ کے لئے نہیں، محض زیارت بیت الحرام کی نیت سے آئے ہیں۔

عثمانؓ۔ بہتر ہے یارسولؐ اللہ! (اسی وقت روانہ ہو جاتے ہیں، راستے میں ابان بن سعید ملتا ہے)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۰۸ (اضافہ جدید از: عطیہ)

آٹھواں منظر

(مکہ کے راستے میں ——— ابان بن سعید اور عثمان بن عفان)

ابان۔ کیوں عثمانؓ! یہاں کہاں؟

عثمانؓ۔ سردارانِ قریش کے پاس رسولؐ اللہ نے مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے۔

ابان۔ آؤ میری سواری پر بیٹھ جاؤ، میں تمہیں اپنی پناہ میں ابوسفیان وغیرہ سے ملا دوں گا۔

(ابوسفیان اور دیگر سردارانِ قریش کے پاس)

عثمانؓ۔ مجھے رسولؐ اللہ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ہمارا مقصد محض بیت اللہ الحرام کی زیارت ہے جنگ نہیں۔

ابوسفیان۔ اگر تم بھی یہی چاہتے ہو تو کر لو طواف، کون منع کرتا ہے؟

عثمانؓ۔ رسولؐ اللہ کے بغیر میں ہرگز طواف نہیں کرسکتا۔

قریش۔ اسے پکڑ کر قید کر لو۔

(عثمانؓ کو پکڑ کر قید کر دیا جاتا ہے)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۷۹

اضافۂ جدید از عطیہ

نواں منظر

(مقام حدیبیہ ——— رسولؐ اکرم صحابہ کرامؓ کے ساتھ)

محمدؐ۔ عثمانؓ واپس نہیں آئے۔

صحابہؓ۔ خدا جانے ان پر کیا گزری؟

مخبر۔ مسلمانو! عثمانؓ کو مشرکین نے قتل کر دیا۔

محمدؐ۔ شہید کر دیا —؟ عثمان.... کو؟

صحابہؓ۔ یا رسولؐ اللہ۔ یہ کیا ہوا؟ اب ہم کیا کریں؟

محمدؐ۔ ہم بھی ان سے مقابلہ کئے بغیر نہیں ٹلیں گے۔ تم میں سے کوئی اُٹھ کر بیعت کا اعلان کر دے۔

مسلمان۔ لوگو! آؤ بیعت کر لو۔ رسول اللہ کا حکم ہے آؤ بیعت کر لو۔

صحابہ کرامؓ۔ (جلد جلد آکر دستِ مبارک پر درخت کے سائے میں جان و مال پر بیعت کرتے ہیں۔)

جبریلؑ امین۔ (وحی الٰہی) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ (الفتح)

سہیل بن عمرو۔ (مشرکینِ مکہ کا نمائندہ حاضر ہوتا ہے) محمدؐ! مجھے قریش نے تم سے مصالحت کرنے کے لئے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم اس سال واپس چلے جاؤ، ورنہ عرب بھر میں ہماری کمزوری اور مغلوبیت کا چرچا ہوگا کہ تم زبردستی مکہ میں داخل ہو گئے اور ہم تمہیں روک نہ سکے۔

محمدؐ۔ (بڑی گہری سیاسی پالیسی کے تحت صلح پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے) اچھا علیؓ! تم میری جانب سے صلحنامہ لکھ دو۔

علیؓ۔ کیا — لکھوں؟

محمدؐ۔ سب سے پہلے لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سہیل۔ لات کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ ہاں، باسمک اللّٰھم لکھو۔

محمدؐ۔ یہی سہی۔

علیؓ۔ (لکھتے ہیں) باسمک اللّٰھم۔

محمدؐ۔ عمرؓ! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا۔ اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔

عمرؓ۔ (شرمندہ ہو کر) یا رسولؐ اللہ! تو کیا صلح حدیبیہ ہمارے لئے فتح کی خوشخبری تھی؟

محمدؐ۔ ہاں۔

(رسولؐ اللہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۸۰

(اضافہ جدید از عطیہ)

۱؎ حضرت عمرؓ بن الخطاب کا بیان ہے کہ رسولؐ اللہ کی مصلحت اندیشی اور اس کے دُور رس مفید نتائج کے پیشِ نظر میں نے برابر نمازیں (نفل) پڑھیں، روزے رکھے، صدقہ دیا اور غلام آزاد کئے کہ صلح کے دوران میں آخری شرط پر مجھے میری تلخ کلامی کی سزا نہ اُٹھانی پڑے۔

(عطیہ)

دسواں منظر

مدینہ ـــــ مسجدِ نبوی میں ــــ رسولؐ اللہ صحابہؓ کرام کے ساتھ

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! اب ہم قریش کی شرانگیزیوں سے محفوظ ہو گئے۔

ابوبکرؓ۔ ہاں، یہ کھلم کھلا فتح ہے۔

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! اب تو خدا کے دین کی حقانیت اس طرح ثابت ہو گئی کہ کافر بھی مان گئے۔

محمدؐ۔ ہاں، اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

۱۔ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

۲۔ هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

۳۔ قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ۔

۴۔ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ابوبکرؓ۔ تو پھر یارسولؐ اللہ! دینِ حق کی تبلیغ عرب ہی تک کیوں محدود رہے؟

محمدؐ۔ تم نے سچ کہا ابوبکرؓ! میرا خیال ہے کہ شاہانِ عجم کو بھی ان کی رعایا سمیت اسلام کی دعوت دوں۔ تم لوگ مجھ سے پورا پورا تعاون کرو۔

صحابہ کرامؓ۔ بسر و چشم یارسولؐ اللہ! ہم سب حاضر ہیں اور ہر کارِ لائقہ کی انجام دہی کے لئے ہر وقت تیار۔

محمدؐ۔ آج تاریخ کیا ہے؟

علیؓ۔ یکم محرم الحرام ۷ھ

محمدؐ۔ ہمارے ساتھیوں میں جو شخص جس ملک کی زبان جانتا ہو وہ حاضر کیا جائے تاکہ افہام و تفہیم اور تبلیغ حق و ترجمانی میں مشکل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ میرے نام کی ایک چاندی کی مہر بنائی جائے جس پر صرف "محمدؐ رسول اللہ" کندہ ہو۔

(مہر اور سفراء حاضر کئے جاتے ہیں)

محمدؐ۔ عمرو بن امیۃ الضمری! تم حبش کی موجود زبان سے واقف ہو۔ یہ میری جانب سے اسلام کا دعوت نامہ شاہِ حبش کے پاس لے جاؤ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد رسول اللہ الی
النجاشی الاصحم ملک الحبشہ
سلم انت فانی احمد الیک اللہ
الملک القدوس المومن المھیمن و
اشھد ان عیسی ابن مریم
روح اللہ وکلمتہ القاھا الی
مریم البتول الطیبۃ الحصیۃ و
حملت بہ عیسی فخلقہ اللہ
من روحہ ونفخہ کما خلق
آدم بیدہ ونفخہ وانی ادعوک
الی اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ
والموالاۃ علی طاعتہ وان تتبعنی
وتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ
وقد بعثت الیک ابن عمی جعفر
بن ابی طالب ونفرا معہٗ من
المسلمین فاذا جاءک فاقرھم
ودع التجبر فانی ادعوک وجنودک
الی اللہ تعالیٰ فقد بلغت ونصحت
فاقبلوا نصیحتی والسلام
علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔

(نشانِ مہر رسولؐ اللہ)

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے ۔ یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے نجاشی اصحم شاہِ حبش کے نام ہے ۔ تم پر سلامتی ہو ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ستائش کے بعد ۔ میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ اللہ کی مخلوق اور اس کا حکم ہیں ۔ جو اس نے مریم عذرا کے پاس بھیجا اور کے حکم سے مریمؑ کے بطن سے عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی ۔ خدا نے عیسیٰؑ کو اپنی روح اور نفخ (کن فیکون سے اسی طرح پیدا کیا ۔ جس طرح آدمؑ کو (بغیر والدین) نفخ سے پیدا کیا تھا ۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ خدائے واحد پر ایمان لے آؤ جس کا کوئی شریک نہیں اور ہمیشہ اس کی فرماں برداری کرتے رہو ۔ میری اتباع کرو اور میری تعلیمات کا سچے دل سے اقرار کرو ۔ میں اللہ کا رسول ہوں ۔ میں اپنے چچیرے بھائی جعفرؓ کو ایک جماعت کے ساتھ تمہارے پاس بھیج چکا ہوں ۔ تم انہیں اچھی طرح ٹھہرا لینا ۔ نجاشی تم تکبر چھوڑ دو ۔ میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں ۔ میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ۔ تمہیں میری نصیحت مان لینی چاہیئے ۔ اس پر سلامتی ہو جو صراطِ مستقیم پر چلتا ہے ۔

عمرو بن امیہ ۔ (تعمیل ارشاد کرتے ہوئے نامۂ مبارک لے جاتے ہیں)

محمدؐ ۔ دوسرے قاصد کو میرے پاس بھیجو ۔

عمرؓ ۔ یا رسولؐ اللہ ! کسریٰ ایران خسرو پرویز ہے ۔ تقریباً نصف مشرقی دنیا کا واحد تاجدار و حکمران ہے اور اس کا مذہب دینِ زردشت ہے ۔

محمدؐ ۔ ہاں ، جانتا ہوں ۔ عبداللہ بن حذافہ کو اس کے پاس بھیجنا چاہیئے ۔

عبداللہ بن حذافہ ۔ یا رسولؐ اللہ ! حاضر ہوں ۔

محمدؐ۔ ابن حذافہ! تم کسریٰ ایران کے دربار میں جاکر اللہ کا یہ پیغام دے دینا۔

ابن حذافہ۔ ارشاد۔

محمدؐ۔ (لکھواتے ہیں)، لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس۔ سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ وآمن باللہ ورسولہٗ وشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین فاسلم تسلم فان ابیت فان اثم المجوس علیک۔

(نشانِ مہر رسولؐ اللہ)

..... محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے کسریٰ شاہ ایران کے نام۔ سلام اس پر جو سیدھے راستے پر چلتا ہے اور اللہ و رسولؐ پر ایمان لاتا ہے اور یہ شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی لائقِ پرستش نہیں۔ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کے پیغام کی دعوت دیتا ہوں۔ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ مجھے جملہ نسلِ انسانی کی طرف بھیجا گیا ہے۔ تاکہ ہر زندہ شخص کو عذابِ الٰہی کا خوف دلاؤں اور جو منکر ہیں ان پر خدا کی حجت تمام ہو۔ تم اسلام قبول کرو تو سلامت رہوگے ورنہ ساری قومِ مجوس کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔

ابن حذافہ۔ (نامہ مبارک لے کر روانہ ہو جاتے ہیں)

علیؓ۔ یا رسولؐ اللہ! یہ دحیہ بن خلیفہ کلبی حاضر ہے۔ قیصرِ روم کے پاس بھیج دیجئے۔

محمدؐ۔ لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الیٰ ھرقل عظیم الروم۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد اسلم تسلم واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین وان تتول فان اثم الاکارین علیک یعنی تحمالہ۔

(نشانِ مہر رسالتؐ مآب)

(دعوت نامۂ اسلام لے کر جاتے ہیں)

شاہ اسکندریہ و مصر کے نام بھی اسی مضمون کا ایک دعوت نامۂ اسلام لکھ کر حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعے سے بھیج دیا جائے۔ آخر میں اتنا ضرور بڑھا دینا کہ اگر تم اسلام نہ لائے اور انکار کیا تو تمام اہلِ مصر (قبطیوں) کے مسلمان نہ ہونے

کا عذاب تمہاری گردن پر ہوگا۔

حاطب۔ میں جریج بن عتی (مقوقس) کو نامۂ مبارک دے کر خود بھی سمجھاؤں گا۔

محمدؐ۔ اچھا، جاؤ۔ فی امان اللہ۔

صحابۂ کرام۔ یارسولؐ اللہ! آج تمام نامی گرامی بادشاہوں کے نام اسلام کا پیغام بھیج دیا گیا۔

محمدؐ۔ نہیں، ابھی چند باقی ہیں۔ خیر، پھر سہی، خدا ان کی بھی زبان سے واقف آدمیوں کا بندوبست کر دے گا۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۸۸۔ ۲۹۷

(ترمیم و اضافۂ جدید از عطیہ)

گیارھواں منظر

(رسولؐ اللہ صحابہؓ کرام کے ساتھ)

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! ہمارا خیال تھا کہ بنو قریظہ کے قتل کے بعد یہود کی سرکشی اور بغاوت کا استیصال ہوگیا ہے لیکن ابھی خبر آئی ہے کہ یہ لوگ پھر سر اٹھا رہے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ کیا ہوا عمرؓ؟

عمرؓ۔ خیبر کے یہودی جنگِ احزاب میں ناکامی کا اِنتقام لینے اور اپنی عظمت و سطوت بحال کرنے کے لئے ملک بھر میں ایک ہولناک جنگ کی تیاری کرکے مدینہ پر عنقریب حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔

محمدؐ۔ (سر جھکائے غور سے سماعت فرماتے ہوئے) کیا صرف خیبر کے یہود ہی ہیں؟

عمرؓ۔ جی نہیں یا رسولؐ اللہ! انہوں نے بنو غطفان کے چار ہزار جنگجو سواروں کو بھی ساتھ ملالیا ہے۔ اور وہ اس شرط پر ان کے ساتھ شامل ہوکر جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں کہ اگر مدینہ فتح ہوگیا تو خیبر کی پیداوار کے نصف حصّے پر ہمیشہ کے لئے بنو غطفان کا حق ہوگا۔

صحابہؓ کرام۔ یارسولؐ اللہ! ہم بھی جنگِ احزاب کی سختیاں فراموش نہیں کرسکتے۔ وہ بھی دراصل ان خبیثوں کی ناپاک سازش کا نتیجہ تھی۔ لیکن ہم بھی کسی سے کم نہیں اور اب خود ہی آگے بڑھ کر انہیں ایسا مزہ چکھانا چاہتے ہیں کہ وہ زندگی بھر سر نہ اُٹھا سکیں۔

عمرؓ۔ لاریب کہ خیبر[1] کی حدود میں یہود کی شان و شوکت ابھی تک قائم ہے اور وہ اس برتے پر بنو قریظہ کا انتقام لینا چاہتے ہیں اس لئے میرے خیال میں غزوۂ خیبر ہمارے لئے ناگزیر حد تک ضروری ہے۔

محمدؐ۔ (عزم سے سر اُٹھاکر) مجاہدو! خیبر کے لئے تیاری کرلو۔ مسلمانو! ان عہد شکن بداطواروں کی شان و شوکت خاک میں ملادو۔

(محمدؐ چودہ سو مجاہدینِ اسلام کے ساتھ خیبر کی جانب روانہ ہوتے ہیں)

(تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۹۸-۳۰۳) مع اضافۂ جدید از: عطیہ

---

[1] خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام ہے

بارھواں منظر

"مقامِ رجیع کے قریب۔ رات کا وقت ہے۔ رسولؐ اللہ چودہ سو جاں نثارانِ اسلام کے ساتھ"۔

ابوبکرؓ۔ حبابؓ بن منذر! تم جنگ آزما ہو۔ بتاؤ، کہاں قیام کرنا چاہئے؟ کس جگہ معرکہ مناسب ہوگا؟

حبابؓ۔ اس وقت ہم بنوغطفان اور اہلِ خیبر کے درمیان مقامِ رجیع پر ہیں اور میرے خیال میں یہی جگہ ہر حیثیت سے ٹھیک رہے گی؟

عمرؓ۔ یہاں قیام کیا جائے گا؟

حبابؓ۔ جی ہاں، اس میں سب سے بڑا فائدہ اور جنگی مصلحت یہ ہے کہ اگر بنو غطفان اہلِ خیبر کی مدد کے لئے آگے بڑھنا چاہیں گے تو لشکرِ اسلام ان کے لئے سدِ راہ بن جائے گا۔ اس لئے میری رائے میں معرکے کے لئے یہی جگہ بہتر ہے۔

محمدؐ۔ اس معرکے میں وہی مجاہد ہمارے ساتھ ہیں جو مقامِ حدیبیہ پر بیعت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

عمرؓ۔ بیس عدد خواتینِ اسلام بھی ہمارے ساتھ آئی ہیں۔

محمدؐ۔ ہاں، وہ زخمیوں کی خبر گیری اور مرہم پٹی کرتی رہیں گی، اور دیکھو عکاشہ بن محصن کہاں ہے؟

عکاشہؓ۔ حاضر ہوں یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ گو ہم اہلِ خیبر کے قلعوں پر آگئے ہیں لیکن ہم نے کبھی شبخون نہیں مارا۔ پھر بھی میدانِ کارزار کے لئے کمانڈروں کا انتخاب و تعین تو قبل از وقت کر لینا چاہئے۔

عکاشہؓ۔ بجا ارشاد ہے۔

محمدؐ۔ تمہیں یاد ہوگا کہ مَیں نے تمہیں بلا حساب جنّت میں جانے کی بشارت دی تھی۔ تم نے بدر، احد، خندق اور دوسرے غزوات میں بھی حصّہ لیا ہے۔ اس لئے لشکر کے اگلے حصّے (مقدمہ) کی کمان تم کرنا۔

عکاشہؓ۔ بہتر ہے یارسولؐ اللہ! لیکن میسرہ اور میمنہ پر کون ہوگا؟

محمدؐ۔ عمرؓ بن الخطاب کہاں ہیں؟

ابوبکرؓ۔ وہ اس وقت لشکرِ اسلام کا پہرہ دے رہے ہیں اور دشمن کی نقل و حرکت کا جائزہ بھی لیتے جائیں گے۔

محمدؐ۔ اچھا، خیر، میمنہ پر عمرؓ کو مقرر کیا جاتا ہے اور میسرہ پر کسی اور موزوں شخص کو مقرر کر دیا جائے گا۔ البتہ علمِ توحید کل اس شخص کو دوں گا۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کو محبوب ہے اور اسے فتح و نصرت سے سرفراز کیا جائے گا، اور وہ بھی خدا اور اس کے رسولؐ پر جان دیتا ہے۔

صحابہ کرامؓ۔ (آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور یہ سُن کر ہر شخص کی آرزو یہی ہے کہ یہ سعادت اسی کو حاصل ہو۔)

عمرؓ۔ (تیزی میں کسی یہودی کو ساتھ لے کر آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! میں نے ایک یہودی کو گرفتار کر لیا ہے اور آپؐ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔

ابوبکرؓ۔ ٹھہر جاؤ عمرؓ! رسولؐ اللہ نماز تہجد میں مصروف ہیں۔

محمدؐ۔ (سلام پھیر کر) عمرؓ! کہاں ہے؟ کون ہے وہ؟

عمرؓ۔ (یہودی کو پاس لے جا کر) یہ حاضر ہے۔

محمدؐ۔ تم اس وقت ہمارے پاس ہو لیکن کوئی اندیشہ نہ کرو، ہمارا کام ظلم و عہد شکنی نہیں۔

یہودی۔ اگر حضورؐ میری اور میرے اہل و عیال کی جاں بخشی کا وعدہ فرمائیں تو میں یہود کے اہم جنگی راز بتا دوں گا۔

محمدؐ۔ تم امان میں ہو۔

یہودی۔ اب میں آپؐ کو بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔ قصبۂ خیبر کے آس پاس دس مستحکم قلعے ہیں۔ جن میں دس ہزار جنگ آزما ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

محمدؐ۔ کوئی تازہ خبر؟

یہودی۔ جی، قلعہ ۲ نطاۃ کے یہودی اپنے اہل و عیال کو قلعہ ۵ میں جس کا نام شِق ہے۔ منتقل کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اپنا سارا مال نقد و جنس بھی اس کی زمین میں دفن کر دیں گے۔ مجھے ان کے دفینے کی جگہ بھی معلوم ہے۔ جب مسلمان قلعہ فتح کر لیں گے تو میں آپ کو وہ جگہ بھی بتا دوں گا۔ اسی شِق نامی قلعے کے تہ خانوں میں قلعہ شکنی کے بے شمار آلات منجنیق وغیرہ بھی موجود ہیں۔ آپ کی فتح یابی کے بعد میں وہ تہ خانے بھی بتا دوں گا۔

محمدؐ۔ (صحابہؓ سے) اِسے اور اس کے اہل وعیال کو مَیں نے پناہ دی ہے۔ اب اِسے امان کے ساتھ رخصت کردو۔

یہودی۔ (اطمینان سے واپس جاتا ہے۔

(فجر کے بعد ......)

محمدؐ۔ علیؓ ابن ابی طالب کہاں ہیں ؟

صحابہؓ۔ یارسولؐ اللہ! وہ آشوبِ چشم میں مُبتلا ہیں اور ان کی آنکھوں میں خاصا درد و تکلیف ہے۔

محمدؐ۔ میرے پاس بھیج دو۔

علیؓ۔ (آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے) حاضر ہوں یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ علیؓ! کیسی طبیعت ہے؟ کیا شکایت ہے؟

علیؓ۔ آشوبِ چشم۔

محمدؐ۔ میرے قریب آجاؤ۔

علیؓ۔ تعمیل کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ (پٹی کھول کر لعابِ دہن مبارک لگاتے ہیں)

علیؓ۔ (آنکھیں کھول کر) یارسول اللہ! اب ٹھیک ہوں، میری آنکھیں کُھل گئیں۔

محمدؐ۔ (سفید پرچم اسلام دیتے ہوئے) لو، یہ عَلمِ اسلام تم سنبھالو ـــ اور راہِ خدا میں جہاد کرو۔ اول اسلام کی تبلیغ کرنا، بعد میں جنگ۔ اگر ایک شخص بھی تمہارے ہاتھ پر مسلمان ہوجائے تو یہ ہزار مالِ غنیمت سے بدرجہا بہتر ہوگا۔

(علیؓ سُرخ فوجی لباس زیبِ تن کئے روانہ ہوجاتے ہیں)

ابن ہشام ۔ طبری ۔ زادالمعاد

(اضافہ جدید از عطیہ)

تیرھواں منظر

(علیؓ بن ابی طالب، عامرؓ، زبیرؓ بن العوام وغیرہ کے ساتھ یہود کے قلعوں کے پاس۔ قلعہ نمبر ۱، ناعم کا مشہور سردار مرحب، جو اپنی جنگ آزمائی اور بہادری پر بڑا ناز کرتا تھا اور اپنے آپ کو ھزار بہادروں کا ایک بہادر سمجھتا تھا، سر پر مضبوط یمانی خود اور اس پر پتھر بھی لگائے ہوئے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں مقابلے پر آتا ہے)

مرحب۔ قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

اطعن احیاناً وحیناً اضرب اذا اللیوث اقبلت تحرب

من حمای للحمیٰ لایقرب

ہے کوئی جو میرے سامنے آئے؟

عامرؓ بن الاکوع۔ (آگے بڑھتے ہوئے)

قد علمت خیبر انی عامر شاکی السلاح بطل مغامر

(خیبر جانتا ہے کہ میں ھتیار سجانے والا تیغ نبرد آزمائی کا ماہر ہوں اور میرا نام عامرؓ ہے۔)

مرحب۔ (بڑھ کر وار کرتا ہے) یہ... تم ہو... عامرؓ؟

عامرؓ۔ (جواباً وار کرتے ہوئے) تم اب پہچانے....؟

(تلوار چھوٹی ہونے کی وجہ سے وار کارگر نہیں ہوتا بلکہ انہیں کے گھٹنے پر تلوار پڑتی ہے اور وہ شہید ہو جاتے ہیں۔)

علیؓ۔ عامر کو گرتا دیکھ کر رجز حیدری پڑھتے ہوئے تیر کی طرح آتے ہیں۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

کلیث غابات شدید قسورہ

"لو، میں آگیا۔ میرا نام میری ماں نے غضب ناک شیر رکھا ہے۔ میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کرونگا۔ میں سخت ترین

۱؎ خیبر جانتا ہے کہ میں ھتیار سجانے والا بہادر و تجربہ کار مرحب ہوں۔ جب میدان میں شیروں کے بھی پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو میں بہادری کے جوہر دکھاتا ہوں۔

حملہ آور شیر ببر، مردِ میدان ہوں۔
مرحب۔ (آگے بڑھ کر وار کرنا ہی چاہتا ہے۔)
علیؓ۔ (بھرپور وار کرتے ہیں) دیکھا تو نے میں کون ہوں؟
(وار آہنی خود عمامہ تک کو کاٹتا، سر کے دو ٹکڑے کرتا گردن تک جا پہنچتا ہے اور وہ گر کر ڈھیر ہو جاتا ہے)
علیؓ۔ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔
یاسر۔ (مرحب کا بھائی آگے بڑھتا ہے) ہے کوئی میری ٹکر کا؟
زبیر بن عوام۔ (آگے بڑھ کر) لے، تیری قضا میرے ہاتھ سے لکھی تھی۔
یاسر۔ (ایک ہی وار میں ختم ہو جاتا ہے۔)
علیؓ۔ مردانہ وار قتل کرتے آگے بڑھتے جا رہے ہیں) اللہ اکبر — اللہ اکبر — مسلمانو! قلعہ ناعم فتح ہو گیا — بھائیو! قلعہ ناعم فتح ہو گیا۔
حباب بن منذر۔ (آتے ہیں) مبارک ہو علیؓ! ادھر تم نے قلعہ ناعم فتح کیا اور ادھر ہم نے سہ روزہ محاصرے کے بعد آج ہی قلعہ صعب[۲] فتح کر لیا۔ اس سے ہمیں غنیمت کے طور پر خاصا سامان خورد و نوش اور پارچہ جات بھی ملے ہیں۔ اور اپنی فوجی طاقت کے لئے خدا نے قلعہ شکن آلات بھی اسی قلعے سے دلوا دیئے۔
علیؓ۔ (خوں بار تلوار خوشی میں گھما رہے ہیں) اور وہ قلعہ زبیرؔ جو اپنے بانی اور معمار کے نام سے موسوم ہے؟
ابن منذرؓ۔ (سوچتے ہوئے) کونسا قلعہ؟
علیؓ۔ وہی جو پہاڑی ٹیلے پر واقع ہے۔
ابن منذرؓ۔ ہاں، ہاں، یاد آیا، چلو اب اِدھر چلیں۔
(دونوں جاتے ہیں اور دو دن تک اس کا محاصرہ کر کے طرح طرح سے قلعہ شکنی کی تدبیریں کرتے ہیں۔)
یہودی۔ (لشکرِ اسلام میں آتا ہے۔) مسلمانو! اس طرح تو تم یہ قلعہ دو دن کیا دو مہینے میں بھی فتح نہ کر سکو گے۔
حبابؓ۔ پھر کیا کریں؟ تمہیں بتاؤ۔
یہودی۔ ہاں، میں تمہیں ایک راز بتاتا ہوں۔
مسلمان۔ (حیرت سے) راز......؟

یہودی۔ ہاں، یہ اسے فتح کرنے کا راز ہی ہے۔

مسلمان۔ بتاؤ۔

یہودی۔ دراصل اس قلعے میں ایک زمین دوز راستہ جاتا ہے۔ اگر تم پانی کی رسد کا راستہ بند کر دو تو سمجھو قلعہ تمہارا ہے۔

مسلمان۔ (فوراً جا کر قلعے کے اس زمین دوز راستے پر قبضہ کر لیتے ہیں۔)

یہودی سردار۔ (اہلِ قلعہ کے ساتھ میدان میں نکل آتا ہے۔) تو تم لوگ یہ راز بھی پا گئے؟ بڑے جنگ آزما ہو۔

مسلمان۔ (یکبارگی ٹوٹ پڑتے ہیں اور یہ قلعۂ زبیر بھی فتح ہو جاتا ہے۔ یہودی مقتولین کی لاشیں سارے میدان میں بکھری پڑی ہیں۔)

حبابؓ۔ علیؓ! اب قلعہ اُبی اور دوسرے قلعے بھی فتح کر لیں۔

علیؓ۔ (جاتے ہیں) ہاں، ہاں، میدان تو مار ہی لیا ہے ہم نے۔

حبابؓ۔ یہ ہے حصنِ اُبی۔

اہلِ قلعہ۔ (سخت مدافعت کرتے ہیں۔)

مسلمان۔ (جواباً حملے کر رہے ہیں)

غزوان۔ (باہر آکر) آجاؤ میدان میں۔

حبابؓ۔ ہاں، ہاں، آجاؤ میدان میں۔

غزوان۔ (حملہ کرتا ہے) مجھے نہیں جانتے شاید؟

حبابؓ۔ (جواباً وار کرتے ہوئے) خوب جانتا ہوں اللہ کے دشمن!

غزوان۔ (حبابؓ کا وار اس کے داہنے بازو پر پڑتا ہے اور اس کا بازو کٹ جاتا ہے تو وہ قلعے کی طرف بھاگ جاتا ہے۔)

حبابؓ۔ (اس کا تعاقب کرتے ہوئے قلعے کے اندر تک جاتے ہیں۔) اللہ اکبر!

غزوان۔ (گھبراتا ہے) ہائے! ہائے! یہاں بھی آگئے؟

حبابؓ۔ (آخری وار میں کام تمام کر دیتے ہیں۔)

ابن اسحٰق۔ رسول اللہؐ نے ابن ابی الحقیق کا قلعہ بھی فتح کر لیا۔

علیؓ۔ اللہ! تیرا شکر ہے۔

بلالؓ۔ (صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب اور دوسری یہودی عورت کو ساتھ لئے آتے ہیں۔) یا رسولؐ اللہ! یہ دشمنِ خُدا کی بیٹی ہے۔

محمدؐ۔ بلالؓ! ان دونوں عورتوں کو ان کے مردوں کی لاشوں پر سے گزار کر لاتے

ہوئے تمہیں ذرا سا بھی رحم نہیں آیا؟

بلالؓ۔ یا رسولؐ اللہ! میں اس پر مجبور تھا۔

عورت۔ (مسلمانوں کو دیکھ کر روتی چیختی اور شور مچاتی ہے۔) ہائے! ہائے!

محمدؐ۔ لے جاؤ اس کو یہاں سے۔

مسلمان۔ (لے جاتے ہیں)

محمدؐ۔ صفیہ سردار کی بیٹی ہے۔ اسے میری چادر اُڑھا دو۔ (پھر اُٹھ کر خود ہی ان پر اپنی چادر ڈال دیتے ہیں۔)

مسلمان۔ معلوم ہوتا ہے حضورؐ نے اسے اپنے لئے پسند فرما لیا ہے۔

محمدؐ۔ ہاں، یہ ایک سردار کی بیٹی اور دوسرے سردار کی بہو ہے۔

علیؓ۔ (کنانہ بن الربیع کو لے کر آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! یہ کنانہ حاضر ہے۔

محمدؐ۔ بتاؤ، بنونضیر کا خزانہ کہاں ہے؟

کنانہ۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔

دوسرا یہودی۔ اے ابوالقاسمؐ! کنانہ کو میں نے خود دیکھا ہے کہ یہ روزانہ گھوڑے کا چکّر لگانے ضرور نکل کر آتا تھا۔

محمدؐ۔ کنانہ! تمہارا خیال ہے کہ اگر ہم خزانہ تمہارے پاس دیکھ پائیں تو تمہیں قتل کر دیں گے؟

کنانہ۔ ہاں، تو کیا چھوڑ دیا جاؤں گا؟

زبیرؓ۔ دیکھو، موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے گر تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ بتا دو، اب بھی خیر ہے۔

کنانہ۔ نہیں، مجھے کسی چیز کا علم نہیں۔

محمدؐ۔ (اس کی دروغ گوئی سے اُکتا کر گھوڑے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) اس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کو کھود ڈالو۔

مسلمان۔ (کھود رہے ہیں) یہ لیجئے، یہ ہے ان اللہ کے دشمنوں کا خزانہ جسے یہ اسلام کی بیخ کنی اور تباہی کے لئے جمع کرتے تھے اور اب یہ اسلام کی اشاعت و سربلندی کے کام آئے گا۔

(بقیہ یہودی سردار اور اہلِ قلعہ پر ہیبت و رُعب طاری ہے۔ وہ ابھی تک اپنے قلعوں وطیح اور سلالم میں مقیم ہیں، لیکن خوف سے بے دم ہوتے جا رہے ہیں۔)

سردار۔ یہودیو! مسلمانوں نے تمام قلعے سر کر لئے، یہی دو بچے ہیں اور کوئی دم میں وہ یہاں بھی فاتحانہ داخل ہو جائیں گے۔

یہودی۔ سردار! اب ہماری ہلاکت یقینی ہے۔

سردار۔ میرا بھی یہی خیال ہے اس لئے مناسب یہ ہوگا کہ ہم محمدؐ سے رحم کی درخواست کریں کہ وہ ہمیں گرفتار کر لیں مگر جان بخشی کا حکم دے دیں۔

یہودی۔ ہم اپنی طرف سے نمایندگی اور درخواست کے لئے محیصہ کو بھیجتے ہیں۔

سردار۔ محیصہ! تم جاؤ اور محمدؐ سے رحم کی درخواست کرو۔ اگر وہ مان لیں تو کہنا اپنے مال و متاع سے ہم زیادہ واقف ہیں۔ آپ نصف ہمارے لئے وقف کرنے کا وعدہ کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

محیصہ۔ (جاکر بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوتا ہے۔ اے ابوالقاسمؐ! ہمارے سردار اور اہل قلعہ نے کہا ہے کہ آپؐ ہماری جاں بخشی کا حکم دے دیجئے یا گرفتار کر لیجئے اور ساتھ ہی ہماری دولت کا نصف ہمارے ہی نام وقف کر دیجئے تو بہتر ہوگا

محمدؐ۔ منظور ——— مگر ایک شرط پر یہ مصالحت ہوگی۔

محیصہ۔ فرمائیے۔

محمدؐ۔ یہ کہ اگر تمہاری فطری شرانگیزیوں کا اندیشہ ہوا تو ہم جب چاہیں گے تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔

محیصہ۔ ہاں، یہ آپ کو اختیار ہوگا۔ (واپس جاتا ہے)

محمدؐ۔ (اطمینان کا سانس لیتے ہوئے) اللہ کا شکر ہے کہ ان کا کبر و غرور خاک میں مل گیا۔

صحابہؓ۔ جی ہاں، بڑے بڑے سورما کام آگئے اور تمام قلعے ہم نے سر کر لئے، جو یہودی بچے وہ اب ہمارے اسیر ہیں، سر نہیں اٹھا سکتے۔

بشر ابن البراء۔ (مجمع کے پاس ایک سایہ دیکھ کر) یہ کون تھا؟ کوئی ابھی ادھر سے گزرا ہے۔

زینب۔ (چھپنے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔)

بشر۔ (پہچان کر) سلام بن مشکم یہودی کی بیوی!

زینب۔ (آگے بڑھ کر) ہاں، محمدؐ کہاں ہیں؟

بشر۔ کیوں، کیا کام ہے تمہیں؟

زینب۔ تمہارے رسولؐ اللہ کو بکری کا کونسا عضو مرغوب ہے؟

بشر۔ وہ دست نہایت شوق سے تناول فرماتے ہیں۔

زینب۔ (چند قدم ہٹ کر سب کی آڑ لے کر ساری تلی ہوئی بکری میں زہر ملاتی ہے لیکن دست میں خصوصاً زہر بھر دیتی ہے۔) یہ لو، میں ان کے لئے ہدیتہً تلی ہوئی بکری لائی ہوں۔

محمدؐ۔ کون ہے؟ یہ کیا لائی ہے؟

زینب۔ آپؐ کے لئے ہدیہ لائی ہوں۔

بشر۔ یا رسولؐ اللہ! تلی ہوئی بکری ہے۔

محمدؐ۔ کھاؤ تم لوگ، مجھے صرف دست اٹھا دو۔

بشر۔ (آپؐ کے سامنے دست پیش کرتے ہیں) یہ لیجئے۔

محمدؐ۔ تم بھی آجاؤ، بہت ہے یہ۔

بشر۔ آپ بکری کے گوشت میں دست شوق سے کھاتے ہیں۔

محمدؐ۔ ہاں، مجھے بہت پسند ہے (حاضرین سے) شروع کرو تم لوگ۔

بشر۔ (گوشت کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھ کر چباتے اور فوراً نگل جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (ایک لقمہ دہنِ مبارک تک لے جا کر چباتے ہوئے) سب ہاتھ روک لو۔

صحابہؓ۔ (چونک کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ! یہ کیوں؟

محمدؐ۔ یہ ہڈی اور گوشت مجھے بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔

بشر۔ مگر میں نے تو نگل لیا۔ واللہ یا رسولؐ اللہ! نگلتے ہی مجھے احساس ہوا تھا۔ لیکن میں نے وہم سمجھ کر ٹال دیا۔

محمدؐ۔ اس عورت کو بلاؤ، کہاں گئی؟

زینب۔ (آڑ میں کھڑی تماشا دیکھ رہی ہے۔)

علیؓ۔ (پکڑ کر لاتے ہیں) یہ ہے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ بتا بد بخت! تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟

زینب۔ (اعترافِ جرم کرتے ہوئے) آپؐ نے میرے سرپرست، باپ، بھائی چچا، شوہر اور میری ساری قوم کا جو حشر کیا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ مجھ میں تاب برداشت نہیں رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ اگر آپؐ نبی برحق ہوں گے تو آپؐ کو میری دشمنی کا علم ہو جائے گا اور آپ بچ جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر آپؐ جابر و سفاک بادشاہ ہوں گے تو میری اس جرأت سے دنیا کو آپؐ سے نجات مل جائے گی۔

عمرؓ۔ (تلوار اُٹھا کر) یا رسولؐ اللہ! اِسے سزا دی جانی چاہیئے۔

محمدؐ۔ نہیں عمرؓ! یہ عورت ہے۔ مَیں نے اسے معاف کیا۔

صحابہؓ۔ اسے بھی آپؐ نے معاف کر دیا؟

محمدؐ۔ ہاں ـــ واپسی کا انتظام کر لینا چاہیئے۔

مجاہدین۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا۔ اب کوئی قلعہ نہیں بچا۔ سب ہم نے سَر کر لئے۔

(مسلمان نعرۂ تکبیر بُلند کرتے واپس جا رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر)

(تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۹۸ - ۳۰۳)

(اضافہ جدید از: عطیہ)

طبری وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت بشرؓ بن برا اسی ایک لقمے کے زہر سے وفات پا گئے حتیٰ کہ رسولؐ اللہ کی وفات سے قبل جب بشرؓ کی والدہ مرض الموت میں حضورؐ کی عیادت کے لئے آئیں تو آپؐ نے فرمایا۔ "ام البشر! میں اب تک اپنے کلیجے پر اس لقمے کی چبھن اور شہ رگ پر کٹن سی محسوس کرتا ہوں جو میں نے تمہارے بیٹے بشرؓ کے ساتھ کھایا تھا۔ صحابہؓ کا بیان ہے کہ نبوت کے ساتھ آپؐ شہادت کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔

(عطیہ)

چودھواں منظر

"مکہ میں —— عمرو بن العاص فرزندانِ قریش کے ساتھ"

عمرو۔ اور بھی کچھ سُنا۔ محمدؐ نے خیبر فتح کرلیا۔

قریش۔ ہاں، ان کی خاصی دولت وغیرہ بھی ہاتھ آئی ہوگی۔

عمرو۔ دس قلعے کچھ کم نہیں ہوتے۔ پھر یہودیوں کے پاس دولت کا کیا ٹھکانا! بیشمار خزانے مل گئے مسلمانوں کو۔

قریش۔ مگر ہمیں کیا —— ہم نے تو اُحد کا میدان مار لیا تھا۔

عمرو۔ (سوچتے ہوئے) جانتے ہو؛ محمدؐ کی تحریک اور اس کی مقبولیت اب ہمارے حق میں خطرناک حد تک بڑھتی جا رہی ہے۔ خاصے غور و خوض کے بعد میں نے ایک رائے قائم کی ہے۔

قریش۔ کیا؟

عمرو۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم اب نجاشی کے ساتھ مل جائیں اور اسے اپنا سرپرست تسلیم کرلیں۔ اگر فرض کرو محمدؐ ہماری قوم پر بھی غالب آجاتا ہے تو ہم نجاشی کی امان میں ہوں گے اور بہ نسبت اس کے نجاشی کی ماتحتی ہمارے لئے زیادہ اچھی ہوگی۔ اس کی طرف سے کسی حالت میں بھی کوئی نقصان نہیں اُٹھانا پڑے گا۔

ہاں تمہاری رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔

تو پھر نجاشی کے لئے جو تحائف بھیجنے ہوں وہ یہاں لاکر جمع کرلو۔

(عمرو بن العاص فرزندانِ قریش کو لے کر رُوانہ ہو جاتے ہیں)

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۲۳-۱۲۴

(ترجمہ مع اضافۂ جدید :۔ عطیہ)

پندرھواں منظر

"محمدؐ رسول اللہ کا قاصد عمرو بن اُمیہ ضمری نجاشی کے دربار میں"

عمرو بن اُمیہؓ۔ (آگے بڑھ کر) اے تاجدارِ حبش!

نجاشی۔ (پُرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے) آؤ، آگے بڑھو اے مقدس ہستی کے معزز قاصد!

ابن اُمیہؓ۔ (نامۂ مبارک پیش کرتے ہوئے) یہ رسولؐ اللہ کا نامۂ مبارک ہے۔ جس میں آپ کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ میں خود بھی آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

نجاشی۔ (احترام سے نامۂ مبارک لیتے ہوئے) لاؤ، کیا کہنا چاہتے ہو، کہو۔

ابن اُمیہؓ۔ لاریب آپ نے ہمیشہ ہم سے ہمدردی اور حسنِ سلوک رُوا رکھا۔ آپ کی اِنہیں شاندار سابقہ روایات کے پیشِ نظر ہمیں آپ پر آئندہ کے لئے بھی پورا پورا اعتماد ہے۔ اب تک ہم نے آپ سے جو بھی اُمید وابستہ کی وہ آپ نے کمال انصاف سے پوری کرتے ہوئے حق پرستی کا ثبوت دیا اور ہر خطرے میں پڑنے سے قبل ہمیں آپ کی پناہ ملتی رہی۔

نجاشی۔ (غور سے سُن رہا ہے) اصل مطلب بتاؤ۔

ابن اُمیہؓ۔ آپ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہم گواہ کی شہادت اور انصاف پر مبنی فیصلہ قبول کرتے ہیں اور یہی دراصل حق اور معرفت کا ذریعہ ہوا کرتا ہے اگر آپ بھی یہ نامۂ مبارک قبول نہ فرمائیں تو آپ کی مثال بھی ان یہود کی سی ہوگی جو عیسیٰؑ کو نہیں، صرف موسیٰؑ کو مانتے ہیں۔ پھر آپ میں اور ان میں فرق و امتیاز کیا رہے گا۔

رسولؐ اللہ نے دیگر شاہانِ عجم کے پاس بھی قاصد بھیجے ہیں لیکن ہماری بیشتر اچھی اُمیدیں آپ کی حق پرست ذات سے وابستہ ہیں، اور اِن تاجداروں کے مقابلے میں ہمیں آپ سے کسی قسم کا خطرہ نہیں بلکہ امن کی اُمید ہے۔ بس، مجھے آپ سے یہی عرض کرنا تھا۔

نجاشی۔ (ترجمان سے) مجھے یہ نامۂ مبارک پڑھ کر سناؤ۔

ترجمان۔ (پڑھ کر سُناتا ہے)

نجاشی۔ (غور سے سُن کر) اے قابلِ احترام قاصد! میں نے یہ دعوت نامۂ اسلام اور تمہاری باتیں غور سے سُنیں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولِ برحق ہیں اور وہی ہیں۔ جن کی بشارت ہماری آسمانی کتب میں پائی جاتی ہے اور میں صدقِ دل سے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتا ہوں۔

اُمیّہ۔ یہی جواب ہے آپ کا؟

نجاشی۔ (آس پاس درباریوں پر نظر ڈالتے ہوئے) میں اتنی مہلت ضرور چاہتا ہوں کہ دوسروں کے دلوں کو بھی تسلیم و رضا کے لئے نرم کرلوں۔

درباری۔ (پیچ و تاب کھا رہے ہیں لیکن رعبِ سلطانی سے مجبور ہیں۔ دم نہیں مار سکتے۔)

اُمیّہ۔ تاجدار! میں جواب کا منتظر ہوں۔

نجاشی۔ لو، مَیں ابھی لکھوا کر دیتا ہوں۔ (تالی بجاتا ہے)

کاتب۔ تاجدار!

نجاشی۔ جو میں بولوں وہی لکھ دو۔

کاتب۔ (لکھتا ہے۔) ارشاد عالی جاہ!

نجاشی۔ لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(اللہ کے نام سے)
الیٰ محمد رسول اللہ من النجاشی	محمد رسولؐ اللہ کی خدمت میں نجاشی اصحم
الاصحم۔ سلام علیک یا نبی اللہ	کی طرف سے۔ اے اللہ کے نبیؐ آپ پر سلام
ورحمتہٗ وبرکاتہٗ من اللہ الذی	رحمت ہو۔ اسی خدا کی جانب سے جس کے
لا الٰہ الا ھو الذی ھدانی الی الاسلام	سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی
امّا بعد ـــ فقد بلغنی کتابک	ہدایت بخشی۔ عرض پرداز ہوں کہ حضورؐ کا فرمان
یا رسول اللہ فیما ذکرت فی امر	میرے پاس پہنچا۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آپؐ
عیسیٰؑ۔ فورب السماء والارض	نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ زمین و آسمان کے
ان عیسیٰ ما یزید علیٰ ما ذکرت ثفروقاً	خالق کی قسم وہ اس سے ذرہ برابر بھی زیادہ نہیں
فانہٗ کما قلت وقد عرفنا ما بعثت	ان کا مرتبہ وہی ہے جو آپؐ نے تحریر فرمایا ہے
بہٖ الینا وقد قربنا ابن عمک واصحابہ	آپؐ کا عم زاد بھائی اور ان کے ساتھی ہمارے

فاشهد انك رسول الله صادقاً مصدقاً وقد بايعتك وبايعت ابن عمك و اسلمت على يديه الله رب العلمين وقد بعثت اليك ابنى ارها الاصحم فانى لا املك الا نفسى وان شئت ان آيتك فعلتُ يا رسول الله فانى اشهد ان ماتقول حق۔

والسلام عليك يا رسول الله۔

(دستخط)

نجاشی الاصحم بن ابجز

پاس آرام سے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ برحق ہیں۔ اور راست بازوں کی صداقت ظاہر کرنے والے ہیں۔ میں آپؐ سے بیعت کرتا ہوں۔ میں نے آپؐ کے عم زاد بھائیؓ کے ہاتھ پر آپؐ کی بیعت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کر لیا ہے۔ میں آپؐ کے پاس اپنے فرزند ارہا بن اصحم کو روانہ کر رہا ہوں۔ میں تو بس اپنی ہی ذات کا ذمہ دار ہوں اگر حضورؐ کا ارشاد ہو تو میں حاضرِ خدمت بھی ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں آپؐ کے فرمان کو حق و صداقت پر مبنی تسلیم کرتا ہوں۔ اے خدا کے رسولؐ آپ پر سلام ہو۔

(اصحم بن ابجز النجاشی)

(عمرو بن العاص دوسرے فرزندانِ قریش کے ساتھ آتے ہیں)

ابن اُمیہ۔ (نامۂ مبارک کے جواب میں نجاشی کا بیان سُن کر) اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو ہدایت دی۔

نجاشی۔ معزز قاصد! یہ جواب مقدس رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کر دینا اور تم ہمارے معزز مہمان ہو۔

عمرو بن العاص۔ (دُور سے دربار پر نظر دوڑا کر سرگوشی میں) فرزندانِ قریش! جانتے ہو اس وقت نجاشی کے دربار میں کون باریاب ہوا ہے؟ یہ محمدؐ کا قاصد عمرو بن اُمیہ ضمری ہے۔ لات کی قسم اس وقت اگر میں وہاں پہنچ جاؤں اور نجاشی مجھے اجازت دیدے تو اس محمدیؐ قاصد کی گردن مار دوں۔ (سوچ کر) پھر قریش کو میرے اس کارنامے کی خبر ہو گی تو وہ سمجھیں گے کہ میں نے ان سب کا بدلا لے لیا۔

ساتھی۔ مگر...... دیکھو تو اُدھر..... نجاشی کس اعزاز و احترام سے اسے رخصت کر رہا ہے۔

عمرو۔ چلو، آگے بڑھو، ایسا نہ ہو کہ ابن اُمیہ ہاتھ سے نکل جائے۔

(آگے بڑھتے ہوئے جاتے ہیں)

نجاشی۔ (ان پر نظر پڑتی ہے) آؤ، آؤ، خوش آمدید! کہو کیونکر آ گئے؟

عمرو۔ (تعظیماً سجدہ کرتے ہوئے) تاجدار —! ہم آپ کیلئے اپنے ملک کے تحائف لاتے ہیں (تحائف پیش کرتے ہوئے) یہ ناچیز نذر قبول فرمائیں۔

نجاشی۔ (انھوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے)...... یہ...... خوب...... خوب...... شکریہ! بہت بہت شکریہ!

عمرو۔ (اس کے تاثرات سے فائدہ اٹھا کر) تاجدار! ابھی آپ کے پاس کون حاضر ہوا تھا؟

نجاشی۔ وہ، عمرو بن امیہ ضمری نام ہے اس کا اور وہ......

عمرو۔ جی وہ ہمارے دشمن...... کا قاصد تھا۔ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے تاکہ ہم اس کی گردن مار کر اپنی آتشِ انتقام سرد کر سکیں۔ ہماری نامی گرامی ہستیاں ان کی تلواروں کی بھینٹ چڑھی ہیں۔

نجاشی۔ (غصے میں بے تاب ہو کر ایک زوردار تھپڑ اپنے ہی منہ پر مارتے ہوئے) تمہاری یہ مجال —! جرأت کیونکر کی تم نے؟

عمرو۔ تاجدار! گستاخی معاف۔ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ...... میرا جملہ ناگوار خاطر ہوگا تو میں...... لات کی قسم، ہرگز یہ سوال نہ کرتا۔ کاش زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ (خوفزدہ اور لرزہ براندام ہیں۔)

نجاشی۔ (ناگواری کے لہجے میں) تم چاہتے ہو کہ میں اس مقدس ہستی کے قاصد کو تمہارے حوالے کر دوں جس کے پاس وہی ناموس (جبریلؑ) آتا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آتا تھا۔

عمرو۔ اے بادشاہ! کیا یہ...... سچا نبی اور رسولؐ ہے؟

نجاشی۔ خدا تمہارا بھلا کرے عمرو! میری بات مانو اور اس کی اطاعت قبول کر لو۔ واللہ یہ وہی رسولِ برحق ہے جس کا حال ہم اپنی مقدس کتب میں پڑھتے آئے ہیں اور یہ ایک دن اپنے مخالفین پر غالب آکر رہے گا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح موسیٰؑ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے تھے۔

عمرو۔ (سوچ کر) کیا آپ اسؐ کی طرف سے مجھ سے اسلام پر بیعت لے سکتے ہیں؟

نجاشی۔ ہاں...... ہاں۔

عمرو۔ تو پھر ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں جلد از جلد بیعت کر لوں اور بذاتِ خود ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔

(ہاتھ بڑھاتا ہے اور عمرو رضؓ بن العاص بیعت کر لیتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۹۴-۳۱۴
سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۶۳
(مع اضافہ جدید از عطیہ)

ل ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ نجاشی نے اپنے چھ آدمیوں کے .... ساتھ اپنے فرزند آرہا کو بھیجا تھا لیکن بیچ سمندر میں ان مسافروں کی کشتی غرق ہو گئی اور یہ سب ہلاک ہو گئے۔ (عطیہ)

سولہواں منظر

(مدینہ کا راستہ —— عمرو بن العاص اور خالد بن ولید راہ میں ملتے ہیں ۔)

عمروؓ بن العاص ۔ کیوں خالد ! کہاں ؟

خالد ۔ واللہ حق روشن ہو چکا —— یہ شخص واقعی نبی ہے ۔ بخدا میں اسلام قبول کرنے کی نیت سے نکلا ہوں ۔ آخر کب تک ہمارے دامن کفر کی نجاست سے آلودہ رہیں گے ؟

عمروؓ ۔ تم بھی ؟

خالد ۔ ہاں ، اور تم ؟

عمروؓ ۔ میں بھی اسی نیت سے نکلا ہوں کہ جس کی طرف سے مَیں نے نجاشی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے بذاتِ خود اسؐ کی بارگاہ میں جا کر نعمتِ اسلام سے سرفراز ہو سکوں ۔

خالد ۔ چلو، ہم دونوں ساتھ چلیں ۔

(دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے جا رہے ہیں ۔)

عثمان بن طلحہ ۔ تم لوگ کہاں جا رہے ہو ؟

خالد ۔ رسولؐ اللہ کے پاس ۔ اب ان کی صداقت میں کوئی کلام نہیں رہا ۔

عثمان ۔ اچھا، تو چلو میں کیوں محروم رہوں ؟

(تینوں جاتے ہیں)

سترھواں منظر

(سنہ ۶ھ - روم - بیت المقدس - قیصر روم نے آج رسولؐ اللہ کے قاصد وحیہ بن خلیفہ الکلبی کے اعزاز میں پُر شوکت دربار سجایا ہے اسلامی قاصد نامۂ مبارک لئے موجود ہیں اور عیسائی مذہبی پیشوا بھی قیصر کے آس پاس نظر آتے ہیں)

قیصرِ روم۔ مقدس مذہبی پیشواؤ! اور میری عزیز رعایا! آج ہم نے محمدؐ بن عبداللہ کے معزّز سفیر کے اعزاز میں خاص دربار کیا ہے اور ہم اس کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔

پیشوا۔ ہم تاجدارِ روم قیصرِ اعظم کی تائید کرتے ہیں۔

وحیہؓ۔ (بڑھ کر نامۂ مبارک پیش کرتے ہیں) قیصرِ روم! ہمارے رسولؐ نے آپ کی خدمت میں یہ دعوتِ نامۂ اسلام ارسال کیا ہے۔

قیصر۔ (نہایت احترام سے نامۂ مبارک لے کر گود میں رکھ لیتا ہے۔ پھر رومی زبان میں ایک پُرزہ لکھتا ہے جس میں اس نے رسولؐ اللہ کے بارے میں اِستفسارات کئے ہیں اور اپنے ایک مذہبی پیشوا کی جانب بڑھا دیتا ہے)۔ یہ پڑھو —— !

پیشوا۔ (اسی طرح صیغۂ راز میں سب کی نظر بچا کر پُرزہ پڑھتا ہے اور جواب لکھتا ہے) "یہ شخص (محمدؐ) واقعی نبی ہے۔ ہمیں اس کا انتظار تھا۔ آپ اسے سچّا مان کر اِتباع قبول کر لیجئے"۔

قیصر۔ (پُرزہ پڑھ کر) اَے مقدس سرزمین کے معزّز سفیر! ہم نے تمہارا دعوت پڑھا۔ ہم آج غور و مشورت کے بعد کل تمہیں جواب دیں گے ——

(دربار برخاست کیا جاتا ہے۔ صرف عیسائی مذہبی پیشوا اور ہرقل (قیصر) موجود ہیں۔ قیصر نے باہر جانے کے دروازے بند کرا دیئے اور خود ایک بلند مقام پر کھڑا ہے)۔

مذہبی پیشوا۔ قیصرِ روم! آپ ہم سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

قیصر۔ یا معشرالروم! مَیں نے آپ لوگوں کو ایک اہم مقصد سے یہاں جمع کیا ہے۔

یہ مقصد بڑا ہی نیک اور عظیم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس محمدؐ نے اسلام کا دعوت نامہ بھیجا ہے۔ وہ مجھے دینِ حق کی طرف بُلا رہا ہے اور میرے خیال میں واللہ بلاشبہ وہی نبیؐ برحق ہے جس کے ہم مدّت سے منتظر تھے اور اپنی مقدس مذہبی کتابوں میں پیشگوئی پڑھتے رہے ہیں۔ آپ لوگ عیسوی دین کے عالم و فاضل ہیں۔ ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ آئیے تاکہ ہم سب مِل کر اس مقدس رسولِ برحق کی تصدیق اور اتباع کریں اور اس طرح دنیا اور آخرت کی تباہی سے بچ جائیں"۔ (سوالیہ نظروں سے دیکھتا ہے۔)

پیشوا۔ (سب بہ یک وقت پیچ و تاب کھاتے اور ناک بھوں چڑھاتے تیوری پر بَل ڈالے اُٹھ کر بغیر جواب دیئے باہر جانے کے لئے دروازوں کی جانب بھاگتے ہیں) یہ ..... بند ہیں ..... دروازے .... بند ہیں؟

قیصر۔ (اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتا ہے) مقدس پیشواؤ! مَیں نے ابھی تم سے جو بات کہی تھی وہ صرف یہ اندازہ کرنے کے لئے کہ تم اپنے دین پر آخر کس حد تک سختی سے قائم ہو مگر مجھے بڑی مسرّت ہوئی کہ تم سرِ مُو انحراف پر تیار نہیں ہو سکتے۔

پیشوا۔ فوراً قیصر کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔) قیصرِ روم!

قیصر۔ اب آپ لوگ تشریف لے جا سکتے ہیں۔

پیشوا۔ (باہر جاتے ہیں)

قیصر۔ (تنہا اسی فکر میں غرق ہے) آخر کیا کروں؟ اگر ابھی بات نہ بدلتا تو یہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالتے۔ (سر پکڑ کر بیٹھتے ہوئے) کیا جواب دوں... یہ نبیؐ برحق ..... ہے اور میں ... اس کی تصدیق نہیں کر سکتا— اس پر ایمان نہیں لا سکتا۔ (خیال آتا ہے۔) بھرے دربار میں کسی ثالث سے دریافت کرنا چاہئے۔ ممکن ہے یہ پیشوا بھی قائل ہو جائیں .... اچھا کل دربارِ عام ہوگا ..... اور ..... آخری فیصلہ ..... بھی کل ہی کرنا ہے۔

(دوسرے دن)

دربارِ عام ہے۔ (دحیہؓ بن خلیفہ جواب کے منتظر ہیں اور قیصرِ روم کے چہرے سے فکر و تردّد کے آثار ہویدا ہیں۔)

دحیہؓ۔ قیصرِ روم! آپ نے آج جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔

قیصر۔ (فکر و افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے) ہاں۔ ہاں میرے معزز مہمان! تمہیں جواب ضرور دیا جائے گا......

دحیہ۔ ابھی؟

قیصر۔ ہاں، ابھی ـــــ (تالی بجا کر) کوئی ہے؟

فوج کا اعلیٰ افسر۔ تاجدار! (سر جھکا کر حکم کا منتظر ہے۔)

قیصر۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض تاجر یہاں آئے ہوئے ہیں۔

فوجی افسر۔ جی ہاں، حسبِ معمول اس سال بھی حجاز کا تجارتی قافلہ یہاں آیا ہے۔

قیصر۔ ایک دستہ لے کر جاؤ اور ابھی ان سب کو ہماری بارگاہ میں حاضر کرو۔

فوجی افسر۔ بہتر ہے۔ (اسی وقت جاتا ہے)

قیصر۔ (بار بار پہلو بدل رہا ہے)

فوجی افسر۔ (ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو لے کر آتا ہے۔) یہ سب حاضر ہیں عالی جاہ!

قیصر۔ کیا تم لوگ نبوت کے دعویدار شخص (محمدؐ) کو جانتے ہو؟

تاجر۔ جی ہاں، خوب۔

قیصر۔ تم میں اس کا کوئی قریبی رشتہ دار بھی ہے؟

ابوسفیان۔ میں ہوں۔

قیصر۔ اچھا، تم میرے سامنے بیٹھو اور اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ تمہارے پیچھے بیٹھ جائیں۔

ابوسفیان۔ باادب دو زانو ہو کر سامنے بیٹھتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔

قیصر۔ (تاجروں سے) دیکھو میں ابوسفیان سے چند سوالات کروں گا۔ اگر یہ جواب میں غلط بیانی اور دروغ گوئی سے کام لے تو تم اس کی تردید کرنا۔

ابوسفیان۔ (یہ سُن کر زیرِ لب بڑبڑاتا ہے۔) میں جانتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو بھی میرے ساتھی میری تردید نہیں کریں گے لیکن قریش کا سردار ہو کر دروغ گوئی مجھے زیب نہیں دے گی۔ قیصر کے دربار میں سچ ہی بولنا پڑے گا۔

قیصر۔ ابوسفیان! تمہارے ملک میں جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تم اس کے متعلق کیا بتا سکتے ہو؟

ابوسفیان۔ (بے پروائی سے) تاجدارِ روم! آپ کو اس کے معاملے میں اتنی فکر نہ

نہ کرنی چاہئے - کوئی اہم بات نہیں - پھر اس شخص کے بارے میں غور و فکر عظمتِ سلطانی کے منافی ہے -

قیصر - (جھنجھلا کر) میری بات کا جواب دو - میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا۔

ابوسفیان - (سہم کر) تاجدار! قیصرِ روم! جان کی امان ---- تعمیل ہوگی -

قیصر - بتاؤ، محمدؐ کا خاندان و نسب کیا ہے؟

ابوسفیان - معزز و شریف -

قیصر - سچ ہے نبی شریف گھرانے کے ہوتے ہیں تاکہ کسی کو اس کی اطاعت میں عار نہ ہو - اب بتاؤ کہ کیا محمدؐ سے قبل قریش کے کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان - نہیں -

قیصر - اگر یہ سچ ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ اس کی جگہ لینا چاہتا ہے، ابوسفیان! کیا یہ بعثت سے قبل جھوٹ بولتا تھا؟

ابوسفیان - نہیں -

قیصر - جو شخص بندوں میں جھوٹ نہ بولتا ہو وہ خدا پر بہتان کیونکر لگا سکتا ہے - کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟

ابوسفیان - نہیں -

قیصر - اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ نبوت کے بہانے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے - اس کے ماننے والے امیر و طاقت ور ہیں یا کمزور و غریب؟

ابوسفیان - غریب، کمزور، بچے اور عورتیں زیادہ ہیں -

قیصر - ہر نبی کے پہلے ماننے والے غریب مسکین بچے اور عورتیں ہی ہوتے ہیں - اس کے پیروکاروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے یا بڑھ کر گھٹتی ہے؟

ابوسفیان - روز بروز بڑھتی جا رہی ہے -

قیصر - حلاوتِ ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے اور کبھی دل سے نہیں نکلتی - اچھا - کیا یہ شخص کبھی عہد و پیماں توڑ بھی دیتا ہے؟

ابوسفیان - نہیں، اب تک ایسا نہیں ہوا ---- لیکن حال ہی میں ہمارا اس سے معاہدہ ہوا ہے، دیکھئے کیا انجام ہو -

قیصر - (بے پروائی سے) نبی کبھی نقضِ عہد نہیں کرتا - عہد شکنی دنیادار کرتے

ہیں اور نبی کو دنیا کی طلب نہیں ہوتی۔ کیا کبھی اس سے تمہاری جنگ بھی ہوئی ہے

ابوسفیان۔ ہاں۔
قیصر۔ نتیجہ کیا رہا؟
ابوسفیان۔ کبھی ہم فتح یاب ہوئے (اُحد میں) اور کبھی وہ (بدر میں)۔
قیصر۔ (تائید میں سر ہلاتے ہوئے) ہاں، خدا کے انبیاء کی جنگوں کا ہمیشہ یہی انجام ہوا لیکن آخر میں اللہ کی مدد اور کامیابی انہیں کے قدم چومتی ہے۔ ابوسفیان! بتاؤ، وہ کیا تعلیم دیتا ہے؟
ابوسفیان۔ کہتا ہے "ایک خدا کی عبادت کرو۔ اپنے آبائی دین (بت پرستی) کو ترک کردو۔ نماز روزہ۔ حج کے ساتھ سچائی، بھلائی، راست بازی، پاک دامنی صلہ رحمی، حق و انصاف اور محبت اختیار کرو"۔
قیصر۔ ہمیں نبی موعود کی یہی علامتیں بتائی گئی ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ عرب سے ہوگا۔ ابوسفیان! اگر تم نے سچ کہا (اور یقیناً سچ ہی کہا ہے) تو وہ دن دُور نہیں جب وہ یہاں تک، جہاں میں تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوں، فاتحانہ آپہنچے گا۔ (کفِ افسوس مَلتے ہوئے) کاش! میں اس کی خدمت میں جاکر اس کے پاؤں دھویا کرتا۔۔۔ کاش۔۔۔۔
ابوسفیان۔ اب مجھے اجازت ہے؟
قیصر۔ ہاں، تم جاسکتے ہو۔
ابوسفیان۔ (اُٹھتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے) آج میرے دل میں محمدؐ کی عظمت نقش ہوگئی اور اپنی ذلت کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔
(ساتھیوں کے ساتھ باہر چلا جاتا ہے)
قیصر۔ (نبی کریمؐ کے قاصد کو طلب کرتا ہے) آؤ اے معزز قاصد! میں تمہیں جواب دے دوں۔
ارکانِ دربار۔ (قیصر کی تائید سے خائف ہیں کہ وہ اسلام قبول کرلے گا اور اس پر جلے بیٹھے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور غصے میں اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔) تاجدارِ روم! کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی پُرشوکت بادشاہی اور وسیع و عریض مملکت کے ہوتے ہوئے اہلِ عرب کی بادشاہی تسلیم کرلیں۔ حالانکہ ہم تعداد میں، جاہ و حشم میں، عظمت و تمدن میں ان سے

بڑھ کر ہیں ؟

قیصر۔ تو پھر جزیہ دینا منظور کر و۔ تاکہ ہم اپنے ملک میں جنگ سے بدامنی نہ پھیلنے دیں اور ہماری سلطنت محفوظ رہے۔

ارکانِ دربار۔ ہم آخر عرب کو کیوں خراج دیں ؟ تعداد میں، عظمت میں، شان وشوکت میں ہم کسی سے کم نہیں، زیادہ ہی ہیں۔ واللہ ہم ہرگز یہ بھی گوارا نہیں کریں گے کہ ہمارے ملک کی ایک پائی بھی اس کے پاس جائے۔

قیصر۔ اگر تم یہ بھی نہیں مانتے تو آؤ۔ اس سے مصالحت کر لیں اور سوریا[1] کی سرزمین دیدیں تاکہ وہ شام کی حکومت کو ہمارے لئے چھوڑ دے۔

ارکانِ دربار۔ نہیں۔ واللہ ہم یہ بھی نہیں کریں گے۔

قیصر۔ (عاجز ہوکر) دحیہ! اے مقدس ہستی کے معزز قاصد! واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ شخص، جس کا دعوت نامہ تم میرے پاس لائے ہو، وہی رسولؐ برحق ہے جس کے بارے میں ہم اپنی کتابوں میں پیش گوئیاں پڑھ کر اس نبیؐ موعود کے ظہور کے منتظر تھے۔ (آہستہ سے) لیکن ـــ میں باشندگانِ روم سے خائف ہوں، وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ واللہ اگر مجھے جان کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اطاعت قبول کر لیتا۔ البتہ تمہیں ایک ایسے شخص کا پتا بتاتا ہوں جو روم بھر میں مجھ سے زیادہ اثر ورعب رکھتا ہے۔ وہ دراصل یہاں کا سب سے بڑا پادری ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ، اس کے سامنے رسولؐ اللہ کا معاملہ پیش کرنا اور کہنا کہ قیصر کے پاس اسلام کی دعوت آئی ہے۔ اسے کیا کرنا چاہئے۔ دیکھو پھر وہ کیا جواب دیتا ہے ؟

(دحیہ اسی وقت روانہ ہو جاتے ہیں)

رئیس الاساقفہ کے پاس)

رئیس الاساقفہ۔ (سفید ریش بزرگ سیاہی مائل لباس زیب تن کئے مقدس آسمانی کتاب کی تلاوت میں غرق ہے)

دحیہؓ۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

رئیس الاساقفہ۔ (چونک کر سر اٹھاتا ہے) کون ؟ یہ کس کی آواز تھی ؟

دحیہؓ۔ (آگے بڑھ کر رسولؐ اللہ کی دعوت اور قیصر کا پیغام پہنچاتے ہیں۔)

---

[1] سوریا اس زمانے میں فلسطین، اردن، دمشق اور حمص کی سرزمین پر مشتمل تھا۔ (عطیہ)

رئیس۔ (غور سے سُن کر) واللہ یہ وہی نبی موعود ہیں۔ جن کا ہمیں انتظار تھا۔ ان کی علامتیں ہم اپنی مقدس آسمانی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں (اندر جاکر سیاہی مائل لباس اُتارتا اور سفید لباس پہن کر آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک عصا بھی ہے۔ چلو، میں تمہارے ساتھ گرجا چلتا ہوں، اس وقت تمام آدمی وہاں جمع ہوں گے۔

(دونوں جاتے ہیں)

رومی عبادتگذار۔ (احتراماً اُٹھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔) رئیس الاساقفہ!

رئیس الاساقفہ۔ اے روم کے فرزندو! ہمارے پاس نبی موعود احمدؐ کا پیغام آگیا ہے۔ وہ ہمیں اللہ کی طرف بُلا رہا ہے۔ سب سے پہلے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

رومی۔ (یک بارگی ٹوٹ پڑتے ہیں اور غصّے میں مارتے مارتے ہلاک کردیتے ہیں۔)

دحیہؓ۔ (اسی وقت گرجے سے نکل کر قیصر کے پاس جاتے ہیں۔)

قیصر۔ کیا ہوا دحیہؓ؟

دحیہؓ۔ افسوس ان لوگوں نے اس مقدس بزرگ کو بے دردی سے ہلاک کردیا ورنہ اس نے تو تصدیق کردی تھی اور گرجے میں جاکر اپنے ایمان کا اعلان کردیا تھا۔ بس یہی سُن کر رومی برافروختہ ہوگئے اور اس پر ٹوٹ پڑے۔ حتیٰ کہ مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے دَم توڑ دیا۔

قیصر۔ ہاں، دیکھا تم نے؛ مَیں تو کہتا تھا تم سے — یہ اس مقدس بزرگ کا انجام ہے جو اہلِ روم کی نظر میں مذہبی اعتبار سے مجھ سے زیادہ قابلِ احترام اور مقدس شخص تھا۔

(دحیہؓ قیصر کا وہی جواب لے کر واپس آجاتے ہیں)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۹۰-۲۹۵ (اضافہ جدید، از عطیہ)

اٹھارھواں منظر

(شاہِ ایران۔ خسرو پرویز کا دربار، محمدؐ رسول اللہ کے سفیر عبداللہ بن حذافہ نامہ مبارک لے کر آتے ہیں)

کسریٰ۔ سرزمینِ عرب سے آیا ہوا قاصد کیا چاہتا ہے؟

ترجمان۔ جہاں پناہ! یہ ایک خط لے کر آیا ہے۔

کسریٰ۔ سناؤ پڑھ کر۔

ترجمان۔ خط پڑھتا ہے۔ من محمدؐ رسول اللہ الیٰ کسریٰ عظیم فارس۔

کسریٰ۔ خاموش —! ہم آگے نہیں سُننا چاہتے۔ ہماری رعایا کا ایک ادنیٰ شخص اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے — لاؤ ادھر وہ خط!

ترجمان۔ (خط پیش کرتا ہے)

کسریٰ۔ (پڑھے بغیر چاک کر دیتا ہے) باذان۔ نائب سلطنت (وائسرائے) کو ہمارا یہ حکم ابھی بھیج دو کہ اس گستاخ (محمدؐ) کو، جہاں بھی ملے، گرفتار کر کے ہمارے پاس لائے۔

ابن حذافہؓ۔ (آگے بڑھ کر) میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ حجت تمام ہو جائے اور خدا کی طرف سے ہم بری الذمہ ہو سکیں۔

کسریٰ۔ (غرور و تکبر سے) ہمیں کسی کا خوف نہیں نہ ہم مزید وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی کیا، اس کے ملک کی بھی ہمارے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔

(ابن حذافہؓ مجبوراً واپس مدینہ روانہ ہو جاتے ہیں)

(اضافۂ جدید از عطیہ)

اُنیسواں منظر

(شاہِ مقوقس کا دربار ۔ حاطب بن ابی بلتعہ نامۂ مبارک لے کر باریاب ہوتے ہیں)

مقوقس۔ تم عرب کے سفیر ہو؟

حاطب۔ جی ہاں محمدؐ رسول اللہ کا قاصد ہوں۔

مقوقس۔ قاصد؟ کیا پیغام لائے ہو؟

حاطب۔ (نامہ مبارک پیش کرتے ہوئے) یہ دعوت نامہ ہے اسلام کا جو ہمارے رسولؐ نے آپ کے نام بھیجا ہے۔

مقوقس۔ ترجمان! یہ خط پڑھ کر سناؤ۔

ترجمان۔ (خط پڑھتا ہے)

مقوقس۔ (سُن کر غور کرتا ہے، سر اٹھا کر) ہم خود ایک اچھا مذہب (نصرانیت) رکھتے ہیں اور جب تک کوئی اس سے اچھا آسمانی دین نازل جائے۔ ہم اپنا آبائی مذہب ترک نہیں کر سکتے۔

حاطب۔ (آگے بڑھ کر) اے تاجدار مصر! میں آپ کو ایک دین کامل ہی دعوت دینے آیا ہوں۔ قریش اور یہود نے بغاوت و عداوت کا مظاہرہ کیا لیکن نصاریٰ سے محبت کی اُمید ہے۔ واللہ جس طرح موسیٰؑ نے عیسیٰؑ کی بشارت دی تھی اسی طرح عیسیٰؑ نے محمدؐ کی بشارت دی۔ ہم آپ کو قرآن کریم کی دعوت اسی طرح دیتے ہیں جس طرح آپ اہلِ تورات کو انجیل کی دعوت دیتے ہیں۔

آپ سے قبل اس سرزمین (مصر) میں ایک فرعون گزرا ہے جس کا دعویٰ تھا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الاَعلیٰ۔ لیکن خدا نے اسے دُنیا اور آخرت کی رسوائی دی۔ وہ اپنے خدائی دعوے کے ساتھ خدا کے عذاب کی نذر ہوا۔ آپ دوسروں کے انجام سے عبرت حاصل کیجئے، ایسا نہ ہو کہ آپ دوسروں کے لئے عبرت بن جائیں۔

مقوقس۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے خود بھی ان (محمدؐ) کے بارے میں خاصا غور

غوض کیا لیکن ہنوز کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کسی اچھائی سے نہیں روکتے نہ کسی برائی کا حکم دیتے ہیں۔ اور ساحر، کاہن، کاذب، مجنون بھی نہیں معلوم ہوتے بلکہ انؐ میں نبوّت کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ بہرحال میں مزید غور کرکے جواب دوں گا۔

حاطب۔ یہی انؐ سے کہہ دیا جائے؟

مقوقس۔ میں یہ جواب تحریراً دوں گا۔ لاؤ، مجھے نامۂ رسولؐ دو۔ (رسولؐ اللہ کا نامۂ مبارک لے کر ہاتھی دانت کے ڈبّے میں رکھتا ہے۔) لو، اس پر میری مہر لگواکر خزانے میں داخل کردو — اور میری جانب سے عرب کے اس رسولؐ کے لئے دوسرے تحائف کے ساتھ ایک سفید خچرؔ (دلدل) اور حسین قبطی لونڈی ماریہ کو بھیج دو۔ (جواب لکھواکر حاطب کو دیتا ہے)

حاطب۔ (جواب اور تحائف لے کر روانہ ہو جاتے ہیں)

(تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۸۱)

(اضافۂ جدید از: حطیہ)

بیسواں منظر

(مدینہ میں ——— نبی کریمؐ صحابہ کرام کے ساتھ مسجد میں)

عمرؓ۔ یارسولؐ اللہ! ہمارے سفراء شاہانِ عجم کے پاس سے واپس آ گئے ہیں۔ اور شرفِ باریابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

محمدؐ۔ آنے دو انہیں۔

عمرؓ۔ (دحیہ بن خلیفہ، عمرو بن اُمیہ ضمری، عبداللہ بن حذافہ اور حاطب ابن ابی بلتعہ کو لے کر اندر آتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (دحیہ سے) ابن خلیفہ! تم کیا جواب لائے؟

دحیہؓ۔ حضورؐ نے مجھے قیصر روم کے پاس بھیجا تھا۔ اس نے نامۂ مبارک پڑھ کر اپنے مذہبی پیشواؤں سے مشورہ کیا لیکن وہ سب آپؐ کے سخت خلاف ہیں اس لئے اس نے جواب میں عرض کیا ہے کہ "میں اسلام لانا چاہتا ہوں۔ لیکن اہلِ روم سے مجبور ہوں، یہ میرے جانی دشمن ہو جائیں گے۔

محمدؐ۔ غلط کہتا ہے اللہ کا دشمن۔ یہ نصرانیت ہی پر قائم رہنا چاہتا ہے۔

عبداللہ۔ (آگے بڑھ کر) یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ ہاں، تم کسریٰ ایران کے پاس گئے تھے؟

عبداللہ۔ جی ہاں، اس نے نامۂ مبارک کا سرنامہ ہی سُن کر خط غصے میں چاک کر دیا۔ اور کہا "میری رعایا کا ادنیٰ آدمی میرے نام سے قبل اپنا نام لکھتا ہے"۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش بھی کی مگر وہ نہ مانا بلکہ اور بھی سختی سے بولا۔ "فرعون نے بنی اسرائیل پر حکومت کی تھی۔ تم بنی اسرائیل سے بہتر نہیں۔ تم پر تسلط حاصل کرنے سے مجھے کون روک سکتا ہے۔ جب کہ تمہارے مقابلے میں میری سلطنت لامحدود ہے۔"

عمرؓ۔ اس نے نامۂ مبارک چاک کر دیا؟

محمدؐ۔ اللہ اس کی حکومت کو تاخت و تاراج کر دے!

عبداللہ۔ یارسولؐ اللہ! اس نے میری موجودگی میں اپنے وائسرائے مقیم یمن کو حکم بھیجا کہ اسے (حضورؐ کو) جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ۔

عمرؓ۔ (غصے میں) یارسولؐ اللہ! سُنا آپؐ نے؟

محمدؐ۔ عمرؓ۔ خدا پر بھروسہ رکھو، گھبراؤ نہیں، وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہاں، حاطب بن ابی بلتعہ! تم سُناؤ، کیا ہوا؟

حاطب۔ (آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! میں مقوقس (والیٔ مصر) کے پاس گیا تھا۔ اس نے نامۂ مبارک غور سے سُنا اور کہا۔ "میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچا، مزید غور کروں گا۔" اور آپؐ کے لئے دوسرے تحائف کے ساتھ ایک حسین قبطی لونڈی ماریہ اور سواری کے لئے سفید خچر بھیجا ہے۔

محمدؐ۔ اور وہ رحمدل بادشاہ نجاشی — اس کے پاس سے کیا جواب آیا؟

عمروؓ بن امیہ۔ (آگے بڑھ کر) یا رسولؐ اللہ! نجاشی نے میرا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور نامۂ مبارک کو بصد احترام قبول کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن وہ اپنی قوم کے بارے میں معذور ہے۔ اس لئے ان کے دلوں کو بھی تسلیم و رضا اور قبولِ حق کے لئے نرم کرنے تک کی مہلت چاہتا ہے۔

بلالؓ۔ (دوڑتے ہوئے آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ کیا ہے بلالؓ! خیر تو ہے؟

بلالؓ۔ عمرو بن العاص، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ تینوں اسلام قبول کرنے کے لئے آرہے ہیں۔

محمدؐ۔ (خوش ہو کر) اندر بلالو انہیں۔ (تینوں اندر آتے ہیں)

عمرو بن العاص۔ السلام علیک یا رسولؐ اللہ! خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں نجاستِ کفر سے پاک کر دیا اور اسلام کی ہدایت دی۔ لاالٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ۔

خالد بن ولید۔ یا رسولؐ اللہ! باطل کے مقابلے میں حق روشن ہو گیا۔ میری بھی آنکھیں کھُل گئی ہیں۔ میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

عثمان۔ یا رسولؐ اللہ! میں بھی۔

محمدؐ۔ تم سب کلمۂ حق لاالٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کا اقرار کر لو۔

عمرو بن العاص۔ مگر ہمارے پچھلے گناہ..... ان کی تلافی کیونکر ہو گی؟ آئندہ کے لئے میں کچھ نہیں کہتا۔

محمدؐ۔ خدا تمہارا بھلا کرے عمرو! بیعت کر لو عمرو! مکہ سے یہاں آنے یعنی ہجرت کا ثواب اور تمہارا اسلام قبول کر لینا خود ہی ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۱۳-۳۱۴

(جزوی اضافہ جات از: عطیہ)

(عمرو بن العاص، خالد بن ولید، عثمان بن طلحہ ـــ جو اَب تک
کلید بردارِ کعبہ تھے ـــ کلمۂ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

صحابہ رضؓ۔ (خوش ہو کر) اللہ اکبر، اللہ اکبر!

انصاری۔ یا رسولؐ اللہ! یا رسولؐ اللہ! (دوڑتے ہوئے آرہے ہیں)

محمدؐ۔ (سَر اٹھا کر) کیوں .... کیا بات ہے؟

انصاری۔ کسریٰ ایران کے وائسرائے باذان نے اپنے فوجی افسر کی سَرکردگی میں
ایک فوجی دستہ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ان کے ساتھ
ان کا ایک ملکی افسر بانویہ بھی ہے۔

محمدؐ۔ (بے پروائی سے) آنے دو۔

صحابہ کرامؓ۔ (گھبرا کر) یا رسولؐ اللہ! اب .... کیا ہوگا؟

محمدؐ۔ گھبراؤ نہیں۔ دیکھو، خدا کیا کرتا ہے!

(فوجی افسر خرخسرو دستے کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔)

خرخسرو۔ محمدؐ! ہم کسریٰ ایران کے فوجی افسر ہیں۔

محمدؐ۔ جانتا ہوں۔ پھر؟

بانویہ۔ شہنشاہ ایران کسریٰ پرویز نے اپنے وائسرائے مقیم یمن کو فرمان بھیجا ہے
کہ وہ کسی معتبر فوجی دستے کو آپؐ کے پاس بھیجے جو آپؐ کو گرفتار کر کے اس
کے شاہی دربار میں حاضر کرے۔ چنانچہ باذان نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے
یہ میرے ساتھ اس کا فوجی افسر ہے۔

محمدؐ۔ اگر نہ جاؤں تو؟

خرخسرو۔ تو آپؐ کو گستاخی کے ساتھ ساتھ نافرمانی کی بھی سزا ملے گی اور وہ اس
صورت میں آپؐ کو آپؐ کی قوم کے ساتھ ہلاک کر دے گا اور آپؐ کے ملک کو
بھی تاخت و تاراج کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

بانویہ۔ ہم اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

خرخسرو۔ ہم آپ کی تلاش میں طائف گئے تھے۔ وہاں فرزندانِ قریش یہ سُن کر
بہت خوش ہوتے کہ کسریٰ ایران نے آپؐ کو گستاخی کی سزا دینے کے لئے
دربار میں طلب کیا ہے۔ اب آپؐ کی خیر نہیں۔

محمدؐ۔ (بے پروائی سے) یہ تو بتاؤ اپنا حُلیہ کیا بنا رکھا ہے تم نے؟
خرخسرو۔ آپؐ کا اشارہ ہماری بڑی بڑی مونچھوں کی طرف ہے اور ڈاڑھی نہ ہونے پر آپؐ کو تعجب ہوا؟
محمدؐ۔ ہاں، یہ کیا ہے؟
خرخسرو۔ ہمارے پروردگار (کسریٰ) کا یہی حکم ہے۔
محمدؐ۔ لیکن میرے پروردگار کا حکم اس کے برعکس ہے۔ اچھا، خیر، تم لوگ کل اس وقت میرے پاس آ جانا۔

(فوجی افسر وغیرہ واپس جاتے ہیں)

اعلامِ الٰہی۔ "محمدؐ! اللہ تعالےٰ نے کسریٰ ایران پر اس کے فرزند شیرویہ کو مسلط کر دیا اور اس نے اپنے باپ (کسریٰ) کو ۱۰، جمادی الآخریٰ منگل کی رات گزرنے سے چھ گھنٹے قبل قتل کر دیا۔"

(فوجی افسر دوسرے روز وقتِ مقررہ پر آتے ہیں۔)

خرخسرو۔ (اندر آکر) محمدؐ! ہم جواب لینے آئے ہیں۔
محمدؐ۔ کل کیا دن تھا؟
خرخسرو۔ منگل (سہ شنبہ)
محمدؐ۔ اور تاریخ ۱۰ جمادی الآخریٰ۔
خرخسرو۔ ہاں۔
محمدؐ۔ بس تو گزشتہ رات گزرنے سے چھ گھنٹے قبل شیرویہ نے اپنے باپ یعنی تمہارے بادشاہ کو قتل کر دیا۔
خرخسرو۔ (حیران ہے اور مجمع پر خاموشی طاری ہے۔)
محمدؐ۔ رات ہی کا واقعہ ہے یقین نہ ہو تو جاکر تحقیق کر لو۔
خرخسرو۔ جانتے ہو، تم کیا کہہ رہے ہو؟
محمدؐ۔ خوب سمجھتا ہوں اور میں کوئی غلط یا غیر ذمہ دارانہ بات نہیں کرتا۔
خرخسرو۔ یاد رکھنا جس گستاخی کی تمہیں سزا دی جانے والی ہے وہ اس سے کم تھی۔
بانویہ۔ کہو تو ہم تمہاری طرف سے یہ خبر لکھ کر گورنر باذان کو بتا دیں۔
محمدؐ۔ شوق سے لکھ سکتے ہو۔ ساتھ ہی موجودہ شاہ ایران شیرویہ کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت کی حدود وہاں تک پھیلنے والی ہیں۔ جہاں تک کسریٰ کی قلمرو تھی بلکہ اس سے بھی آگے — البتہ تم

اگر اسلام قبول کر لو تو میں تمہاری حکومت میں دخل نہیں دوں گا بلکہ تمہارا ملک تمہارے اور تمہاری آئندہ نسلوں کے زیرِ نگین رہے گا۔

خرخسرو۔ اچھا، اب ہم جاکر اس خبر کی تحقیق کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ اچھا، جاؤ اور میری طرف سے وہ علاقہ بھی ——— (خرخسرو اپنے رفیقوں کے ساتھ باذان کے پاس واپس جاتا ہے اور اسے بھی یہ خبر سناتا ہے)

باذان۔ (خبر سُن کر) واللہ یہ شخص (محمدؐ) بادشاہ نہیں، واقعی نبی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال ہم تحقیق کرتے ہیں، دیکھتے ہیں، یہ کہاں تک سچ کہتا ہے۔ اگر خبر صحیح ہوگی تو اسے نبی مرسل ماننا پڑے گا ورنہ سمجھ لیں گے۔

قاصد۔ (شاہی فرمانِ جدید لے کر حاضر ہوتا ہے) میں آسکتا ہوں؟

باذان۔ کون ہو تم؟ آجاؤ۔

قاصد۔ (شیرویہ کا شاہی فرمان پیش کرتا ہے)۔ یہ حکم نامہ آپ کے نام ہے۔

باذان۔ (پڑھتا ہے) امابعد، میں نے کسریٰ خسرو پرویز کو گذشتہ رات قتل کر دیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ شریف و معزز ایرانیوں کو اس نے بے دردی سے بے قصور قتل کر دیا تھا۔ میں نے غصّے میں ان سب کا انتقام لے لیا۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ جونہی ہمارا فرمان ملے۔ اپنے حلقۂ اثر میں میری اطاعت و فرمانبرداری کا عہد لے لو اور میری بادشاہی کا اعلان کر دو اور جس شخص کے لئے کسریٰ نے تمہیں مامور کیا تھا اسے میرا حکم ثانی ملنے سے قبل نہ چھیڑنا۔

خرخسرو۔ سرکار! یہ کیا ہوا؟

باذان۔ واللہ! یہ شخص نبی برحق ہے۔ چلو، ہم اور تم سب اسلام قبول کرلیں۔

بانویہ۔ یقین مانئے کہ میں اس سے زیادہ پُررعب اور پُرجلال شخصیت سے کبھی نہیں ملا۔

باذان۔ کیا اس کے پاس فوجی پہرہ وغیرہ تھا؟

بانویہ۔ نہیں۔ یہ اس کی اپنی شخصیت کا جلال تھا۔

(باذان نے حضورؐ کے اخلاق و کردار کے بارے میں مزید تحقیق کی، پھر کئی ساتھیوں سمیت حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۲۹۵-۲۹۷ (اضافۂ جدید از: عطیہ)

اکیسواں منظر

(نبی کریمؐ، صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہیں)

بلالؓ۔ (دُور سے دوڑتے ہوئے آتے ہیں) یا رسولؐ اللہ! غضب ہوگیا، ستم ہوگیا۔

عمرؓ۔ (اُٹھ کر) بلالؓ! قریب آکر بتاؤ، کیا ہوا آخر؟

بلالؓ۔ (اندر جاکر) یا رسولؐ اللہ! قریش نے معاہدۂ صلح حدیبیہ توڑ دیا۔

محمدؐ۔ (سر اٹھا کر) یہ تم کیا کہہ رہے ہو بلالؓ؟

عمرؓ۔ بلالؓ!

بلالؓ۔ ہاں، ہاں، بنو خزاعہ کے چند مظلوم یہ خبر لائے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ ہمارے صلح نامے کی ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔

علیؓ۔ ابھی تو معاہدہ ہوئے دو سال بھی پورے نہیں گزرے۔

ابوبکرؓ۔ سچ تو ہے یہ دیکھو، عمرو بن سالم خزاعی چند آدمیوں کے ساتھ اِدھر آرہے ہیں۔

محمدؐ۔ (متفکر و خاموش سر جھکائے بیٹھے ہیں)

عمرو بن سالم۔ (قریب آکر دردناک لہجے میں)

یارب انی ناشد محمدا ۔۔۔ حلف ابینا وابیه الاتلدا
ان قریشا اخلفوک الموعدا ۔۔۔ ونقضوا میثاقک المؤکدا
وجعلوا لی فی کداء رصدا ۔۔۔ وزعموا ان لست ادعوا احدا
وهم اذلُّ واقل عددا ۔۔۔ هم بیّتونا بالوتیر هُجّدا
فقتّلونا رکّعاً و سُجّدا

ترجمہ:۔ اے پروردگار! میں محمدؐ سے اس عہد کے بارے میں فریاد کرتا ہوں جو میرے اور ان کے بزرگوں سے ہوا تھا۔ قریش نے آپؐ سے معاہدہ خلافی کی اور مضبوط عہد کو توڑ ڈالا —— ان لوگوں نے ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر ڈالا۔ اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ ہماری مدد و حمایت کے لئے کوئی نہ آئے گا۔ وہ لوگ (قریش) ذلیل اور تعداد میں بہت کم ہیں۔ انہوں نے ہمیں رات کے وقت پُرسکون نیند میں آلیا —— ہمیں رکوع و سجود

کی حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔"

محمدؐ۔ (متاثر و آبدیدہ ہیں) عمرو! تمہاری داستان بڑی المناک ہے۔

عمرؓ۔ خزاعی! آخر اس عہد شکنی کا سبب کیا تھا؟

خزاعی۔ ہمارا مسلمان ہو کر حضورؐ کے ساتھ شامل ہونا، اور کیا؟ حسبِ معمول رات کو ہم آرام سے سو رہے تھے کہ اچانک بنو بکر نے ہم پر لاعلمی میں حملہ کر دیا۔ قریش نے اسلحہ سے ان کی مدد کی اور عکرمہ بن ابی جہل، سہیل بن عمرو (جو معاہدہ کرنے کے لئے رسولؐ اللہ کے پاس آئے تھے اور عہد نامے پر اُن کے بھی دستخط تھے) صفوان بن اُمیہ بھی رات کی تاریکی میں نقاب پوش ہو کر اپنے حوالی موالی کے ساتھ ہم پر حملہ آوری میں شامل تھے۔ ہم نے بہت فریاد کی، امان مانگی اور آخر حرم میں پناہ لی، لیکن ان پر ذرا اثر نہ ہوا اور وہ برابر بے دردی سے ہمارا قتلِ عام کرتے رہے حتیٰ کہ آخر میں ہم نے انہیں خدا کا واسطہ دیتے ہوئے پناہ مانگی کہ الہٰك الہٰك۔ اپنے خدا کے لئے ہم پر رحم کرو تو ان ظالموں نے یہ سُن کر کہا لا الٰہ الیوم ——" آج خدا کوئی چیز نہیں"۔ وہ بدبخت اتنی بڑی بات بھی زبان سے نکال کر خوف زدہ نہ ہوئے۔

محمدؐ۔ (ہمدردی اور جوش میں اُٹھ کر اپنی ردائے مبارک سنبھالتے ہوئے) عمروؓ بن سالم! تمہارے لئے غیب سے مدد آگئی ہے۔ وہ دیکھو! آسمان پر یہ بدلی بنی کعب کی مدد کے لئے چھائی ہے۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ان مظلوموں کی داد رسی کیجئے۔

محمدؐ۔ بے شک ہم ضرور ان کی حمایت کریں گے۔ تم جانتے ہو کہ قریش نے متفقہ سازش کے تحت ان پر حملہ کیا تھا اور یہ نہ صرف معاہدہ شکنی ہے بلکہ آئندہ کے لئے بہت خطرناک جرأت بھی ہے۔ اگر اس وقت انہیں سزا نہ ملی تو یہ شیر ہو کر ہمارے دوسرے دوست قبائل کو ستائیں گے اس لئے....

عمرؓ۔ کیا حضورؐ مکہ تشریف لے جا رہے ہیں؟

محمدؐ۔ ہاں، عمرؓ! دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر تیار کرو، ہم مکہ جائیں گے۔

عمرؓ۔ (مسلح ہو کر جاتے اور اعلان کرتے ہیں) مجاہدو! اسلام کے مایہ ناز فرزندو! تیار ہو جاؤ۔ اللہ کے دین کی حفاظت و حمایت کے لئے مکہ روانہ ہو جاؤ۔ رسولؐ اللہ مکہ فتح کرنے کی تیاری فرما چکے ہیں۔

مجاہدین۔ (سب جلد جلد مسلح ہو رہے ہیں)

بُدیل بن ورقاء (چند خزاعیوں کے ساتھ) یا رسولؐ اللہ! قریش نے بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا اور وہ کوئی مدافعت نہ کر سکے۔

محمدؐ۔ ہم انہیں کی حمایت کے لئے نکل رہے ہیں۔

بُدیل۔ بس میں یہی خبر دینے حاضر ہوا تھا۔

(واپس مکہ روانہ ہو جاتا ہے)

محمدؐ۔ معلوم ہوتا ہے معاہدہ کو دوبارہ مضبوط کرنے اور مدت میں توسیع کی غرض سے ابوسفیان آ رہا ہے۔

ابوسفیان۔ (راستے میں بُدیل سے ملتا ہے) تم یہاں کہاں؟ کہاں سے آ رہے ہو؟

بُدیل۔ میں خزاعیوں کے ساتھ ذرا یہاں ساحل تک گیا تھا۔

ابوسفیان۔ (سمجھ جاتا ہے) کیا تم محمدؐ کے پاس سے نہیں آ رہے ہو؟

بُدیل۔ (بے پروائی سے آگے بڑھ کر) نہیں۔

ابوسفیان۔ (مشکوک نگاہوں سے بُدیل کو دیکھتا ہے۔ پھر آگے بڑھ کر اس کی اونٹنی کی مینگنی اُٹھاتا اور توڑ کر دیکھتا ہے۔) لات کی قسم۔ ربِ کعبہ کی قسم بُدیل محمدؐ کے پاس سے آ رہا ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں (تیزی سے روانہ ہو جاتا ہے)

ابوسفیان۔ (سیدھا اپنی بیٹی ام حبیبہؓ[1] کے پاس پہنچتا ہے) بیٹی۔ میری بچی!

اُمّ حبیبہؓ۔ کیوں۔ باپ! کیونکر آئے؟ کیسے آئے؟

ابوسفیان۔ (بستر پر بیٹھنا چاہتا ہے) ذرا کام ہے مجھے۔

ام حبیبہؓ۔ (بستر اُلٹتے ہوئے) الگ بیٹھو، یہ رسولؐ اللہ کا بستر ہے۔

ابوسفیان۔ بیٹی! یہ کیا کہہ رہی ہو؟ مَیں بستر کے لائق نہیں یا بستر میرے قابل نہیں؟

ام حبیبہؓ۔ نہیں تم اس لائق نہیں کہ رسولؐ اللہ کے پاک بستر پر بیٹھو۔ اِس لئے کہ تم نجاستِ کفر میں آلودہ ہو۔

ابوسفیان۔ (اٹھتے ہوئے) واللہ میرے بعد تم بہت بدل گئی ہو۔

(باہر نکل جاتا ہے)

ام حبیبہؓ۔ (خاموش ہیں)

ابوسفیان۔ (رسولؐ اللہ کی خدمت میں) محمدؐ!.... اے ابوالقاسمؐ!.... محمدؐ! میری بات تو سنو.....!

---

[1] اُمّ المومنین

محمدؐ۔ (خاموش ہیں ـــــ کوئی جواب نہیں دیتے)
ابوسفیان۔ (ابوبکرؓ کے پاس جاتا ہے) ابوبکرؓ! تم بڑے رحم دل و نرم خو ہو۔ میرا ساتھ دو اور بتاؤ آخر محمدؐ میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ذرا تمہیں میری سفارش کردو۔ وہ کم از کم میری سُن تو لیں۔
ابوبکرؓ۔ نہیں ابوسفیان ـــ میری اتنی مجال نہیں۔
ابوسفیان۔ (عمرؓ کے پاس) ابوحفصؓ!...... تمہیں میری سفارش کردو۔ دیکھو، محمدؐ میری کوئی بھی بات سُننے کے لئے تیار نہیں۔
عمرؓ۔ (مُنہ پھیر کر) میں اور تمہاری سفارش کروں؟ واللہ قیامت تک ناممکن ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ تم عہد شکنی کے بعد اتنی جرأت کر بیٹھے کہ یہاں نظر آرہے ہو۔ واللہ میں تو مسلمانوں کے خون کے ہر قطرے کا تم سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔
ابوسفیان۔ (مایوس ہوکر علیؓ بن ابی طالب کے پاس جاتا ہے)
علیؓ۔ (اس وقت ان کے پاس حضرت فاطمہؓ بھی موجود ہیں اور ان کا کمسن بچہ حسن بن علیؓ پاس ہی کھیل رہا ہے۔)
ابوسفیان۔ (اندر جاکر) ابوالحسنؓ! اے علیؓ!
علیؓ۔ کون ہو تم ـــ ابوسفیان؟ کیونکر آگئے؟
ابوسفیان۔ لات کی قسم ہر طرف سے مایوس ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم بھی مجھے ناکام نہ لوٹا دینا۔
علیؓ۔ کیا ہوا؟
ابوسفیان۔ مَیں نے ہزار کوشش کی کہ محمدؐ میری بات سُن لیں اور جواب دیں لیکن ان کی خاموشی بدستور قائم رہی۔ پھر ابوبکرؓ و عمرؓ سے سفارش کی درخواست کی، وہ نہیں مانے۔ تمہیں مدد کرو، تم رشتے کے لحاظ سے بھی میرے قریب ترین عزیز ہو۔
علیؓ۔ (سوچ کر) ابوسفیان! اگر رسولؐ اللہ نے کسی کام کا فیصلہ ہی کرلیا ہے۔ اور مصلحتاً خاموش ہیں تو ہم ان سے بات تک کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے، سفارش تو بڑی چیز ہے۔
ابوسفیان۔ (فاطمہؓ سے) اے بنت محمدؐ! تم کیا اپنے اس نوعمر بچے کو آمادہ نہیں کر سکتیں کہ وہ اس وقت سفارش کرکے قوم کی بڑی تعداد کو ہلاکت سے

بچالے۔ اگر اس نے یہ کر دکھایا تو ہمیشہ کے لئے عرب کی سرداری کا سہرا اس کے سر ہوگا۔

فاطمہؓ۔ میرا بچّہ ابھی اس قابل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ رسولؐ اللہ کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔

ابوسفیان۔ ابوالحسنؓ! مجھے تو اب یہ معاملہ بڑا ٹیڑھا نظر آ رہا ہے۔ بات ایسی بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی۔ تم کوئی مشورہ ہی دے دو۔

علیؓ۔ واللہ اس سلسلے میں مَیں تمہیں کوئی مفید مشورہ بھی نہیں دے سکتا۔ البتہ تم خود بنی کنانہ کے سردار ہو۔ ان کے پاس جاؤ، انہیں پناہ دو۔ پھر اپنے گھر بیٹھ رہو۔

ابوسفیان۔ کیا اس طرح میرا کام بن جائے گا؟

علیؓ۔ خیر، مَیں اس کا ذمّہ تو نہیں لے سکتا لیکن اس کے سوا اور کیا کہوں؛ میری نظر میں کوئی دوسرا چارۂ کار نہیں تمہارے لئے۔

ابوسفیان۔ (اونٹ پر بیٹھ کر مکہ واپس جاتا ہے۔)

تاریخ طبری صفحہ ۳۲۳-۳۲۷ ج ۲

بائیسواں منظر

"مکہ میں ——— ابوسفیان فرزندانِ قریش کے ساتھ"

قریش۔ کہو ابوسفیان! کیا جواب لائے؟

ابوسفیان۔ میں محمدؐ کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کرنی چاہی لیکن لات کی قسم اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ میری طرف کوئی توجہ کی۔ پھر ابوبکرؓ کے پاس پہنچا کہ وہ سفارش کر دیں لیکن وہاں سے بھی کورا جواب ملا۔ ان کے بعد عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا تو وہ سخت ترین دشمن ثابت ہوا۔ آخر علیؓ کو مخاطب کیا۔ وہ البتہ نیک خو انسان ہے۔ اس نے مجھے جو مشورہ دیا اس پر عمل کر رہا ہوں۔ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا۔

قریش۔ علیؓ نے کیا کہا تھا تم سے؟

ابوسفیان۔ اس نے کہا "تم بنی کنانہ کے سردار ہو، تمہیں انہیں بچا سکتے ہو۔ جا کر اپنی قوم کو پناہ دو، پھر گھر میں بیٹھ رہو۔

قریش۔ تو کیا محمدؐ نے بھی تمہیں اجازت دے دی تھی؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قریش۔ تیرا برا ہو احمق و بے وقوف! یہ بھی کوئی مشورہ تھا؟ علیؓ نے تمہیں بچوں کی طرح بہلا دیا۔ یا طفل تسلی سے کام لیا ہے۔ اس سے بھلا ہمارا کیا فائدہ ہوا۔ تمہیں بتاؤ تمہارا کونسا مقصد حاصل ہو گیا؟

تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۲۳ - ۳۲۵

تیئسواں منظر

(ابوبکرؓ عائشہ صدیقہؓ کے پاس)

عائشہؓ۔ (رسولؐ اللہ کا سامان درست کر رہی ہیں۔) آئیے ابا جان!

ابوبکرؓ۔ (اندر آتے ہوئے) کیوں بیٹی! کدھر کی تیاری ہے؟ کیا رختِ سفر باندھ رہی ہو؟

عائشہؓ۔ جی ہاں! رسولؐ اللہ کا حکم ہے کہ ان کا سامان درست کردوں۔

ابوبکرؓ۔ تمہیں بتایا نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟

عائشہؓ۔ مجھے نہیں معلوم۔

(ابوبکرؓ معلوم کرنے جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (ایک بلند مقام پر مسجد نبوی کے پاس کھڑے ہیں۔) لوگو! تیاری کرلو، ہم مکہ جانے کے لئے پابہ رکاب ہوں۔

حسانؓ بن ثابت۔ حضورؐ کے پاس جاکر۔

اتانی و لم اشھد ببطحاء مکہ — رجال بنی کعب تحز رقابھا

بایدی رجال لم یسلو اسیوفھم — و قتلی کثیر لم تجن ثیابھا

ایا لیت شعری ھل تنالن نصرتی — سہیل بن عمرو حرھا و عقابھا

فلا تجزعوا منھا فان سیوفنا

لھا وقعۃ بالموت یفتح بابھا

ترجمہ:۔ میں نے خود نہیں لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ بطحاء مکہ میں بنی کعب کی گردنیں اُڑائی جا رہی ہیں:۔

"یہ وہ مظلوم ہیں جنہیں تلواریں کھینچنے کی بھی مہلت نہ ملی اور ایسے مقتولین وہاں کثرت سے تھے جن کے تن پر کپڑے بھی ڈھال نہ بن سکے ——————" اے کاش میں یہ سُن پاتا کہ سہیل بن عمرو جو بہادر سورما ہے وہ میری مدد کرے گا۔

"خزاعیو! گھبراؤ نہیں، ہماری تلواریں اِن کے لئے موت کا ایک ہیبت ناک منظر پیش کرنے کی غرض سے راہیں کھول دیں گی"۔

محمدؐ۔ بہت خُوب۔ بہت خُوب۔ اللھم خذ العیون والاخبار عن قریش حتیٰ نعنبتھا فی بلادھا۔
الٰہ العالمین! قریش کے مخبروں اور جاسوسوں کو ہمارے لشکر کی اِطلاع دینے سے قبل .... ہلاک کر دیجئے۔
(رسولؐ اللہ انصار و مہاجرین پر مشتمل دس ہزار مجاہدینِ اسلام کا لشکرِ جرّار لے کر مکّہ کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔ ابھی تک قریش کو ان کی روانگی اور مقصد کا علم نہیں)۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۲۷-۳۲۸

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ابھی تک تو قریش کو ہماری آمد کا علم نہیں ہوا؟

محمدؐ۔ ہاں، یہ خدا کی مہربانی ہے۔

ابوبکرؓ۔ اب ہم وادیٔ ظہران میں ہیں۔ رات کا وقت ہے۔ خدا جانے قیام کہاں مناسب ہوگا۔

محمدؐ۔ بس اس مقام پر اُتر جاؤ۔
(لشکرِ اسلام ظہران میں قیام کرتا ہے۔ اس نے دو منزلیں طے کر لی ہیں)
(راستے میں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابواُمیہ اتفاقاً اِدھر آ نکلتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (نظر پڑتی ہے تو مُنہ پھیر لیتے ہیں۔

ام سلمہؓ۔ یا رسولؐ اللہ! ابوسفیان[1] آپؐ کے چچا کا بیٹا اور عبداللہ پھوپھی کا لڑکا ہے۔ اس درجہ بھی خُونی تعلق رکھنے والے تو نظرِ التفات سے محروم نہ رہنے چاہئیں۔

محمدؐ۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ابن عم میرے لئے باعثِ ننگ ہے اور پھوپھی کے بیٹے کو بھی خوب جانتا ہوں۔

علیؓ۔ (ابوسفیان اور عبداللہ سے) تم ان سے ملنا چاہتے ہو؟

ابوسفیان و عبداللہ۔ واللہ ہم ان سے ملنے کی اجازت لے کر رہیں گے ورنہ،
میں تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ رحمت و ہمدردی، سلوک و رواداری رسولؐ اللہ کی سرشت میں داخل ہے۔ اگر

[1] یہ ابوسفیان بن ابی حارث ہیں۔

تم لوگ اپنی سابقہ بدسلوکیوں کی معافی ان الفاظ میں طلب کرو جو یوسف کے بھائیوں نے استعمال کئے تھے۔ تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین۔

ابوسفیان و عبداللہ۔ (نبی کریمؐ کے پاس جاکر) تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین۔

محمدؐ۔ (بے اختیار) لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین

ابوسفیان۔ لعمری انی یوم احمل رایۃ | لتغلب خیل اللات خیل محمد

لکا المدلج الحیران اظلم لیلہ | فھذا اوانی حین اُھدی واھتدی

وھادٍ ھدانی غیر نفسی ونالنی | مع اللہ من طردت کل مطرّد

۱۔ میری جان کی قسم جب میں پرچم لئے یہ چاہتا تھا کہ لات کا لشکر محمدؐ کے لشکر پر غالب آجائے۔

۲۔ میری مثال اس وقت اندھیرے میں چلنے والے کی تھی اور آج یہ دن ہے کہ اگر مجھے ہدایت دی جائے تو میں راہ پر آجاؤں۔

۳۔ ایک رہبر نے میری رہبری کی اور مجھے پالیا۔ اس نے جس سے میرے تعلقات منقطع ہوچکے تھے۔

محمدؐ۔ ہاں، تم تو مجھے کبھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اچھا، دیکھو، ہماری روانگی کی خبر قریش کو تو نہیں ہوئی؟

ابوسفیان۔ نہیں، ابھی تک وہاں کوئی سُن گُن نہیں، خود ہم لوگ اتفاقیہ اِدھر آنکلے تھے۔

محمدؐ۔ مجاہدو! کل صبح ہمارا لشکر مختلف راستوں سے مکہ میں داخل ہوگا۔

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۲۹

اضافۂ جدید از۔ عطیہ

چوبیسواں منظر

مکہ میں لشکرِ اسلام آکر خیمہ زن ہے اور قریش کو جنگ کی اطلاع دینے کے لئے ایک بلند پہاڑی پر الاؤ روشن کر دیا گیا ہے۔

محمدؐ۔ دیکھو! اب تم لوگ مختلف راستوں سے مکّہ کے اندر جانا۔

عمرؓ۔ قریش کو تو آگ دیکھ کر ہی لڑائی کا علم ہو جائے گا۔

علیؓ۔ ہاں، ورنہ ہم مدینہ سے یہاں تک کئی منزلوں پر قیام کرتے ہوئے لیکن کوئی بھی نہیں سمجھ سکا کہ ہم کیوں نکلے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ یہ نہ کہو، وہ تو رسولؐ اللہ نے بڑی مصلحت اندیشی سے کام لیا اور پرچم نہیں لہرائے ورنہ ہر ایک سمجھ جاتا، اور اب لوگ قیاس آرائی کرتے رہے کہ ثقیف کا رُخ ہے اور کوئی کہتا تھا ہوازن کی طرف جا رہے ہیں۔

محمدؐ۔ یہ صرف اللہ کا کرم ہے کہ دشمن کو ہماری خبر نہ ہو سکی۔

علیؓ۔ (دور سے آتی ہوئی آوازوں پر کان لگا کر) سُنو۔ سُنو۔ انہیں ہماری خبر ہو گئی۔ آگ کی طرف بھاگے آرہے ہیں اور آپس میں قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔

بُدیل بن ورقاء (بدحواس ہو کر بھاگتا ہوا آرہا ہے) فرزندانِ قریش! لشکر... لشکر...... ہوشیار...... لشکر.... آپہنچا...... ہوشیار ہو جاؤ۔

ابوسفیان۔ (کھڑے ہو کر) کہاں ہے؟ کون ہے؟ کس کا لشکر؟ کیسا لشکر؟

حکیم بن حزام۔ دیکھتے نہیں؟ وہ پہاڑی پر آگ کے شعلے ہوا سے باتیں کر رہے ہیں۔

ابوسفیان۔ (خوف و دہشت سے حواس باختہ ہے) ہاں... ہاں واقعی، واقعی لشکر ہے۔ لاتؔ کی قسم میں نے عمر بھر ایسی خوفناک آگ نہیں دیکھی تھی۔

بُدیل۔ واللہ اس لڑائی کی آگ بنو خزاعہ نے بھڑکائی ہے۔

ابوسفیان۔ تمہاری عقل چرنے گئی ہے۔ تم بھی کیا باتیں کرتے ہو۔ بنو خزاعہ اِتنا دَم خم نہیں رکھتے۔ بھلا ان میں اتنی ہمّت ہو سکتی ہے؟

حکیم بن حزام۔ بنو خزاعہ پست ہمّت اور قلیل تعداد ہیں۔ اس آگ کی تیزی بتاتی ہے کہ لشکرِ جرّار آیا ہے۔

عباسؓ بن عبد المطلب۔ (نبی کریمؐ کے سفید خچر پر سوار اِدھر سے گزرتے ہیں)۔۔۔
ابو حنظلہ! اے ابو سفیان!
ابوسفیان۔ کون؟ ابو الفضل! عباس!
عباسؓ۔ ہاں میں ہوں۔
ابوسفیان۔ کیا ہے؟ تم پر میرے ماں باپ قربان۔
عباسؓ۔ خدا تمہارا بھلا کرے ابو سفیان! یہ دیکھو رسولؐ اللہ ایک ایسے لشکرِ جرّار کے ساتھ آپہنچے ہیں کہ تم لوگ ان سے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے۔ دس ہزار مجاہدین ان کے ساتھ ہیں۔
ابوسفیان۔ تو پھر میں کیا کروں؟ تمہیں بتاؤ۔
عباسؓ۔ ہائے قریش! یاد رکھو، اگر وہ تمہارے امن چاہنے سے قبل مکّہ میں فاتحانہ آگئے تو یہ بات قریش کی ساکھ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گی اور تم بھی کسی کے سامنے سَر اٹھانے کے قابل نہ رہو گے۔
ابوسفیان۔ تو اب کرنا کیا چاہیئے؟ خدارا تمہیں کوئی تدبیر بتاؤ۔ میری تو عقل کام نہیں کرتی۔
عباسؓ۔ یاد رکھ، اگر وہ تجھے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تیرے سابقہ جرائم کی پاداش میں تیرا سَر قلم کر دینگے۔ اس لئے خیر اسی میں ہے کہ میرے پیچھے آکر سوار ہو جا تاکہ میں تجھے رسولؐ اللہ کے پاس لے جاکر جاں بخشی کا حکم لے لوں
ابوسفیان۔ (گھبراہٹ میں اپنے سوا کسی کا ہوش نہیں رہتا) ہاں، ہاں، میں چلتا ہوں۔ ابھی چلتا ہوں۔
(اسی وقت عباسؓ کے پیچھے خچر پر بیٹھ کر روانہ ہو جاتا ہے۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۲۵ - ۱۳۱
(مع اضافہ جات از: عطیہ)

پچیسواں منظر

(لشکرِ اسلام کی چھاؤنی ـــ عباس بن عبدالمطلب اپنے خچر پر ابوسفیان کو بٹھائے لشکر کے بیچ سے گزرتے ہوئے نبی کریمؐ کے پاس جا رہے ہیں۔)

مجاہدین۔ (چلّا کر) ارے دیکھنا، یہ کون ہے؟

عباس۔ (پیچھے مڑ کر) کوئی نہیں، میں ہوں عباس۔

مسلمان۔ تم عمِ رسول اللہ! رسولؐ اللہ کے خچر پر!

ابوسفیان۔ (گھبرا کر) ہائے عباس! اب کیا ہوگا؟ مجھے بچاؤ، ان لوگوں نے پہچان لیا تو میری خیر نہیں۔

عباس۔ کوئی اندیشہ نہیں۔

عمرؓ بن الخطاب۔ (قریب آکر) یہ کون ہے تمہارے ساتھ عباسؓ؟

عباس۔ (تیزی سے گزرتے ہوئے) کوئی نہیں، میں ہوں۔

عمرؓ۔ (ابوسفیان کو پہچان کر) یہ ابوسفیان ہے۔ ابوسفیان! خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے بغیر کسی معاہدے اور عہد کے ہمارے قبضے میں دے دیا۔

عباس۔ (تیزی سے خچر دوڑا رہے ہیں) ہمیں جلد از جلد رسولؐ اللہ کے پاس پہنچنا چاہیئے ورنہ عمرؓ نے آلیا تو غضب ہو جائے گا۔

ابوسفیان۔ (مڑ کر دیکھتا ہے) ہاں، وہ برابر ہمارے تعاقب میں دوڑ رہا ہے۔

عباس۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہم سے قبل رسولؐ اللہ کے پاس جا پہنچے۔

ابوسفیان۔ بھائیؐ! جلد چلو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ تیز دوڑا دو سواری کو۔

عباس۔ دیکھنا، وہ آگے نکل گیا۔ مگر خیر، ہم بھی آگئے منزل تک۔

(حضرت عمرؓ تیزی سے رسولؐ اللہ کے پاس جاتے ہیں۔)

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! یہ دشمنِ خدا ابوسفیان بن حرب بغیر کسی عہد و معاہدہ اور کوشش کے ہمارے پاس آگیا ہے۔ حکم دیجئے، میں اس کی گردن اڑا دوں۔

عباس۔ (اتر کر جاتے ہیں، ابوسفیان ساتھ ہے۔) یا رسولؐ اللہ! میں نے اِسے پناہ دی ہے۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے تو کچھ عرض کروں؟

عباس (نبیؐ کے پاس بیٹھ کر عمرؓ سے مخاطب ہیں) واللہ آج میرے سوا کوئی بھی رسولؐ اللہ سے بات نہیں کر سکتا۔

عمرؓ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ تم نے ایک دشمن دین کو پناہ دی ہے۔

عباس۔ عمرؓ! نرمی سے کام لیا کرو۔ اگر بنی عدی بن کعب یعنی تمہارے قبیلے کا کوئی شخص ہوتا تو تم ہرگز ایسا نہ کرتے لیکن تم جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کا آدمی ہے۔

عمرؓ۔ (لہجہ بدل کر نرمی سے) عباس! اتنا غصہ نہ کرو۔ واللہ تمہارا اسلام لانا میرے نزدیک میرے باپ کے اسلام لانے سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ خطاب کے اسلام سے زیادہ رسولؐ اللہ کو بھی تمہارا اسلام لانا بہت پسند آیا ہے۔ اگر خطاب اسلام قبول کر لیتا تو انہیں یا مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

ابوسفیان۔ عباس — (آہستہ سے) عباس! موقع اچھا ہے اب ان سے بات کرلو میرے لئے۔

عباس۔ یا رسولؐ اللہ! — یہ ابوسفیان حاضر ہے۔

محمدؐ۔ (باوقار انداز میں سر اٹھا کر) اس سے کہو کہ ہم نے اسے پناہ دی، یہ کل پھر حاضر ہو۔

(دوسرے روز)

ابوسفیان۔ (جاتا ہے مگر بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی)

محمدؐ۔ (نظر پڑتی ہے) ابوسفیان!

ابوسفیان۔ جی۔ ابوالقاسمؐ!

محمدؐ۔ خدا تجھے سمجھے، کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کہہ دے۔

ابوسفیان۔ آپؐ پر میرے ماں باپ قربان، آپؐ کس درجہ حلیم، کس قدر بردبار اور کتنے فراخ دل ہیں — واللہ میرا خیال ہے کہ اگر خدا کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو وہ اس وقت ضرور میرے کام آتا اور مجھے ہر شے سے بے نیاز کر دیتا۔

محمدؐ۔ خدا تیرا بھلا کرے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو مجھے اللہ کا رسولؐ برحق

تسلیم کرے؟

ابوسفیان۔ واللہ یہ جانتا اور مانتا ہوں کہ آپ بڑی عظیم شخصیت کے مالک ہیں، آپ کا کردار بے مثال ہے لیکن......

محمدؐ۔ لیکن..... کیا؟

ابوسفیان۔ یہ کہ آپ کی رسالت میں مجھے ذرا کلام ہے۔

عباس۔ خدا تجھے تباہ کردے بدبخت! حق کی گواہی دینے میں تجھے کیا تامّل ہے؟ گردن ماری جانے سے قبل ہی کلمہ پڑھ لے۔

ابوسفیان۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

محمدؐ۔ عباس! اسے اپنے ساتھ لے جاکر ہمارے لشکر کی گذرگاہ کے پاس بند کردو تاکہ یہ اسلام کی شان و شوکت کا نظارہ کر سکے۔

ابوسفیان۔ عباس میرے لئے کسی نمایاں خصوصیت کی درخواست کرو۔

عباس۔ یا رسولؐ اللہ! ابوسفیان اپنے لئے کسی امتیازی اور قابلِ فخر خصوصیت کا خواہاں ہے۔

محمدؐ۔ اچھا، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ محفوظ ہوگا۔

ابوسفیان۔ واقعی آپ بڑے خوش اخلاق و فراخ دل ہیں۔

عباس۔ (ابوسفیان کو وادی کے تنگ راستے پر درّہ کوہ کے نزدیک لے جاتے ہیں۔ یہاں سے وہ لشکر اسلام کو گذرتے اور رسولؐ اللہ کو جنگی ہدایات دیتے دیکھ سکتا ہے۔)

محمدؐ۔ (بلند مقام پر کھڑے ہیں۔) مجاہدینِ اسلام! فرزندانِ توحید! علمبردارانِ حق!

لشکرِ اسلام۔ (آکر جمع ہوتے جارہے ہیں) لبیک یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ سنو! تمہیں ان ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔

مجاہدین۔ بسروچشم یارسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ ۱۔ جو ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ جو خانۂ کعبہ کے اندر چلا جائے اِسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ جو اپنے دروازے بند کرکے بیٹھ رہے اُسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں جا بیٹھے وہ محفوظ رہے گا۔

۶۔ جو میدان چھوڑ کر بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔

۷۔ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

۸۔ اسیر کو قتل نہ کیا جائے ۔۔۔ بس فی الحال مجھے یہی کہنا تھا۔

مجاہدین۔ ارشادات کی تعمیل ہوگی۔

(لشکرِ اسلام دستوں کی صورت میں باری باری گزر رہا ہے۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۱۳۳۱
(اضافۂ جدید مع اشعار از عطیہ)

چھبیسواں منظر

(وادی کے تنگ راستے میں پہاڑ کے درّے پر۔ لشکرِ اسلام کے دستے مختلف فوجی لباس میں باری باری گزر رہے ہیں۔ عباس اور ابوسفیان اپنی جگہ بیٹھے نظارہ کر رہے ہیں۔)

عباس۔ ابوسفیان! اللہ کا لشکر دیکھ رہے ہو؟

ابوسفیان۔ (کھوئے ہوئے انداز میں) ہاں۔ ہاں ... (ایک گزرتے ہوئے دستے کو دیکھتے ہوئے) یہ کونسا قبیلہ ہے؟

عباس۔ یہ قبیلۂ سلیم کے افراد ہیں۔

ابوسفیان۔ اچھا۔ یہ وہ ہیں؟ خیر، ہوں گے۔ اب یہ کون ہیں؟

عباس۔ (ایک نظر ڈال) قبیلۂ اسلم کے مجاہدین۔

ابوسفیان۔ خیر یہ بتاؤ، یہ کون آ رہے ہیں؟

عباس۔ جُہَینہ کے جانباز ___ اور غفار کے بہادر۔

ابوسفیان۔ اچھا، یہ بھی سہی۔ اب .....؟

عباس۔ دیکھا تم نے؟ یہ تمام قبائل اپنے پرچم لہراتے کس شان سے گزرتے چلے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان۔ (یک لخت) عباس! ابوالفضل! دیکھو..... دیکھنا ذرا، یہ کون لوگ ہیں۔؟

عباس۔ (پُرشوق نگاہیں ڈال کر) تم نہیں پہچانتے؟ یہ رسولؐ اللہ ہیں انصار و مہاجرین کے سبز پوش لشکر میں ... کیا شان ہے ان کی واللہ!

ابوسفیان۔ اس لشکر میں سبھی لوہے میں غرق ہیں۔ زرہ بکتر، خود سے آراستہ ہو کر مجسّم آہن بن گئے ہیں۔

عباس۔ ہاں۔

ابوسفیان۔ (کسی گہری سوچ میں ڈوب کر) اب بھلا اِن کے مقابلے کی تاب کون لا سکتا ہے؟ عباس! تمہارے بھتیجے کا ملک واقعی عظیم تر ہو گیا ہے۔

عباس۔ ہاں، یہ سب نبوّت کا فیض ہے۔

ابوسفیان۔ (کھوئے ہوئے انداز میں سوچتے ہوئے) ہاں، ہاں۔

عباس۔ میری رائے ہے کہ تم اب بھی اپنی قوم سے جا ملو اور انہیں لشکرِ اسلام کی طاقت و عظمت سے خوف دلاؤ ورنہ نتیجہ ۔۔۔۔ ؟ تم جانو ۔۔۔۔۔

ابوسفیان۔ ٹھیک کہا تم نے، میں ابھی جاتا ہوں۔

عباس۔ جلدی کرو۔ وقت بہت کم ہے۔

(ابوسفیان اپنی قوم کے فرزندوں کے پاس جاتا ہے۔)

ستائیسواں منظر

(مکہ - ابوسفیان اجتماعِ عام کو خطاب کر رہا ہے)

ابوسفیان۔ (انتہائی بلند آواز سے) فرزندانِ قریش! دیکھو، محمدؐ نے تم پر چڑھائی کر دی ہے۔ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تم میں اتنی طاقت و تاب نہیں۔ محمدؐ نے بھرے مجمع میں اعلان کیا ہے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ پناہ میں ہوگا۔

ہند بنت عتبہ۔ (مجمع کو چیرتی غصے میں بھری ہوئی آگے بڑھتی ہے) یہ تو بک رہا ہے

ابوسفیان۔ (تحمل سے) ہاں، میں کہتا ہوں اور تمہیں سننا پڑے گا۔

ہند۔ (قریب جاکر اس کی مونچھیں پکڑ لیتی ہے) پکڑ لو۔ مار ڈالو اس رُوسیاہ تندخو اور ننگِ اسلاف کو۔

ابوسفیان۔ (ڈانٹ کر) دُور ہو کمبخت!

ہند۔ (لوگوں سے) اس کی بکواس پر کان مت دھرنا۔

ابوسفیان۔ (تقریر جاری رکھتا ہے) لوگو! اس عورت کی پُرفریب باتوں میں نہ آنا۔ تم پر وہ بلا آ رہی ہے جس کا مقابلہ تمہارے بس کا روگ نہیں۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ پناہ میں رہے گا۔

مجمع۔ خدا تجھے ہلاک کرے! ہمیں تیرے گھر سے کیا فائدہ؟

ابوسفیان۔ جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں رہے گا۔ جو خانۂ خدا میں پناہ لے وہ محفوظ ہوگا۔

مجمع۔ (لشکرِ اسلام کو سامنے آتا دیکھ کر بدحواس ہو کر منتشر ہوتے، چیختے بھاگتے ہیں) ارے غضب ہے یہ لشکر..... ہائے.... محمدؐ! جان بچاؤ۔ پیچھا چھڑاؤ۔ مسجد چلو۔ اپنے گھروں کی راہ لو۔ خانۂ کعبہ کا رُخ کرو۔

محمدؐ۔ (مکہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں) (لشکرِ اسلام ساتھ ہے) خالدؓ! تم علمِ توحید کو بلند کرتے رہو۔

عمرؓ۔ (سپہ سالاروں سے) سپہ سالارو! رسول اللہ کا حکم ہے کہ جو تم سے مقابلہ کرے اسی پر حملہ کرنا۔ ہر ایک پر وار نہ کر بیٹھنا۔

محمدؐ۔ (سر جھکاتے ہوئے) ۔ انا فتحنالك فتحاً مبیناً۔

ابوسفیان۔ (عباس کے پاس) ابوالفضل!

محمدؐ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) لاالٰہ الااللہ وحدہٗ لاشریك لہٗ صدق وعدہٗ —— ونصر عبدہٗ۔ اللہ اکبر۔ کمال تواضع سے زیرِ لب سورۂ فتح پڑھتے ہوتے کعبے کی سمت جارہے ہیں۔)

عباس۔ دیکھو ابوسفیان! رسولؐ اللہ نے بارگاہِ رب العزت میں کمال خشوع و خضوع سرِ نیاز خم کر رکھا ہے۔ یہ شکرادا کر رہے ہیں کہ خدا نے بغیر کسی خاص مزاحمت کے آپؐ کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

ابوسفیان۔ (حیرت سے) ہاں ہاں۔

عباس۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ بغیر جنگ و خونریزی کے مکہ فتح ہوگیا۔

ابوسفیان۔ سُنا ہے آتے وقت صرف خالدؓ کے دستے سے مشرکین نے مقابلہ کیا تھا، باقی سب تو فاتحانہ داخل ہوگئے۔

عباس۔ بیت اللہ کا رُخ فرمایا ہے آپؐ نے۔

ابوسفیان۔ ہاں، دیکھو، آپؐ کے ساتھ آپؐ کا آزاد کردہ غلام اسامہؓ بھی اونٹ پر سوار ہے۔

عباس۔ اب تو بیت اللہ پہ آگیا۔

ابوسفیان۔ ہاں، دیکھو، اب کیا کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ (اندر جاکر) جاء الحق و زھق الباطل . . . . .
(لکڑی کی نوک سے بتوں کو گراتے ہوئے) ان الباطل کان زھوقاً

عمرؓ۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر

لشکرِ اسلام۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

محمدؐ۔ (ساتھیوں سے) ان سب پتھروں کو پاش پاش کردو۔

لشکرِ اسلام۔ (کعبے کے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑنا شروع کردیتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (خود بھی بُت شکنی فرماتے ہوئے) جاء الحق وما یبدی الباطل و ما یعید۔ حق ظاہر ہوگیا اور باطل نہ تو اب شروع ہوگا اور نہ اب پلٹ کر آئے گا۔

عبداللہ بن رواحہ۔ (حضورؐ کے قریب کھڑے ہیں)

خلّوا بنی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

عمرؓ۔ ابن رواحہؓ! رسول اللہ کے سامنے اور حرم محترم میں تمہیں شاعری سوجھی ہے؟ اِسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ شعر کافروں کے سینے میں تیر بن کر پیوست ہوں گے۔

ابوبکرؓ۔ (خوش ہو کر) یا رسولؐ اللہ! اللہ نے آپؐ کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ آج دینِ حق کی مدد کا وعدہ پورا ہو گیا۔

محمدؐ۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس ید خلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ (القرآن)
جب اللہ کی مدد آ جائے اور فتح سے سرفراز ہو جاؤ اور تم دیکھو" کہ لوگ فوج در فوج حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں تو تم اللہ کی تعریف بیان کرنے اور استغفار کرنے میں لگ جاؤ وہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ابوبکرؓ۔ اللہ اکبر! سُبحان اللہ!

محمدؐ۔ (بیت اللہ کا دروازہ کھول کر اندر جاتے، ہر گوشے میں نعرۂ تکبیر بلند فرماتے اور نہایت عجز و نیاز سے بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ پھر سرِ نیاز اُٹھا کر) لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ۔

سردارانِ قریش۔ (اندر آ کر جمع ہو جاتے ہیں۔)

صحابیؓ۔ یہ سردارانِ قریش اب کس مقصد سے آئے ہیں؟

ساتھی۔ ان کی گردنوں پر سیکڑوں مسلمانوں کا خون ہے اور نہ جانے کتنے بے گناہوں کو ان لوگوں کے اذیت ناک عذاب نے ترکِ وطن پر مجبور کیا تھا۔ دینِ اسلام کو تباہ کرنے کے لئے حبش، نجد، شام اور یمن تک سفر کیئے تھے۔ مسلمان انکے ظلم و ستم سے عاجز ہو کر تین تین سو میل پیدل چلے اور پناہ ڈھونڈی لیکن اس پر بھی یہ چین سے نہ بیٹھے۔

صحابیؓ۔ یعنی وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے زر و مال، طاقت و تدبیر۔ اسلحہ و تزویر ہر طریق سے برسرِ پیکار رہے اور ان کی ناپاک سازشوں سے ذاتِ مقدس کی جان و امنِ عامہ کو ہر آن خطرہ رہتا تھا۔

ساتھی۔ یہ سب ٹھیک ہے لیکن رسولؐ اللہ رحمۃٌ للعٰلمین ہیں۔

صحابیؓ۔ دیکھو۔ ہوتا کیا ہے؟

ساتھی۔ (اشارہ کرتے ہوئے) ادھر دیکھو ــــ کعبے کی جانب ــــ رسولؐ اللہ باہر

تشریف لا رہے ہیں اور عباس ان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

عباس۔ یا رسولؐ اللہ! بیت اللہ کی کلید پر بنی ہاشم کا حق ہے۔

محمدؐ۔ (کلید دستِ مبارک میں لئے ہیں) یامعشر قریش! ویا اھل مکۃ! ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالآباء۔ الناس من آدم وآدم من تراب ثم تلا۔ (یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الآیہ) یامعشر قریش ویا اھل مکۃ! ماترون انی فاعل بکم؟" اے فرزندانِ قریش! آج خدا نے تمہارے دلوں سے جاہلیت کی نخوت اور حسب و نسب پر مباہات و غرور دور کر دیا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدمؑ کو خدا نے مٹی سے بنایا تھا۔ (تلاوت فرماتے ہیں۔) اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک عورت اور مرد سے پیدا کیا اور مختلف ذاتیں اور قبائل بنایا۔ یہ اس لئے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو حقیقت یہ ہے کہ تم میں قابلِ احترام و عزت وہی ہے جو اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہے۔ اے قریش اور اے اہلِ مکہ! تمہارے خیال میں اب میں تم سے کیا معاملہ اور کیا سلوک کرنے والا ہوں؟

قریش۔ حسنِ سلوک و رواداری۔ اس لئے کہ آپ خود شریف النفس اور شریف کی اولاد ہیں۔

محمدؐ۔ اذھبوا انتم الطلقاء لاتثریب علیکم الیوم۔ (القرآن) جاؤ آج تم لوگ آزاد ہو۔ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔

علی بن ابی طالب۔ یارسولؐ اللہ! اجمع لنا الحجابۃ مع السقایۃ صلی اللہ علیک۔ اللہ آپؐ پر رحمتیں نازل کرے حرم کی پاسبانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف ہمیں عطا کیجئے۔

محمدؐ۔ عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟

عثمانؓ۔ (حاضر ہو کر) ارشاد یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ الیوم یوم البرّ والوفاء —— لو عثمان! یہ بیت اللہ کی کلید تم سنبھالو تمہیں یاد ہوگا ایک بار ابتداءِ نبوت میں مَیں نے تم سے کہا تھا عثمان! بیت اللہ کھول دو!

عثمانؓ۔ (ندامت سے سر جھکا کر) جی ہاں، مَیں نے انکار کر دیا تھا۔

محمدؐ۔ میرا جواب یہ تھا "تم دیکھ لینا، ایک روز یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی اور

مَیں جسے چاہوں گا دوں گا۔" اور تم نے برافروختہ ہو کر کیا کہا تھا؟

عثمانؓ۔ حضورؐ! مَیں نے عرض کیا تھا۔ کیا اس روز قریش کے تمام مرد ذلیل و خوار ہو جائیں گے؟ اور آپؐ نے فرمایا "نہیں، وہ اس روز پہلے سے زیادہ اقبال مند و عزت دار ہوں گے۔"

محمدؐ۔ بہرحال اب یہ تمہارا حق تمہیں مل گیا۔

عثمانؓ۔ (متاثر و شرمسار ہیں۔ دستِ مبارک سے کنجیاں لے لیتے ہیں)

محمدؐ۔ عمرؓ! فرزندانِ قریش کو باری باری میرے پاس لاؤ، مَیں ان سے بیعت لوں گا۔ مَیں کوہِ صفا پر جا رہا ہوں، وہیں ملنا۔

عمرؓ۔ فرزندانِ قریش! رسولؐ اللہ نے تمہیں کوہِ صفا پر طلب کیا ہے۔

(مسلمان ہونے والے کوہِ صفا کی جانب جا رہے ہیں۔)

محمدؐ۔ عمرؓ! انہیں میرے پاس بھیجو۔

عمرؓ۔ (ایک ایک کو آگے بڑھاتے ہیں۔)

آؤ، تمہیں ان امور پر بیعت کرنی ہوگی کہ

۱۔ مَیں خدا کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں، استعانت و پرستش میں کسی کو بھی شریک نہیں کروں گا۔

۲۔ میں چوری، بدکاری، خونِ ناحق نہ کروں گا۔ نہ لڑکیوں کو جان سے ماروں گا، کسی پر بہتان نہیں لگاؤں گا۔

۳۔ میں امورِ حق میں رسولؐ اللہ کی اطاعت بقدر استطاعت کرتا رہوں گا

قریش۔ (اسلام پر ان شرائط کے ساتھ بیعت کر لیتے ہیں)

محمدؐ۔ تمہاری عورتیں کہاں ہیں؟ اب انہیں بھیجو۔

ہند بنت عتبہ۔ (عورتوں کے ساتھ نقاب ڈالے اور بھیس بدلے ہوئے آتی ہے۔ دراصل اسے خوف یہ ہے کہ اگر رسولؐ اللہ نے پہچان لیا تو وہ حضرت حمزہؓ سے اس کی گستاخی اور بربریت کا انتقام لیں گے۔)

محمدؐ۔ عورتو! تمہیں ان امور پر بیعت کرنی ہوگی۔

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔

ہند۔ (برجستہ) واللہ یہ تو وہ بات ہے جس پر آپؐ نے مردوں سے بھی عہد نہیں لیا۔ خیر، ہمیں منظور ہے۔

محمدؐ۔ ۲۔ تم چوری نہیں کرو گی۔

ہند۔ واللہ اگر مجھے ابوسفیان کا مال مل جائے ..... تو میں ..... خوب ہی گل چھرّے اڑاؤں ـــ اور .....

ابوسفیان۔ (بات کاٹ کر) پہلے جو تم لے چکی ہو وہ تمہارے لئے جائز تھا؟

محمدؐ۔ معلوم ہوتا ہے تم ہند بنت عتبہ ہو۔

ہند۔ جی ہاں، میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ میرے سابقہ جرائم معاف فرما دیجئے اللہ آپؐ سے درگزر فرمائے گا۔

محمدؐ۔ ۳۔ تم بدکاری نہیں کروگی۔

ہند۔ یا رسولؐ اللہ! کیا کوئی آزاد عورت بھی یہ شرمناک جرم کر سکتی ہے؟

محمدؐ۔ ۴۔ تم اپنے بچوں کو قتل نہیں کروگی

ہند۔ ہم نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا تھا، آپؐ ہی نے جنگِ بدر میں انہیں قتل کر دیا۔

عمرؓ۔ (اس کے اس جواب پر ہنس دیتے ہیں۔)

صحابہؓ۔ (حیرت سے انہیں دیکھ رہے ہیں۔)

محمدؐ۔ ۵۔ تم کسی پر بے بنیاد الزام نہیں لگاؤگی نہ بہتان طرازی کروگی۔

ہند۔ واللہ بہتان طرازی تو بدترین فعل ہے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

محمدؐ۔ ۶۔ تم نیکی اور بھلائی میں میری نافرمانی نہیں کروگی۔

ہند۔ ہم یہاں آپؐ کی نافرمانی کے لئے حاضر نہیں ہوتے ہیں۔

محمدؐ۔ (پانی کے برتن میں دستِ مبارک ڈال کر نکال لیتے ہیں۔)

عورتیں۔ (اسی پانی میں ہاتھ ڈال کر ان امور پر بیعت کر لیتی ہیں۔)

محمدؐ۔ (عورتوں سے) بس اب تم جا سکتی ہو۔

سیرت ابن ہشام، جلد دوم، طبع قدیم زادالمعاد، جلد دوم

تاریخ طبری، جلد دوم، طبع جدید صفحہ ۳۲۳ - ۳۲۸

۵۸۴ سے ۵۹۱ تک اضافہ جدید از: عطیہ

اٹھائیسواں منظر

(مدینہ میں —— کسی محلّے کے چند آدمیوں سے رسولؐ اللہ مصروفِ گفتگو ہیں۔)

(خوشی میں دوڑتے ہوئے آتے ہیں۔) یا رسولؐ اللہ! یا رسولؐ اللہ! مبارک ہو۔ آپؐ کو مبارک ہو۔

(باوقار انداز میں سر اٹھا کر ان کی جانب نظر ڈالتے ہوئے) کیا ہوا؟ .....

(قریب آکر) — اُمّ المومنینؓ ماریہ قبطیہ کے آج رات لڑکا پیدا ہوا ہے۔

(سوچ کر) میرا لڑکا؟

آپؐ کے رب کی قسم آپؐ کا بچّہ — فرزندِ ارجمند ....

(نمایاں طور پر خوش ہو کر) اچھا، ابورافع! جاؤ، اسی خوشی میں مَیں نے تمہیں ایک غلام دیا۔

(خوش خوش دوڑتے ہوئے لوگوں کو خوشخبری سنانے جا رہے ہیں۔) مبارک ہو مسلمانو! مبارک ہو، رسولؐ اللہ کو خدا نے فرزند عطا فرمایا ہے۔

(اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں) لوگو! آج رات مجھے اللہ تعالےٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے اور میں نے اپنے باپ ابراہیمؑ کے نام پر اس کا نام ابراہیمؑ تجویز کیا ہے۔

مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(رسولؐ اللہ کاشانۂ نبوی کی طرف تشریف لے جاتے ہیں)

اُنتیسواں منظر

چند ماہ بعد —— ایامِ شیر خواری ہی میں ابراہیم کا انتقال ہو جاتا ہے اور رسولؐ اللہ انہیں دفن کرنے کے لئے جنّت البقیع میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ابراہیم کی لاش حضرت اسامہؓ بن زید اور فضل بن عباس اپنے ہاتھوں پر اُٹھائے ہوتے ہیں۔ دوسرے صحابہؓ بھی جنازے کی مشایعت کر رہے ہیں۔

گورکن۔ (قبر تیار کرنے کے بعد) لیجئے، یہ قبر تیار ہو گئی۔

محمدؐ۔ لاؤ ابن عباس! لاش مجھے دو۔

ابن عباس۔ (لاش لے کر بڑھتے ہیں۔) یہ لیجئے۔

محمدؐ۔ (فرطِ غم سے بے قابو ہیں لیکن خاموش ہیں۔ قبر میں اُتارتے ہوتے) —— جنت الخلد میں جاؤ ابراہیمؓ....!

مجمع۔ (اچانک سورج گہن دیکھ کر) لوگو! ابراہیمؓ کی موت سے سورج کو گہن لگ گیا

لوگ۔ ہاں، ہاں، ابراہیم کی موت پر سورج گہنا گیا۔

محمدؐ۔ لوگو! چاند اور سورج اللہ تعالےٰ کی بے شمار نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں گہن لگنے سے کسی کی موت کا کوئی تعلق نہیں۔

اسامہؓ۔ (ابراہیمؓ پر مٹی ڈالتے ہوئے) ابراہیمؓ! خدا کی رحمتیں تم پر نازل ہوں۔

محمدؐ۔ (مٹی ڈال کر ہٹتے ہیں —— شفقتِ پدری سے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔) ابراہیمؓ...... میرا بچہ.......

(اشکبار دیکھ کر) یارسولؐ اللہ! آپ ..... رسولِ خدا ہو کر..... اشک بار ہیں؟

اسامہؓ۔ یارسولؐ اللہ آپ؟

محمدؐ۔ (اسی حالت میں سرِ اقدس جھکائے ہوتے) تدمع العین و یحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی ربنا —— (قبر کی طرف دیکھتے

ہوتے) وانا بک یا ابراھیم لمحزونون۔

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنجیدہ ہوجاتا ہے لیکن ہم مشیتِ ایزدی کے آگے صابر و شاکر ہیں۔ ابراہیم رضؓ! ہم تمہاری موت پر رنجیدہ و دلفگار ہیں۔

زاد المعاد، جلد دوم۔ صفحہ ۶۵

توفیق نے ان مناظرِ پیدائش و وفات میں خیالی اور نفسیاتی تفصیلات سے کام لیتے ہوئے زیبِ داستان کے لئے بہت کچھ بڑھا دیا تھا حالانکہ تاریخی کتب میں صرف اسی قدر ملتا ہے کہ وغارت نساء رسول اللہ و اشتد علیہن حین رزقت منہ الولد جو ایک فطری عمل ہوسکتا ہے۔ البتہ اپنی طرف سے اس کی تفصیلات لکھنا امہات المومنین رضؓ اور حضورؐ کی شان میں گستاخی کے مترادف ہوگا اس لئے ہم نے مستند کتب سے صرف اصل واقعہ نقل کرلیا ہے۔ (عطیہؔ)

تیسواں منظر

(صحابہ رضؓ کرام مسجد حرام کے پاس جمع ہیں۔ اس مجلس میں فتح مکہ پر تبصرہ ہو رہا ہے۔)

ابوبکر رضؓ۔ اللہ کا شکر ہے کہ فتح مکہ سے حلقہ بگوشانِ اسلام کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے

عمر رضؓ۔ اس سے قبل کئی قبائل محض اس لئے اسلام قبول نہیں کرتے تھے کہ وہ قریش کے حلیف ہیں اور اسلام لانے سے معاہدہ شکنی ہو جائے گی اور بہت سے لوگ قریش کے خوف سے مسلمان نہیں ہوتے تھے کہ پھر ان کے رشتہ داروں کے درمیان بھی اسلام اور کفر کی بے تعلقی پیدا ہو جائے گی۔

ایک بات اور بھی ہے۔ فتح سے پہلے ان کی قومی روایات میں ایک روایت یہ بھی تھی کہ مکہ پر نصرتِ الٰہی کے بغیر کوئی قابض نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو چونکہ خدا نے فتح سے سرفراز فرمایا تو انہیں اسلام کی صداقت و حقانیت کا یقین کرنا پڑا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

عمرو بن سلمہ۔ غالباً اس بنا پر وہ کہا کرتے تھے کہ اسے (محمدؐ کو) اپنی قوم سے نبٹ لینے دو۔ اگر یہ غالب آگیا تو ضرور نبی برحق ہے۔ (بخاری)

ابوبکر رضؓ۔ ان مختلف قبائل میں ابھی ایسے سن رسیدہ بزرگ بھی زندہ ہیں جو فاتح یمن ابرہہ حبشی کو چالیس ہزار کے لشکرِ جرار کے ساتھ مکہ پر حملہ کرتا دیکھ چکے ہیں۔ اس لشکر میں ہاتھی بھی لائے گئے تھے۔ خود ابرہہ ہاتھی پر سوار تھا۔ اسی لئے تاریخ میں اس سال کا نام ہی عام الفیل پڑ گیا۔

ابن اسحاق۔ ان بوڑھوں کو اپنا چشم دید واقعہ یاد ہوگا۔ جب آج سے ساٹھ برس قبل حبشیوں نے مکہ پر حملہ کیا تھا اور اہلِ مکہ حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے گھر بار چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ گزین ہو گئے تھے اور شہر بھر میں ایک بھی شخص ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آنے والا نہ رہا تھا۔

ابوبکر رضؓ۔ انہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ اس حادثے میں فوج خستہ و برباد ہو کر لوٹ گئی تھی حتیٰ کہ خود فوج کا اعلیٰ افسر اس حالت میں فرار ہوا کہ اس کی سواری کا ہاتھی غائب تھا اور مقتولین کی لاشیں مکہ سے چار کوس دور سڑ رہی تھیں۔

ابن اسحٰق۔ غالباً انہیں عبدالمطلب اور ابرہہ کے درمیان گفتگو بھی یاد ہوگی۔

ایک شخص۔ کیسی گفتگو؟

ابن اسحٰق۔ ہوا یوں تھا کہ جب ابرہہ کا لشکر مکّہ کی سرحد پر اُترا تو آتے ہی پہل اس طرح کی کہ اہلِ مکّہ کے چرنے والے مویشی پکڑ لئے۔ ان میں عبدالمطلب یعنی ہمارے رسولؐ اللہ کے دادا کے سو اُونٹ بھی تھے۔ اس وقت مکّہ کے سردار وہی تھے۔ بڑی بارُعب شخصیت تھی ان کی، اور ساتھ ہی حسن و جمال بھی رکھتے تھے۔ یہ خود حبشیوں کے لشکر میں گئے اور فیل خانے کے سردار کو ذریعہ بناکر ابرہہ سے براہِ راست ملے۔

ابرہہ نے بڑی عزّت و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا "کیسے تشریف لائے؟"

عبدالمطلب نے کہا "آپ کے لشکر نے ہمارے مویشی پکڑ لئے ہیں، آپ ان کی رہائی کا حکم دے دیجئے، بڑی نوازش ہوگی"۔

ابرہہ نے تیوری پر بل ڈال کر کہا "سردارِ قریش! آپ کے آنے سے مجھے جس قدر مسرت ہوئی تھی اب آپ کی زبان سے اتنی معمولی بات سُن کر اسی افسوس ہوا اور میری نظر میں آپ کی کوئی وقعت نہیں رہی"۔ عبدالمطلب نے حیران ہوکر پوچھا "یہ کیوں؟" ابرہہ بولا "آپ کو معلوم ہوگا کہ میں آپ کے مقدس عبادت خانے کے انہدام کا عزم لے کر آیا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس عظیم عبادت گاہ کے مقابلے میں میرے تعمیر کردہ کلیسا کی کوئی وقعت اب تک عرب نے تسلیم نہیں کی لیکن آپ نے اس کے بچاؤ کے لئے کوئی بات نہیں کی گویا آپ کو اس کی فکر نہیں اور اپنے مویشی کو اس سے زیادہ قیمتی سمجھ کر میرے پاس آئے۔ تاکہ میں مویشی آپ کے حوالے کردوں؟"

عبدالمطلب نے فوراً جواب دیا۔ "بات دراصل یہ نہیں کہ میں خانہ کعبہ کو مقدس نہیں سمجھتا نہ مویشی میری نظر میں اس سے بڑھ کر ہوسکتے ہیں بلکہ مویشی میرے ہیں، میں ان کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کی فکر ہونی لازم تھی۔ رہ گیا خانۂ کعبہ تو اس کا مالک ایک اور ہے اسے خود اس کی فکر اور خیال ہوگا اور وہی بچائے گا"۔

مجمع۔ خوب، تو معلوم ہوا کہ مکّہ کا فتح ہوجانا اسلام کی سربلندی اور حقانیت کی

دلیل ہے ورنہ کوئی اور طاقت اب تک کامیاب نہ ہو سکی تھی
ابن اسحٰق۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ اب اسلام کی حقیقت سمجھانے اور تبلیغ کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں رہی۔ واعظین آزادی سے اشاعتِ اسلام کرتے ہیں اور سامعین اطمینان سے اسلامی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
ایک شخص۔ دیکھنا یہ ہے کہ فتح مکّہ کا ردِّ عمل قرب و جوار کے علاقوں پر کیا ہوتا ہے ممکن ہے ان قبائل کو اسلام کی یہ شان و شوکت ایک آنکھ نہ بھائے اور وہ اور کچھ نہیں زمین و باغات ہی کے لالچ میں چڑھائی کر بیٹھیں۔
مجمع۔ (سب خاموش ہیں — اچانک دُور سے گرد و غبار اُڑتا نظر آتا ہے)۔
مخبر۔ (قریب آتے ہوئے) مجاہدو! مسلمانو! اہلِ یثرب! سنو— ایک ضروری اعلان سنو۔ کیا یہاں عمرؓ بن الخطاب موجود ہیں؟
عمرؓ بن الخطاب۔ (آگے بڑھ کر) کیوں ابن ابی حدرد! کیا بات ہے؟
ابن ابی حدرد۔ بھائی! دراصل مجھے رسولؐ اللہ نے ہوازن کی جنگی سازش کے بارے میں تحقیقات کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں سے واپس آیا تو ان کا فرمان ملا کہ تمہیں ان کی خدمت میں حاضر کر دوں۔
عمرؓ۔ چلو میں ابھی چلتا ہوں — لیکن یہ ہوا کیا؟ (دونوں چل رہے ہیں)۔
ابن ابی حدرد۔ ہوتا کیا — دراصل ہوازن و ثقیف کو جانتے ہو، ان کی حد مکّہ سے ملتی ہے۔ انہیں جب فتح مکّہ کا علم ہوا تو صرف طائف کے باغات اور جاگیرات کے لالچ میں وہ مسلمانوں کو شکست دینے کے خیال سے چڑھائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ ہم سے بُت شکنی کا انتقام بھی لے سکتے ہیں۔
عمرؓ۔ (تعجب سے) یہ کیوں؟..... مجھے تو.....
ابن ابی حدرد۔ جلد چلو رسولؐ اللہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔
(دونوں بارگاہِ رسالت مآبؐ میں پہنچتے ہیں)۔
محمدؐ۔ عمرؓ! میں نے تمہیں مشورہ طلب کرنے کے لئے بُلایا ہے۔ دیکھو یہ ہوازن و ثقیف مکّہ پر حملہ آوری کے لئے نکل رہے ہیں۔
ابن ابی حدرد۔ یا رسولؐ اللہ! انہوں نے بنی مضر اور بنی ہلال کے قبیلوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے اور چار ہزار بہادروں کے ساتھ مکّہ روانہ ہو کر وادیٔ حُنین کے پاس اُتر گئے ہیں۔
عمرؓ۔ ان کا سردار کون ہے؟

ابن ابی حدرد۔ مالک بن عوف ہے۔ اس کے حکم سے یہ لوگ اپنے بچّوں، عورتوں اور مال مویشی تک کو ساتھ لے کر آئے ہیں۔ اس کی مصلحت اس میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ مال و متاع اور بچوں کی موجودگی میں ہر شخص ثابت قدمی او بے فکری سے میدان میں ڈٹا رہے گا۔

محمدؐ۔ سُنا عمرؓ؟

عمرؓ۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔

ابن ابی حدرد۔ (جھنجھلا کر) عمرؓ! اگر تم مجھے جھٹلا رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں، اس لئے کہ اس سے قبل بھی تم نے اکثر و بیشتر حق سے روگردانی کی اور کسی بات کو آسانی سے تسلیم نہیں کیا۔

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! سُنا آپ نے؟ یہ... ابن حدرد کیا بک رہا ہے؟

محمدؐ۔ اللہ تمہیں ہدایت دے عمرؓ!

ابن ابی حدرد۔ (رسولؐ اللہ کی طرف دیکھ کر) کیا حکم ہے یا رسولؐ اللہ؟ ان کی مدافعت کرنی چاہئے.... (کچھ سوچ کر) مگر مکّہ سے باہر ہی — اس لئے کہ میں حرم محترم کی سرزمین پر جنگ کرنا پسند نہیں کرتا۔

عمرؓ۔ (اُٹھتے ہوئے) یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تو میں جا کر خود ہی لشکرِ اسلام کو منظم کر لوں اور ذرا تعداد بھی گن کر بتا دوں گا۔

محمدؐ۔ جاؤ۔ (عمرؓ جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۳۴۶

(اضافۂ جدید از: عطیہؔ)

اکتیسواں منظر

(وادیٔ حنین۔ بارہ ہزار کفن بردوش مجاہدینِ اسلام رسولؐ اللہ کے ساتھ ہیں۔ ان میں کچھ نو مسلم اور چند بُت پرست حلیف بھی شامل ہیں)

مجاہد۔ (دوسرے مجاہد سے) دیکھو تو سہی۔ ہماری فوج بحرِ بیکراں معلوم ہوتی ہے۔

دوسرا۔ ہاں یہ اسلام کا لشکر ہے۔ اس کثیر تعداد میں ہزیمت کا خیال بھی نہ کرنا چاہئے

عبداللہ۔ تم لوگ اس گھمنڈ میں نہ رہو کہ تعداد بہت ہے۔ ذرا ہوشیاری سے کام لینا، ایسا نہ ہو کہ.... خدانخواستہ.... مگر.... ہاں، وہ دیکھو۔ میں غلط نہیں کہتا۔ دشمن نے ایک تنگ اور دشوار گزار درّے میں گھات لگائی ہے۔ وہاں ان کے تیر انداز.... چھپے بیٹھے ہیں......

(چند لااُبالی نوجوانوں کا دستہ اُس طرف جاتا ہے)

دشمن۔ (تیروں کی بارش کرتا ہے۔)

نوجوان۔ (سراسیمہ اور خوفزدہ ہوجاتے ہیں، آخر ایک دوسرے سے بے خبر ہوکر پیچھے بھاگتے جارہے ہیں۔)

محمدؐ۔ (داہنی جانب دیکھ کر) ارے.... یہ کیا ہوا؟ تم لوگ کہاں جارہے ہو؟ ادھر آؤ، میرے پاس آجاؤ، مَیں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں.... بھاگو نہیں..... بزدلی نہ دکھاؤ۔

(نوجوانوں کے ساتھ اور مجاہدین بھی حواس باختہ بھاگ رہے ہیں اور رسولؐ اللہ چند مہاجرین و انصار و اہلِ بیت کے ساتھ تنہا نظر آرہے ہیں)

محمدؐ۔ (نہایت عزم و بہادری سے، پُرجوش لہجے میں)

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبیؐ ہوں، اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ مَیں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

(آگے بڑھتے ہوئے عباس کو آواز دیتے ہیں۔) عباس! دیکھ رہے ہو۔ یہاں کیا ہورہا ہے۔ تم بلند آواز ہو، ذرا اونچی آواز سے پکارو۔ یامعشر الانصار! یا اصحاب السمرہؑ!

ؑ بیری مدینہ کا خاص پھل ہے۔ اسی لئے اہلِ یثرب کو اصحاب سمرہ بھی کہا جاتا ہے۔

عباس۔ (تعمیل میں) اے انصاریو! اے بیری والو!

انصار۔ لبیک..... لبیک.... (قریب آتے جا رہے ہیں۔)

عباس۔ ملاحظہ فرمایئے حضور! ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی اور اس کی سواری کی تعریف کی جائے لیکن جب سواری ساتھ نہیں دیتی تو زرہ گلے میں ڈال تلوار سونت اور ڈھال لگا کر دیوانہ وار دوڑتا چلا آتا ہے۔

محمدؐ۔ ہاں، دیکھ رہا ہوں۔

انصار۔ سو بہادر جانثاری کے لئے آجاتے ہیں اور آکر دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ (گھمسان کارن دیکھ کر) ہاں، اب میدان گرم ہوا ہے۔

مجاہدین ہوازن سے برسرِ پیکار ہیں

محمدؐ۔ (جائزہ لیتے ہوئے مقابلہ کرتے آگے بڑھ رہے ہیں۔)

امِ سلیم۔ (چادر اوڑھے ہوئے اپنے شوہر ابی طلحہ کے ساتھ)

محمدؐ۔ (ان پر نظر پڑتی ہے۔) کون....؟ اُمّ سلیم؟

اُمّ سلیم۔ فداک ابی و امی یا رسول اللہ! جی ہاں، میں امِ سلیم ہوں۔ آپ ان جان بچا کر بھاگنے والوں کو بھی اسی طرح قتل کیجئے جس طرح اپنے ان دشمنوں کو قتل کر رہے ہیں۔ واللہ یہ (بھاگنے والے) اسی قابل ہیں کہ ان کی گردنیں اُڑا دی جائیں۔

محمدؐ۔ کیا خدا کافی نہیں امِ سلیم؟

ابو طلحہ۔ (ہاتھ میں کچھ دیکھ کر) اور یہ تمہارے پاس کیا ہے ام سلیم؟

اُمّ سلیم۔ (خنجر اٹھا کر) یہ خنجر ہے۔ میں نے اسی لئے ساتھ لے لیا تھا کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو یہی خنجر اس کے گھونپ دوں گی۔

ابو طلحہ۔ سماعت فرمایا آپ نے، یہ امِ سلیم کیا کہہ رہی ہے؟

محمدؐ۔ (تبسم فرما کر) ہاں، سُن رہا ہوں (آگے بڑھ جاتے ہیں)

مجاہدین۔ (جوش سے لڑ رہے ہیں)

ابو موسیٰ۔ (اپنے چچا کو گرتے دیکھ کر ان کی جانب بڑھتے ہیں) چچا جان!— چچا! یہ کس کا تیر تھا..... آپ کا گھٹنا..... نشانہ بنا ہے۔ کون تھا یہ؟

ابو عامر۔ (کراہتے ہوئے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔) وہ دیکھو.... وہ ہے نا؟ اسی نے مجھ پر تاک کر تیر پھینکا تھا۔

ابو موسیٰ۔ (اس کا تعاقب کرتے ہیں) ٹھہر تو جا.... کہاں جائے گا۔

تیر انداز ——— (بھاگتا ہے)

ابوموسیٰ۔ (تعاقب کرتے ہوئے) تجھے شرم نہیں آتی بھاگتے ہوئے....؟ کیا تو عرب نہیں؟ کیا نہیں رُکے گا، اب بھی نہیں.....؟

تیر انداز۔ (رُک کر تلوار سونت لیتا اور حملہ کرتا ہے۔) یہ لے ———

ابوموسیٰ۔ جواباً وار کرتے ہیں۔ دونوں کی تلواریں ٹکراتی ہیں اور وہ اس کا کام تمام کرکے اپنے چچا کے پاس واپس جاتے ہیں۔)

ابوعامر۔ آہ..... آہ.....

ابوموسیٰ۔ چچا جان! خدا نے آپ کے قاتل کو قتل کرادیا۔

ابوعامر۔ بیٹا.....!..... یہ تیر..... تیر نکال لو۔

ابوموسیٰ۔ (جھک کر تیر نکال لیتے ہیں۔) افسوس، چچا جان! آپ کے زخم سے پانی رِس رہا ہے۔

ابوموسیٰ۔ میرے بچے! رسولؐ اللہ کے پاس جاؤ، اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ میرے لیے مغفرت کی دُعا فرمائیں ——— اور ہاں میرے بعد تم ان سب کے ذمہ دار ہو۔ ابوموسیٰ.....! آہ..... (دم توڑ دیتے ہیں۔)

مالک بن عوف۔ (اپنی ہزیمت کے خوف سے حواس باختہ ہے۔) ساتھیو! میری آنکھوں میں تو دنیا اندھیر ہوئی جارہی ہے... اب آخر ہونا کیا ہے؟

ساتھی۔ تو پھر تمہیں بتاؤ، کیا کریں، تم تو سردار ہو؟

مالک بن عوف۔ کیا بتاؤں..؟ (کچھ سوچ کر سَر اُٹھاتے ہوئے) شہسوارو! میرا خیال ہے کہ تم یہاں ٹھہرو حتیٰ کہ تمہارے کمزور و شکست خوردہ ساتھی ہزیمت اٹھاکر بھاگنے والوں سے جاملیں۔

محمدؐ۔ (دشمن کے مقابل تشریف لے جاکر اپنا خچر روکتے ہیں اور خود اُتر کر مٹھی بھر مٹی اُٹھاتے اور مشرکین کی جانب پھینکتے ہوئے) حٰم لا ینصرون۔
حٰم ——— ان کی مدد نہ کی جائے۔

مشرکین۔ (تیر، تلوار یا نیزے کا زخم کھائے بغیر پسپا ہوجاتے ہیں۔)

مجاہدین۔ یا رسولؐ اللہ! ——— یا رسولؐ اللہ! مشرکین میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے... اب ہماری فتح..... ہوگئی۔

محمدؐ۔ (اپنے شہسواروں سے) اگر تمہیں بنی سعد بن بکر کا آدمی بجاد نظر آجائے تو اس کو یہاں لے آنا۔

مجاہدین۔ (بجادؔ اور اس کے اہل وعیال کے ساتھ آپ کی بہن شیماء کو بھی گھیر لاتے ہیں۔)

شیماء۔ مسلمانو! جانتے بھی ہو۔؟ میں تمہارے رسولؐ کی بہن ہوں۔

مسلمان۔ (تعجب سے) رسولؐ اللہ کی بہن؟

شیماء۔ ہاں، ان کی رضاعی بہن شیماء ہوں۔

مجاہدین۔ ہمیں یقین نہیں آتا۔ تم رسولؐ اللہ کے پاس چلو۔

شیماء۔ (رسولؐ اللہ کے پاس جاکر اپنی خاص پہچان بتاتی ہیں۔) یا رسولؐ اللہ میں آپؐ کی بہن ہوں۔

محمدؐ۔ ہاں، تم میری رضاعی بہن ہو۔ (اپنی ردائے مبارک بچھا کر) لو شیماء! اس پر بیٹھ جاؤ۔

شیماء۔ (چادر پر بیٹھ جاتی ہیں)

محمدؐ۔ اگر تم چاہو تو میرے پاس ٹھہر سکتی ہو ورنہ واپس جانا پسند کرو تو تمہیں اختیار ہے۔ میرے پاس ٹھہرو تو عزت سے رکھوں گا ورنہ احترام وحسنِ سلوک کے ساتھ رخصت بھی کر سکتا ہوں۔

شیماء۔ جی، میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔

محمدؐ۔ اچھا تمہاری مرضی۔

مجاہد۔ یا رسولؐ اللہ! معلوم ہوا ہے کہ ہوازن کا سردار مالک بن عوف اپنے جنگی مردوں کو لے کر قلعہ طائف میں پناہ گزین ہو گیا اور دوسرا گروہ بھی جس میں ان کا زرومال اور اہل وعیال ہیں۔

محمدؐ۔ اچھا۔ تو تم لوگ قلعۂ طائف کا محاصرہ کر لو اور ابوعامر اشعری کو میرے پاس بھیج دو۔

اشعری۔ حاضر ہوں یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ میں تمہیں اوطاس والوں پر مامور کرتا ہوں۔

اشعری۔ جاکر اہل اوطاس کے زرومال پر قبضہ اور اہل وعیال کا محاصرہ کر لیتے ہیں

محمدؐ۔ سُنا ہے کہ اشعری نے ان کے اہل وعیال کو محاصرے میں لے کر ان کی دولت پر قبضہ کر لیا ہے۔

حاضرین۔ جی ہاں، یا رسولؐ اللہ! ان لوگوں کی حالت بڑی خراب ہے۔

اچھا— تو اشعری سے کہو محاصرہ اُٹھالیں۔

حاضرین ۔ یا رسولؐ اللہ ! اوطاس میں چوبیس ہزار اونٹ ، چالیس ہزار بکریاں ، چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار عورتیں اور بچے ہمارے ہاتھ آئے ہیں ۔

محمدؐ ۔ خیر ، ابھی تو ہم یہاں مقیم ہیں ۔

علیؓ ۔ یا رسولؐ اللہ ! قبیلہ ہوازن کے چھ سردار حاضر ہوتے ہیں ۔

محمدؐ ۔ میرے پاس بھیج دو ۔

سردار ۔ اے محمدؐ ! ہم لوگ آپؐ سے رحم کی درخواست کرنے آتے ہیں ۔

محمدؐ ۔ (کمال شفقت سے) ہاں ، میں تو خود تمہارا منتظر تھا اور اس انتظار میں دو ہفتے گزر گئے ۔ ابھی تک میں نے مالِ غنیمت بھی تقسیم نہیں کیا ۔

سردار ۔ یا رسولؐ اللہ ! ہم تو دراصل مسلمان ہو چکے ہیں ۔ خاندانی اعتبار سے بھی ہمارا شمار ممتاز لوگوں میں ہے ۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے آپؐ اس سے بے خبر نہیں ۔ آپؐ ہم پر رحم فرمائیں ۔ خدا آپؐ پر رحم فرمائے گا ۔

ابی صرد ۔ (سرداروں میں سے کھڑا ہوتا ہے) یا رسولؐ اللہ ! اس چار دیواری میں آپؐ کی پھوپھیاں ، خالائیں اور وہ اَنائیں ہیں جو آپؐ کو گودوں کھلا چکی ہیں اگر ہم اس وقت اسی تہذیب کے ساتھ حارث بن شمر (غسانی تاجدار) اور نعمان منذر (تاجدار حیرہ) کے سامنے لجاجت سے پیش آتے اور وہ آپؐ کی جگہ ہوتے تو ہم ان کی نوازشات سے مالا مال ہو جاتے اور آپؐ تو ان سے بدرجہا افضل ہیں ۔

امنن علینا رسول اللہ فی کرم

فانک المرء نرجوہ وندخر

یا رسولؐ اللہ ! ہم پر احسان فرمائیے ۔ ہم آپؐ سے کرم کے اُمیدوار ہیں آپؐ ہی ایسی شخصیت ہیں جس سے ہماری اُمیدیں وابستہ ہیں اور یہی ہمارا ذخیرہ ہے ۔

محمدؐ ۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں تمہارے اہل و عیال عزیز ہیں یا دولت و سرمایہ ؟

سردار ۔ یا رسولؐ اللہ ! آپؐ نے ہمیں آزمائش میں ڈال دیا ہے یہ پوچھ کر ۔ لیکن ...... آپؐ تو ہمارے بیوی بچوں کو ہمارے حوالے کر دیجئے وہ ہمیں دولت سے کہیں زیادہ محبوب ہیں ۔

محمدؐ ۔ اچھا تو میں اپنے اور اپنے خاندان والوں کے حصے کے قیدیوں کو بآسانی اور بخوشی تمہارے حوالے کرتا ہوں البتہ جب میں نماز کو جاؤں تو تم لوگ

مجمع عام میں اپنی درخواست ان الفاظ میں پیش کرنا انا نستشفع برسول اللہ الی المسلمین الی رسول اللہ۔ تو میں تمہارے قیدیوں کو رہائی کا حکم دلوا سکتا ہوں۔

(دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد)

سردار۔ (حسب ارشاد کھڑے ہوتے ہیں۔) ہم رسولؐ اللہ کی خدمت میں مسلمانوں کو سفارش کے لئے حاضر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے رسولؐ اللہ کی سفارش لاکر اپنے بیوی بچوں کی رہائی طلب کرتے ہیں۔

محمدؐ۔ (بلند آواز سے) میں اپنے اور بنی عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کرتا ہوں۔

انصار۔ (یہ سُن کر) ہم بھی اپنے قیدیوں کو بلاعوض آزاد کرتے ہیں۔

مہاجر۔ اور ہم بھی اسی طرح اپنے اسیروں کو بلامعاوضہ رہا کرتے ہیں۔

بنی سلیم۔ (بنی فزارہ کو دیکھ کر) دیکھو تو سہی ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔

بنی فزارہ۔ غضب ہے کہ حملہ آور دشمن، جو خوش قسمتی سے خود ہی زیر ہو گیا ہو، اسے یوں سستا چھوڑ دیں!

محمدؐ۔ (بنی فزارہ اور بنی سلیم سے) تم لوگ کیا ان قیدیوں سے کوئی مالی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو؟

بنی فزارہ۔ جی ہاں!

محمدؐ۔ کتنی رقم — !

بنی سلیم۔ چھ ہزار فی کس۔

محمدؐ۔ ہر قیدی کی طرف سے یہ رقم میں دیتا ہوں۔

(تمام قیدیوں کو آزادی دلا کر اپنی جانب سے لباس بھی عطا فرماتے اور رخصت کر دیتے ہیں۔)

مجاہدین۔ یا رسولؐ اللہ! مالِ غنیمت کے لئے کیا حکم ہے؟

محمدؐ۔ سب کچھ میرے پاس اُٹھا لاؤ۔

(سارا مالِ غنیمت سامنے آجاتا ہے)

حاضرین۔ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟

محمدؐ۔ میرا خیال ہے کہ میں نومسلموں کو زیادہ سے زیادہ مالِ غنیمت دوں۔

(دستِ مبارک سے تقسیم فرماتے ہیں)

نومسلم۔ (جھولیاں بھر بھر کر مالِ غنیمت لے جا رہے ہیں)

ذوالخویصر۔ (اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے) محمدؐ! میں خوب دیکھ رہا ہوں آج تم نے کیا کیا؟

محمدؐ۔ ہاں، مگر کیا دیکھا تم نے؟

ذوالخویصر۔ تم نے انصاف نہیں کیا۔

محمدؐ۔ (ناگواری اور غصّے کے آثار چہرۂ اقدس پر ہویدا ہیں۔) خدا تجھے سمجھے! اگر میرے پاس انصاف نہیں تو کون انصاف کرے گا؟

عمرؓ۔ یا رسولؐ اللہ! حکم دیجئے تو میں اس گستاخ کی گردن اُڑا دوں۔

محمدؐ۔ نہیں۔ اسے چھوڑ دو۔ اس کی نسل سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو پکّی دین دار ہوگی۔

سعد بن عبادہ۔ یا رسولؐ اللہ! یہ انصار آپؐ کے انتظار میں ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔

محمدؐ۔ کیوں؟

سعدؓ۔ انہیں شکایت ہے کہ آپؐ نے تقسیم میں ان کا حق نہیں رکھا اور نَو مسلم قریش کو زیادہ سے زیادہ عنایت کیا ہے۔

محمدؐ۔ اچھا، میں چلتا ہوں۔

انصار۔ (ایک جگہ جمع تھے، تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (منبرِ خطابت پر) یا معشر الانصار! مجھے تمہاری شکایت موصول ہوئی ہے اور اس کھٹک کا بھی علم ہے جو تمہارے دلوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ انصاریو! کیا تم گمراہ نہ تھے۔ خدا نے تمہیں ہدایت دی؟ تم فقیر و مفلس تھے، خدا نے تمہیں دولت و ثروت عطا فرمائی۔ تم آپس میں بغض و منافرت رکھتے تھے۔ خدا نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبّت ڈال دی ہے۔

انصار۔ جی ہاں، یہ سب خدا اور اس کے رسولؐ کا احسان ہے۔

محمدؐ۔ انصاریو! تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟

انصار۔ بھلا ہم آپؐ کو کیا جواب دے سکتے ہیں؟

محمدؐ۔ ہاں واللہ اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔ ایسا سچّا جواب دے سکتے ہو جس کی خود میں بھی تصدیق کروں گا۔

انصار۔ (حیران و خاموش ہیں)

محمدؐ۔ سنو! تم یہ کہہ سکتے ہو کہ "آپؐ ہمارے پاس اس حالت میں آئے تھے کہ

لوگ آپؐ کی تکذیب کرتے تھے اور ہم نے آپؐ کی تصدیق کی۔ آپؐ بے یار و مددگار آئے تھے، ہم نے آپؐ کی مدد کی۔ آپؐ کو آپؐ کی قوم نے ترکِ وطن پر مجبور کر دیا تھا، ہم نے آپؐ کو پناہ دی۔ آپؐ مفلس و تنگدست آئے تھے، ہم نے آپؐ کو تسلی دی اور سلوک کیا۔" اے معشرِ انصار! کوئی بات نہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صرف دُنیا طلبی نے تمہیں فریب دیا ہے لیکن یہ غنیمت وہ ہے جسے میں نے نومسلم یا حال ہی میں اسلام لانے والوں کو رَم کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

معشرِ انصار! سچ بتاؤ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے کہ لوگ بکریاں، اونٹ وغیرہ لے کر جائیں اور تم اپنی سواریوں میں رسولؐ اللہ کو لے جاؤ۔ اِس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصاری ہی ہوتا۔

الٰہ العالمین! انصار پر رحم فرما۔ انصار کی اولاد پر رحم فرما۔ اور انصار کی آئندہ نسلوں پر رحم فرما۔

انصار۔ (فرطِ محبت و پشیمانی سے بے اختیار اشکبار ہیں) نہیں، نہیں، ہمیں صرف رسولؐ اللہ مطلوب ہیں۔ بس ہم انہیں کو لے کر خوش ہیں، ہمیں اور کچھ نہیں چاہیئے۔

(رسولؐ اللہ تشریف لے جاتے ہیں اور مجمع منتشر ہو جاتا ہے)

غزوۂ حنین ۸ھ

تاریخ طبری، جلد دوم، طبع جدید، صفحہ ۳۴۴ - ۳۶۲ ——— زاد المعاد، جلد دوم، طبع جدید صفحہ ۲۶۰ - ۲۷۱ ——— سیرت ابن ہشام، جلد سوم، طبع قدیم، صفحہ ۳۱۰

(اضافۂ جدید: عطیہ)

آخری باب

پہلا منظر

(مدینہ منورہ ۔ تمام صحابۂ کرامؓ جمع ہیں اور رسولؐ اللہ تشریف فرما ہیں)

محمدؐ ۔ یاایھاالناس! ان اللہ کتب علیکم الحج اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے ۔

اقرعؓ ۔ (مجمع میں سے اُٹھ کر) یارسولؐ اللہ! کیا ہر سال؟

محمدؐ ۔ اگر میں اس وقت "ہاں" کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے گا اور تم اَدا نہ کر سکوگے ۔ اس لئے حج زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے البتہ جو ایک سے زیادہ حج کرے گا وہ اس کے لئے نفل ہو جائیں گے ۔

ابوبکرؓ ۔ یارسولؐ اللہ! فرضیتِ حج کا اعلان تو آپؐ ۹ھ میں بھی فرما چکے ہیں ۔ چنانچہ میں آپؐ کے حکم سے تین سو ساتھیوں کا امیرالحج بن کر گیا تھا ۔ میرے ساتھ علیؓ بھی تھے ۔ انہوں نے آپؐ کے یہ احکام بھی لوگوں کو پڑھ کر سنائے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہو سکے گا اور نہ کوئی شخص برہنہ حج کرے گا ۔

محمدؐ ۔ اس سال میں خود حج کا ارادہ رکھتا ہوں اور میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ زیارتِ بیت اللہ کا شرف حاصل کریں گے ۔

صحابۂ کرامؓ ۔ (خوش ہو کر) اللہ اکبر ـــ چلو ہم سب سفرِ مکّہ کی تیاری کریں ۔

مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۲۱۳ ۔ رحمۃ للعالمین، جلد اوّل، صفحہ ۲۶۸
(اضافہ جدید از عطیہ)

دوسرا منظر

(عائشہؓ اپنے بستر پر لیٹی ہیں۔ قریب ہی ان کی والدہ بھی موجود ہیں)

زینبؓ۔ کیوں بیٹی! تم نے بھی کوئی نئی خبر سُنی ہے؟

عائشہؓ۔ جی ہاں! رسولؐ اللہ حج کے لیے پا بہ رکاب ہیں۔

زینبؓ۔ ہاں، میں یہی کہہ رہی تھی کہ سارے مدینہ میں مسلمان بڑے زور شور سے حج کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

عائشہؓ۔ یہی نہیں بلکہ — میں نے تو یہ سُنا ہے کہ دُور دُور سے لوگ رسولؐ اللہ کی رفاقت حاصل کرنے کے لئے مدینہ آکر جمع ہو گئے ہیں لیکن....

زینبؓ۔ کیوں تمہیں کیا ہو گیا؟

محمدؐ۔ (اندر تشریف لاتے ہوئے) عائشہؓ! کیا ہوا تمہیں؟

عائشہؓ۔ (روتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ! میں....

محمدؐ۔ غالباً تم مجبور ہو گئیں۔

عائشہؓ۔ جی ہاں، اب کیا کروں؟ واللہ میری آرزو تھی کہ اس سال تو آپ کے ساتھ فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

محمدؐ۔ (تسلی آمیز لہجے میں) خیر، گھبراؤ نہیں۔ تم تمام مناسک ادا کر سکتی ہو، البتہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکو گی۔

ابن ہشام۔ مشکوٰۃ

تیسرا منظر

۹ ذی الحج ۱۰ھ

مکّہ ـــ رسولؐ اللہ کی قیادت میں مقدس نفوس کا کارواں آفتاب طلوع ہونے کے بعد وادیٔ نمرہ پہنچتا ہے۔ اور غروب کے بعد....

محمدؐ۔ میری سواری تیار کر دو۔

صحابیؓ۔ (آپؐ کی خاص اونٹنی قصواء کو حاضر کرتے ہیں۔) یہ حاضر ہے۔

محمدؐ۔ (قصواء پر سوار ہو کر پہاڑی کا رُخ فرماتے ہیں۔)

عمرؓ۔ رسولؐ اللہ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

ابوبکرؓ۔ غالباً خطبہ دینا چاہتے ہیں۔

(فضا پر عجب یاس انگیز اور اُداس خاموشی طاری ہے)

محمدؐ۔ (بلند آواز سے) حمد و ثناء کے بعد۔ یا ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھٰذا بھذا الموقف ـــ

حاضرین۔ (یہ کلمات سُن کر دل شکستہ ہو جاتے ہیں لیکن خاموش ہیں۔)

محمدؐ۔ (خطبہ جاری رکھتے ہیں) ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم ھٰذا فی بلدکم ھٰذا فی شہرکم ھٰذا ـــ الا کل شیٔ من امر الجاھلیة تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیة موضوعة وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعة بن الحارث کان مسترضعاً فی بنی سعد فقتلہٗ ھذیل۔ وربا الجاھلیة موضوع واوّل ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانہ ھو موضوع کُلّہٗ ـــ (صحیح مسلم) اما بعد ایھا الناس! فان الشیطان قد یئس ان یعبد بارضکم ھٰذا ابداً ولکنہ ان یطع فیما ذالک فقد رضی بہٖ مما تحقرون من اعمالکم فاحذروہ علی دینکم (ابن ہشام) ایھا الناس! اتقوا اللہ فی نسائکم فانکم اخذتمو ھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمة اللہ ولکم علیھن ان لا یوطئن فروشکم احداً تکرھونہٗ فان فعلن ذالک فاضربوھن ضرباً غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف فقد ترکت

فیکم ما لن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وانتم تسئلون عنی فما ذا انتم قائلون (صحیح مسلم حجۃ النبیؐ)۔

ترجمہ۔ لوگو! میرا خیال ہے کہ شاید میں اور تم پھر کبھی اس موقع پر اکٹھے نہ ہوں گے۔ لوگو! میری بات غور سے سنو۔ تمہارے خون، تمہارا مال، تمہاری عزت و آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں۔ جس طرح تم آج کے دن کی اس شہر (مکہ) میں اور اس مہینے میں حرمت کرتے ہو۔ لوگو! یاد رکھنا۔ جاہلیت کی ہر بات میں اپنے قدموں تلے پامال کرتا ہوں۔ زمانۂ جاہلیت کے تمام خون ختم کرتا ہوں۔ پہلا خون، جو میرے فرد خاندان ابن ربیعہ بن حارث کا ہے، میں معاف کرتا ہوں۔ یہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ دورِ جاہلیت کا سودی کاروبار قطعاً حرام ہے۔ ولکن رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون ــــ وقد بلغت فمن کانت عندہ امانۃ ــــ فلیؤدھا الیٰ من ائتمنہ علیھا۔ ہاں تم اپنی دولت سرمایہ کا اصل حصہ لے سکتے ہو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو گے نہ کوئی تم پر زیادتی کرے گا۔ ہاں، جس شخص نے کسی کے پاس کوئی امانت رکھی ہو وہ نہایت دیانت داری سے واپس کر دے۔ سب سے پہلا سود اپنے خاندان میں عباس بن عبد المطلب کا میں خود مٹاتا ہوں۔ لوگو! اپنی بیویوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہا کرو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری پر تم نے انہیں اپنی بیویاں بنایا ہے اور خدا کے کلام پر تم نے انہیں اپنے لئے جائز کیا ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (جس کا آنا تمہیں ناگوار گذرتا ہو) نہ بیٹھنے دیں لیکن اگر وہ کوئی فاحش گناہ کریں تو انہیں تادیباً ہلکے انداز میں مار بھی سکتے ہو اور ان کے بستر الگ کر سکتے ہو ــــ اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں دستور کے مطابق اچھا کھلاؤ اور پہناؤ۔ لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ چلا ہوں جسے اگر تم نے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ (قرآن کریم)۔ لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہ آئے گی۔ (ابن عساکر۔ ابن جریر) لوگو! قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں بھی دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ مجھے بھی بتا دو۔

حاضرین۔ (غمناک و سرشارِ عبودیت ہیں) ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے

اللہ تعالیٰ کے احکام ہمیں پہنچا دیئے۔ آپؐ نے رسالت و نبوّت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے ہمیں بُرے بھلے کی تمیز سکھائیؐ اور سب کچھ بتا دیا۔

محمدؐ۔ (اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھا کر پھر لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) الٰہ العالمین! تو بھی گواہ رہنا۔ الٰہ حق! تو گواہ رہنا، یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں۔ (الٰہی گواہ رہ کہ یہ لوگ کس قدر صاف اعتراف کر رہے ہیں۔ (مجمع سے مخاطب ہیں) دیکھو! اس وقت جو موجود ہیں وہ ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ ممکن ہے بعض سامعین سے زیادہ تیز حافظہ ان کا ہو جو نہیں سُن سکے۔

حاضرین۔ (متاثر و خاموش ہیں)

محمدؐ۔ (وحی نازل ہوتی ہے۔) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ آج مَیں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر کے تمہارے واسطے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے۔ (القرآن)

(یہی آیت تلاوت فرما کر کچھ دیر اور ——— اپنی جگہ قبلہ رُو خاموش کھڑے رہتے ہیں۔ پھر اسامہؓ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں۔

(مع اضافۂ جدید از عطیہؔ) — صحیح مسلم - ابن ہشام، جلد سوم
تاریخ طبری، جلد دوم - زاد المعاد، جلد دوم

چوتھا منظر

مدینہ ۔ اوائل ماہ صفر ۱۱ھ ـــــ عائشہؓ کا شانۂ نبوی میں

زینبؓ ۔ (اندر آکر) کیوں عائشہؓ ! کیسی بیٹھی ہو ؟

عائشہؓ ۔ (پریشاں ہیں) رسولؐ اللہ ... ؟

زینبؓ ۔ کیا ہوا انہیں ؟

عائشہؓ ۔ (اداس اور غمگین لہجے میں) گزشتہ سال حج میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ ممکن ہے آئندہ سال تم سے یہاں نہ مل سکوں اور اب کئی دن سے میں آپؐ کے معمولات میں فرق پا رہی ہوں ۔

زینبؓ ۔ (گھبرا کر) کیسا فرق ؟

عائشہؓ ۔ یہی دیکھئے کہ رات کی اس تاریکی میں آپؐ اٹھ کر باہر چلے گئے ۔

زینبؓ ۔ آخر کہاں ؟

عائشہؓ ۔ میں نے اپنی کنیز کو بھیجا تو ہے معلوم کرنے ۔

بریرہ ۔ (اندر آکر) میری مالکہ !

عائشہؓ ۔ جلد بتا ، کہاں ہیں رسولؐ اللہ ؟

بریرہ ۔ میں ان کی تلاش میں گئی تھی ۔ میں نے دیکھا کہ وہ ابو رافع کے ساتھ آبادی سے باہر جا رہے تھے ۔

عائشہؓ ۔ ویرانے کی طرف ؟

بریرہ ۔ جی ہاں ...

(عائشہؓ سر جھکائے خاموش ہیں)

پانچواں منظر

(رسولؐ اللہ ابو رافع کے ساتھ جنت البقیع جانے والے راستے پر)

ابو رافعؓ۔ یا رسولؐ اللہ! آخر آپؐ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

محمدؐ۔ (چلتے ہوتے) دراصل مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں گورستان بقیع والوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں۔ بس وہیں کا قصد ہے۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔

ابو رافع۔ (متفکر و خاموش چل رہے ہیں۔)

محمدؐ۔ (قبرستان پہنچ کر اہلِ قبور سے مخاطب ہیں۔) السلام علیکم اہل المقابر! دُنیا والوں کے مقابلے میں تم جس حال میں ہو وہ تمہیں مبارک ہو۔ دنیا میں فتنے اس طرح چھا رہے ہیں جس طرح آسمان پر تاریکی کے بادل ایک دوسرے پر اُڈتے چلے آتے ہیں اور پہلا دوسرے سے زیادہ سیاہ ہوتا ہے۔ (ایک فتنہ دوسرے سے بَدتر اور مہیب ہوتا ہے)۔

ابو رافع۔ (سراسیمہ اور خاموش کھڑے سُن رہے ہیں)

محمدؐ۔ (اچانک) ابو رافع!

ابو رافع۔ ارشاد یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کے ساتھ ساتھ جنّت دے کر اختیار دیا گیا کہ دونوں میں جو چاہوں پسند کرلوں۔ میں نے جنّت کو پسند کرلیا ——— (جنّت رب سے ملاقات کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔)

ابو رافع۔ (بیقرار ہوکر) فداک ابی وامّی یا رسولؐ اللہ! آپؐ دُنیا کے خزانے لے لیجئے، اس کے بعد جنّت ———

محمدؐ۔ نہیں، واللہ مجھے اپنے ربّ سے ملاقات اور جنّت زیادہ پسند ہے۔

ابو رافع۔ (مایوس و غمگین ہیں) آپؐ نے ہماری جدائی پسند فرمالی۔

محمدؐ۔ الٰہ العالمین! اہلِ بقیع کی مغفرت فرمانا۔

(کاشانۂ نبویؐ کی طرف واپس جاتے ہیں۔)

تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ ۴۳۲

چھٹا منظر

(عائشہؓ اپنے حجرے میں سر پکڑے بیٹھی ہیں۔)

محمدؐ۔ (اندر تشریف لاتے ہوئے آپؐ کا سرِ اقدس بھی پٹی سے بندھا ہوا ہے) تمہیں کیا ہوگیا عائشہؓ!

عائشہؓ۔ (کرب سے) ہائے میرا سر!

محمدؐ۔ (تکلیف برداشت کرتے ہوئے) میرا بھی یہی حال ہے۔ اُف یہ دردِ سر!

عائشہؓ۔ (گھبرا کر) کیسا مزاج ہے آپؐ کا؟

محمدؐ۔ (عائشہؓ پر ایک نظر ڈال کر) عائشہؓ!.... تمہارا کیا نقصان ہو۔ تم مجھ سے پہلے مرجاؤ اور میں اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کروں اور جنازے کی نماز پڑھ کر تمہیں دفن کردوں؟

عائشہؓ۔ تو گویا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں مرجاؤں؟ اگر آپؐ کی خواہش یہی ہے تو میں اپنے گھر جاتی ہوں، آپؐ کو آپؐ کی دوسری بیویاں مبارک ہوں۔

محمدؐ۔ (مسکرا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔)

(۲۹ صفر المظفر — دوشنبہ — نبیؐ کریم ایک جنازے کی مشایعت سے واپسی پر)

ابو سعید الخدری۔ یا رسولؐ اللہ! کیا ہوا، خیر تو ہے؟

محمدؐ۔ بخار..... تپ شدید.....

ابو سعید۔ (سرِ مبارک پر بندھی ہوئی پٹی پر ہاتھ رکھ کر) اُف... آپؐ کو تو اس قدر تیز بخار ہے کہ میں لمس کی گرمی بھی برداشت نہ کر سکا۔

محمدؐ۔ ہاں سعید! انبیاء سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں ہوتی اس لیے ان کا اجر بھی زیادہ ہے۔

فضل بن عباسؓ (ایک اور عزیز کے ساتھ آپؐ کو سہارا دیتے ہیں۔)

فضل اور دوسرے ساتھی کے سہارے ایک ایک قدم آہستہ آہستہ اٹھاتے ہوئے عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لاتے ہیں۔)

عائشہؓ۔ (گھبرا کر) نصیبِ دشمناں۔ کیا ہوگیا آپؐ کو؟

محمدؐ۔ (کرب و بے تابی سے) آہ! ..... عائشہؓ! ..... آہ!

عائشہؓ۔ آرام فرمائیے یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (جسمِ مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) اذھب عنی الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الا شفاؤک شفاءً لایغادر سقمًا۔ اَے نسلِ انسانی کے پروردگار! تکلیف کو دُور فرمادے اور صحت عطا فرما۔ دراصل شفا وہی ہے جو تو عنایت فرمائے۔ ایسی صحت عطا کر کہ پھر کوئی تکلیف نہ ہو۔

عائشہؓ (یہی دُعا پڑھ کر) لائیے، میں آپؐ پر دَم کر دوں؟

محمدؐ۔ (اشارے سے) نہیں۔ سنو عائشہؓ! میں بیمار اور مجبور ہوں۔ اپنی تمام بیویوں کے پاس حسبِ معمول نہیں جا سکتا۔ تم کسی کو ان کے پاس بھیج کر دریافت کرو اگر وہ بخوشی اجازت دیں تو میں بیماری کے دن تمہارے پاس گزار لوں۔

عائشہؓ بہت خوب!

فاطمہؓ۔ (متفکر و مضطرب اندر آتی ہیں۔) کیسے مزاج ہیں ابّا جان!

محمدؐ۔ (اپنے قریب بلا کر آہستہ سے ان کے کان میں) بیٹی! میرا وقت آگیا ہے۔

فاطمہؓ۔ (روتی ہیں۔) ہائے ابّا جان!

محمدؐ۔ (دوبارہ بلا کر اسی طرح فرماتے ہیں) گھبراؤ نہیں، میرے گھر والوں میں تمہیں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔

فاطمہؓ۔ (ذرا مسکراتی پھر اداس ہو جاتی ہیں) آپؐ کو بخار بہت تیز ہے۔

محمدؐ۔ ہاں لوگوں سے کہو، وہ مختلف کنوؤں کا سرد پانی لاکر مجھ پر ڈال دیں۔ ممکن ہے اسی طرح مجھے کچھ سکون مل جائے اور میں جاکر چند باتیں کر لوں

صحابہ کرامؓ۔ (حفصہؓ کے یہاں سے ٹب لاکر حضورؐ کو اس میں بٹھاتے ہیں۔ پھر پانی ڈال دیتے ہیں۔)

محمدؐ۔ بس، بس، کافی ہے۔

صحابہ کرامؓ۔ (حکم کے منتظر ہیں)

محمدؐ۔ فضل مجھے سہارا دو، میں منبر تک جانا چاہتا ہوں۔

فضل بن عباسؓ۔ (سہارا دے کر منبر تک لے جاتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (سرِ اقدس پر پٹی بندھی ہوئی ہے) لوگو! تم سے پہلے لوگ انبیاء و صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے، تم ایسا نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ یہود و

نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔
لوگو! خبردار میرے بعد میری قبر کو بُت نہ بنالینا کہ اس کی پرستش کی جائے (امامت فرما کر پھر منبر پر جلوہ افروز ہیں)

لوگو! میں تمہیں انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے جسم کے پیرہن ہیں اور میرے ہمراز ہیں۔ انہوں نے اپنے فرائض خوب انجام دیئے۔ اب ان کے حقوق باقی ہیں۔ ان کے نکوکاروں کی قدر اور لغزش کرنے والوں سے درگذر کرنا۔

(تھک کر پھر سہارا لیتے اور اندر تشریف لے جاتے ہیں۔)

صحابہ کرامؓ۔ (آپؐ کی علالت سے متفکر و افسردہ ہیں۔) حضورؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور تکلیف کے باعث زیادہ نہ ٹھہر سکے۔

مشکوٰۃ المصابیح — صحیح بخاری — صحیح مسلم — (اضافہ جدید :۔ عطیہ)

ساتواں منظر

(کاشانۂ نبویؐ۔ آپؐ کے کرب اور بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ آخری نماز مغرب تھی جو آپؐ کی امامت میں پڑھی گئی)

محمدؐ۔ (پہلو بدل کر) عائشہؓ! کسی کو بھیج کر ...... ذرا علیؓ کو بلوالو۔

عائشہؓ۔ کاش آپؐ ابّا جان کو یاد فرماتے!

حفصہؓ۔ کاش آپؐ میرے باپ کو یاد فرماتے!

محمدؐ۔ علیؓ کو ...... بلاؤ۔

عائشہؓ۔ بہت خوب۔

بلالؓ۔ (دستک دیتے ہوئے) عشاء کی نماز کے لئے نمازی صف بستہ اور حضورؐ کے منتظر ہیں۔

محمدؐ۔ (تین مرتبہ اُٹھنے کی کوشش فرماتے ہیں لیکن بیہوشی طاری ہو جاتی ہے)

عائشہؓ۔ خدایا رحم ......!

بلالؓ۔ (اندر آکر) حضورؐ! حکم دیں، امامت کون کرے گا؟

محمدؐ۔ (ہوش میں آکر) ابوبکرؓ سے کہو، وہ نماز پڑھا دیں۔

عائشہؓ۔ یا رسول اللہ! ابا جان کو آپؐ جانتے ہیں۔ وہ بڑے نرم دل ہیں۔ وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہو کر ضبط نہ کر سکیں گے اور لوگوں کی نماز میں خلل کا بھی اندیشہ ہے۔

محمدؐ۔ ابوبکرؓ سے کہو۔ وہ نماز پڑھا دیں۔

عائشہؓ۔ حضورؐ! وہ تلاوتِ کلامِ پاک ہی میں بے قابو ہو جاتے ہیں۔

حفصہؓ۔ عائشہؓ! رسول اللہ سے عرض کرو کہ وہ عمرؓ سے کہہ دیں تو بہتر ہے۔

عائشہؓ۔ تم خود کہہ دو۔

حفصہؓ۔ یا رسول اللہ! ابوبکرؓ کی رقتِ قلب مجاز نہ ہوگی کہ وہ آپؐ کی جگہ امامت کا فرض انجام دیں اور لوگ بھی اسے بدشگونی سے تعبیر کریں گے۔ اس لئے آپؐ عمرؓ کو حکم دیجئے۔

محمدؐ۔ ... تم .... وہی عورتیں تو ہو جنہوں نے یوسفؑ کو بہلانے کی کوشش

کی تھی۔

حفصہؓ۔ (عائشہؓ سے) تم نے مجھے ناحق شرمندہ کیا۔

بلالؓ۔ یا رسول اللہ! نماز ــــ ؟

محمدؐ۔ بلالؓ! ابوبکرؓ سے کہو، میرا حکم ہے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ (بلالؓ جاتے ہیں)

(مسجد نبویؐ میں)

نمازی۔ (صف بستہ ہیں۔)

بلالؓ۔ (اندر جاکر) ابوبکرؓ۔ ابوبکرؓ کہاں ہیں؟

نمازی۔ وہ تو باہر گئے ہیں۔

بلالؓ۔ (عمرؓ سے) عمرؓ! تم امامت کے فرائض انجام دے دو۔

عمرؓ۔ ہیں؟

بلالؓ۔ ہاں، تم نماز پڑھا دو۔

عمرؓ۔ (امامت فرماتے ہیں، بلند آواز سے) اللہ اکبر۔

(کاشانۂ نبویؐ سے مسجد قریب ہے، آواز صاف سنائی دیتی ہے۔)

محمدؐ۔ (عمرؓ کی آواز پہچان کر ذرا اٹھتے ہوئے) یہ.... عمرؓ.... ہیں... عمر بن الخطاب؟.... نہیں.... خدا اور مسلمان.... ابوبکرؓ کی امامت پسند کرتے ہیں[1]... عمرؓ نہیں.... ابوبکرؓ....

ابوبکرؓ۔ (مسجد میں آکر امامت کرتے ہیں) اللہ اکبر...

(نماز کے بعد)

عمرؓ۔ واہ بلالؓ! تم نے بھی غضب کر دیا۔ میں سمجھا تھا، تمہیں رسول اللہ نے یہی حکم دیا ہے۔

بلالؓ۔ رسول اللہ نے تمہارے لئے حکم تو نہیں دیا تھا مگر میں کیا کرتا، ابوبکرؓ موجود نہ تھے، ان کے بعد مجھے تمہیں امامت کے اہل نظر آئے۔ تمہارے سوا کون موزوں ہوتا؟

---

[1] ابن ہشام اور دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ اس طرح آپؐ نے ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا تھا کہ امامت حضورؐ کی جانشینی کی مظہر ہے۔ (عطیہ)

آٹھواں منظر

مسجدِ نبویؐ

۱۲ربیع الاوّل ۱۱ھ مطابق ۳ جون ۶۳۲ء دوشنبہ

ابوبکرؓ۔ (فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں)

محمدؐ۔ (مسکرا کر پردہ اٹھاتے ہوئے یہ ایمان افروز رُوح پرور منظر ملاحظہ فرما رہے ہیں جو در اصل آپؐ ہی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔ پھر خود ہی دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ابوبکرؓ۔ (حضورؐ کی موجودگی محسوس کر کے ہٹنے لگتے ہیں۔)

محمدؐ۔ (پیچھے سے ان کی پُشت پر ہاتھ رکھ کر) تم اپنی جگہ کھڑے رہو (اور خود ان کے دائیں جانب بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔)

نمازی۔ (رسولؐ اللہ کو دیکھ کر خوشی سے بے تاب ہیں) یہ رسولؐ اللہ۔ رسولؐ اللہ

انسؓ۔ دیکھو، آج تو حضورؐ کا رُخِ انور خوشی سے دَمک رہا ہے۔

نمازی۔ معلوم ہوتا ہے مرض میں اُفاقہ ہو رہا ہے، خدا کا احسان ہے یہ......

محمدؐ۔ (فضل بن عباس کے سہارے منبر پر جا کر) یا ایہا الناس!......

سعّرت النّار واقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم وانی لاتمسکون علیّ شیئاً۔ انی لم احل لکم الّا ما احلّ ولم احرم علیکم الّا ماحرم القرآن علیکم۔

ترجمہ —— اے لوگو! آگ بھڑکا دی گئی ہے اور فتنے سامنے آتے جا رہے ہیں۔ اس طرح جیسے کالی رات کے سیاہ بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آتے ہوں۔ واللہ تم لوگ کسی طرح بھی میری گرفت نہیں کر سکتے میں نے اس چیز کو تمہارے لئے حلال و جائز قرار دیا جسے خدا نے حلال فرمایا اور اسے حرام کیا جو قرآن نے حرام و ناجائز ٹھہرایا ہے۔

(آپؐ کی آواز باہر تک جا رہی ہے)

ابوبکرؓ۔ رسولؐ اللہ آج بفضلہٖ تعالیٰ روبصحت نظر آ رہے ہیں۔

محمدؐ۔ الٰہ العالمین! شہداءِ بدر کی مغفرت فرمانا۔ اما بعد —— ایہا الناس!

انی احمد الیکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ لوگو! میں تمہارے سامنے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ لوگو! میری نظر میں تم میں سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اپنا واجب الادا حق دُنیا ہی میں مجھ سے لے لے میں نے اگر کسی کی پشت پر کوڑا مارا ہو تو یہ میری پشت موجود ہے۔ حق دار آگے بڑھے۔ اگر میں نے کسی کو بُرا بھلا کہا ہو تو یہ میں خود ہوں، آکر بدلہ لے لو۔ میری طرف سے کسی کو بغض و عداوت کا شبہہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ میری فطرت اور میری شانِ نبوّت اس سے بلند تر ہے۔ حق دار اپنا حق مجھ سے لے لے تاکہ میں خوشی اور اطمینان کے ساتھ اپنے رب سے جا ملوں۔

ایک شخص۔ (حاضرین میں سے اُٹھ کر) یا رسولؐ اللہ! آپؐ پر میرے تین درہم قرض ہیں۔

محمدؐ۔ (اشارہ فرماکر) عباس اسے تین درہم دیدو۔

عباس۔ (تعمیل کرتے ہیں۔)

محمدؐ۔ لوگو! اللہ نے اپنے بندے کو یہ حق دیا کہ وہ دنیا اور اس کی لذتوں کو پسند کرلے یا آخرت اور جنّت کو انتخاب کرے لیکن اس نے آخرت اور جنّت کو پسند کرلیا۔

ابوبکرؓ صدیق۔ مزاج شناسِ رسولؐ بات کا مطلب سمجھ کر زار و قطار روتے ہوئے) یا رسولؐ اللہ! آپؐ پر ہمارے ماں باپ، ہمارا زر و مال اور ہماری جانیں قربان، ہم آپؐ کے بعد زندہ رہ سکیں گے؟

محمدؐ۔ ٹھہر جاؤ ابوبکرؓ! دیکھو۔ لوگو! مسجد میں جتنے دریچے کُھلتے ہیں ان سب کو بند کردیا جائے، صرف ابوبکرؓ کا دروازہ کُھلا رہے گا ——— (ابوبکرؓ کو دیکھتے ہوئے) میں نے اپنے صحابہؓ میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی مگر میں اگر بندوں میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابوبکرؓ ہی ہوتے۔ لیکن ان سے بھی میرا تعلق اسلامی اخوّت اور ایمانی رشتے کا ہے۔ حتیٰ کہ خدا ہمیں ایک جگہ کردے۔ (حجرے میں واپس تشریف لے جاتے ہیں اور حاضرین اداس اور غمگین لوٹ جاتے ہیں)

تاریخ طبری - ابن ہشام - (اضافہ جدید از عطیہ)

نزاں منظر

(عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ —— رسولؐ اللہ بسترِ مرگ پر ازواجِ مطہراتؓ، صحابہ کرامؓ اور شمع توحید کے دوسرے پروانوں کی وجہ سے پردے کے پیچھے ہیں۔)

عمرؓ۔ عباسؓ! باہر لوگ حضورؐ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بیتاب ہیں۔ بتاؤ، صبح کیسی ہوئی اور رات کس طرح گذری؟

علیؓ۔ خدا کا شکر ہے صبح بخیر ہوئی۔

عباس۔ (نبی کریمؐ کے چہرۂ انور پر گہری نظر ڈال کر) نہیں علیؓ! واللہ میں چہرۂ انور پر موت کے وہی آثار پا رہا ہوں جو بنو عبدالمطلب کے مرنے والوں کے چہروں پر دیکھتا آیا ہوں۔

محمدؐ۔ (کراہ کر) ایہا الناس!

عباس۔ علیؓ! جاؤ، صحابہؓ کو بلا لاؤ، حضورؐ یاد فرما رہے ہیں۔

صحابہ کرامؓ۔ (دل گرفتہ و دلگیر آ کر جمع ہو جاتے ہیں) یا رسولؐ اللہ!

محمدؐ۔ (آبدیدہ ہیں۔ صحابہؓ پر ایک گہری نظر ڈال کر) مرحبًا بکم —— رحمکم اللہ! واکم اللہ حفظکم اللہ رفعکم اللہ نفعکم اللہ وفقکم اللہ ونصرکم اللہ سلمکم اللہ ورحمکم اللہ قبلکم اللہ اوصیکم بتقوی اللہ واوصی اللہ بکم واستخلفہ، علیکم واودیکم الیہ انی لکم نذیر وبشیر۔ لاتعلوا علی اللہ فی عبادہ وبلادہ فانہ قال لی ولکم —— تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوًا فی الارض ولا فسادًا والعاقبۃ للمتقین۔

خوش آمدید، مسلمانو! اللہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ تمہاری شکستہ دلی دور کرے! تمہیں رزق اور بلند مرتبے عطا فرمائے! تمہیں امن و عافیت سے سلامت رکھے۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں (ہر آن اس سے ڈرتے رہنا) اللہ ہی کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں۔ تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں۔ میں بشیر و نذ

ہوں ۔ خدا نے میرے اور تمہارے لئے فرمایا ہے ۔ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں اپنی برتری اور فساد نہیں چاہتے اور خوش انجامی تو پرہیزگاروں کا حصّہ ہے ۔

صحابہ کرامؓ ۔ اشک بار ہیں ۔

محمدؐ ۔ (نحیف آواز میں) لاؤ، مجھے ایک کاغذ و قلم دے دو تو میں تمہیں ایک ایسی تحریر دیدوں جس سے میرے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے ۔

صحابہ کرامؓ ۔ (ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہیں کہ قلم و کاغذ دیا جائے یا نہیں ۔)

عمرؓ ۔ نہیں، اس حالت میں زحمت نہیں دینی چاہیئے، تکمیلِ شریعت ہو چکی ۔ قرآن و سنّتِ رسول اللہ ہمارے لئے کافی ہیں ۔

بعض صحابہؓ ۔ دیدو، کیا مضائقہ ہے ؟

دوسرے ۔ ہاں یا پھر دریافت کر لو کہ کیا بتانا چاہتے ہیں ؟

محمدؐ ۔ (ان کی بحث و تمحیص سے اُکتا کر) مجھے میرے حال پر چھوڑ دو ۔ میں تمہیں تین وصیتیں کرتا ہوں ۔

۱ ۔ یہود و مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دیا جائے ۔

۲ ۔ باہر سے آنے والے وفود کی اسی طرح عزّت و توقیر ہو جو میرا معمول تھا ۔

۳ ۔ (راوی کو یاد نہیں رہی) ـــــ اب تم لوگ جا سکتے ہو ۔

صحابہ کرامؓ ۔ (بادلِ ناخواستہ اُٹھ کر جاتے ہیں ۔)

عائشہؓ ۔ (دوسری ازواج اور فاطمہؓ کے ساتھ اندر آتی ہیں) رسولؐ اللہ !

محمدؐ ۔ (ان پر نظر ڈال کر) عائشہؓ ! وہ سونا کہاں گیا ؟

عائشہؓ ۔ (حیرت سے) کیسا سونا یا رسولؐ اللہ !

محمدؐ ۔ وہ جو میرے پاس چھ گنیاں تھیں ۔

عائشہؓ ۔ ہاں، رکھی ہیں ۔

محمدؐ ۔ محمدؐ کو شرم آئے گی کہ وہ اپنے رب سے ملے اور اس کے گھر میں یہ دولت (دنیوی) ہو ۔ عائشہؓ ! انبیاء کا ترکہ نہیں ہوتا، تم یہ گنیاں خیرات کر دو ۔

عائشہؓ ۔ بہتر ہے یا رسولؐ اللہ ! ابھی خیرات کئے دیتی ہوں ۔

محمدؐ ۔ الٰہی ! مجھے فقر کی حالت میں موت دے، تونگری میں نہیں ۔ خدایا ! میرا

حشر بھی مساکین کے زمرے میں کرنا۔ اب مجھے سکون ہوا۔

عائشہؓ۔ (سرِاقدس کو اس طرح اپنے زانو پر رکھتی ہیں کہ تقریباً نصف جسم مبارک گود میں آجاتا ہے) پیغمبرِ اسلامؐ! آپؐ کو اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ہماری جدائی پسند فرمائی؟

محمدؐ۔ (آنکھیں کھول کر) پانی۔ ایک پیالہ پانی....

عائشہؓ۔ (پانی منگواکر) یہ پانی حاضر ہے۔

محمدؐ۔ (دستِ مبارک تر فرماکر چہرۂ اقدس پر پھیرتے ہوئے) اللہ موت کی سختی، یہ سکرات کا عالم۔ الٰہی اس میں میری مدد فرما۔

فاطمہؓ۔ (تڑپ کر) ہائے میرے باپ کی تکلیف.... یہ بے چینی۔

محمدؐ۔ بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ کبھی بے چین نہ ہوگا۔ (زیرِلب) مع الذین انعمت علیھم من النبیین والشہداء والصالحین۔

عائشہؓ۔ (مضطرب و دلفگار ہیں۔) آہ! رسول اللہ!

محمدؐ۔ (نگاہیں چھت سے لگ جاتی ہیں اور زیرِلب) آؤ.... قریب آجاؤ۔ جبریلؑ! میرے پاس آجاؤ، میرے نزدیک، جبریلؑ!

جبریلؑ۔ (نزدیک آکر) احمدؐ! مجھے خدا نے تمہاری عزت و تکریم کے لئے بھیجا ہے اور خود تم سے زیادہ علم رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ تم سے پوچھتا ہے کہ تم اپنے آپ کو کس حالت میں پا رہے ہو؟

محمدؐ۔ جبریلؑ!.... جبریلؑ! میں اپنے کو بہت مغموم پا رہا ہوں، بڑا بے چین ہوں میں، جبریلؑ!

جبریلؑ۔ (اپنی پشت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) احمدؐ! — یہ فرشتۂ اجل اجازت چاہتا ہے۔ اس نے تم سے قبل کسی سے اجازت نہیں لی اور نہ تمہارے بعد کسی سے لے گا۔

محمدؐ۔ اجازت ہے اسے۔ اللھم انت الرفیق الاعلیٰ۔

ملک الموت۔ (آگے بڑھ کر) السلام علیک یا احمدؐ! مجھے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپؐ اجازت دیں تو آپؐ کی پاک رُوح قبض کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

محمدؐ۔ کیا تم میری مرضی سے کام کروگے؟

ملک الموت۔ جی ہاں، مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ کے ہر فرمان کی تعمیل کروں۔

محمدؐ۔ (جبریلؑ کی جانب دیکھتے ہوئے) جبریلؑ!

جبریلؑ۔ احمدؐ! خداوند قدوس نے آپؐ سے شوقِ ملاقات کا اظہار فرمایا ہے۔

محمدؐ۔ ملک الموت! اے فرشتۂ اجل! حکم کی تعمیل کر گزرو۔

جبریلؑ۔ احمدؐ! السلام علیک۔ آج زمین پر اُترنے کا میرے لئے آخری دن تھا۔ (دونوں فرشتے آسمان کی رفعتوں پہ پرواز کر جاتے ہیں اور رسولؐ اللہ کا جسمِ اقدس بے روح چھوڑ جاتے ہیں۔)

عائشہؓ۔ (جو ابھی تک حضورؐ کو محوِ خواب سمجھ رہی تھیں، اب جسم کی گرانی محسوس کرتی ہیں) آہ —— ! یہ کیا؟

عورتیں۔ (جمع ہو کر) کیا ہوا عائشہؓ!

عائشہؓ۔ (روتے ہوئے) رسولؐ اللہ!

عورتیں۔ (قریب آ کر) آہ! رسولؐ اللہ وفات پا گئے۔

فاطمہؓ۔ (دلدوز چیخ سے غمناک لہجے میں) ہائے میرے ابا جان! یا ابتاہ اجاب ربّاہ الی جنت الفردوس ماواہ۔ یا ابتاہ۔ الی جبریل تنعاہ۔ ابا جان نے جنت الفردوس میں نزول فرمالیا۔ آہ یہ دردناک خبر جبریلؑ کو کون سنائے۔ الٰہی مصیبت میں اس کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کرنا۔ روزِ محشر شفاعتِ رسولؐ سے بے نصیب نہ رکھنا۔

عائشہؓ۔ (بے اختیار) ہائے وہ ہستی جو امت کے غم میں ایک رات بھی چین سے نہ سوئی، جس کا دل ہر آن ذکرِ الٰہی اور امت کی فکر سے لبریز رہتا تھا۔ اُف اس نے آج دنیا سے رحلت فرمالی۔ اب وحی الٰہی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ۔ (بے چینی سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں)

عائشہؓ۔ چلو، اندر چلیں، صحابہؓ آ رہے ہیں۔

عمرؓ۔ (بیقراری سے رُخِ انور کھول کر) اُف کس قدر سخت بے ہوشی طاری ہے۔ (انہیں وفات کا یقین ہی نہیں آتا۔)

مغیرہ۔ عمرؓ! رسولؐ اللہ وفات پا گئے واللہ۔

عمرؓ۔ (غصے میں تلوار لے کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔)

لوگ۔ ہائے رسولؐ اللہ وفات پا گئے۔

عمرؓ۔ (تلوار اٹھا کر) خاموش۔ خبردار، میں نے کسی کی زبان سے اگر یہ سُنا

تو یاد رکھو، اسی تلوار اس کا سر قلم کردوں گا۔

علیؓ۔ ہیں عمرؓ! حد سے نہ بڑھو۔!

عمرؓ۔ میں کہتا ہوں، نہیں، حضورؐ نے وفات نہیں پائی بلکہ آپ کو بھی موسیٰؑ کی طرح طلب فرمالیا گیا ہے۔ وہ چالیس رات بعد واپس آگئے تھے، اسی طرح رسول اللہ بھی واپس آجائیں گے اور منافقوں کو سزا دیں گے۔

لوگ۔ دراصل فرطِ محبت اور شدتِ غم سے ان کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔

عباسؓ۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے اور آپؐ وفات پا چکے ہیں اس لئے آپؐ کو بھی دفن کر دینا چاہیئے۔

عمرؓ۔ نہیں، حضورؐ کو دفن نہیں کیا جائے گا وہ مُردہ نہیں۔

ابوبکرؓ۔ (یہ حضورؐ کو روبصحت سمجھ کر باہر گئے تھے۔ اچانک وفات کی خبر سُن کر اشک بار و غمگین سیدھے اندر آتے ہیں اور چہرۂ اقدس سے چادر ہٹا کر بے اختیار پیار کرتے اور روتے) فداک ابی و امی یا رسول اللہ! آپؐ کی زندگی پاک تھی اور موت بھی۔ اب ابد تک موت آپؐ کا دامن نہ چھو سکے گی۔ (چادر ڈال کر دل فگار و اشک بار باہر جاتے ہیں۔)

عمرؓ۔ نہیں، رسول اللہ نے وفات نہیں پائی۔

ابوبکرؓ۔ (منبرِ خطابت پر) ایھا الناس! من کان یعبد محمّد افان محمّداً قد مات ومن کان یعبد الله فان الله حي لا یموت (بخاری)

وما محمّد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قُتِل انقلبتم علیٰ اعقابکم — ومن ینقلب علیٰ عقبیه فلن یضر الله شیئًا وسیجزی الله الشاکرین۔ (الآیہ من القرآن)

"(اے لوگو!) جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ تو فوت ہو گئے البتہ جو شخص خدا کی پرستش کرتا ہے تو بلا شبہ اللہ زندہ و پائندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں وارد ہوگی۔"

"(آیۃ) محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے قبل بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر محمدؐ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا۔ وہ اللہ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچائے گا۔ (ہاں) عنقریب خدا شکر گذار بندوں کو اُجر دے گا۔

عمرؓ۔ (ابوبکرؓ کے الفاظ سُن کر) رفتہ رفتہ وفات کا یقین کرتے ہیں اور پورا یقین
آتے ہی بے دم ہو کر زمین پر آ رہتے ہیں۔)

مجمع۔ عمرؓ! عمرؓ کو اٹھاؤ۔

عمرؓ۔ (سنبھل کر) اللہ ابوبکرؓ کا بھلا کرے! انہوں نے میری آنکھوں پر پڑے
ہوئے پردے اُٹھا دیئے۔ آہ! رسولؐ اللہ! — اب مجھے ... ہوش آیا
کہ آپؐ وفات پا گئے۔"

سوگوار مجمع۔ (دلگیر ہے۔)

سیرت ابن ہشام، جلد سوم، صفحہ ۹۳-۱۰۰ — تاریخ طبری — مشکوٰۃ المصابیح

دسواں منظر

(رسولؐ اللہ کی نعش مبارک کفن میں لپٹی ہوئی رکھی ہے۔)

صحابۂ کرامؓ اور مسلمان۔ (باری باری چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں اندر آتے اور بغیر کسی امام کے نمازِ جنازہ پڑھ کر باہر جا رہے ہیں۔)

علیؓ۔ (آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں۔) زندگی میں آپؐ ہمارے امام تھے اور مرنے کے بعد بھی آپؐ ہی ہمارے پیشوا رہیں گے۔

عمرؓ۔ (غم سے گراں بار ہیں۔) السلام علیک ایہا النبیؐ!

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا فرضِ منصبی بحُسن وخوبی انجام دیا اور اللہ کے بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ آپؐ نے اپنی امت کو وعظ ونصیحت سے سمجھایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا۔

ابوبکرؓ۔ اللہ! تو ہمیں اس پیغام کے ماننے والوں میں شامل کرلے۔ اس دین کے پیروؤں میں ہمارا شمار ہو جو تیرے رسولؐ کے ذریعے سے ہم نے سمجھا اور جانا ہے۔

خدایا! اپنے رسولؐ کے بعد بھی ہمیں راہِ حق پر ثابت قدم رکھنا۔ بلا شبہ رسولؐ اللہ مسلمانوں کے لئے بڑے شفیق تھے۔ ہم ایمان کامل کے عوض کچھ نہیں چاہتے نہ اس دولت کو کسی قیمت پر فروخت کریں گے۔

خدایا! تو ہمیں صبر وثبات عطا فرما۔

سوگوار مجمع۔ آمین! یارب العالمین۔!

الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ
محمّد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ
اجمعین!

صحت نامہ

«محمد رسول اللہ»

صفحہ	سطر	قابل اصلاح	صحت نامہ
۲۷	۱۲	ایک مایوس	ایک کو مایوس
٦۷	۱	نظر	نضر
۹۳	٦	شرف بازیابی حاصل	شرف بازیابی
۱۰۷	۱۲	یہ اعلان	یہ مکالمہ حضرت عمرؓ کا ہے۔
۱۴۳	۱٦	مدد بنا لے گا	مددگار بنا لے گا
۱٦۱	۱۵	اطمعوا	اطعموا
۱٦۳	۲	المضلل	المضلل غلطہ
۱۹۳	۹	پھرتا ہا	پھر رہا
۲۰۳	۲٦	رہے	رہے ہیں
۲۰۴	۲۵	ابوجہل	ابوبکر
۲۰۵	۱۹	تمہارے کا	تمہارے چہرے کا
۲۰۷	۱۰	مشترک	مشرک
۲۲۹	٦	بھڑکانا	بھڑکایا
۲۷۳	۱۸	آمیوں	آدمیوں
۲۷۵	۱۸	وقارہ	خارہ
۲۸۲	۱۹	قاتل	قتل
۳۰۸	۱۵	مان گے	مان لو گے
۳۱۸ / ۳۱۹		یہ دونوں صفحے آپس میں بدل گئے ہیں	
۳۲۳	۱۷	سبب ہوا	سبب معلوم ہوا
۳۵۸	۱۹	دعوت پڑا	دعوت نامہ پڑھا
۳٦٦	۱۳	ہی دعوت	ہی کی دعوت
۳۸۲	۵	ہوئے لیکن	ہوئے آتے لیکن
۴۱۹	۲۰	بٹھانے ہیں	بٹھاتے ہیں
۴۲۴	۲۴	رستے	رشتے

علامہ اقبال کے جشن صد سالہ پر ایک سنہری پیشکش

فکرِ اسلامی کی تشکیلِ نو

علامہ اقبال جب مشرق و مغرب کے علوم میں کامل عبور حاصل کر چکے اور اسلام فہمی میں ان کی بصیرت درجۂ کمال تک پہنچ چکی، تو انہوں نے انگریزی زبان میں عالمگیر اہمیت کے چند خطبے قلمبند کئے۔

RECONSTRUCTION OF RELIGIUS THOUGHT IN ISLAM

یہ شہرۂ آفاق خطبات اسلامی فکر کا انمول خزینہ ہیں۔ ان میں مذہبی واردات، علم، نماز کا مفہوم، تصّورِ ذات باری تعالیٰ، انسانی انا کی بقا اور اختیار، حقیقتِ دعا، اسلامی ثقافت اور اسلام میں اجتہاد جیسے انتہائی اہم اور پیچیدہ موضوعات شامل ہیں۔

محمد عثمان

اقبالیات کے اس عظیم شیدائی کی نگاہ میں پاکستان کی تشکیل و تعمیر میں بھی ان خطبات کی بے پناہ اہمیت ہے۔ اسی لیے پروفیسر محمد عثمان نے طویل عرصے کی محنت شاقہ سے ان خطبات کا سلیس اردو میں ایسا مطالعہ پیش کیا ہے جو نہ ترجمہ ہے اور نہ محض ناقدانہ جائزہ، بلکہ اس میں ترجمے کی افادیت اور جائزے کا حسن دونوں شامل ہیں۔

مکتبہ جدید

برِّعظیم میں سب سے حسین و جمیل کتابیں پیش کرنے والا یہ اشاعتی ادارہ ان خطبات کو بنانے سنوارنے میں مصروف ہے۔